Reference

قاموس المشاہیر

جلد دوم

مُرتّبہ

نظامی بدایونی

مطبوعہ نظامی پریس بدایوں

سنہ ۱۹۲۶ء

ایکہزار جلد

جلد دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاموس المشاہیر

جلد دوم

ردیف ش

شاپور۔ طہران کا ایک شاعر تھا۔ ۶۳۸ھ مطابق ۱۲۴۰ء میں وفات پائی۔ تبریز میں بمقام سرخاب مزار ہے۔ ملک الشعرا خطاب تھا۔

شاپور اوّل۔ ساسانی خاندان کا بادشاہ ایران تھا۔ اردشیر بابکان کا لڑکا تھا۔ ۲۴۰ء میں حکومت شروع کی اور رومن مملکت پر حملہ آور ہو کر کئی فتوحات حاصل کیں اور اڈیسا کی لڑائی میں رومی شہنشاہ ولیرین کی زندہ کھال کھنچوائی۔ ایرانی مورخین کی تحریر کے مطابق شاپور نے ۳۰ سال حکومت کی۔ اور ۲۷۳ء میں فوت ہوا۔ یہ ایک اچھا سپہ سالار ہی نہیں بلکہ ایک عقلمند اور فیاض حکمراں بھی تھا۔ اس کا لڑکا ہرمز اول جانشین ہوا۔ شاپور نے جارجیا اور آرمینیہ فتح کیے۔

شاپور ثانی۔ ذوالاکتاف لقب ہے۔ ہرمز ثانی شاہ ایران کا لڑکا تھا اور اپنے والد کی وفات کے چند ماہ بعد ۳۱۰ء میں پیدا ہوا۔ گویا اُس کی سلطنت کا زمانہ اُسی وقت سے شروع ہو گیا تھا جبکہ اُس کے باپ کا انتقال ہوا۔ اسی وجہ سے فارسی مورخ اُس کے زمانۂ حکومت کو اُس کی عمر سے کچھ ماہ بڑھا ہوا بتاتے ہیں۔ ۳۷۹ء میں ۷۰ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اس کے زمانے میں ملک بہت خوش رہا۔ تمام دشمن مغلوب ہوئے اور سلطنت کی وسعت بہت بڑھ گئی۔ جارجیا اور آرمینیا وغیرہ سلطنت ایران کے باقاعدہ صوبے بن گئے۔ اردشیر دوئم اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔

شاپور ثالث۔ شاپور شاہ ثانی کا لڑکا تھا۔ اور اردشیر ثانی کا اخیافی بھائی۔ جن کو معزول کر کے خود ۳۸۵ء میں ایران کا بادشاہ ہو گیا۔ اس شاہ زادہ نے صرف پانچ سال حکومت کی۔ خیمے کی چوب کے یکایک گر جانے کے سبب انتقال کیا۔

شاد۔ (دیکھو مہاراجہ کشن پرشاد بہادر ردیف م)

شاد الملک۔ سمرقند کی ایک کسبی تھی۔ سلطان خلیل بادشاہ سمرقند کے دربار میں ملازم تھی۔ سلطان مذکور

نے جو امیر تیمور کا پوتا تھا اور امور سلطنت میں نہایت ہوشیار تھا اس کسبی کی محبت میں پھنسکر اپنی حکومت کھودی تھی۔

شاداں۔ راجہ چندو لال کا تخلص ہے حکومت آصفیہ (دکن) کے مشہور فیاض اور ذی علم امیر تھے۔ ۴۴ سال تک خدمت وزارت و پیشکاری انجام دی ۱۸۴۵ء مطابق ۱۲۶۱ھ میں انتقال ہوا۔ ان کا کلیات چھپکر شائع ہوگیا ہے۔

شادمان سلطان۔ گہکر کی شاہی نسل سے ایک شاعر تھا۔ اسی وجہ سے سلطان کا لقب اختیار کیا (شاہجہاں کے زمانہ میں گہکر قوم کی حکومت پنجاب اور حسن ابدال کے قریب تھی۔ ایک دیوان اس کی تصنیف ہے۔ اس نے تخت طاؤس کی تیاری پر ۱۶۳۵ء مطابق ۱۰۴۴ھ میں شاہجہاں کی مدح میں ایک نظم لکھی اور معقول انعام پایا۔ عالمگیر کے زمانہ میں ۱۶۶۰ء مطابق ۱۰۷۰ھ میں انتقال کیا

شافعیؒ امام۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ محمد بن ادریس ہے۔ یہ شافعی اس وجہ سے کہلاتے تھے کہ ان کے مورث اعلیٰ کا نام شافعیہ تھا۔ جو ہاشمی النسل تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب ان کے آبا و اجداد میں داخل تھے۔ اسی وجہ سے ان کو امام المطلبی بھی کہتے ہیں۔ عارف باللہ ان کا لقب ہے۔ یہ بمقام غزہ پیدا ہوئے۔ ان کی تاریخ پیدائش ۷۶۷ء مطابق ۱۵۰ھ ہے۔ یہی وہ سنہ امام ابو حنیفہؒ کا سن وفات ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کے چار مشہور اماموں میں سے ایک امام تھے۔ فن حدیث میں ان کے دو مجموعے "مسند" اور "سنن" مشہور ہیں۔ فقہ میں۔ النفقۃ الاکبر ان کی ایک مستند کتاب ہے۔ ملک بن عوس سے تلمذ حاصل تھا شافعی مذہب کے پیرو خراسان میں بہت زیادہ ہیں۔ اس وقت ہندوستان اور ایران میں ان کے مقلد بہت کم پائے جاتے ہیں۔ مصر میں بتاریخ ۲۰ جنوری ۸۲۰ء مطابق ۳۰ رجب ۲۰۴ھ ۵۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

شاکر۔ عبدالرحمن مصنف گلستانِ مسرت کا تخلص ہے اس کتاب کا نام حدائق المعانی بھی ہے۔ امجد علی شاہ کے زمانے میں ۱۸۴۵ء مطابق ۱۲۶۱ھ میں اس کتاب کی ابتدا، اور واجد علی شاہ کے زمانے میں انتہا ہوئی۔

شانی۔ ایک شاعر ہے جو شاہ عباس اوّل والیٔ فارس کے زمانہ حکومت میں زندہ تھا۔ اور ۱۶۱۴ء مطابق ۱۰۲۳ھ میں وفات پائی۔ اس کو مولانا شانی تکلو بھی کہتے ہیں

شاہ باز بندہ نواز۔ عشق نامہ اور سادات نامہ کا مصنف تھا۔ ان کتابوں میں خدا کی معرفت اور روح کا بیان ہے۔

شاہ باز خاں کمبوہ۔ حاجی جمال کی چھٹی پشت میں شیخ بہار الدین ملتانی کا شاگرد تھا۔ اپنا زندگی کا پہلا حصہ درویشی میں صرف کیا۔ بعد کو شہنشاہ اکبر کی ملازمت میں منسلک ہو کر امرائے شاہی میں داخل ہوگیا۔ ۱۵۹۹ء مطابق ۱۰۰۸ھ میں ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار کے پاس اجمیر میں دفن ہے۔ اس کی فیاضی مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس سنگ پارس تھا۔

شاہ بیگ ارغون۔ سندھ کا بادشاہ ارغون خاندان کا بانی تھا۔ اس کے باپ کا نام مرزا ذوالنون بیگ ارغون تھا جو سلطان حسین مرزا شاہ خراسان کی قوم کا سپہ سالار تھا۔ وہ محمد خاں شیبانی کے حملے کی مدافعت میں کام آیا۔ جب بابر نے قندھار

پر حملہ کیا وہ اپنے کو اُس کے مقابلے کے ناقابل سمجھکر سندھ کی طرف چلا آیا۔ یہاں اُس وقت سامانیہ خاندان کا آخری بادشاہ فیروز حکمراں تھا۔ سنہ ۱۵۲۱ء میں اس کو شکست دیکر سندھ کا بادشاہ بن گیا۔ صرف دو سال حکومت کی۔ سنہ ۱۵۲۴ء مطابق سنہ ۹۳۰ھ میں فوت ہوا۔ اس کا بڑا لڑکا شاہ حسین ارغون۔ جانشین ہوا۔

شاہ بیگم۔ جہانگیر نے اپنی پہلی بی بی کو یہ خطاب عطا کیا تھا۔ جو بھگوان داس کی لڑکی اور بہاری مل کی پوتی تھی۔ سنہ ۱۵۰۴ء مطابق سنہ ۹۹۳ھ میں شہزادہ سلیم کو جو جہانگیر کے لقب سے تخت نشین ہوا منسوب ہوئی۔ شہزادہ سلطان خسرو اُسی کے بطن سے پیدا ہوا۔ سلیم اپنے ایام شہزادگی میں اپنے باپ اکبر کی ناخوشی کی وجہ سے الہ آباد رہنے لگا تھا۔ شاہ بیگم بھی اسی کے ساتھ تھی۔ سلیم اپنے بڑے بیٹے خسرو سے اس کی سرکشی کی وجہ سے ناراض تھا۔ باپ بیٹوں کے باہمی تنازعہ نے یہاں تک طول کھینچا کہ ایک دن شاہ بیگم نے زندگی سے تنگ آکر افیون کھالی اور اُس کے اثر سے سنہ ۱۶۰۳ء مطابق سنہ ۱۰۱۲ھ میں فوت ہوگئی۔ اس کی قبر خسرو باغ الہ آباد میں موجود ہی۔ شہزادہ خسرو بھی یہیں دفن ہی۔ اس بیگم کو آرام جان بھی کہتے ہیں۔ یہ خطاب شاہی محل میں آنے پر اکبر کے دربار سے ملا تھا۔ اس کو شادی سے قبل راجہ بھگوان داس اس کے باپ نے سنسکرت کی اچھی تعلیم دی تھی۔ اس زبان میں اس کی ایک کتاب "حقوق مہاراجگان" پر مشہور ہی۔ دارا شکوہ نے اس کو فارسی کا جامہ پہنایا

شاہ بیگم۔ خان مرزا بدخشانی کی والدہ تھی جس کا سلسلۂ نسب سکندر اعظم سے ملتا ہی۔

شاہ بیگم۔ محمد مقیم برادر شاہ بیگ ارغون، حاکم قندھار کی جو بعد کو بادشاہ سندھ ہوا لڑکی تھی۔ اس کی شادی قاسم کوکا کے ساتھ ہوئی تھی۔ جو ازبک قوم کی لڑائیوں میں مارا گیا بابر نے جب قندھار کو فتح کیا۔ شاہ بیگم کو کابل بھیجدیا۔

شاہ ترکمان۔ ایک ولی تھے سنہ ۱۲۴۱ء مطابق سنہ ۶۳۸ھ میں بمقام دہلی فوت ہوئے وہیں ان کا مزار ہی جو درگاہ شاہ ترکمان کے نام سے آج تک مشہور ہی

شاہ جہاں۔ ایام شہزادگی میں اس کا نام خرم تھا شہنشاہ جہانگیر کا بڑا لڑکا تھا۔ لاہور میں ۵ جنوری سنہ ۱۵۹۳ء مطابق ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۲ھ کو رانی بالمتی دختر راجہ اُودے سنگھ پسر راجہ مالدیو والیٔ جودھپور کے بطن سے پیدا ہوا۔ جہانگیر کے فوت ہونے پر ۴ فروری سنہ ۱۶۲۸ء مطابق ۸ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ھ کو محمد شہاب الدین شاہجہاں کے نام سے تخت نشین ہوا۔ ہندوستان کے سب بادشاہوں میں جو شان و شکوہ اس بادشاہ نے پیدا کی تھی وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئی۔ خان جہان لودی شاہجہاں سے پہلے کدورت رکھتا تھا۔ شاہ جہاں جب بادشاہ ہوا۔ تو خان جہاں نے معافی مانگ لی۔ بادشاہ نے اس کو مالوے کا صوبہ دار کردیا۔ لیکن اس پر بھی خان جہاں نے شاہجہاں سے علانیہ بغاوت اختیار کی۔ اور آخر دکن کے بادشاہوں کو مغلیہ سلطنت کے خلاف اُبھار شاہجہان کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ لیکن بالآخر سطوت شاہنشاہی سے مرعوب ہوکر بُندیل کھنڈ میں کالنجر کے قریب ایک لڑائی میں جو سنہ ۱۰۴۰ھ مطابق سنہ ۱۶۳۰ء میں واقع ہوئی مارا گیا۔ دکن کے جن بادشاہوں نے خان جہاں کو مدد دی تھی وہ بھی شاہی مواخذہ سے

نہ بچ سکے۔ نظام شاہی سلطنت کا خاتمہ اسی بادشاہ کے وقت میں ہوا۔ مہمات دکن کے علاوہ بلخ اور بدخشاں کی لڑائیاں اسی کے وقت میں ہوئیں لیکن صلح کرکے بادشاہی فوجیں واپس آگئیں۔ انتظامی قابلیت کے ساتھ ذوق سلیم بھی اس بادشاہ کا حصہ تھا۔ دہلی کو از سر نو تعمیر کرکے اس کا نام شاہجہاں آباد رکھا۔ اس کا بنایا ہوا تخت طاؤس مشہور ہی جو ۶۵ لاکھ روپیہ میں تیار ہوا تھا۔ اس تخت میں دو طاؤس تھے جن میں نیلم یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے تھے۔ آگرے میں اپنی پیاری بی بی ارجمند بانو بیگم المعروف بہ ممتاز محل کا مقبرہ کروروں روپے کی لاگت سے تیار کرایا جو آج تک دنیا کے سیاحوں کی نگاہوں میں چکا چوند پیدا کرتا ہی عمارتوں پر کروروں صرف کرنے کے علاوہ یہ بادشاہ فیاض بھی تھا۔ اس کی لڑکی جہاں آرا بیگم کے کپڑوں میں ایک مرتبہ اتفاقیہ شمع سے آگ لگ گئی اور وہ بہت دنوں سخت بیمار رہی ایک شخص کے دیے ہوئے مرہم سے آرام ہوگیا۔ صحت پانے پر کروروں روپیہ خیرات ہوا۔ مرہم دینے والے شخص کے وزن کے برابر سونا اس کو انعام دیا گیا۔ شاہجہاں نے اُن شاہانہ رسوم کو جو مثل زمین بوسی وغیرہ کے اکبر کے زمانہ سے جاری تھیں اور خلاف شعائر اسلام تھیں قطعاً موقوف کردیا۔ ۱۶۵۷ء مطابق ۱۰۶۷ھ میں شاہجہاں سخت علیل ہوا اس کی بیماری میں سلطنت کا انتظام دارا شکوہ (جو اس کا منظورِ نظر بیٹا تھا) کرنے لگا اس کے دوسرے بھائیوں نے اس دوران میں خانہ جنگیاں شروع کردیں ۱۶۵۸ء مطابق ۱۰۶۸ھ میں اورنگ زیب اور دارا شکوہ میں آگرے سے ۲۵-۳۰ میل جنوب و مشرق میں ایک فیصلہ کن لڑائی ہوئی اورنگ زیب کو فتح ہوئی اس لڑائی کے بعد اورنگ زیب نے شاہجہاں کو آگرے کے قلعے میں نظر بند کردیا۔ نظر بندی کی حالت میں بوڑھے بادشاہ کے مراتب اور آرام و آسائش میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ۷ سال دس ماہ قید رہ کر پیر کی شب میں ۲۳ جنوری ۱۶۶۶ء مطابق ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ کو ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور تاج گنج آگرہ میں اپنی پیاری بی بی کے پہلو میں دفن ہوا۔ شاہجہاں نے چار لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑیں سب سے بڑا لڑکا دارا شکوہ دوسرا سلطان شجاع تیسرا عالمگیر (اورنگ زیب) چوتھا مراد بخش تھا۔ ان کی بیٹیاں۔ انجمن آرا۔ گیتی آرا۔ جہاں آرا اور دہر آرا تھیں (دہر آرا کو روشن آرا بھی کہتے ہیں) شاہجہاں کے زمانے کی طلائی اشرفی پر جو ۱۰۶۲ھ میں مسکوک ہوئی تھی۔ اوپر کی طرف یہ نظم کندہ ہی۔

سکّہ بر مہر دو صد مہری زد۔ از لطف الٰہ
ثانیِ صاحب قِراں شاہِ جہانِ دین پناہ
روئے زر یاد از نقشِ سکہ اش عالم فروز
تا شود از پرتوِ خورشید روشن روئے ماہ

دوسری طرف

از صدق ابو بکر شد ایماں انور
اسلام قوی دست شد از عدل عمرؓ
دیں تازہ شد از شرم و حیائے عثمان
از علم علی یافت ولایت زیور

شاہجہاں بیگم - ریاست بھوپال (وسط ہند) کی حکمران تھیں۔ سکندر بیگم اپنی ماں کی ۱۸۶۸ء مطابق ۱۲۸۵ھ میں عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ ان کو عمارات سے بہت شوق تھا۔ محلہ شاہجہاں آباد جو بھوپال کے کنارے پر واقع ہی انھیں کے زمانہ میں آباد ہوا اور انھیں کے نام سے مشہور ہی اپنے پہلے شوہر کی وفات کے بعد

سنہ ۱۸۷۰ء مطابق سنہ ۱۲۸۷ھ میں بیوہ بیگم نے اپنے وزیر مولوی صدیق حسن خاں سے نکاح کیا جو معتمد المحارم نواب محمد صدیق حسن خاں صاحب بہادر وزیر ثانی کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں انتقال کیا۔

شاہ حسین ارغوں۔ سندھ کا بادشاہ اپنے والد شاہ لنگ ارغوں کا سنہ ۱۵۲۴ء مطابق سنہ ۹۳۰ھ میں جانشین ہوا۔ ۳۲ سال حکومت کی اور سنہ ۱۵۵۵ء مطابق سنہ ۹۶۲ھ میں فوت ہوا۔ اس کی وفات کے بعد سندھ کی مملکت محمود حاکم بکر اور مرزا علی ترخاں نے بانٹ لی اور دونوں بادشاہ بن بیٹھے ان دونوں کے باہم خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ شاہ اکبر نے لاہور آکر تمام صوبہ بکر کو سوائے قلعہ بکر کے اپنے قبضے میں کرلیا۔ محمود سنہ ۱۵۷۴ء مطابق سنہ ۹۸۲ھ میں فوت ہوا۔ اس طرح خاندان محمود کی امیدوں کا خاتمہ ہوگیا۔ عیسیٰ ترخاں نے جو شاہ حسین کی وفات کے بعد ٹھٹہ پر قابض ہوگیا تھا سنہ ۱۵۶۷ء مطابق سنہ ۹۷۵ھ میں وفات پائی۔

شاہ حسین شاہ حجاز۔ شریف مکہ۔ یورپ کی جنگ عظیم میں جس میں فرانس۔ انگلستان۔ اٹلی۔ روس ایک طرف اور جرمنی آسٹریا ٹرکی دوسری طرف تھے اور جو سنہ ۱۹۱۴ء سے سنہ ۱۹۱۸ء تک رہی۔ سلطان ٹرکی سے باغی ہوکر سلطان حجاز کا لقب اختیار کیا برطانیہ سے وظیفہ ملتا ہے اور خود مدعی خلافت ہے

شاہ حسین صفوی۔ اس کے والد کا نام شاہ سلیمان تھا جو فارس کا بادشاہ تھا اس نے سنہ ۱۶۹۴ء مطابق سنہ ۱۱۰۶ھ میں وفات پائی شاہ حسین جانشین ہوا۔ سنہ ۱۷۲۲ء میں محمود نامی قندھار کے ایک افغانی سردار نے اصفہان کا محاصرہ کیا۔ اور سلطان حسین کو مجبور کردیا کہ وہ تاج اور تخت سے دست بردار ہوجائے۔ ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۷۲۲ء مطابق سنہ ۱۱۳۵ھ کو بدنصیب سلطان کو قید کرلیا گیا سات سال کے بعد قید خانہ ہی میں اشرف محمود کے جانشین نے نومبر سنہ ۱۷۲۹ء مطابق سنہ ۱۱۴۲ھ میں قتل کردیا صفوی خاندان سلطان حسین کے ساتھ ختم ہوگیا۔ اس کا بیٹا طہماسپ اس کا جانشین ہوا۔ لیکن وہ اپنی عیاشی اور شراب نوشی کی وجہ سے سلطنت کھو بیٹھا اُس کے زمانے میں نادر شاہ کو موقع ملا کہ وہ ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالے۔

شاہدی قمیؔ۔ ایک مصنف تھا۔ قم کا رہنے والا سنہ ۱۵۲۹ء مطابق سنہ ۹۳۵ھ میں فوت ہوا۔

شاہ رُخ مرزا۔ رضا قلی کا لڑکا اور نادر شاہ کا پوتا تھا۔ نادر شاہ کے مرنے پر اس کا بھتیجا علی قلی خاں جس نے اس کو قتل کیا تھا جانشین ہوا اُس نے تخت پر بیٹھتے ہی ۱۳ مدعیانِ سلطنت کو جن میں نادر شاہ کے سب لڑکے اور پوتے شامل تھے۔ تہ تیغ کرادیا صرف شاہ رُخ بچ گیا تھا۔ شاہ رُخ تخت پر بیٹھا جس کو آقا محمد شاہ فارس نے تخت سے ہٹادیا اور اندھا کرکے مشہد بھیج دیا اور جو جواہرات اس کے قبضے میں تھے چھین لیے سنہ ۱۷۹۶ء م سنہ ۱۲۱۱ھ میں بمقام مشہد فوت ہوا۔

شاہ رخ مرزا۔ امیر تیمور کا چوتھا بیٹا تھا۔ سمرقند میں ۲۱ فروری سنہ ۱۳۷۷ء کو پیدا ہوا اپنے باپ کی وفات پر فروری سنہ ۱۴۰۵ء میں خراسان کا مالک ہوا۔ جب اُس کا بھتیجا سلطان خلیل جو سنہ ۱۴۰۸ء مطابق سنہ ۸۱۱ھ میں قید کرلیا گیا تو وہ خراسان سے سمرقند پر قبضہ کرنے کو روانہ ہوا اور وہاں کا بادشاہ تسلیم کرلیا گیا نہ صرف سمرقند میں بلکہ تمام ماوراء النہر میں اس

کی حکومت ہوگئی یہ بادشاہ بہادر اور فیاض تھا ۴۲ سال حکومت کی اور بمقام فشاور (صوبہ رے) ایرانیوں کے نوروز کے دن یعنی بروز یکشنبہ ۱۲ مارچ ۱۴۴۷ء مطابق ۲۵ ذی الحجہ ۸۵۰ہجری ۷۱ سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔ اُس نے پانچ لڑکے چھوڑے مرزا اُلغ بیگ۔ ابراہیم مرزا۔ مرزا بایسنغر سیورغتمش۔ اور محمد جوگی۔ مرزا الغ بیگ جانشین ہوا۔

شاہ رخ مرزا۔ امیر تیمور کی نسل سے ابراہیم مرزا کا لڑکا اور مرزا سلیمان حاکم کا پوتا تھا۔ اس کی ماں کا نام محترم خانم تھا۔ ۱۵۷۵ء مطابق ۹۸۳ھ میں اُس نے اپنے دادا سے بدخشاں کا ملک چھین لیا۔ اس پر دس سال حکومت کی پھر ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ میں اسکو عبداللہ خاں اُزبک نے فتح کرلیا اور شاہ رخ ہندوستان کو بھاگ آیا۔ اکبر بادشاہ کا زمانہ تھا۔ اکبر نے نہایت مہربانی سے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنی لڑکی شکرالنسا بیگم ۱۵۹۳ء مطابق ۱۰۰۱ھ میں ان کے نکاح میں دے دی پنج ہزاری منصب پر سرفراز کیا۔ جہانگیر کے عہد میں ہفت ہزاری منصبدار ہوا۔ بمقام اوجین ۱۶۰۷ء مطابق ۱۰۱۶ھ میں فوت ہوا وہیں قبر ہے۔

شاہزادہ خانم۔ سلیمہ بیگم کے بطن سے اکبر کی شہزادی اپنے بھائی جہانگیر کے زمانۂ حکومت کے آغاز میں زندہ تھی۔

شاہ سلیمان صفوی۔ شاہ عباس دوم والی ایران کا لڑکا تھا۔ ۲۶ اگست ۱۶۶۶ء مطابق ۵ ربیع اوّل ۱۰۷۷ھ کو تخت نشین ہوا۔ ۲۹ سال حکومت کی اور ۱۶۹۴ء میں مطابق ۱۱۰۶ھ میں انتقال کیا۔ شاہ حسین صفوی اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

شاہ شجاع۔ منظفریہ خاندان سے ایران کا بادشاہ گزرا ہے اس کا پایہ تخت شیراز تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کو جوع البقر کا مرض لاحق تھا۔ سفر و حضر میں کبھی اس کی بھوک کم نہ ہوتی تھی۔ اس نے اپنے باپ محمد منظفر کو اندھا کردیا اور ۱۳۵۹ء میں خود حکمراں بن بیٹھا۔ اس کے بھائی شاہ محمود اصفہانی نے ۱۳۶۴ء میں شیراز کا محاصرہ کیا اور اس پر قبضہ کرلیا اور اپنے بھائی سے پہلے ۱۳۷۵ء مطابق ۹ شوال ۷۷۶ھ میں ۱۶ سال کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔ شاہ شجاع کا بروز یکشنبہ ۹ اکتوبر ۱۳۸۴ء مطابق ۲۲ شعبان ۷۸۶ھ انتقال ہوا۔ زین العابدین اس کا لڑکا جانشین ہوا جو امیر تیمور کے شیراز آنے پر تستر کو چلا گیا وہاں اس کے چچا شاہ منصور نے اس کو پکڑ کر اندھا کردیا۔ امیر تیمور نے شیراز یحییٰ بن منظفر کو تفویض کیا مگر ان سے شاہ منصور نے چھین لیا جو ۱۳۹۳ء مطابق ۷۹۵ھ تک جب تک کہ تیمور پھر اس پر قابض نہ ہوگیا اس بادشاہ کی حکومت میں رہا۔ اس کی قبر شیراز کے ایک باغ میں ہے جو "ہفت تن" کے نام سے مشہور ہے۔

شاہ شریف (دیکھو شاہ شرف الدین)

شاہ صدر۔ یہ ایک مسلمان بزرگ تھے جن کا مقبرہ سیستان کے پہاڑ کے دامن میں ہے جو سندھ کے سیدوں کے موضع لکی سے ۳۰۰ قدم کے فاصلے پر واقع ہے وہ اصلاً عرب سے آئے اور ملک سندھ میں اشاعت اسلام کی۔ ان کا سال وفات نہیں معلوم مگر ۱۱۵۵ء میں نادرشاہ بادشاہ کے حکم سے ان کا مقبرہ تعمیر ہوا ہے۔ ایک روایت مشہور ہے کہ نادر شاہ نے ان بزرگ کو خواب میں دیکھا تھا اور خواب میں ہی نادرشاہ کو بشارت دی گئی تھی کہ امرکوٹ میں اسے

ایک بڑا دفینہ ملیگا۔ چنانچہ یہ خواب سچا ہوا تب تو نادرشاہ نے اُن کا مقبرہ تعمیر کرایا۔ اور سادات موضع لکی کو بڑی بڑی رقوم بطور نذر کے دیں۔ سادات لکی انھیں بزرگ کی اولاد میں ہیں اور وہ اپنا شجرۂ نسب امام علیؑ نقی سے ملاتے ہیں کچھ عجب نہیں کہ موضع کا نام نقی سے بگڑ کر لکی ہو گیا ہو۔

شاہ صفی۔ عباس اعظم بادشاہ ایران کا پوتا۔ اصل نام بہرام مرزا تھا۔ اس کے والد کا نام صفی مرزا تھا۔ شاہ صفی کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ چالیس سال حکومت کی۔ ۱۶۴۲ء مطابق صفر ۱۰۵۲ھ میں انتقال۔ یہ نہایت ظالم تھا۔ اس نے اپنے عہد میں یہ حکم دیدیا تھا کہ شاہی نسل کے تمام شہزادے اور قریب قریب ہر وزیر یا سپہ سالار قتل کر دیا جائے یا کم سے کم اندھا کر دیا جائے۔ اس کے فوت ہونے پر اس کا لڑکا عباس صفوی جانشین ہوا۔

شاہ صوفی۔ اکبر کے زمانہ میں ایک مشہور ولی تھے ان کا مزار صوفی پور پرگنہ فیروز آباد ضلع آگرہ میں واقع ہے۔ اصفہان سے ہندوستان آئے تھے دریائے جمن کے قریب چندواڑ کے مقام پر گوشۂ عزلت میں بسر کرتے تھے۔ یہ قصہ مشہور ہے کہ اُس زمانے میں راجہ چند رسین فیروز آباد کا راجہ تھا یہ راجہ اپنی سرکشی سے بادشاہانِ مغلیہ کو ہمیشہ تکلیف دیتا رہتا تھا۔ اکبر کو بہ نفسِ نفیس راجہ کے مقابلے کے لیے آنا پڑا۔ یہاں عرصے تک مقابلہ جاری رہا۔ اسی دوران میں صوفی صاحب کی کرامتیں بادشاہ کے گوش گزار ہوئیں۔ اور بادشاہ نے اُن سے روحانی مدد چاہی۔ چنانچہ شاہ صاحب کی دعا سے قلعہ فتح ہوا۔ لیکن شاہ صاحب نے راجہ کے لیے بھی ایسی دعا دی کہ وہ عزت کے ساتھ چلا جائے۔ چنانچہ راجہ مع اپنے خاندان اور مال ومتاع کے ہندوستان سے مشرق کی طرف چلا گیا۔ بادشاہ نے نصف موضع چندواڑ شاہ صاحب کو جاگیر میں دیدیا۔ اس قصے سے راجہ چند رسین کا نام منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ چند رسین کا زمانہ علاء الدین کے عہد میں گزرا ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ یہ قصہ چند رسین کی اولاد سے تعلق رکھتا ہو۔ شاہ صاحب کا مزار اُسی مقام پر جو اب صوفی پور کہلاتا ہے واقع ہے اور ایک خوشنما عمارت ہے۔

شاہ طاہر جنیدی۔ یہ دخانی بھی کہلاتے ہیں۔ شاہ جعفر کے چھوٹے بھائی تھے۔ یہ ہمایوں کے زمانہ میں ہندوستان آئے اور بعد کو دکن چلے گئے۔ وہاں احمدنگر کے بادشاہ برہان نظام شاہ اول کے وزیر ہوئے۔ ان کا مذہب شیعہ تھا۔ ۱۵۳۷ء مطابق ۹۴۴ھ میں بادشاہ نے بھی ان کے اثر سے مذہب شیعہ اختیار کر لیا۔ اور نشان شیعیت کے طور پر بادشاہی تخت اور چتر شاہی کا رنگ سبز قائم کیا گیا۔

شاہ عالم۔ دہلی کا بادشاہ تھا۔ اس کا اصلی نام عالی گہر تھا۔ شہنشاہ عالمگیر ثانی کا لڑکا۔ زینت محل عرف بلال کنور کے بطن سے پیدا ہوا۔ ۱۵/ جون ۱۷۲۸ء مطابق ۱۷/ ذی قعدہ ۱۱۴۰ھ تاریخ پیدائش ہے۔ ۱۷۵۸ء مطابق ۱۱۷۲ھ میں اس خوف سے کہ عماد الملک غازی الدین خاں وزیر مملکت قید نہ کر لے وہ قسمت آزمائی کے لیے دہلی چھوڑ کر بنگال پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ انگریزوں نے

بنگال کے نواب سراج الدولہ کو تخت سے معزول کر کے میر جعفر کو مسند نشین کیا تھا۔ غازی الدین وزیر نے یہ سمجھ کر کہ عالمگیر ثانی احمد شاہ ابدالی سے سازش کر رہا ہے اس کو قتل کرا دیا۔ پانی پت کی لڑائی کے بعد احمد شاہ نے شاہ عالم ثانی کی بادشاہی کا جو اس وقت دلّی میں موجود نہ تھا اعلان کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۵ دسمبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاول ۱۱۷۳ھ کا ہے۔ شاہ عالم نے ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء میں انگریزوں کے ہاتھ سے بہار کے نکالنے کے لیے بکسر کی مشہور لڑائی لڑی مگر شکست کھا کر صلح کر لی اور الہ آباد چلا آیا۔ یہاں ۱۲ اگست ۱۷۶۵ء کو ملک بنگال کی دیوانی کی سند ایسٹ انڈیا کمپنی کو عطا کی۔ کمپنی نے بنگال بہار اور اڑیسہ کے محاصل میں سے ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ بادشاہ کو ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ ۱۷۷۱ء تک شاہ عالم الہ آباد میں بیکار پڑا رہا اسی سال کے آخر میں ۲۵ دسمبر کو وہ دہلی پہنچا۔ ۱۰ اگست ۱۷۸۸ء کو غلام قادر خاں روہیلہ سردار نے اس کو اندھا کر دیا۔ یہ بادشاہ فارسی میں شعر بھی کہتا تھا۔ آفتاب تخلص تھا۔ صاحب دیوان تھا۔

شاہ عبد الغفور۔ عرف بابا کپور۔ ان کا سلسلۂ طریقت شاہ مدار تک پہنچتا ہے۔ کالپی کے ساکن اور مجذوب تھے سنہ نو سو نواسی ہجری مطابق ۱۵۸۱ء میں انتقال ہوا۔ حسب وصیت شاہ محمد غوث گوالیاری شہر گوالیار میں دفن ہوئے۔

شاہ علی حضرت۔ انھوں نے عربی فارسی اور گجراتی میں کئی کتب مذہبی تصنیف کیں۔ احمد آباد گجرات میں ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۳ھ میں فوت ہوئے اور وہیں قبر ہے۔

شاہ علی۔ شاہجہاں کے عہد میں مندسور کا جاگیردار تھا وہاں ایک جامع مسجد ۱۲ رجب ۱۰۶۲ھ میں تعمیر کی۔

شاہ علی محمد۔ تجلیات رحمانی کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں تصوف کے بعض مسائل کی شرح بیان کی گئی ہے۔

شاہ قانون۔ مشہور بزرگ تھے ان کی قبر شہر گوالیار میں ہے۔ بڑا مقبرہ اور چار دیواری ہے ان کے بیٹے کی قبر بھی وہیں ہے۔ مقبرہ کے دروازہ پر ۱۰۰۸ھ مطابق ۱۵۹۹ء کندہ ہیں۔

شاہ کرک۔ اولیا اللہ سے تھے۔ کڑا مانک پور ضلع الہ آباد میں رہتے تھے۔ وہیں ان کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا زمانہ پایا تھا۔ اس وقت سلطان علاء الدین صوبہ الہ آباد کا حاکم تھا اس نے فیروز شاہ سے بغاوت اختیار کر لی تھی ۱۲۹۶ء میں یہ سن کر کہ بادشاہ اس کو سزا دینے کے لیے آرہا ہے وہ اپنی فوج کے ساتھ دریائے گنگ کو عبور کر کے کڑا مانک پور پر خیمہ زن ہو گیا اور سب سے پہلے شاہ کرک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاہ صاحب نے اس کو دیکھ کر فی البدیہہ ایک شعر فارسی کا پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ جو تیرے مقابلے کے لیے آرہا ہے اس کا سر کشتی میں اتارا جائے گا اور دھڑ گنگا میں پھینک دیا جائے گا۔ چند گھنٹوں کے بعد یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی۔ شاہ کرک کی وفات ۱۲۹۶ء اور ۱۳۱۶ء کے درمیان واقع ہوئی۔

شاہ محمد خلیفہ۔ فارسی کی مشہور کتاب انشاء خلیفہ کے مصنف ہیں۔

شاہ محمود اصفہانی۔ شاہ منصور ایران کے

خاندان مظفریہ کا آخری بادشاہ گزرا ہے۔ اس نے شاہ زین العابدین کو اندھا کر کے شیراز پر قبضہ کر لیا امیر تیمور نے اس کو شکست دیکر ۲۲ مئی ۱۳۹۳ء مطابق ۱۰ رجب ۷۹۵ھ کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا

شاہ مدار۔ مشہور اولیائے کرام سے تھے ان کا نام نامی بدیع الدین تھا۔ شیخ تیغوری بسطامی کے مرید تھے۔ خاندان مداریہ ان ہی کے نام سے منسوب ہے ۲۰ دسمبر ۱۴۳۴ء مطابق ۸۳۸ھ میں ۱۲۴ سال کی عمر میں انتقال کیا اور بمقام مکن پور ضلع کانپور میں دفن ہوئے۔ جہاں ہر سال ایک بڑا میلہ ہوتا ہے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی ان کے ہمعصر تھے۔ جو سلطان ابراہیم شرقی جونپوری کے زمانہ میں تھے۔

شاہ میر۔ میاں میر بھی کہلاتے ہیں۔ ان کا اصلی نام شیخ محمد تھا۔ خلیفۂ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے۔ نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ ان کا شمار اولیا میں ہے۔ یہ سیستان میں ۱۵۵۰ء مطابق ۹۵۷ھ میں پیدا ہوئے۔ وطن چھوڑ کر ہندوستان چلے آئے لاہور قیام کیا۔ ۶۰ سال تک یہاں رہے اور ۱۱۔ اگست ۱۶۳۵ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ کو ۸۸ سال کی عمر میں بمقام ہاشم پور دفن ہوئے۔ بکثرت مرید چھوڑے ملا شاہ انھیں کے مرید و خلیفہ تھے۔ جن سے شہزادہ دارا شکوہ نے بیعت کی تھی۔ ضیاء العیون جو اخلاق کی مشہور کتاب ہے۔ حضرت شاہ میر ہی کی مصنفہ ہے۔ لاہور میں چھاؤنی میاں میر کا مقام آجتک انھیں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

شاہ میر۔ کشمیر میں نہ صرف اسلامی حکومت کا بانی گزرا ہے۔ بلکہ وہاں مذہب اسلام کا شیوع بھی اسی کی ذات سے ہوا۔ وہ درویشانہ لباس میں ۱۳۱۵ء مطابق ۷۱۵ھ میں سیاحانہ وہاں وارد ہوا۔ اُس وقت راجہ بشن دیو کشمیر کا حکمران تھا۔ اس نے راجہ کے دربار تک رسائی حاصل کر لی راجہ کے فوت ہونے کے بعد جب اُس کا لڑکا رنجن جانشین ہوا تو اُس نے اس کو وزارت کے عہدے پر ترقی دی رنجن کے فوت ہونے پر اُس کے جانشین آنند دیو نے بھی اُس کو اس عہدے پر بحال رکھا۔ شاہ میر اور اُس کے خاندان نے کشمیر میں یہاں تک اثر پیدا کر لیا تھا کہ راجہ ہی کی نظروں میں وہ مقتدر نہ تھا۔ بلکہ رعایا کے دلوں پر بھی اس کا سکّہ بیٹھا ہوا تھا۔ راجہ نے ان حالات پر نظر کر کے اس کے اثر کو گھٹانا چاہا اور اس غرض کے حصول کے لیے اس نے اُس کو دربار میں آنے کی ممانعت کر دی۔ اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ میر نے کُھلّم کُھلّا راجہ سے بغاوت اختیار کر لی۔ فوج مرتب کی۔ راجہ کے عہدہ دار بھی اُن کے شریک ہو گئے۔ ۱۳۲۶ء مطابق ۷۲۷ھ میں اس صدمے سے راجہ فوت ہو گیا۔ شاہ میر نے جو ملک پر پہلے ہی قابض ہو چکا تھا اپنے قبضے کو مکمل اور مضبوط کرنے کی غرض سے راجہ کی بیوہ کو لادیوی سے جس نے راجہ کے بعد کشمیر کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی اس کے مذہب اسلام قبول کرنے کے بعد نکاح کر لیا۔ شاہ میر سلطان شمس الدین کے لقب سے ۱۳۴۱ء مطابق ۷۴۲ھ سے ۱۳۴۵ء مطابق ۷۴۵ھ تک حکمراں رہا۔ ۱۳۴۹ء اور بقول بعض ۱۳۴۴ء میں اس کا انتقال ہوا۔ جمشید اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

(کشمیر کے مسلمان بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے)

(۱) سلطان شمس الدین شاہ میر۔
(۲) جمشید بن شاہ میر۔ ۱۴ ماہ حکومت کی اور اس کے چھوٹے بھائی علاء الدین علی شیر نے اس کو جلاوطن کر کے قتل کر دیا۔
(۳) علاء الدین علی شیر بن شاہ میر نے ۱۳ سال تک حکومت کی۔
(۴) شہاب الدین علاء الدین نے ۱۹ سال حکومت کی ۱۳۷۶ء میں فوت ہوا۔
(۵) قطب الدین برادر شہاب الدین۔ اس کے زمانہ میں مشہور سید علی ہمدانی کشمیر میں وارد ہوا ۱۵ سال حکومت کی۔
(۶) سکندر بت شکن۔ اس نے تمام بت توڑ ڈالے اور ہندو مذہب کی کایا پلٹ کر دی۔ قطب الدین امیر تیمور کا ہمعصر تھا۔ ۲۵ سال حکومت کی
(۷) علی شاہ سکندر، ۷ سال حکومت کی۔
(۸) زین العابدین برادر علی شاہ ۵۲ سال حکومت کی اور ۱۴۷۰ء میں فوت ہوا۔
(۹) حیدر شاہ بن زین العابدین ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک حکومت کی۔ محل کی چھت سے گر کر انتقال کیا۔
(۱۰) سلطان حسن بن حیدر شاہ ۱۲ سال تک حکمران رہا
(۱۱) محمد شاہ بن حسن شاہ۔ ۷ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا اپنے چچا فتح خاں سے چند لڑائیاں ہوئیں آخر ۱۱ سال کی حکومت کے بعد فتح خاں نے اس کو قید کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔
(۱۲) فتح خاں۔ فتح شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ دس سال حکومت کی۔ ازاں بعد ۱۵۹۶ء میں محمد شاہ نے اُس کو شکست دیکر پھر حکومت حاصل کر لی۔ لیکن دو ماہ کے مختصر زمانے کے بعد فتح شاہ نے اُس کو تخت سے اُتار دیا اور ایک سال تک تخت پر قابض رہا۔ اس کے بعد محمد شاہ تیسری مرتبہ پھر ذی اختیار ہو گیا تھا اور اس مرتبہ اس نے ۱۹ سال حکومت کی۔ اور معزول کر دیا گیا۔ اس معزولی کے بعد اس کو چوتھی مرتبہ پھر حکومت کا موقع ملا۔ ۱۵۳۳ء میں وہ بہ اوقات مختلف پچاس سال حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔
(۱۳) ابراہیم بن محمد پانچ سال حکومت کی۔
(۱۴) مبارک شاہ نازک اور بارک کے لقب سے مشہور رہی۔ ابراہیم کے زمانہ میں ہمایوں نے مرزا حیدر دوغلات کی ماتحتی میں اپنی فوج کشمیر پر چڑھائی کرنے کو بھیجی۔ اس فوج نے مبارک شاہ کو شکست دی اور مرزا حیدر کشمیر کا بادشاہ ہو گیا مرزا حیدر دوغلات دس سال کی حکومت کے بعد ۱۵۵۱ء مطابق ۹۵۸ھ میں ایک شبخون میں قتل ہوا۔ اس کے بعد ارکین حکومت نے ملک کو تین حصوں میں تقسیم کر کے باہم دگر سلطنت کا بٹوارا کر لیا۔ اور مبارک بن ابراہیم کو نام کا بادشاہ بنا کر تخت پر بٹھا دیا۔ لیکن اس کے بھائی نے اس کو بہت جلد معزول کر دیا۔ ابراہیم ثانی دولت چک نے اس کو تخت پر بٹھایا۔ تھوڑے عرصے کے بعد معزول کر کے اندھا کر دیا اور اس کا بھائی اسمٰعیل ۱۵۵۶ء میں تخت نشین ہوا۔ جو دو سال حکومت کرنے کے بعد فوت ہوا۔ پھر اس کا لڑکا جانشین ہوا۔ تین سال حکومت کی۔ غازی چک نے اُس کو قید کر لیا۔ غازی چک غازی

شاہ کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔ چار سال حکومت
کی۔ مرض جذام میں مبتلا ہو جانے کے سبب
سنہ ۱۵۶۳ء میں تخت سے دست برداری کی
حسین شاہ برادر غازی چک تخت نشین ہوا۔
۶ سال حکومت کی سنہ ۱۵۶۹ء میں اپنے بھائی
علی خاں کو تخت و تاج حوالہ کر کے خود
گوشہ نشین ہو گیا۔ علی شاہ سنہ ۱۵۶۹ء میں بادشاہ
ہوا ان کے زمانہ میں سنہ ۱۵۶۲ء میں ملا عشقی اور
قاضی صدر الدین سُفرائے سلطنت مغلیہ کشمیر آئے
اس سفارت کا یہ نتیجہ ہوا کہ سلطنت دہلی اور
حکومت کشمیر میں رابطہ اتحاد قائم ہو گیا۔ خطبوں
میں بہ حیثیت شہنشاہ کشمیر اکبر بادشاہ کا نام
پڑھا جانے لگا۔ علی شاہ نے اپنی بھتیجی شہزادہ
سلیم کے نکاح میں دیدی۔ سنہ ۱۵۷۶ء میں علی شاہ
گھوڑے سے گر کر فوت ہوا۔ اس کی مدت حکومت
۹ سال ہے۔ اس کے بعد یوسف چک اُن کا
بیٹا تخت نشین ہوا۔ جو سنہ ۱۵۸۶ء میں دربار
شاہنشاہی میں حاضری کی غرض سے دہلی کو
روانہ ہوا اور وہیں روک لیا گیا۔ اس کی غیر حاضری
میں یعقوب چک نے اپنے کو بادشاہ مشتہر کر دیا
سنہ ۱۵۰۰ء مطابق سنہ ۹۹۵ھ میں شہنشاہ اکبر نے
محمد قاسم خاں امیر البحر کو کشمیر کی فتح کے لیے بھیجا۔
یعقوب کو شکست ہوئی اس کو گرفتار کر لیا گیا۔
سنہ ۱۵۸۸ء میں دربار دہلی میں اس کو حاضر کر دیا گیا
اکبر نے اس کو اور اُس کے والد یوسف چک کو
اپنے دربار کے امراء میں داخل کیا۔
دونوں نے صوبۂ بہار میں جاگیریں پائیں۔ اور
اُس وقت سے کشمیر دہلی کا صوبہ بن گیا۔

شاہ نواز خاں۔ عبدالرحیم خاں خانخاناں اور
شاہ جہاں بادشاہ دہلی کا خُسر تھا۔ سنہ ۱۰۲۸ھ
مطابق سنہ ۱۶۱۸ء میں وفات پائی۔

شاہ نواز خاں۔ وزیر آصف خاں کا لڑکا عہد
شاہجہانی کے امراء میں داخل تھا۔ عالمگیر کا
خسر تھا۔ بقول صاحب مآثر الامراء کے باپ کا
نام مرزا رستم قندھاری تھا۔ عالمگیر نے اس کو
احمد آباد گجرات کا صوبہ دار مقرر کر دیا لیکن اُس نے
اپنے محسن اور داماد عالمگیر سے بیوفائی کی اور
اُس کے حریف دارا شکوہ کا ساتھ دیا۔ جب
دارا شکوہ ملتان سے فرار ہو کر احمد آباد آیا تو اُس نے
اُس کی مدد کو ایک فوج فراہم کی اور فوج کی
جمعیت میں اجمیر کی طرف رُخ کیا۔ جہاں کئی روز
تک عالمگیر کی فوج سے مقابلہ ہوتا رہا۔ اس
لڑائی میں دلیر خاں کے نیزے نے شاہ نواز خاں
کا کام تمام کر دیا۔ اُس کے مارے جانے سے
وزرا کی ہمت ٹوٹ گئی اور وہ شکست کھا کر
سندھ کی طرف بھاگ گئے۔ یہ واقعہ ۱۳ مارچ
سنہ ۱۶۵۹ء مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۰۶۹ھ کا ہے
شاہ نواز کی قبر اجمیر میں خواجہ صاحب کی درگاہ
کے قریب ہے۔

شاہ نواز خاں۔ شاہ عالم کے دربار کا ایک امیر
تھا۔ مرأت آفتاب نما اس کی تصنیف ہے
اس کتاب میں دہلی جدید کے تاریخی حالات
درج ہیں۔

شاہ نواز خاں۔ صمصام الدولہ کا خطاب تھا
اصل نام عبدالرزاق تھا۔ خاندان سادات
سے تھا۔ جو خراسان سے اکبر کے زمانہ میں
ہندوستان آیا۔ سب سے پہلے اس کا پردادا
امیر کمال الدین امرائے اکبری میں داخل ہوا

اس خاندان کے دوسرے لوگوں نے بھی جو صمصام الدولہ کے مورثوں میں تھے۔ عہد شاہجہانی اور عالمگیر میں اقتدار پایا۔ صمصام الدولہ کے دادا کا نام قاسم خاں تھا جو ملتان کا دیوان تھا۔ اس کا باپ نواب سید حسن علی خاں صوبہ داری دکن پر مامور تھا۔ شاہ نواز خاں ۲۹ رمضان ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۶۹۹ء میں بمقام لاہور پیدا ہوا۔ اس کی نشو ونما اورنگ آباد دکن میں ہوئی جہاں اس کا خاندان پہلے سے آباد تھا۔ اوّل اوّل نظام الملک آصف جاہ اول کے ملازم ہوا۔ اور برار کی صوبے داری کی خدمات انجام دیں ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۷۴۸ء میں جب نواب ناصر جنگ بہادر صوبہ دار دکن ہوئے تو انھوں نے صمصام الدولہ صوبہ دار برار کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۷۵۰ء میں جب نواب ناصر جنگ کی طلبی دربار شاہی میں ہوئی تو صمصام الدولہ کو صوبہ داری دکن پر اپنا قائم مقام مقرر کر گئے۔ ۱۱۶۷ء میں مونشیر بُسی فرانسیسی جنرل اور حیدر جنگ کا بہت زور ہوا انھوں نے صمصام الدولہ کو قید کر دیا۔ نواب [۶ء میں فوت] نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کے اشارے سے ۱۲ مئی ۱۷۵۸ء مطابق ۳ رمضان ۱۱۷۱ھ کو حیدر جنگ قتل ہوئے اور اسی گڑبڑ میں اسی تاریخ کو صمصام الدولہ اور ان کا ایک لڑکا میر عبد النبی خاں مارے گئے۔ دونوں اورنگ آباد میں اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔ مآثر الامراء تیموریہ صمصام الدولہ کی تصنیف ہے جس کی تکمیل اور اشاعت میر غلام علی آزاد نے کی اس کے بعد مصنف کے بیٹے میر عبد الحی خاں نے جو بعد کو صمصام الدولہ صمصام جنگ کے لقب سے مشہور ہوا ۱۷۶۹ء میں اس کتاب کی نظر ثانی کرکے اس کو موجودہ صورت میں ترتیب دیا میر عبد الحی خاں صمصام جنگ کا انتقال ۲۹ اپریل ۱۷۸۲ء مطابق ۱۵ جمادی الاول ۱۱۹۶ھ کو ہوا

شاہ نور - دکن کے ایک مشہور درویش اور ولی تھے ۲۰ فروری ۱۶۹۳ء کو انتقال ہوا۔ شہر اورنگ آباد کے متصل ان کا مزار زیارت گاہ عوام ہے۔

شاہ نور اشہری - ایران کا ایک مشہور شاعر تھا ظہیر الدین فاریابی سے تلمذ تھا۔ سلطان محمد خوارزم شاہ بن تکش کا زمانہ پایا تھا۔ بمقام تبریز ۱۲۳۰ء مطابق ۶۲۷ھ میں وفات پائی۔

شاہ ولایت - بدر الدین نام ابوبکر کنیت ہے یمن کے رہنے والے ہیں۔ اکابر اولیا میں آپ کا شمار ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب ولایت کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ اپنے بھائی سید حسن (سلطان العارفین) کے سلسلہ سہروردی میں مرید و خلیفہ تھے۔ مزار شریف بمقام بدایوں عقب عید گاہ شمسی واقع ہے آپ کو موئے تاب بھی کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ آپ بالوں کی رسی بنا کر فروخت کیا کرتے تھے تاریخ ولادت و وفات کا صحیح پتہ نہیں چلتا۔ ۶۲۵ھ مطابق ۱۲۲۵ء کے قریب وفات ہوئی۔ لیکن اس کتبے سے جو مقبرہ کے اندرونی دروازہ پر لگا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت عہد سلطان محمد فیروز شاہ میں ۷۷۲ھ مطابق ۱۳۷۰ء میں تعمیر ہوئی۔ ہر سال ۲۱ رمضان المبارک کو عرس ہوتا ہے۔ عہد شاہانِ مغلیہ سے اس درگاہ کے مصارف کے واسطے چند دیہات معافی اب تک وقف چلے آتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ (دیکھو اشتیاق)

شاہی - شاہزادہ مرزا انور الدین بن مرزا خان بخت بن مرزا سلیمان شکوہ کا تخلص ہی۔

شاہی بیگ خاں اس کو اُزبک شیبانی بھی کہتے ہیں ماوراء النہر فتح کرنے کے بعد خراسان پر حملہ کیا اور ۱۵۰۷ء مطابق ۹۱۳ھ میں ہرات لے لیا۔ اور خاندان تیمور کے خاندان کا چراغ گل کر دیا۔ اُس کو شاہ اسمٰعیل صفوی نے ۱۵۱۰ء مطابق ۹۱۶ھ میں شکست دیکر قتل کیا۔ فاتح بادشاہ نے اُس کی کھوپڑی پر سونا منڈھکر اپنا جام شراب تیار کرایا تھا۔ اس کی وفات کے بعد تیمور سلطان بادشاہ ہوا اور جانی بیگ سلطان اور عبد اللہ خاں نے ملکر اپنے باہم بخارا تقسیم کر لیا۔ ازبک تاتاری تھی جو روس کی سرحد سے آئے تھے اور چنگیز خانی نسل کے شہزادوں کی شیبانی نسل کے محکوم رہے تھے۔

شاہی میر - آقا ملک بن جمال الدین فیروزکوہی کا تخلص ہی جو سبزوار کے ایک مشہور عالم تھے۔ اس کی ماں خواجہ مولیٰ کی بہن تھی۔ خواجہ مذکور سربدالان سبزواری کی نسل سے۔ شاہی میر خوشنویس اور نقاش بھی تھے۔ علم موسیقی سے بھی واقف۔ بایسنغر مرزا اور سلطان بابر کا زمانہ پایا تھا بعمر ۰، سال بمقام استرآباد ۱۴۵۰ء مطابق ۸۵۴ھ میں فوت ہوئے اور سبزواری میں دفن ہوئے۔ شعراء کا ایک تذکرہ اور ایک دیوان یادگار چھوڑا

شایستہ خاں امیر الامراء - اس کا اصل نام مرزا مراد یا ابو طالب تھا۔ یمین الدولہ آصف جاہ وزیر کا لڑکا اور اعتماد الدولہ کا پوتا تھا۔ ۱۶۴۱ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد اس کو شاہجہاں نے وزیر مقرر کیا۔ اس نے الہ آباد میں دریائے جمنا کے کنارے ایک عالیشان جامع مسجد ۱۶۴۶ء میں تعمیر کرائی تھی جو ۱۸۵۷ء تک موجود تھی۔ اس کو شاہجہاں نے ۱۶۳۹ء میں برار کا حاکم مقرر کیا اور ۱۶۵۲ء میں گجرات کی کمان پر بھیجا۔ ۱۶۵۸ء میں عالمگیر نے شہزادہ سلطان محمد کا نائب مقرر کر کے مہم گولکنڈہ پر روانہ کیا۔ ۱۶۵۹ء میں شہزادہ معظم کی جگہ دکن کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اسی زمانے میں شایستہ خاں کو مرہٹوں کا فتنہ فرو کرنے کی غرض سے اورنگ آباد جانا پڑا اور اُس کے حسن تدبیر سے کسی جنگ کی ضرورت پیش نہ آئی۔ کئی قلعے بادشاہی قبضے میں آ گئے۔ پونا فتح ہو گیا۔ لیکن سیواجی اُس کی جان لینے کی تدبیریں کرتا رہا۔ ان وجوہ سے بادشاہ نے اُس کو بنگالہ بھیجدیا اور ۱۶۶۶ء میں بنگالے کا حاکم مقرر ہوا۔ ڈھاکے کو صدر مقام قرار دیا۔ ۱۶۹۴ء میں فوت ہوا اور بمقام آگرہ اپنے باغ میں دفن ہوا۔ ۹۳ برس کی عمر پائی۔ اُس کا لڑکا خدا بندہ خاں بھی عالمگیر کے زمانے میں معزز عہدے پر ممتاز تھا۔ کرناٹک کا فوجدار رہا اور بعد کو روح اللہ خاں کی جگہ داروغۂ مطبخ شاہی ہو گیا

شائق - میر غلام علی بن سید فتح علی رضوی جائسی کا تخلص ہی۔ غازی الدین حیدر شاہ اودھ کے عہد میں لکھنؤ کے مشہور شعرا میں گزرا ہی۔ غازی الدین حیدر کا زمانۂ سلطنت ۱۸۱۴ء سے ۱۸۲۷ء تک ہی۔

شائق - یوسف بیگ کا تخلص ہی۔ دہلی کا شاعر تھا جو گوشہ نشینی میں زندگی بسر کرتا تھا۔ اس کا دوسرا بھائی بادشاہ عالمگیر کا منصبدار تھا۔ ۱۶۸۰ء مطابق ۱۰۹۱ھ میں وفات پائی۔

شائق نذیر الدین حسن - ایک دیوان اس کی

تصنیف سے ہی۔ نذیر الدین حسن بن شاہ غلام محی الدین اویسی کا تخلص ہی۔ مصدر فیوض اُس کی تصنیف ہی جو فارسی قواعد کی مشہور درسی کتاب ہی۔ مصنف موصوف ۱۸۱۵ء میں نواب احمد یار خاں (بریلی) کی ملازمت میں داخل ہوا۔ اُسی زمانے میں یہ کتاب تصنیف کی تھی۔

شبکرن بُندیلہ۔ ایک راجپوت تھا جو عالمگیر کے یہاں ایکہزاری منصب رکھتا تھا۔ بھگوانداس پسر مہاراجہ نرسنگھ دیو کا بیٹا تھا۔ کلانے کی تسخیر اسی کے حسنِ تدبیر کا نتیجہ تھی۔ اوجین اور سموگڑھ کے محاربوں میں نہایت گرمجوشی کے ساتھ خدمتیں انجام دیں آخر زمانہ میں بہادر گڑھ میں کار شاہی انجام دے رہا تھا کہ بیمار ہوا اور وطن پہنچکر انتقال کیا۔ سن وفات ۱۶۷۸ء ہی۔

شبلی (دیکھو ابوبکر شبلی)

شبلی نعمانی۔ اعظم گڑھ کے ساکن۔ معقولات فلسفہ اور حدیث کے عالم فارسی کے اچھے ادیب تھے کسی قدر انگریزی بھی جانتے تھے۔ تحصیل علم سے فارغ ہوکر تھوڑے عرصے تک سرکاری ملازمت کرنے کے بعد علی گڑھ کالج کی پروفیسری پر مامور ہوئے بلاد اسلام۔ ٹرکی۔ مصر و شام کا بھی سفر کیا ہر جگہ کے کتب خانے دیکھے۔ سفر سے واپسی کے بعد شمس العلما کا خطاب ملا۔ ۱۸۹۵ء میں کالج چھوڑکر حیدرآباد پہنچے اور وہاں ناظم علوم وفنون کے عہدے پر ممتاز ہوئے۔ چار برس بعد حیدرآباد سے مستعفی ہوکر لکھنؤ میں ندوۃ العلماء کے سکرٹری ہوگئے۔ عربی کے ادیب اور اردو فارسی کی نظم ونثر دونوں میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ جس کا ثبوت اُن کی تصانیف مطبوعہ سے ملتا ہے۔ بتاریخ ۲۹۔ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء اپنے وطن مالوف میں انتقال کیا۔ بیس کتابیں ان کی تصنیف وتالیف سے مشہور عام ومقبول انام ہیں جن میں سے سیرۃ النعمان۔ الفاروق۔ الغزالی سفرنامۂ بلاد روم وشام وشعرالعجم الکلام موازنہ انیس ودبیر مشہور ہیں۔

سیرت نبوی ان کی سب سے زیادہ معرکۃ الآرا تصنیف ہی جس کو اُنھوں نے غیر مطبوعہ چھوڑا۔ دارالتصنیف اعظم گڈھ سے سیرۃ النبی کی دو جلدیں چھپکر شائع ہوچکی ہیں۔

شتاب رائے راجہ۔ قوم کا کایستھ دہلی کا رہنے والا تھا۔ عالم جوانی میں آقا سلیمان کی ملازمت کی آقا مذکور صمصام الدولہ بن خان دوران امیر الامراء عہد محمد شاہی کا آوردہ تھا۔ صمصام الدولہ کے وفات پر شاہی دیوان کا عہدہ پایا جو شورشیں ملک میں جاری تھیں اُن میں انگریزوں کا ساتھ دینے کے سبب انگریزوں نے اس کو اپنا مشیر بنالیا۔ وہ ملکی معاملات کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ خاصکر مالیات کے صیغہ پر پورا عبور رکھتا تھا۔ ۱۷۷۲ء میں وارن ہیسٹنگز نے کورٹ آف ڈائرکٹرز کے حکم سے اس کی سرکاری طرز عمل کے متعلق تحقیقات کی تھی جس سے وہ پورے طور پر بری کیا گیا۔ ۱۷۷۳ء مطابق ۱۱۸۷ھ میں فوت ہوا۔

شجاع الدولہ نواب۔ منصور علی خاں صفدر جنگ ناظم اودھ کا لڑکا تھا۔ اس کا اصلی نام جلال الدین حیدر تھا۔ ۱۷۳۱ء مطابق ۱۱۴۴ھ میں پیدا ہوا تھا اور اپنے والد کی وفات کے بعد اکتوبر ۱۷۵۴ء مطابق ذی الحجہ ۱۱۶۷ھ میں حکمراں ہوا۔ پانی پت کی مشہور لڑائی میں ۱۴ جنوری ۱۷۶۱ء کو جو

احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان ہوئی شریک تھا۔ پھر شاہ عالم کا وزیر مقرر ہوا۔ بکسر کی جنگ میں ان کو انگریزوں نے ۲۳ ر اکتوبر ۱۷۶۴ء مطابق ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۷۸ھ کو شکست دی۔ جس زمانہ میں روہیل کھنڈ میں مرہٹے لوٹ مار کر رہے تھے اور شجاع الدولہ کو یہ خوف تھا کہ اودھ بھی اُن کی دست بُرد سے نہ بچے گا تو اُس نے حافظ الملک سے ایک عہدنامہ کیا تھا۔ جس کو حافظ الملک رحمت خاں نے اس لیے منظور کر لیا تھا کہ وہ مرہٹوں کی لوٹ مار سے تنگ آ گیا تھا۔ آخر میں شجاع الدولہ کو حافظ رحمت خاں نے چالیس لاکھ روپیہ دینے کا اس شرط پر وعدہ کر لیا تھا کہ وہ مرہٹوں کے مقابلے میں روہیلوں کی مدد کریں گے۔ مگر روہیلوں نے اپنی ہی قوت سے مرہٹوں کو نکال دیا۔ اس پر شجاع الدولہ نے روپیہ طلب کیا۔ اور اس مطالبہ کو حیلۂ جنگ قائم کیا۔ کیونکہ شجاع الدولہ روہیلوں سے کینہ رکھتا تھا اور اُن کو اپنے ملک کے قریب اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا حافظ رحمت خاں نے روپیہ دینے سے انکار کیا۔ اس پر شجاع الدولہ نے اپنے دوست انگریزوں کی مدد اور مشورے سے روہیلوں پر چڑھائی کر دی کڑہ کے قریب ۱۷۔ اپریل ۱۷۷۴ء کو ایک فیصلہ کن لڑائی ہوئی جس میں روہیلے نہایت بہادری سے لڑے۔ لیکن حافظ رحمت خاں کے مارے جانے سے روہیلے شکست کھا گئے۔ شجاع الدولہ روہیلکھنڈ پر قابض ہو گیا۔ لیکن وہ اس فتح کا لطف زیادہ عرصہ تک نہ اُٹھا سکا۔ ۲۹ رجنوری ۱۷۷۵ء مطابق ۲۴ ر ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ کو فوت ہوا۔ اس کی رعایا اس کو بہت عزیز رکھتی تھی۔ فیض آباد میں گلاب باڑی میں دفن ہے۔ شجاع الدولہ انگریزی حکومت کے ابتدائی زمانے میں انگریزوں کی دوستی میں نمایاں حصہ لینے والا سمجھا جاتا تھا۔ اِس کے بعد آصف الدولہ اس کا بڑا بیٹا اودھ کا بادشاہ ہوا۔

شجاع الدین نواب۔ برہان پور اس کا اصلی وطن تھا۔ خراسانی الاصل افغان تھا۔ جس زمانہ میں شہنشاہ عالمگیر دکن کی فتوحات میں مصروف تھا۔ اس نے مرشد قلی خاں صوبۂ بنگال کی لڑکی سے شادی کر لی اور خسر کے ساتھ بنگال چلا گیا۔ ۱۷۲۶ء میں جعفر خاں کے مرنے پر صوبہ داری بنگال پر فائز ہوا۔ عطوفت شاہی کی بدولت ۱۷۳۵ء میں بہار کی صوبہ داری بھی محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں اس کو تفویض ہوئی۔ ۱۲ برس تک بڑی رحمدلی اور انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ ۱۷۳۹ء میں انتقال کیا۔ اور اس کا بیٹا علاء الدولہ سرفراز خاں کے نام سے جانشین ہوا۔ بنگال کی تاریخ میں یہ شجاع الدولہ کے لقب سے زیادہ مشہور ہے۔

شجاع الملک۔ (دیکھو شاہ شجاع)

شجاع الملک (امیر)۔ کابل کا بادشاہ تیمور شاہ کا سب سے چھوٹا لڑکا۔ اور احمد شاہ ابدالی کا پوتا تھا۔ ۱۸۱۲ء میں اس کے بھائی نے اس کو قید کر کے کشمیر بھیجدیا۔ ۱۸۱۴ء میں رنجیت سنگھ والئ لاہور نے اُس کو پنجاب بلا لیا اور لاہور میں قید رکھا۔ وہاں سے وہ انگریزی عملداری کے حدود میں پہنچ گیا۔ ۸ رمئی ۱۸۳۹ء کو انگریزوں نے موقع پا کر اس کو کابل کے تخت پر بٹھا دیا۔ اور اس کے بھتیجے نے ۱۲ رمئی ۱۸۴۲ء کو قتل کر دیا۔ اُس نے خود اپنی سوانح عمری ۱۸۴۲ء میں لکھی

اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہو گیا ہی۔

شجاع خاں۔ شیرشاہ بادشاہ دہلی کا ایک عزیز تھا۔ شیرشاہ نے ملوخاں کو جو قادرشاہ کے نام سے مشہور ہی لڑائی میں شکست دینے کے بعد ۱۵۴۲ء مطابق ۹۴۹ھ میں شجاع خاں کو مالوے کا حاکم بنایا۔ بارہ برس تک اُس نے مالوے پر حکومت کی اور ۱۵۵۵ء مطابق ۹۶۲ھ میں فوت ہوا۔ اِس کی وفات پر اُس کا بڑا بیٹا ملک بایزید باز بہادر کے لقب سے جانشین ہوا۔

شجاع سلطان۔ (دیکھو سلطان شجاع)

شجرۃ الدر۔ ترکی قوم کے ایک غریب غلام کی لڑکی تھی۔ ملک شام کے شہر دمشق میں ۶۱۳ھ مطابق ۱۲۱۶ء میں پیدا ہوئی آقا نے اُس کی تعلیم و تربیت مثل اپنی لڑکی کے کی اس نے علوم متداولہ یعنی حدیث و فقہ قرارت وغیرہ کی پوری تعلیم حاصل کی تھی نہایت خوب صورت تھی۔ شاہ زادہ نجم الدین ایوبی سے جو ملک صالح کے نام سے شام و مصر کا بادشاہ ہوا تھا۔ اُس کی شادی ہوئی تھی وہ سلطنت کا تمام کاروبار دانائی اور تدبیر سے انجام دیتی تھی۔ ملک صالح کے مرنے کے بعد توران شاہ اُس کے بیٹے نے ایک سال حکومت کی۔ اُن کے قتل ہونے پر شجرۃ الدر باقاعدہ تخت نشین ہو گئی۔ اُس نے اعز الدین ایبک سے دوسری شادی کر لی تھی اور وہی سلطنت کرتا تھا ۱۶ ربیع الاول ۶۵۶ھ مطابق ۱۲۵۸ء کو اعز الدین ایبک کے قتل کے شبہ میں اعز الدین کی دوسری بیوی نے اس کو مروا ڈالا۔

شدّاد۔ عاد کی نسل سے تھا۔ عاد عرب کے ایک قدیم قبیلے کا سردار تھا۔ اور عرب پر اُس کی حکومت تھی۔ اُس کے دو لڑکے شدّاد اور شدید تھے جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد متفق گا حکومت کرتے رہے۔ شدید کے فوت ہونے پر شداد اکیلا حاکم بن بیٹھا۔ شداد نے اپنی حکومت کے زمانہ میں عدن میں باغ ارم بنایا تھا۔ یہ ایک عمارت تھی جو دنیا کے مشہور کاریگروں نے تیار کی تھی اور بیش قیمت جواہرات جو اس کو اپنے خزانہ اور قرب و جوار شام وغیرہ کے بادشاہوں کے یہاں سے مل سکے اس میں لگائے گئے۔ اِس عمارت کی زمین پر مشک عنبر اور زعفران بچھایا گیا تھا۔ کہا جاتا ہی کہ یہ مصنوعی بہشت پانچ سو برس میں تیار ہوئی تھی۔ جب تیار ہو چکی تو شداد نہایت تزک و شان کے ساتھ دو لاکھ خوب صورت غلاموں کو جلو میں لیکر اس کے دیکھنے کے لیے روانہ ہوا۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے تیار کردہ "باغ ارم" میں قدم رکھے موت کے فرشتے نے اُس کی روح قبض کر لی اور اس "باغِ ارم" کو آناً فاناً بجلی نے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور شداد کی سب قوم بھی تباہ ہو گئی۔

شرف الدولہ۔ شہنشاہ محمد شاہ کے زمانے کا ایک امیر تھا۔ دریبہ بازار دہلی کی مسجد اسی کی بنوائی ہوئی ہی جو ۱۷۲۳ء مطابق ۱۱۳۵ھ میں تعمیر ہوئی۔

شرف الدولہ (نواب) اودھ کا وزیر تھا۔ کشمیر کا رہنے والا تھا۔ اس کے بزرگ رفوگر تھے نو عمری میں دکن آیا اور نظام کے یہاں نوکر ہو گیا۔ حیدرآباد میں زیادہ عرصے تک نہ رہا لکھنؤ کے دربار کی کشش اس کو اودھ لائی۔ جہاں آکر معلوم ہوا کہ اُس کا ایک چچا مشہور

مولوی یحییٰ ہی جو ناصر الدین حیدر کے زمانہ میں ریزیڈنسی کا وکیل تھا۔ ۱۸۳۱ء میں محمد علی شاہ کی تخت نشینی پر مولوی یحییٰ حکیم مہدی مرحوم کی جگہہ وزیر مقرر ہوا۔ اور شرف الدولہ کا اپنے چچا کی جگہ تقرر ہوا۔ مولوی صاحب جلد مر گئے۔ شرف الدولہ وزیر ہوا۔ اور محمد علی شاہ کی وفات تک وزیر رہا۔ جو مئی ۱۸۴۲ء میں واقع ہوئی۔ امجد علی شاہ کے زمانہ میں امین الدولہ وزیر ہو گیا۔ وزیر مقررہ اور شرف الدولہ مجبور ہو کر مستعفی ہوئے نواب کی اس درجہ ریزیڈنٹ کی نظر میں توقیر تھی کہ نواب موصوف کی وزارت سے عہدہ برآ ہونے کے بعد رزیڈنٹ نے اُس کو لکھنؤ میں حسین آباد امام باڑے کی اہم اور ذمہ داری کے امور کی انجام دہی کے لیے قابل سمجھا اور بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اس کو وثیقہ دار مقرر کرے شرف الدولہ اودھ میں انگریزوں کا بہت معتمد دوست تھا۔ اس وجہ سے تمام درباری اس کو حسد اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور خاصکر نواب علی نقی خاں خسر اور وزیر نواب واجد علی شاہ اُس کو اپنا مدمقابل سمجھتے تھے۔ اس وجہ سے اُنھوں نے نواب وصی علی خاں کی مدد سے جو دربار لکھنؤ کا منہ چڑھا تھا بادشاہ سے حکم نافذ کرا دیا کہ شرف الدولہ مع تمام گھربار کے لکھنؤ سے چلا جائے مگر رزیڈنٹ نے اس میں مداخلت کر کے حکم کو منسوخ کرا دیا۔ ۱۸۵۷ء کے شروع زمانۂ غدر میں باغیوں نے شرف الدولہ کے مکان کا محاصرہ کر کے مجبور کرنا چاہا کہ وہ غاصب حکومت کی وزارت قبول کرے اس نے انکار کیا مگر جبراً اُس کو عہدۂ وزارت تفویض ہوا۔ جس کو نواب موصوف جانتے تھے کہ برائے نام ہی۔ کیونکہ فی الواقع حکومت کی باگ بیگم کے ہاتھ میں تھی اور ممو خاں اُس کے ساتھ شریک حکومت تھا۔ جب جنرل ہیولاک لکھنؤ مدد کے لیے پہنچے نواب صاحب قیصر باغ میں تھے۔ وہاں سے نواب صاحب بھاگے مگر چند سپاہیوں نے اُن کو گرفتار کر لیا اور مولوی احمد اللہ شاہ کے حوالہ کر دیا۔ جنھوں نے چار دن فاقے سے رکھکر مار ڈالا۔

شرف الدین احمد (منیری) ابن یحییٰ المنیری۔ ہندوستان کے مشہور مشائخ سے تھے۔ خواجہ نجیب الدین فردوسی کے مرید۔ ان کی تصانیف سے مکتوبات مشہور ہیں جس میں آداب طریقت۔ اور اسرار الحقیقت و آداب المریدین کے متعلق بہت کچھ لکھا ہی۔ ۷۸۲ھ مطابق ۱۳۸۰ء میں وفات پائی اور بہار میں دفن ہوئے۔ اِن کا مزار دریائی سون کے انصال کے قریب ہی اور ان کے والد کا مزار قصبۂ منیر میں ہی جو ان کا مسکن تھا۔

شرف الدین اشرفی (سمرقندی) سمرقند کا ایک شاعر تھا۔ ۱۱۹۹ء مطابق ۵۹۵ھ میں وفات پائی۔

شرف الدین پانی پتی (دیکھو ابو علی قلندر)

شرف الدین حسن شفائی۔ (اصفہانی) نمکدان حقیقت مہر و محبت اور دیدہ بیدار اس کی تصنیف سے ہیں ۱۶۲۸ء مطابق ۱۰۳۸ھ میں انتقال کیا

شرف الدین حسین مرزا۔ خواجہ معین کے لڑکے تھے۔ جو خواجہ شاکر ناصر الدین عبد اللہ کے خاندان سے تھے جو ترکستان کے ایک بہت بڑے ولی تھے۔ شرف الدین حسین شہنشاہ ہمایوں کے داماد اور اجمیر کے حاکم تھے۔ قبل اس کے کہ مالوے میں اُزبک سرداروں کی بغاوت شروع ہو اُنھوں نے ابو المعالی سردار سے ملکر ناگور میں علم بغاوت ۱۵۶۱ء میں بلند کر دیا اور اکبری فوجوں کو

شکست دیکر دہلی کی طرف رُخ کیا- بالآخر شکست کھائی اور بھاگ کر اپنی جان بچائی۔

شرف الدین رامی (مولینا)- صاحب دیوان تھا حدائق الحقائق ان کی مشہور کتاب ہی- جس میں فارسی نظم کے اوزان اور بحور کا بیان ہی جس کو مصنف نے رشید الدین وطواط کی مشہور کتاب حدائق البحر کے نمونہ پر لکھا ہی- شرف الدین رامی شاہ منصور کے زمانہ میں تھا- ۱۳۹۳ء مطابق ۷۹۵ھ میں فوت ہوا

شرف الدین شفروہ- (اصفہانی) طغرل سوم کے زمانہ میں ایک شاعر گزرا ہی اور شاعر مجیر کا معصر تھا "اتوک الذہب" ان کی تصنیف ہی جو زمخشری کی "اتوک الذہب" کا جواب ہی-

شرف الدین شاہ (دیکھو شاہ شرف الدین)

شرف الدین علی یزدی مولانا- ایک عالم اور چند کتب کے مصنف ہیں- سلطان ابراہیم بن شاہ رخ مرزا کے دربار میں رہتے تھے- جس کی درخواست پر اُنھوں نے ظفر نامہ لکھا- جس کا نام تاریخ صاحب قرانی بھی ہی- اس کتاب میں مشہور تاریخ امیر تیمور کی ہی- جس کی سلطنت حدود چین سے لیکر بحر روم کے سواحل تک تھی- یہ کتاب چار سال میں ختم ہوئی اور ۱۴۲۵ء مطابق ۸۲۸ھ میں شاہ رُخ مرزا کے نام پر معنون کی گئی- اس کا ترجمہ پروفیسر ڈی لاکروکس

(Professor De La Croix)

نے کیا ہی اور اس کے عنوان سلطنت روم کے تنزل"، مصنفہ گبن (Gibbon) کی چھٹی جلد میں ملتے ہیں- امیر تیمور کے مداح تھے ان کے برخلاف احمد بن عرب شاہ نے اس فاتح کی ہجو لکھی ہی ۱۴۴۶ء مطابق ۸۵۰ھ میں فوت ہوئے

شرف الدین کبیر الدین- شرف نامہ کا مصنف ہی جس میں کردستان کے حکمران خاندانوں کی فارسی تاریخ ہی- پروفیسر شارمی نے اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہی

شرف جہاں مرزا- ایک مصنف تھا- اس کے والد قاضی جہاں شاہ طہماسپ صفوی کے دربار میں ایک اعلیٰ عہدے پر ممتاز تھے- مگر سُنّی ہونے کے شبہ میں اُس سے محروم کر دیے گئے شرف جہاں نے ۱۵۶۱ء مطابق ۹۶۸ھ میں انتقال کیا-

شرف قزوینی ایک شاعر تھا قزوین کا رہنے والا فارسی زبان میں ایک دیوان اس کی فکر کا نتیجہ ہی- قطب شاہ کے زمانہ میں یہ دکن آیا- اور اسی کے زمانہ میں فوت ہوا-

شرم (دیکھو شمس النساء بیگم)

شریف الدین محمد بن عبداللہ الموصلی- صاحب دیوان ہی جو دیوان مرتضیٰ علی کے نام سے مشہور ہی- بصرہ کا رہنے والا تھا-

شریف جرجانی میر- ان کا پورا نام سید شریف علی بن محمد ہی- حاشیہ کشاف اور حاشیہ تفسیر الانوار التنزیل کے مصنف ہیں- اس کے علاوہ فلسفہ میں ایک کتاب موسومہ آداب الشریفیا عربی زبان میں ان کی تصنیف ہی- اور شرح مطلع الانوار کا حاشیہ اور مواقف اور فرائض شریفیہ بھی تصنیف کی ہیں- سراجیہ سجاوندی کی شرح موسومہ شریفیہ انھیں کی مصنفہ ہی ۱۳۳۹ء مطابق ۷۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور جولائی ۱۴۱۳ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۸۱۶ھ کو فوت ہوئے-

شریف خاں امیر الامرا- پسر خواجہ عبد الصمد

عہد جہانگیر کا ایک امیر تھا۔ جہانگیر نے اپنے جلوس کے سال اول میں پنج ہزاری منصب عطا کر کے حیدر آباد دکن کا ناظم مقرر کیا وہیں چند سال کے بعد راہی ملک عدم ہوا۔ صاحب دیوان شاعر تھا۔ فرسی تخلص کرتا تھا۔

شریف خاں (طبیب) دہلوی ایک مشہور و معروف طبیب تھے۔ ان کی تصانیف سے عجالۂ نافعہ۔ تالیف شریفی۔ علاج الامراض دستور الفصد۔ حاشیہ نفیسی۔ حاشیہ شرح اسباب وغیرہ ہیں۔ ۱۲۳۱ھ میں وفات پائی۔ مادۂ تاریخ وفات "صد افسوس مرزا محمد شریف" ہے۔

شریف محمد۔ فقہ کے متعلق فارسی زبان میں فتاوائے فیروز شاہی اِن کی تصنیف ہے جس کو انھوں نے سلطان فیروز شاہ سلطان دہلی کے نام پر معنون کیا تھا۔

شریفی (مولینا) بلخ کے رہنے والے تھے جو طبیب شاعر اور موسیقی داں تھے اُنھوں نے شاہ بدخشاں کی تعریف میں کئی قصائد لکھے ہیں۔

شعبی۔ مشہور محدث ہیں۔ اکثر فنون میں کمال رکھتے تھے۔ خلافت دمشق کے طرف سے سفیر بن کر قسطنطنیہ گئے تھے۔ فن مغازی و سیر میں ان کو اس درجہ واقفیت تھی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے تھے کہ گو میں اُن غزوات میں بذاتِ خود شریک تھا مگر یہ مجھ سے زیادہ اِن حالات کو جانتے تھے۔ ۱۰۹ھ مطابق ۷۲۷ء میں وفات پائی۔

شعیب۔ اصفہان کے ایک شاعر کا تخلص ہے جس کی نظم وامق اور عذرا مشہور ہے۔

شفاعت اللہ (مولوی) شفاعت تخلص تھا۔ بدایوں کے رہنے والے حضرت ابو بکر صدیق کی اولاد سے تھے۔ اُنھوں نے سرور کی فسانہ عجائب کو نظم کیا ہے جو ترانۂ غرائب کے نام سے شائع ہوئی ہے اس کی اردو نظموں کا ایک مجموعہ جس میں مناجات نعت اور مناقب بکثرت ہیں۔ منظوم مطہر کے نام سے شائع ہوا ہے۔ (۱۷) جمادی الثانی ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء کو انتقال کیا۔

شفائی حکیم۔ شرف الدین نام شرف تخلص تھا۔ ایک طبیب تھا۔ کئی مثنویوں کا مصنف ہے جس میں سے "نمکدانِ حقیقت" مشہور ہے۔ ۱۶۲۸ء مطابق ۱۰۳۷ھ میں انتقال کیا۔

شنفاری۔ لمعات العرب کے جو عربی کی ایک مشہور کتاب ہے اور جو تین مصنفوں کی متفقہ کوشش کا نتیجہ ہے مصنف تھا۔

شفیق بلخی۔ ایک مشہور نیک مسلمان تھے۔ ۲۰ جنوری ۷۹۱ء مطابق ۱۹۔ رمضان ۱۷۴ھ کو بہ زمانۂ خلیفہ ہارون فوت ہوئے۔ شہر ختلان میں دفن ہیں۔

شکر اللہ۔ بہجت التواریخ کے مصنف تھے۔

شکر اللہ خاں (نواب اول) امرائے عالمگیری سے تھا۔ ۱۶۹۰ء مطابق ۱۱۰۱ھ میں انتقال کیا۔

شکر اللہ خاں (نواب ثانی) شکر اللہ خاں نواب اول کا لڑکا تھا۔ بعہد عالمگیر بادشاہ ۱۷۰۲ء مطابق ۱۱۱۴ھ میں میوات کا حاکم مقرر ہوا۔

شکر النساء بیگم۔ اکبر کی لڑکی تھی اس کی شادی مرزا شاہ رخ ابن ابراہیم مرزا کے ساتھ ہوئی سکندرہ ضلع آگرہ میں اکبر کے مقبرہ میں دفن ہے اس کی والدہ کا نام بی بی دولت شاہ تھا۔

۹۳ برس کی عمر پائی۔ اُس کا لڑکا خدا بندہ خاں بھی عالمگیر کے زمانہ میں معزز عہدے پر ممتاز تھا۔ کرناٹک کا فوجدار رہا اور بعد کو روح اللہ خاں کی جگہ داروغۂ مطبخ شاہی ہو گیا۔

شکیبی (مولینا) ایران کا ایک شاعر تھا۔ اس کا اصلی نام محمد رضا تھا۔ یہ اکبر کے زمانہ میں ہندوستان آیا۔ سنہ ۱۶۱۴ء مطابق ۱۰۲۳ھ میں فوت ہو گیا۔

شمبھو۔ ایک برہمن تھا۔ ظفرنامہ اسی کی تصنیف ہے جس میں جنرل لیک کی فتوحات کو نظم کیا ہے۔

شمرو۔ یہ فرنگی النسل تھا۔ ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے ہندوستان آیا اور فرانسیسی فوج میں بھرتی ہوا۔ کہیں مستقل نہیں رہا۔ مختلف ہانڈیوں کا مزہ چکھتا پھرا۔ شجاع الدولہ وغیرہ کے یہاں بھی ملازم رہا اور سنہ ۱۷۶۳ء مطابق ۱۱۷۷ھ میں بعض انگریز قیدیوں کو قتل کیا جو آگرہ میں وہ میں سنہ ۱۷۷۸ء مطابق ۱۱۹۲ھ میں قتل ہوا یا مر گیا۔

شمرو بیگم۔ سردھنہ کی مشہور بیگم تھی جن کا دیسی نام زیب النسا تھا۔ یہ شمرو کی بی بی یا مدخولہ تھی۔ اس کی سردھنہ میں بڑی جاگیر تھی۔ اور ۲۷ جنوری ۱۸۳۶ء مطابق ۱۰ شوال ۱۲۵۱ھ کو ۹۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ یہ سردھنہ کے گرجا میں دفن ہے۔ سلطنت برطانیہ کے ساتھ وفاداری میں عمر گزاری۔ اپنے مرنے پر چھ لاکھ سے زیادہ روپیہ خیراتی کاموں کے لیے چھوڑا اور وصیت کی تھی کہ اس روپیہ سے عیسائیوں کے واسطے ایک کالج بنایا جائے جس میں نوجوانوں کو مذہب عیسوی کی اشاعت کی تعلیم دی جائے ابتداءً یہ رقاصہ تھی۔ اُسی زمانہ میں ایک رومن کیتھولک عیسائی سے شادی کر کے عیسائی ہو گئی۔ دوسری شادی ایک فرانسیسی سپاہی سے کی۔ آخری زمانے میں شمرو سے تعلق ہو گیا تھا۔ اُسی کے نام سے وہ تاریخ میں مشہور ہے۔

شمس الحق محدث (مولانا) ساکن ڈیانواں ضلع عظیم آباد پٹنہ۔ کنیت ابوطیب۔ مولانا نذیر حسین دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ حدیث میں یہ پایہ تھا کہ عرب۔ عسیر۔ بغداد۔ عمان۔ نجد۔ فارس اور مغرب سے طلبا آتے تھے۔ غایۃ المقصود۔ شرح سنن ابوداؤد کے دس پارہ لکھ چکے تھے۔ ہدیۃ اللوذعی بنکات الترمذی شرح مقدمہ مسلم۔ افادۃ الرسوخ بمعرفۃ الشیوخ لکھ رہے تھے کہ بعارضۂ طاعون ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں انتقال فرمایا۔

شمس الدین احمد۔ خلاصۃ المناقب ان کی تصنیف ہے۔ اس میں دس مشہور صوفی شیوخ کی سوانح عمریاں درج ہیں۔

شمس الدین احمد خاں۔ سادات نیشاپور کی اولاد میں ہے۔ اکبر کے زمانہ میں پنج ہزاری منصبدار تھا۔ ۱۵۹۱ء مطابق ۹۹۹ھ میں انتقال کیا۔

شمس الدین التمش۔ دہلی کا بادشاہ تھا اس کا اصلی نام التمش تھا۔ سلطان قطب الدین ایبک شاہ دہلی نے اس کو بزمانۂ طفولیت ایک سوداگر سے خریدا اور شہزادوں کی طرح تعلیم و تربیت کی اور بعد کو اپنی لڑکی سے شادی کر دی۔ شمس الدین قطب الدین ایبک کی طرف سے بدایوں وغیرہ کا ناظم بھی رہا۔ قطب الدین کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا آرام شاہ بادشاہ ہوا لیکن اُس کی ناقابلیت کی وجہ سے ارکین سلطنت نے اُس کو تخت سے اُتار دیا۔ اور التمش کو بدایوں سے سنہ ۱۲۱۰ء میں بلا کر تخت نشین

کیا اس نے شمس الدین کا لقب اختیار کیا۔ اس نے تاج الدین یلدز بادشاہ غزنی کو ۱۲۱۵ء میں شکست دیکر قید کرلیا اور بدایوں بھیجدیا۔ جہاں وہ بحالت قید فوت ہوا۔ عقب جامع مسجد بدایوں مدفون ہے۔ تقریباً ایک سال گوالیار کے قلعے کا محاصرہ کیا۔ اور اس کو ۱۲۳۲ء میں لے لیا۔ بدایوں میں بعہد نظامت عیدگاہ تعمیر کی جو شہر سے بجانب غرب عیدگاہ شمسی کے نام سے ابتک موجود ہے۔ بدایوں میں ایک عالیشان جامع مسجد جو تمام ہندوستان میں سب سے پہلی جامع مسجد مشہور ہے اس کے عہد حکومت میں اس کے بیٹے رکن الدین فیروز نے ۱۲۲۳ء مطابق ۶۲۰ھ میں تعمیر کرائی اور اس کو شمس الدین کے نام سے منسوب کیا۔ یعنی جامع شمسیہ نام رکھا۔ قدیم دہلی میں قطب مینار جس کو عوام قطب صاحب کی لاٹ کہتے ہیں۔ اور جو ۱۲۳۶ء کی معمرہ ہے۔ اسی بادشاہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ یہ بادشاہ اوصاف ظاہری و باطنی کا ماہر تھا۔ ۲۶ برس کامیابی کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد ۱۲۳۶ء مطابق ۶۳۳ھ میں دنیائے فانی سے کوچ کرگیا۔ اس کی قبر مہرولی (دہلی قدیم) میں موجود ہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا رکن الدین فیروز جو اس کی وفات کے وقت سرکار بدایوں کی گورنری کے فرائض کو انجام دے رہا تھا۔ دہلی آکر تخت نشین ہوا۔

شمس الدین الشافعی۔ عیون العصر عربی کتاب کے مصنف ہیں جس میں آنحضرت صلعم کے غزوات اور خلفا کے زمانے کی فتوحات اسلامی کا ذکر ہے۔

شمس الدین بہمنی سلطان۔ سلطان محمود بہمنی کا لڑکا تھا۔ اپنے بھائی غیاث الدین کے معزول ہونے پر ۱۴ رجون ۱۳۹۷ء مطابق ۱۷ ررمضان ۷۹۹ھ کو لاچین نائب السلطنت کی مدد سے تخت دکن پر بیٹھا۔ شمس الدین کی حکومت کو صرف ۵ ماہ ۷ دن گزرے تھے۔ فیروز خاں پسر سلطان داؤد شاہ چڑھ دوڑا اور بادشاہ اور ملک نائب دونوں کو قید کرکے فیروز شاہ روز افزوں کے لقب سے ۱۵ رنومبر ۱۳۹۷ء مطابق ۲۳ صفر ۸۰۰ھ کو دکن کے تخت پر قبضہ کرلیا۔

شمس الدین پوربی اوّل۔ بنگبر القب تھا۔ اس کا اصلی نام خواجہ الیاس تھا۔ علاؤ الدین کے قتل کے بعد ۱۳۴۳ء مطابق ۷۴۴ھ بنگال کے تخت کا مالک ہوا۔ ۱۳ سال تک کامیابی کے ساتھ دہلی کے بادشاہ کی فوجوں کی مزاحمت کی اور کبھی کامیابی نہ ہونے دی۔ ۱۶ سال کی حکومت کے بعد ۱۳۵۸ء مطابق ۷۶۱ھ میں مرگیا اور اس کا لڑکا سکندر شاہ پوربی بادشاہ ہوا۔

شمس الدین ثانی۔ اپنے والد سلطان السلاطین کی وفات کے بعد ۱۳۸۳ء میں بنگال کا بادشاہ ہوا اور تین سال کی غیر شاندار حکومت کے بعد ۱۳۸۶ء مطابق ۷۸۸ھ میں مرگیا۔ راجہ کنش پوربی اس کا جانشین ہوا۔

شمس الدین خاں نواب۔ فیروزپور کے نواب تھے۔ نواب احمد بخش خاں کے فرزند تھے جو فیروزپور اور لوہارو کے جاگیردار تھے۔ لوہارو کی ریاست دہلی کے قریب میں اب بھی موجود ہے۔ جو ان کے بھائی نواب

ضیا الدین خاں کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔
فیروز پور کی جاگیر جو نواب شمس الدین خاں کے حصے میں آئی تھی ضلع فیروز پور صوبہ پنجاب میں واقع تھی۔ ۱۸۳۵ء میں کمشنر دہلی کے قتل کے الزام میں ان کو پھانسی دیدی گئی۔

شمس الدین خوافی خواجہ۔ امیر خواف۔ خراسان کے بیٹے تھے۔ جو خواجہ علاء الدین کے نام سے مشہور ہیں۔ شمس الدین بہ عہد اکبری مناصب شاہی سے ممتاز رہے۔ ۱۵۹۹ء میں بادشاہ نے دیوان پنجاب مقرر کیا اور چند ماہ کے بعد لاہور میں انتقال کیا

شمس الدین طبسی قاضی۔ خراسان کا ایک مشہور عالم تھا۔ شعر سے کامل ذوق تھا۔ نظام الملک وزیر سلطان جلال الدین ملک شاہ کے دربار کا حاضر باش تھا۔ م ۱۰۸۲ء/۴۷۵ھ میں فوت ہو گیا۔

شمس الدین علی خاں۔ منتخب الحسنات کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں امام علی موسیٰ رضا امام ہشتم کا تذکرہ ہے۔ جن کی رحلت ۸۱۸ء مطابق ۲۰۳ھ میں ہوئی۔ جن کا روضہ مشہد مقدس میں ہے اس مقام کو قدیم زمانہ میں طوس کہتے تھے۔ یہ کتاب اصل میں ابو جعفر کی عربی کتاب کا فارسی زبان میں ترجمہ ہے۔

شمس الدین فقیر میر۔ دہلی کے رہنے والے تھے اور حدائق البلاغت ان کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں فارسی کے علم عروض اور بلاغت پر بحث کی گئی ہے۔

شمس الدین قادری۔ خاندان سادات سے ہیں ان کا خاص وطن احمد آباد گجرات ہے۔ ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ م ۱۸۸۶ء/۱۳۰۴ھ میں بی۔ اے پاس کیا۔ یہ گجرات آرٹس کالج کے پہلے گریجویٹ ہیں۔ مسٹر تلک کے مشہور مقدمے سڈیشن میں اخبار "کیسری" کا ترجمہ انھیں نے کیا تھا۔ م ۱۹۱۰ء/۱۳۲۸ھ میں ان کو ملکی خدمات کے صلہ میں خان بہادر کا خطاب ملا۔ سنہ ۱۹۱۲ء/۱۳۳۱ھ میں شہنشاہ معظم جارج پنجم نے کمیشن آف دی امپریل سروس آرڈر میں ان کا تقرر فرمایا۔ یہ ۲۵ سال سے گجراتی۔ اردو و فارسی کتب کے ورنیکولر ٹیکسٹ بک کمیٹی کے ممبر ہیں۔ اور مغربی خاندیس میں کلکٹر ہیں۔ بمبئی پریسیڈنسی کے پہلے مسلمان ہیں جو اس عہدے پر پہنچے۔

شمس الدین کرد ملک۔ ملک شمس الدین محمد کرد بن ابی بکر کرت بھی مشہور ہے۔ ترکی قوم کرد یا کرد کا بانی ہے۔ ۱۲۴۵ء مطابق ۶۴۳ھ میں ہرات۔ غور۔ غزنی اور کابل پر اپنی حکمرانی شروع کی۔ اس کے نانا ملک رکن الدین غوری نے ۱۲۴۵ء مطابق ۶۴۳ھ میں اپنی وفات سے پہلے اس کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ بعدہٗ اس جانشینی کو منگو خاں اور ہلاکو خاں شاہان ایران نے بھی تسلیم کر لیا۔ ان ممالک پر اُن کی اولاد نے ۱۱۹ سال تک حکومت کی۔ اور اس خاندان کی حکومت اُس وقت تک قائم رہی جب تک ۱۳۸۱ء/۷۸۳ھ میں امیر تیمور نے اس خاندان کی ہستی کا چراغ گل نہ کر دیا۔ ابقا خاں شاہ فارس ان کا ہمعصر تھا۔ بمقام تبریز جنوری ۱۲۷۰ء مطابق شعبان ۶۶۷ھ میں انتقال ہوا۔ اِن کی حکومت دس سال رہی۔ ان کا لڑکا ملک شمس الدین ثانی بادشاہ ہوا۔
کرد خاندان کے بادشاہ حسب ذیل

گزرے ہیں:-

(۱) ملک شمس الدین محمد کرد اوّل۔

(۲) ملک شمس الدین ثانی پسر۔ عرف رکن الدین

(۳) ملک فخر الدین بہمن پسر۔

(۴) ملک غیاث الدین کرد برادر۔

(۵) شمس الدین کرد ثالث پسر۔

(۶) حافظ برادر۔

(۷) منیرؔ الدین حسین برادر۔

(۸) غیاث الدین بن علی نبیرہ معز الدین آخری بادشاہ خاندان کرد۔

شمس الدین کرد ملک ثانی۔ خاندان کرد کا دوسرا بادشاہ تھا۔ شمس الدین کرد اول کا لڑکا تھا اپنے والد کے بعد جنوری ۱۲۷۶ء مطابق ۶۷۴ھ میں تخت نشین ہوا۔ ابقا رخال ایران کے تاتاری بادشاہ کا ہمعصر تھا۔ اور ۲۶ سال ہرات۔ بلخ۔ غزنی وغیرہ پر حکومت کی۔ جمعرات کے روز ۲۰ ستمبر ۱۳۰۵ء مطابق ۱۲ صفر ۷۰۵ھ کو انتقال کیا اور اس کا لڑکا ملک فخر الدین بہمن بادشاہ ہوا۔

شمس الدین کرد ملک ثالث۔ خاندان کرد کا پانچواں بادشاہ تھا۔ اُس نے ہرات بلخ۔ کابل اور غزنی پر حکومت کی۔ یہ اپنے والد غیاث الدین کرت کا ۱۳۲۹ء مطابق ۷۲۹ھ میں جانشین ہوا۔ دس ماہ حکومت کرکے ۱۳۳۰ء مطابق ۷۳۰ھ میں فوت ہوگیا۔ اس کا بھائی ملک حافظ جو ۱۳۳۲ء میں قتل ہوا۔ اس کا جانشین ہوا۔ اس کے بعد معز الدین حسین ان کا بھائی تخت نشین ہوا۔

شمس الدین مبارک۔ شرح حکمت العین اِن کی تصنیف ہی۔

شمس الدین محمدؒ۔ بختیار نامہ اور سند باد نامہ کا مصنف ہی۔

شمس الدین محمدؒ بن عبد اللہ الغازی تنویر الابصار ان کی تصنیف ہی۔ جس کو اُنھوں نے ۱۵۸۶ء مطابق ۹۹۵ھ میں تدوین کیا۔ اور استفتاء اور اُس کے جواب شامل کرکے اس کتاب کو زیادہ مفید بنادیا ہی۔ حنفی فقہ میں اس کتاب کو بہت کار آمد سمجھا جاتا ہی۔ اس کی متعدد شرحیں موجود ہیں ان سب میں مشہور خود مصنف کی شرح ہی۔ جس کا نام منتہی الغضنفر ہی۔

شمس الدین محمد بن کلائی۔ فرائض الفارقیہ ان کی تصنیف ہی جو فقہ شافعی کے متعلق فرائض کی مشہور کتاب ہی۔ جس میں مسائل توریث کا مفصل بیان ہی م ۱۳۷۵ء ۷۷۷ھ میں وفات پائی۔

شمس الدین محمد نصر۔ یہ تاج الدین یلدز کے زمانہ میں مشہور مصنف گزرا ہی۔ مجمع البحرین اس کی مصنفہ ہی

شمس الدین محمد تبریزی (مولانا) نام محمد۔ باپ کا نام علی بن ملک داؤد تبریزی۔ شیخ رکن الدین سنجاسی اور بقول بعض بابا کمال الدین جندی سے بیعت تھے۔ یہ شمس تبریز کے نام سے زیادہ مشہور ہیں م ۶۴۲ھ ۱۲۴۴ء میں قونیہ پہنچے اور مولینا جلال الدین رومی سے ملاقات ہوئی۔ مولینا روم اُن کے شاگرد و مرید تھے اور اُن کے نام سے دیوان شمس تبریزی لکھا۔ مشہور ہی کہ شمس تبریزی کی کھال کھینچی گئی تھی۔ کیونکہ اُنھوں نے قم باذنی (اُٹھ میرے حکم سے) کہکر ایک مردہ کو جلایا تھا۔ اس حکم کے عمل کے بعد وہ خود اپنی کھال لیے ہوئے کھانا مانگتے پھرتے تھے مگر کوئی اُن کو ذرا بھی نہیں

کرتا تھا۔ چار دن کے بعد ان کو مردہ بیل ملا مگر اُس کو پکانے کے لیے آگ نہیں ملی آخر عاجز آکر اُنھوں نے سورج سے کھانا بھوننے کی خواہش کی۔ سورج تعمیل حکم کرنے کے لیے زمین پر اُترنے لگا۔ اور دنیا جل جانے کے قریب تھی۔ خلق اللہ کی پریشانی دیکھ کر شیخ نے سورج کو اُس کی جگہ واپس جانے کا حکم دیا۔ بعض کا بیان ہو کہ سلطان محمد پسر مولینا روم نے چند آدمیوں کی معیت میں شمس تبریز کو قتل کرکے کنوئیں میں ڈال دیا اور سلطان ولد نے بموجب بشارت ان کو وہاں سے نکلوا کر مولینا کے مدرسے میں دفن کیا۔

شمس الدین محمد صاحب دیوان۔ ہلاکو خاں اور اُس کے لڑکے اباقاخاں کے زمانے میں جو خاندان تاتار کے ایرانی بادشاہ تھے دیوان اور وزیر تھا ارغوں خاں بن اباقاخاں کی پہلی سال کی حکومت میں اس کے دشمنوں نے اباقاخاں کو زہر دیکر مارنے کا ملزم بنایا۔ اور تبریز کے قراباغ میں پیر کے روز ۱۶ اکتوبر ۱۲۸۴ء مطابق ۴ شعبان ۶۸۳ھ کو پھانسی پائی۔ یہ ایک اچھا شاعر تھا۔ اور رسالہ شمسیہ علم منطق میں اس کی تصنیف ہی۔ اس کا بھائی علاء الدین عرف عطا ملک تاریخ جہاں کشا کا مصنف ہی

شمس الدین محمد کوسوی خواجہ۔ شیخ احمد جام کی اولاد میں تھا۔ یہ سنیچر کے روز بتاریخ ۱۳ مارچ ۱۴۵۹ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۸۶۳ھ فوت ہوا۔ اور ہرات کی جامع مسجد کے قریب فقیہ ابو یزید مرغزی کے مقبرے کے پاس دفن ہوا۔

شمس الدین یحیٰی (مولینا) اودھی مولینا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھ سے تلمذ تھا۔ برائے تحصیل علم دہلی آکر مولینا ظہیر الدین بھکری کے شاگرد اور بعدہٗ شیخ نظام الدین اولیا کے مرید اور خلیفہ ارشد ہوئے تارک الدنیا تھے مگر شاذ و نادر مرید کرتے تھے۔ سلطان محمد تغلق شاہ دہلی نے مولینا کو کشمیر جانے کا حکم دیا لیکن چند روز بعد آپ کے سینے پر ایک دنبل نکل آیا اور اسی عارضہ میں ۷۴۷ھ ۱۳۴۶ء میں وفات پائی اور دہلی میں دفن ہوئے۔

شمس الامرا امیر کبیر نواب۔ نظام حیدر آباد کے دربار کے امیر الامرا تھے۔ ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوئے اور تین شاہانِ دکن کا زمانہ دیکھا۔ سب سے پہلے نواب نظام علی خاں نے ان کو افواج خانگی کا اُس زمانے میں جبکہ ٹیپو سلطان کی طرف سے شورش جاری تھی کماندر مقرر کیا۔ جب ۱۸۰۳ء میں نواب نظام علی خاں کا انتقال ہوا اور سکندر جاہ کا زمانہ آیا تو ان کے اعزاز میں اور اضافہ ہوا اور اُس کے بعد نواب ناصر الدولہ کے زمانہ میں امیر کبیر کا خطاب ملا اور پیشکاری اور مدار المہامی کی خدمات بھی انجام دیں۔ علم ریاضی کے بہت بڑے ماہر تھے شمس الہندسہ ان کی مشہور کتاب ہی۔ دیگر علوم و فنون میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ اور تصانیف بھی موجود ہیں۔ ۱۰ اپریل ۱۸۶۳ء کو ۸۳ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

شمس النساء بیگم۔ حکیم قمر الدین خاں بنارسی کی صاحبزادی تھی۔ مگر اس کا مسکن لکھنؤ تھا۔ ایک چھوٹا دیوان اس کی تصنیف ہی ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۵ء میں زندہ تھی۔

شمس سراج عفیف۔ شمس شہاب عفیف کا پوتا تھا اور عہد فیروز شاہی کا مشہور مورخ فیروز شاہ باربک سلطان دہلی نے جس کے عہد سے اس مشہور مورخ کا تعلق ہی ۱۳۵۱ء

سے ۱۳۸۸ء تک حکومت کی۔ اس بادشاہ کے زمانے کی پوری تاریخ موسومہ فیروز شاہی اس کی تصنیف ہی۔ اس مورخ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہی کہ اس بادشاہ نے قدیم دہلی کے متصل ۱۳۵۴ء میں شہر فیروزآباد آباد کیا اور جامع مسجد کے قریب کوشک میں ایک سنگی ستون نصب کیا۔ جس کا پتھر خضرآباد کے قریب سے لایا گیا تھا۔ خضرآباد ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہی جو پرانی دہلی سے ۹ کوس کے فاصلہ پر ہی۔ اس ستون کو مینار زریں کہتے تھے۔ اسی طرح کا دوسرا سنگی ستون جو اس سے طول میں کچھ کم تھا۔ میرٹھ سے لاکر شکارگاہ شاہی میں نصب کیا گیا تھا۔ یہ ستون اب فیروزشاہ کی لاٹ کے نام سے مشہور ہی۔ ہندو لوگ اس کو بھیم سین کی چھڑی بتاتے ہیں۔ اور اب یہ دریافت ہوا ہی کہ یہ ستون اشوک کی زمانے کے ہیں۔ مگر وہ کتبے جو قدیم زمانہ کے حروف میں ان پر کندہ ہیں اُن کو کسی مذہب کے آدمی اب تک نہیں پڑھ سکے۔ مصنف تاریخ فیروزشاہی ۱۳۹۸ء میں جبکہ امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا زندہ تھا کیونکہ اپنی تاریخ میں مصنف نے اس حملے کا ذکر کیا ہی

شمس شہاب عفیف۔ ملک سعد الملک کا صاحبزادہ تھا جو سلطان غیاث الدین تغلق کے زمانہ میں ابو برادر دیناپور کا عملدار تھا۔ اس کی اور سلطان فیروزشاہ کی تاریخ ولادت حسن اتفاق سے منطبق ہوتی ہی۔ یعنی دونوں ۱۳۰۱ء مطابق ۷۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور شمس سراج عفیف مصنف تاریخ فیروزشاہی کے دادا تھا۔

شمشیر بہادر اوّل۔ پیشوا باجی راؤ مرہٹے کا لڑکا ایک مسلمان طوائف مستانی نامی کے بطن سے تھا۔ ماں نے اس کو مسلمانوں کی طرح پرورش کیا۔ جنوری ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی مشہور لڑائی میں جو مرہٹوں اور احمد شاہ ابدالی کے درمیان ہوئی یہ سخت زخمی ہوا اور ڈیگ کو آیا۔ سورج مل جاٹ نے بڑی دشواری سے اس کے زخموں کا علاج کیا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد مرگیا اور ڈیگ میں دفن ہوا جو ریاست بھرتپور میں ہی۔

شمشیر بہادر ثانی۔ باندے کا نواب تھا۔ علی بہادر کا سب سے بڑا لڑکا اور شمشیر بہادر اول پسر باجی راؤ پیشوا کا پوتا تھا۔ ۱۸۰۲ء میں اپنے والد کی ریاست بندیلکھنڈ کا مالک ہوا۔ مگر سرکار انگریزی نے اس کی ریاست اپنے انتظام میں لیکر ہمیشہ کے واسطے چار لاکھ روپیہ سالانہ کا وظیفہ مقرر کردیا۔ ۳۰ اگست ۱۸۲۳ء مطابق ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۳۸ھ کو انتقال ہوا اور اُس کا بھائی ذوالفقار علی خاں اس کا جانشین ہوا۔

شمشیر خاں۔ ایک امیر تھا اس کی درخواست پر توکل منشی نے ۱۶۵۲ء مطابق ۱۰۶۳ھ میں فردوسی کے شاہنامے کا ایک خلاصہ نثر میں لکھا تھا۔

شناسی۔ ایک شاعر کا تخلص ہی جو ۱۶۲۰ء مطابق ۱۰۳۰ھ میں فوت ہوا اور فضل نامہ اس کی تصنیف ہی۔

شنکر رانا جس کو سکر بھی لکھا گیا ہی۔ رائے اودی سنگھ کا بیٹا تھا جب اُس کے بھائی رانا پرتاب نے اکبر سے ملاقات کی یہ دربار میں حاضر ہوکر ملازم شاہی ہوگیا اور منصب دوصدی پر سرفراز ہوکر رانا کا خطاب پایا۔ جہانگیر نے تخت نشین ہوکر بارہ ہزار روپیہ نقد اور خلعت و شمشیر مرصع دیکر شاہزادہ

پر دیپر کے ساتھ رانا پرتاب کی تادیب کو بھیجا۔ پھر دلیپ سنگھ بیکانیری کی سرکوبی پر متعین کیا کامیابی کے صلے میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات ۔ ہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۱۱ جلوس جہانگیری میں منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہو کر صوبۂ بہار میں متعین ہوا ۱۳ سنہ جلوس جہانگیری مطابق ۱۶۱۸ء میں وفات پائی۔

شورش۔ غلام حسین نام شورش تخلص تھا۔ اس کا اردو دیوان بھی موجود ہے ۱۷۸۱ء مطابق ۱۱۹۵ھ میں فوت ہوا۔

شوق۔ احمد علی نام۔ قصبہ جگور ضلع بارہ بنکی کے باشندے۔ موجودہ زمانہ کے مشہور شاعر ہیں ریاست رامپور میں حامد اللغات کی تالیف کا کام کرتے ہیں۔ اردو ڈرامہ قاسم و زہرہ مثنوی ترانۂ شوق وغیرہ ان کی تصنیفات چھپ چکی ہیں

شوق۔ حکیم تصدق حسین خاں نام۔ نواب مرزا عرف لکھنؤ کے مشہور شاعر۔ زہر عشق۔ بہار عشق وغیرہ اُردو کی مشہور مثنویات ان کی تصنیف سے ہیں خواجہ آتش کے شاگرد تھے۔ ۱۸۷۱ء میں انتقال کیا۔

شوق۔ مولوی قدرت اللہ کا تخلص ہے۔ اُنھوں نے ایک دیوان اور شعرا کی سوانح عمریوں کی ایک کتاب مسمّٰی طبقات الشعرا یادگار چھوڑی۔

شوقی ہروی۔ اس کا اصل وطن تبریز ہے۔ لیکن اس کی عمر کا بڑا حصّہ ہرات میں گزرا۔ اس وجہ سے "ہروی" مشہور ہوا اولاً ایران کے شہزادہ سام مرزا پسر طہماسپ کی ملازمت میں داخل تھا اُس کو چھوڑ کر ہمایوں کے ساتھ کابل آیا اور وہیں ۱۵۴۶ء مطابق ۹۵۳ھ میں فوت ہوا۔

شوکت بخاری۔ ایک فارسی شاعر تھا۔ اس کی وفات اصفہان میں ۱۶۹۰ء مطابق ۱۱۰۱ھ میں ہوئی۔ یہ صاحب دیوان ہے محمد اسحاق نام تھا

شوکی امیر۔ ایک امیر اور شاعر تھا جو شہنشاہ شاہ جہاں کے زمانہ میں گزرا ہے۔ اس کا اصلی نام میر محمد حسین تھا۔ ۱۶۳۴ء مطابق ۱۰۴۴ھ میں فوت ہوا۔

شہاب الدین ابو الفضل۔ احادیث کی کتاب کا مولف ہے۔ جس کا نام بلوغ المرام ہے اس کا خلاصہ کلکتہ میں منتخب بلوغ المرام کے نام سے چھپا ہے۔ جس میں ہر سطر کے تحت میں اردو ترجمہ دیا گیا تھا۔

شہاب الدین احمد۔ یروشلم کا ساکن۔ مقدسی کا بیٹا تھا جس نے شرح لامعہ لکھی ہے ۱۳۲۹ء مطابق ۷۲۹ھ میں فوت ہوا۔ بعض مورخین دوسرے شہاب الدین بن یوسف چلپی کو اس کتاب کا مصنف کہتے ہیں جو ۱۳۵۵ء مطابق ۷۵۶ھ میں فوت ہوا

شہاب الدین احمد (مولوی) ابراہیم شاہی کا مصنف ہے۔ یہ کتاب حنفی شرع کے موافق فتووں کا مجموعہ ہے جو فتاوائے عالمگیری اور فتاوائے قاضی خاں سے زیادہ مستند سمجھی جاتی ہے۔ اس کو مصنف نے بادشاہ جونپور ابراہیم شرقی کے نام سے معنون کیا تھا۔ اور اُسی کے نام سے منسوب ہے۔ ۸۷۵ھ مطابق ۱۴۷۰ء میں انتقال ہوا۔ مزار محلہ سپاہ شہر جونپور میں واقع ہے۔

شہاب الدین احمد۔ برہان پوری عین المعانی اس کی تصنیف ہے جو معرفت میں ۱۵۱۰ء میں لکھی گئی۔

شہاب الدین احمد تالاش۔ تاریخ ملک آسام کا مصنف ہے اس تاریخ میں اُس مہم کا مفصل حال ہے جو معظم خاں خان خاناں کی سرکردگی میں عالمگیر کے چوتھے سال حکومت میں ملک آسام میں بھیجا گیا۔ یہ کتاب ۱۶۶۳ء کی مصنفہ ہے۔

شہاب الدین احمد برلسی۔ تصوف میں ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام دُرّ الغواص ہے۔

شہاب الدین ادیب صابر۔ سلطان سنجر سلجوقی کے دربار کا ایک مشہور شاعر تھا۔ انوری۔ اور رشیدی کا زمانہ پایا۔ جب اتسیز خوارزمی نے سنجر سلجوقی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اس کو سلجوقی نے جاسوسی کے کام پر متعین کیا کہ وہ دشمن کے ارادوں کی خبر دیتا رہے۔ چنانچہ اس خدمت کو نہایت ہوشیاری سے انجام دیا۔ ایک مرتبہ اتسیز نے ایک قاتل کو سنجر کے قتل پر مامور کیا۔ اور اس کام کے لیے ایک خاص دن مقرر کر دیا گیا۔ ادیب نے وقت مقررہ سے پہلے قاتل کی خبر اور تصویر سنجر کو بھیجا دی اور اس طرح سے سنجر کی جان بچ گئی۔ جب اتسیز پر یہ راز کھلا تو اُس نے ادیب کے ہاتھ پاؤں بندھوا کر اُس کو دریائے جیحوں میں غرق کرا دیا۔ یہ واقعہ ۱۱۵۲ء مطابق ۵۴۶ھ میں ہوا۔ اُس نے قصائد کا ایک دیوان چھوڑا جس کا نام قصائد ادیب صابر ہے۔

شہاب الدین بن ابو نجیب۔ سہرورد کے رہنے والے اِن کا شمار اولیاء کرام میں ہے اِن سے سلسلہ اب تک جاری ہے جو خانوادۂ سہروردیہ کے نام سے مشہور ہے عوارف المعارف المشہور بہ عوارف الحقائق اِن کی تصنیف ہے۔ پیدائش جنوری ۱۱۴۵ء مطابق رجب ۵۳۹ھ۔ ۲۶ ستمبر ۱۲۳۴ء مطابق غرۂ محرم ۶۳۲ھ مطابق ۱۲۳۴ء کو ۹۳ برس کی عمر میں بمقام بغداد انتقال ہوا اور وہیں دفن ہیں ایک عربی کتاب حکمۃ الاشراق بھی انھیں کی تصنیف سے ہے جو ٹیپو سلطان کے کتب خانے میں موجود تھی۔

شہاب الدین بن محمد سواسی۔ اس نے سراجیہ سجاوندی کی ایک مشہور شرح لکھی ہے ۱۳۹۸ء مطابق ۸۰۰ھ میں وفات پائی۔

شہاب الدین سلطان۔ بن سلطان علاؤ الدین تھا۔ باپ کے بعد کشمیر کے تخت کا مالک ہوا ۱۳۵۶ء مطابق ۷۵۷ھ میں غیر ملکی فتوحات پر توجہ کی اور دس سال کے عرصہ میں تبت۔ کاشغر بدخشاں اور کابل کو فتح کیا۔ اس کے بعد ہندوستان پر فوج کشی کی۔ فیروز سلطان دہلی سے مقابلہ ہوا دریائے ستلج پر اُس کو شکست دی۔ اس فتح کے بعد شہاب الدین کشمیر کو واپس چلا آیا۔ ۱۹ سال حکومت کر کے ۱۳۷۶ء مطابق ۷۷۸ھ میں فوت ہو گیا۔ اُس کا بھائی قطب الدین اس کا جانشین ہوا۔

شہاب الدین سہروردی شیخ۔ عموماً شیخ مقتول اور قتیل اللہ کہلاتے ہیں۔ حلب کے مشہور سپہ سالار صلاح الدین نے اُن کو قتل کر دیا تھا۔ وجہ قتل یہ قائم کی تھی کہ وہ فلسفے کو مذہب پر ترجیح دیتے تھے۔ بقول مصنف ہفت اقلیم وہ ۱۱۸۹ء مطابق ۵۸۵ھ میں ۳۶ یا ۳۸ سال کی عمر میں قتل ہوئے۔ شرح ہیکل اور شرح ایضاح ان کی تصنیف ہیں۔

شہاب الدین (قاضی)، دولت آبادی۔ ابن شمس الدین بن عمر الزوالی۔ پیدائش بمقام دولت آباد۔ قاضی

عبد المقتدر دہلوی اور مولینا خواجگی سے اکتساب علوم کیا۔ امیر تیمور کے دہلی آنے سے قبل کالپی ہوتے ہوئے جونپور گئے۔ وہاں سلطان ابراہیم شرقی نے "ملک العلماء" کا لقب دیکر عہدۂ قضا پر مامور کیا۔ سلطان مذکور آپ کے ساتھ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا۔ ۲۵ رجب ۸۴۹ھ مطابق ۱۴۴۵ء کو جونپور میں انتقال کیا۔ آپ کے تصانیف یہ ہیں :۔

بحر مواج ۔ تفسیر قرآن مجید (فارسی)، حاشیہ کافیہ کتاب ارشاد در نحو۔ بدایع البیان ۔ شرح بزدوی شرح قصیدہ "بانت سعاد"، مناقب السادات وغیرہ

شہاب الدین محمد غوری ۔ اُس کا نام معز الدین محمد سام تھا۔ اس کے بڑے بھائی غیاث الدین محمد سلطان نے جو غور اور غزنین کا بادشاہ تھا۔ اُس کو ۱۱۷۳ء میں غزنی کا حاکم مقرر کیا اُس نے ۱۱۸۶ء مطابق ۵۸۲ھ میں خاندان غزنوی کے آخری بادشاہ خسرو ملک کو شکست دیکر قید کرلیا اور خراسان اور ہند کے بڑے حصے کو فتح کیا۔ پتھورا اجمیر کے راجہ سے دو لڑائیاں لڑیں ۱۱۹۳ء مطابق ۵۸۹ھ کی لڑائی میں راجہ مذکور اور کھانڈے رائے راجہ دہلی کو قتل کردیا۔ اس کا بھائی مسمی غیاث الدین محمد ۱۲۰۳ء مطابق ۵۹۹ھ میں فوت ہوا اور یہ بادشاہ ہوگیا۔ غزنین غور اور ہندوستان پر تین سال حکومت کی۔ ۱۴ مارچ ۱۲۰۶ء مطابق ۲ شعبان ۶۰۲ھ کو قوم گھکڑ نے جب وہ غزنین کو واپس جارہا تھا۔ راستے میں ہلاک کردیا۔ نعش غزنین پہنچی وہیں دفن ہوئی۔ اس کا بھتیجا غیاث الدین محمود بن غیاث الدین محمد جانشین ہوا۔

شہاب الدین معمائی ۔ فن معما گوئی میں مہارت کاملہ رکھتا تھا۔ بابر بادشاہ کے ہمراہ ہندوستان آیا۔ مقربان خاص سے تھا۔ رسالہ در تبیین و توضیح علم معما اس کا مصنف ہے۔ ۹۴۲ھ مطابق ۱۵۳۵ء بعہد ہمایوں بادشاہ فوت ہوا۔ مادۂ تاریخ وفات "شہاب الثاقب" ہے۔

شہاب الدین مہمرہ بدایونی۔ بن جمال الدین شہر مہمرہ کے رہنے والے تھے۔ جو ایران میں واقع ہے۔ رکن الدین فیروز شاہ کے عہد میں ملک الشعراء خطاب ملا۔ صاحب نسبت بزرگ تھے۔ ان کا زمانہ ۶۳۳ھ ۱۲۳۵ء کا تھا۔ مزار بدایوں میں آبادی سے جانب غرب واقع ہے۔ ضیاء الدین نخشبی ان کے مشہور شاگرد گزرے ہیں۔

شہادت ۔ مرزا صالح بلخی کا تخلص ہے ۱۷۴۲ء مطابق ۱۱۵۵ھ میں فوت ہوا۔

شہباز ۔ سید محمد عبد الغفور نام۔ ضلع پٹنہ کا رہنے والا ابتداءً کلکتے کے مشہور اخبار دار السلطنت اور اردو گائیڈ کی ایڈیٹری کی۔ پھر اورنگ آباد دکن میں کالج کا پروفیسر ہوگیا تھا۔ فلسفۂ انسانی کی باریکیوں کو نظم کرنا اس کا حصہ تھا۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ کو انتقال ہوا۔ خیالات شہباز اس کی نظموں کا مجموعہ چھپ چکا ہے۔ سوانح عمری نظیر اکبرآبادی بھی اسی کی تصنیف ہے

شیر آشنائی ۔ دیکھو ابوالفتح محمد اشہر آشنائی۔

شہرت ۔ نواب حکیم الممالک کا تخلص ہے (دیکھو محمد حسین شیخ)

شہریار ۔ ساسانی نسل سے فارس کا بادشاہ تھا اُس نے فارس میں ۶۲۹ھ مطابق ۱۲۳۱ء میں حکومت کی (ملاحظہ ہو شیرویہ)

شہریار سلطان۔ جہانگیر کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا۔ نورجہاں بیگم کی لڑکی سے جو اُس کے پہلے شوہر شیر افگن سے تھی اُس کی شادی ہوئی تھی۔ جہانگیر کے مرنے پر ۱۶۲۷ء مطابق ۱۰۳۷ھ میں اس شہزادہ نے جو اُس وقت لاہور میں تھا خزانہ شاہی پر قبضہ کرلیا اور اپنے چچا دانیال کے دو لڑکوں کو اپنی سازش میں لیکر ایک فوج مرتب کی اور اس فوج کے ساتھ آصف خاں وزیر کی فوج سے جس نے داور بخش عرف بلاقی سلطان خسرو کو قید سے رہا کرکے بادشاہ مشتہر کر دیا تھا۔ صف آرا ہوا۔ اس لڑائی میں شہریار کو شکست ہوئی اور اُس کو قید کرکے قید خانہ میں ڈال دیا اور بعدہٗ اُس کو شاہجہاں کے حکم سے قتل کیا گیا۔ شہریار اپنے جسم کی خوبصورتی۔ اور دماغی کمزوری کے لیے مشہور تھا۔

شہید (دیکھو غلام امام شہید)

شہیدی۔ منشی کرامت علی خاں نام ضلع اناؤ کے رہنے والے تھے۔ مصحفی کے شاگرد تھے۔ فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اُن کا دیوان عام طور پر ملتا ہی۔ ۱۸۴۰ء مطابق ۱۲۵۶ھ میں انتقال ہوا۔

شہیر۔ سید محمد نوح مچھلی شہر کے رہنے والے۔ منیر شکوہ آبادی کے شاگرد۔ خواجہ وزیر کا زمانہ دیکھا ہی اور اُن سے بھی افادہ سخن حاصل کیا ہی۔ تاریخ ولادت ۲۵ دسمبر ۱۸۵۶ء ہی ہنوز زندہ ہیں۔

شیبانی۔ ایک مصنف ہی جس کا اصلی نام ابو عمرو اسحاق تھا۔ یہ بغداد میں ۸۲۸ء مطابق ۲۱۳ھ میں فوت ہوا

شیبانی خاں (دیکھو شاہی بیگ اُزبک)

شیخ ابراہیم۔ شیخ علی حزیں کا چچا تھا۔ رافعۃ الخلاف ان کی تصنیف ہی جو مختلف کتب کی شرح ہی۔ دوسری تصنیف کاشف الغواشی ہی جس میں تفسیر کشاف کی شرح اُنچاسویں سورہ تک لکھی گئی ہی ان دونوں کتابوں کے علاوہ اقلیدس کی شرح بھی لکھی گئی ہی۔ بمقام لاہجان ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۱۹ھ میں فوت ہوا

شیخ امیر (ملاحظہ ہو شاہ میر)

شیخ بہلول۔ حضرت محمد غوث گوالیاری کے بھائی تھے۔ ہمایوں کے بھائی مرزا ہندال نے ۱۵۳۹ء مطابق ۹۴۵ھ میں بمقام آگرہ ان کو مار ڈالا۔ قلعہ بیانہ کے قریب ابھی تک ان کا مزار ہی۔

شیخ تقی (ملاحظہ ہو شاہ تقی)

شیخ جلال۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے نام سے مشہور ہیں۔ سید احمد کبیر کے لڑکے اور سید جلال بخاری کے پوتے تھے۔ شیخ رکن الدین ابوالفتح نبیرہ شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید تھے۔ کہا جاتا ہی کہ اُنھوں نے تمام دنیا میں سیاحت کی اور اس سبب سے جہاں گشت کہلائے۔ سات بار حج بیت اللہ کیا۔ فیروز شاہ تغلق کا زمانہ پایا تھا جو خود اُن کا مرید ہوگیا تھا۔ شیخ جلال ۸ فروری ۱۳۰۸ء مطابق ۱۴ شعبان ۷۰۷ھ کو پیدا ہوئے تھے اور بروز چارشنبہ ۳ فروری ۱۳۸۴ء مطابق ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ کو ۸۰ سال کی عمر میں واصل بحق ہوئے۔ ملتان میں ان کا مزار ہی۔ مشہور ہی کہ ان کے مزار کی خاک چاٹنے سے مجنون اچھا ہوجاتا ہی۔ فقرا میں ملنگ اور جلیلیہ فرقے کے بانی سمجھے جاتے ہیں سید راجو قتال ان کے بھائی تھے۔

شیخ جلال بخاری۔ اکبری عہد کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں ۱۵۸۲ء مطابق ۹۸۹ھ میں انتقال ہوا اور تھانیسر میں ان کا مزار ہی۔

شیخ جمالی مولانا (دہلوی) فارسی زبان میں اچھا شعر کہتے تھے۔ پہلے جلالی تخلص کرتے تھے اپنے

پیر سمیع الدین کے ارشاد پر جمالی تخلص کیا۔
ہندوستان سے حج کو گئے۔ واپسی میں بزمانۂ
سلطان حسین مرزا ہرات آئے اور وہیں قیام
کیا۔ جناب مولانا جامی سے ملاقات ہوئی۔
سیر العارفین اور ایک دیوان اِن کی یادگار ہے
آخری زمانہ میں بہ عہد ہمایوں پھر ہندوستان
آگئے تھے۔ دہلی میں ۱۵۳۵ء مطابق ۹۴۲ھ
میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے شیخ گدائی رکنبوہ
بیرم خاں کی ماتحتی میں شاہی ملازمت میں داخل
تھے اور ۱۵۶۸ء میں انتقال کیا۔

شیخ حسین محدث۔ علم حدیث میں کامل تھے۔
بھوپال میں جمادی الثانی کی دسویں تاریخ ۱۳۲۷ھ
(جولائی ۱۹۰۹ء) میں فتح الباری کا ساتواں پارہ
قریب مغرب مطالعہ کرتے ہوئے انتقال فرمایا۔

شیخ رضی۔ حسن کے بیٹے تھے۔ کافیہ اور شافیہ
ابن حاجب پر شرح لکھی ہے ۱۲۸۷ء مطابق ۶۸۶ھ
میں انتقال فرمایا۔

شیخ شریف۔ (دیکھو شاہ شرف الدین)

شیخ صدوق۔ ابو جعفر محمد بن علی بابویہ کہلاتے
ہیں دیکھو بابویہ۔

شیخ صفی۔ فارس کے ایک فرقہ صوفیہ کے مشہور
بانی تھے۔ ان کا خاندان جب برسر حکومت ہوا
تو وہ خاندان صفوی کے نام سے مشہور رہا۔
اردبیل کے رہنے والے تھے۔ ان کے بیٹے
صدر الدین موسیٰ کا نام آجتک ایشیائے
کوچک اور ترکستان میں مشہور رہا ہے۔ امیر تیمور
کے زمانے میں گزرے ہیں۔ امیر مذکور نے
ان کے اشارے سے سب قیدی چھوڑ دیے
جن کو وہ ایشیائے کوچک سے گرفتار کر کے
لایا تھا۔ اس حسن سلوک کی وجہ سے وہ لوگ
اردبیل میں آکر آباد ہوگئے۔ اور بہت سا
زر و مال ان کی نذر کیا اور مرید ہوگئے۔
ان کی بہت عزت کی جاتی تھی۔ جو اُن کی
اولاد تک جاری رہی۔ شیخ صفی بمقام اردبیل
۱۳۳۵ء مطابق ۷۳۵ھ میں فوت ہوئے

شیخ عالم۔ ہندوستان کے علم موسیقی پر اس کی
ایک کتاب مادھو ناٹک مشہور رہی یہ کتاب
پہلے ایک ہندو ماہر فن نے بزبان ہندی لکھی
تھی جس کو اُس نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور
اصل مصنف مادھو کے نام سے موسوم کیا۔

شیخ علائی۔ سلیم شاہ سور کے زمانہ میں ایک فلسفی
تھا۔ اس نے مہدی ہونیکا دعویٰ کیا اور سلطنت
میں انقلاب پیدا کرنا چاہا۔ ہزاروں لوگوں کو
جبریہ اپنا پیرو بنایا۔ دو مرتبہ جلاوطن کیا گیا۔
آخر مرتبہ ۱۵۴۸ء مطابق ۹۵۵ھ میں سزائے
موت دی گئی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا
مذہب بھی فنا ہوگیا۔

شیخ فرید۔ جہانگیری عہد کا پنج ہزاری منصبدار
تھا۔ مرتضیٰ خاں کا خطاب اور بخشی بیگی کا
عہدہ عطا ہوا۔ ۱۶۱۶ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں
فوت ہوا۔

شیخ فرید بھکری۔ بھکر کے رہنے والے تھے اور
ذخیرۃ الخوانین اس کی تصنیف ہے جس کو اُس
نے شاہ جہاں کے زمانہ میں ۱۶۵۰ء مطابق ۱۰۶۰ھ
میں تصنیف کیا تھا۔

شیخ مبارک ناگوری۔ شیخ فیضی اور ابوالفضل کے
والد تھے۔ منبع العیون۔ تفسیر کلام اللہ اور
جوامع الکلام اِن کی تصنیفات ہیں ۱۵۰۵ء

میں پیدا ہوئے تھے۔ اور لاہور میں ۵ اگست ۱۵۹۳ء مطابق ۱۷ ذی قعدہ ۱۰۰۱ھ کو فوت ہوئے اور آگرے میں دفن ہوئے اسی قبرستان میں فیضی ابو الفضل اور اُن کی بہن لاڈلی دفن ہیں ان کے والد کا نام شیخ موسیٰ تھا جو ترکی النسل تھے۔

شیخ محمد۔ فارسی میں صوفی مذاق کی ایک کتاب مسمیٰ چہل رسالہ تصنیف کی (ملاحظہ ہو محمد شیخ)

شیخ مفید۔ (دیکھو ابو عبداللہ محمد بن محمد النعمانی)

شیخ مونا۔ (ملاحظہ ہو ابو القاسم الحلی)

شیخی۔ ایک ترکی شاعر تھا۔ جس کو مراد اول سلطان ٹرکی کی وزارت کا مرتبہ حاصل ہوا۔ ۱۳۹۵ء میں تھا۔

شیخ یوسف۔ ملاحظہ ہو یوسف شیخ۔

شیدا۔ میر فتح علی لکھنوی کا تخلص ہے قصہ بوم و بقال اس کی تصنیف ہے۔ فدوی مصنف اردو یوسف زلیخا اُس کا ہمعصر تھا۔

شیدا ملّا۔ جہانگیری عہد کا ایک شاعر تھا اور شاہ جہاں کا عہد بھی پایا تھا۔ فتح پور سیکری کے شیوخ فاروقی سے تھا۔

شیدی فولاد خاں۔ (دیکھو فولاد خاں شیدی)

شیرازی۔ ایک مصنف تھا جس نے اسحاق بن حسین کی تحریر المجسطی کی شرح لکھی اور حل مشکلات مجسطی اُس کا نام رکھا۔

شیر افگن خاں۔ ترکی النسل تھا۔ اس کے ترکی نام "استا جلو" اور علی قلی بیگ تھا شیر کے شکار میں جب اُس نے ایک شیر کو مار کر بہادری دکھائی تو اکبر بادشاہ نے شیر افگن خاں کا خطاب دیا۔ اسی نام سے تاریخ میں مشہور رہا۔ اس کی شادی نور جہاں سے ہوئی تھی جو بعد کو جہانگیر کی بیگم ہوئی۔ اکبری عہد کی مشہور لڑائیوں میں اسے اپنی بہادری دکھانے کا موقع ملا۔ اکبر نے اس کو بردوان میں جاگیر عطا کی تھی۔ قطب الدین کوکا سے اسی مقام پر اس سے مقابلہ ہوا۔ اور یہ کام آیا۔ اس کے مرنے کے چند سال بعد اس کی بیوہ نور جہاں سے جہانگیر نے شادی کر لی۔

شیر بن بابک (اردویا) اردشیر بن ساسان اصغر اس کا نسب اسفندیار پر ختم ہوتا ہے۔ ساسانیوں میں پہلا بادشاہ ہے۔ اس کی ماں کا نام گہر آفرید تھا۔ ۲۲۶ء میں تخت نشین ہوا۔ سام بن رضیع مشہور مدبر کو وزیر بنایا۔ اس نے شہنشاہی کا لقب پایا۔ بہت ادنیٰ درجے سے ترقی کرکے سخت محنت سے سلطنت پائی۔ عمارات سے بہت ذوق تھا۔ بہت سے شہر آباد کیے۔ پانچ سو چپن شہر اور چھ سو قصبوں پر حکومت تھی۔ اسّی کرور کی مردم شماری تھی۔ اس بادشاہ کے دستور العمل صدیوں تک ایران میں قانون سلطنت کا کام دیتے تھے۔ کتاب کارستان میں مہمات ملکی و سیر و سیاحت کے حالات اور کتاب آداب العیش میں جن اخلاق کی تعلیم تھی یہ دونوں کتابیں اس کی تصانیف سے ہیں۔ قیصر روم اور فغفور چین اس کے باجگذار تھے اٹھاسی برس کی عمر ہوئی۔ چالیس سال دو مہینے حکومت کی۔

شیرزاد سلطان۔ سلطان مسعود ثالث غزنوی کا

لڑکا تھا۔ ۱۱۱۳ء مطابق ۵۰۸ھ میں اپنے باپ کے بعد تخت پر بیٹھا اور ایک سال کے بعد اس کے بھائی ارسلان شاہ نے اس کو قتل کرا دیا اور وہ خود ۱۱۱۵ء مطابق ۵۰۹ھ میں بادشاہ ہو گیا۔

شیر خاں لودی۔ بن علی امجد خاں لودی المتوفی۔ ۱۴۔ نومبر ۱۶۷۳ء مطابق ۱۴ شعبان ۱۰۸۴ھ مرات الخواب اس کی تصنیف ہے۔ جس میں شعراء کی سوانح عمریاں درج ہیں یہ کتاب ۱۶۹۱ء۔ مطابق ۱۱۰۲ھ عہد عالمگیری کی مصنفہ ہے اس میں بہت سے مشہور شعراء اور ان علوم و فنون کا تذکرہ ہے جو اس وقت مسلمانوں میں رائج تھے مثلاً موسیقی۔ طب۔ علم ترکیب کائنات علم الرویا اور علم السحر وغیرہ۔

شیر سنگھ۔ پنجاب کا راجہ تھا۔ کھڑگ سنگھ کا دوسرا لڑکا اور رنجیت سنگھ کا پوتا تھا۔ اپنے بڑے بھائی نونہال سنگھ کی وفات کے بعد جو ۷ نومبر ۱۸۴۰ء کو واقع ہوئی اس کی ماں چاند کنور نے ریاست کا انتظام کیا۔ نونہال سنگھ کو فوت ہوئے ابھی دو ماہ سے زیادہ مدت نہ گزرنے پائی تھی کہ شیر سنگھ اپنی والدہ کو معزول کر کے خود راجہ بن گیا ان کی حکومت کو ابھی پورے تین سال بھی نہ ہوئے تھے کہ ۱۴ ستمبر ۱۸۴۳ء کو سردار اجیت سنگھ کی فوج نے شاہی محل پر قبضہ کر لیا اور غضب گزارئی ہوئی شیر سنگھ اور اس کے لڑکے پرتاب سنگھ کو موت کے گھاٹ اتار دیا نہ صرف ان کو بلکہ محل کی عورتوں اور بچوں کو جن میں ایک وہ بچہ بھی تھا جو اس سے ایک دن قبل پیدا ہوا تھا تہ تیغ کیا گیا شیر سنگھ کے قتل کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ کا سب سے چھوٹا لڑکا دلیپ سنگھ گدی نشین ہوا۔

شیر شاہ سور۔ حصار کا رہنے والا تھا۔ اس کا اصل نام فرید تھا۔ اس کا باپ حسن خاں خاندان سور کا ایک افغان تھا۔ اور مقام روہ کا جو پشاور سے کچھ آگے واقع ہے رہنے والا تھا یہ وہی مقام ہے جہاں کے افغانوں کے نام سے صوبہ متحدہ کی مشہور کمشنری روہیل کھنڈ منسوب ہے) حسن خاں مذکور کو جمال خاں حاکم جونپور نے اضلاع سہسرام اور ٹانڈا بطور جاگیر۔ پنج صدی منصب کے ساتھ عطا کیے تھے فرید کچھ عرصے تک محمد لوہانی بادشاہ بہار کے یہاں سلسلہ ملازمت میں داخل رہا۔ وہیں سے ایک شیر کے مارنے پر شیر خاں کا خطاب ملا۔ ہمایوں مغل بادشاہ دہلی سے کئی مرتبہ مڈبھیڑ ہوئی۔ سب سے پہلی مرتبہ بہار میں ۲۶ جون ۱۵۳۹ء مطابق ۱۹ صفر ۹۴۶ھ کو شکست دی اور دوسری مرتبہ ۱۷ مئی ۱۵۴۰ء مطابق ۱۰ ارجون ۹۴۷ھ کو بمقام قنوج کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ تیسری مرتبہ آگرہ و لاہور سے خوشاب تک ہمایوں کا تعاقب کیا۔ جہاں سے ہمایوں آخر کار دریائے انڈس کی طرف آیا ہمایوں کی اس شکست نے شیر شاہ کو دہلی کا بادشاہ بنا دیا۔ وہ شیر شاہ کے لقب سے خاندان سور کا پہلا بادشاہ ہوا۔ اس کی حکومت کا زمانہ ۲۵ جنوری ۱۵۴۲ء مطابق ۷ شوال ۹۴۸ھ سے شروع ہوتا ہے۔

شیر علی خاں۔ امیر کابل دوست محمد خاں کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا۔ ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۳ء میں دوست محمد خاں اپنے باپ کے بجائے

جانشین ہوا۔ اس نے سلطنت برطانیہ کے ساتھ دوستانہ تعلق قائم کیا۔ ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں اُس نے انگریزی سفیر کو نکال دیا اور جس وقت کہ روسی سفارت کابل میں موجود تھی اُس نے انگریزی سفارت کو آنے سے روک دیا۔ اس پر انگریزوں نے اُس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ انگریزی فوجوں کے افغانستان میں داخل ہوتے ہی شیر علی خاں ترکستان کو بھاگ گیا وہیں اُس کا انتقال ہوگیا۔ اُس کے بیٹے یعقوب خاں نے انگریزوں کے ساتھ صلح کر لی جس کی رو سے افغانستان کا کچھ سرحدی حصہ کا صوبہ شمالی مغربی سرحدی میں انگریزی حکومت میں شامل ہوگیا اور افغانستان کے امور خارجیہ پر برطانیہ کی نگرانی۔ اور کابل میں انگریزی ایجنٹ کا قیام تسلیم کیا گیا۔

شیر محمد (مولوی) قوم ہوتکی ساکن قندھار اسرار العارفین امام غزالی کو پشتو نظم میں ترجمہ کیا۔ ۵۶۶ صفحے کی کتاب ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء میں بمبئی میں چھپی ہے۔

شیرویہ۔ خسرو پرویز مشہور بادشاہ ایران کا لڑکا تھا۔ اس نے اپنے باپ کو پہلے قید کیا۔ اور بعد کو ۶۲۸ء مطابق ۷ھ میں قتل کر دیا صرف آٹھ ماہ حکومت کرکے ۶۲۹ء مطابق ۸ھ میں فوت ہوا۔ اُس کی وفات پر اُس کا شیرخوار لڑکا۔ اردشیر تخت پر بٹھایا گیا لیکن شہریار نے جو ایک صوبے کا ناظم تھا۔ موقع پاکر مدائن پر حملہ کیا اور اس شیرخوار شہزادہ کو قتل کرکے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ اردشیر کی حکومت کی مدت صرف پانچ ماہ ہوئی۔ لیکن اس باغی ناظم کو بھی چند دنوں کی حکومت کے بعد ہی امرائے جو شاہی خاندان کے ساتھ وفاداری رکھتے تھے قتل کر دیا اور ذکور میں قابل جانشین نہ ملنے کے سبب شہزادی توران دخت بنت خسرو پرویز کو تخت نشین کیا۔

شیری مولینا۔ عہد اکبری کا صاحب دیوان شاعر تھا جب اکبر نے دسمبر ۱۵۶۷ء مطابق جمادی الثانی ۹۷۵ھ میں چتور کا قلعہ لے لیا۔ اور پھر قلعہ رنتھنبور۔ ۲۲ مارچ ۱۵۶۹ء مطابق ۳ شوال ۹۷۶ھ کو فتح کیا اور اسی سال آگرے کے مشہور قلعہ کو تعمیر کرایا اس وقت شیری زندہ تھا۔ اس نے ان تینوں واقعات کی تاریخیں لکھی تھیں سوات اور بجور کی یوسف زئی افغان قوم اور اکبری فوج کے درمیان لڑائی ہوئی جس میں اکثر مشہور امرائے شاہی بیربل وغیرہ مارے گئے ہیں اس لڑائی فروری ۱۵۸۶ء مطابق ربیع الاول ۹۹۴ھ میں یہ قتل ہوا۔ بقول صاحب مآثر الامرا شاعر مذکور خواجہ جہان ہروی کا بھتیجا تھا جو سنہ ۱۵۷۴ء مطابق ۹۸۲ھ میں فوت ہوا ہے مصنف مذکور نے شیری کا سال وفات ۱۵۸۱ء مطابق ۹۸۹ھ لکھا ہے۔

شیفتہ۔ نواب محمد مصطفیٰ خاں نام اُردو میں شیفتہ۔ فارسی میں حسرتی تخلص کرتے تھے نواب مرتضیٰ خاں کے بیٹے تھے۔ پیدائش ۱۸۰۶ء بمقام دہلی۔ ریاست جہانگیر آباد ضلع بلند شہر کے تعلقہ دار اور مومن کے شاگرد۔ ان کو عربی اور فارسی کا اچھا علم تھا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد زیادہ تر رہنے کا اتفاق جہانگیر آباد میں ہوا

حج بھی کیا۔ اور عرصے تک ملک عرب میں قیام رہا۔ آپ نے سفر حجاز کی سرگذشت "برہ آورد" کے نام سے لکھی ان کے معاصرین میں امام بخش صہبائی۔ مومن۔ غالب آزردہ۔ وحشت وغیرہ ہیں ۱۸۶۹ء میں انتقال ہوا۔ اور دہلی میں حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں دفن کیے گیے۔ کلیات شیفتہ وحسرتی برہ آورد اور گلشن بیخاران کی مشہور تصانیف ہیں۔

شیو پرشاد۔ نواب فیض اللہ خاں روہیلہ کی سرکار میں ملازم تھا۔ اس نے "فیض بخش" کے نام سے روہیلے پٹھانوں کی تاریخ لکھی۔

شیو پرشاد۔ (راجہ) ستارہ ہند بنارس کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۲۳ء میں پیدا ہوئے۔ ہندوستانی ریاستوں میں کچھ دنوں نوکری کی۔ ۱۸۴۵ء میں گورنمنٹ انگریزی کے ملازم ہوئے۔ اور سررشتہ تعلیم میں انسپکٹر مدارس ہو گئے ان کی تاریخ ہند جو آئینہ تاریخ نما کے نام سے مشہور ہے اور اردو انگریزی ہندی تین زبانوں میں لکھی گئی ہے عرصے تک مدارس کی تعلیم میں رائج رہی۔ تقریباً ۱۸۹۶ء میں فوت ہوئے۔ اُن کی اور بھی تصانیف ہیں

شیو داس لکھنوی۔ شیو داس نے شاہنامہ منور کلام کے نام سے فرخ سیر ۱۱۲۴ھ مطابق ۱۷۱۲ء اور محمد شاہ ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۸ء کے زمانے تک کے حالات لکھے ہیں دربار شاہی میں بہت دنوں تک میر منشی (سکرٹری) کے عہدے پر ممتاز رہے۔

شیو رام داس۔ ایک شاعر تھا جس کا تخلص حیا تھا۔ (دیکھو حیا)

ردیف ص

صابر۔ میر سید علی کا تخلص ہی۔ فن موسیقی کا ماہر تھا۔ اُس نے شاہ عالم کے لیے ایک کتاب موسیقی میں لکھی۔

صابر۔ صاحبزادہ مرزا قادر بخش دہلوی کا تخلص ہی۔ ایک دیوان اردو اس کی تصنیف سے ہی۔

صابر۔ (ملاحظہ ہو شہاب الدین ادیب صابر)

صاحب۔ حکیم کاظم کا تخلص ہی جو مسیح البیان کے نام سے مشہور ہی۔ وہ ایک طبیب ہونے کے علاوہ شاعر بھی تھا۔ اور عالمگیر کے زمانے میں پنج صدی کا منصبدار تھا ۱۶۶۶ء مطابق ۱۰۷۷ھ میں مرزا صابر سے پہلے فوت ہوا۔ اور دو یا تین دیوان چھوڑے۔ مولینا روم کی مثنوی کی طرز میں کئی مثنویاں لکھیں۔ جو آئینہ خانہ۔ پری خانہ۔ ملاحتِ احمدی۔ صاحب یوسفی۔ گل محمد۔ انفاس عیسیٰ کے نام سے مشہور ہیں۔

صاحب بلخی۔ بلخ کا ایک شاعر تھا۔ جس نے بدخشاں کے بادشاہوں کی۔ تعریف میں قصائد لکھے ہیں۔ وہ نویں صدی ہجری میں زندہ تھا

صاحب جمال۔ جہانگیر کی بی بی اور زین خاں کوکہ کی رشتہ دار تھی۔ سلطان پرویز اسی کے بطن سے تھا۔

صاحب جی۔ (ابنت علی مراد خاں نواب جو شاہجہاں کے نامور امرا میں سے تھے) حاکم کابل کہ امیر خاں میر میراں کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی۔ کابل جیسے سرکش صوبے میں اس خاتون نے اپنے شوہر کے ساتھ مل کر اچھا انتظام کیا۔ اپنے شوہر کے مرجانے کے بعد بحکم شہنشاہ عالمگیر دو برس تک خود بھی کابل کی حکمراں رہی اور عمدہ انتظام کیا بعدہ حج کو چلی گئی۔

صاحب زمانی۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کی ایک لڑکی کا نام ہی۔ عالمگیر دوم اس کے ساتھ شادی کا خواستگار تھا۔ لیکن اس نے منظور نہیں کیا۔ اس کی ماں ملکۂ جہاں نے صرف اس وجہ سے کہ عالمگیر دوم اس کی لڑکی کو زبردستی اپنے نکاح میں نہ لا سکے احمد شاہ ابدالی کی پناہ لی اور وہ ۱۷۵۷ء میں ان ماں بیٹیوں کو اپنے ساتھ کابل لے گیا اور وہاں پہنچکر کچھ دنوں بعد صاحب زمانی کے ساتھ خود شادی کرلی۔

صاحب عالم۔ (سید) حسینی واسطی بلگرامی ثم المارہروی۔ المتخلص بہ صاحب۔ پیدائش ۱۶؍ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۶ء بمقام بلگرام ہوئی۔ آپ نے جمیع کتب درسیہ لکھنؤ میں مولوی ولی اللہ خاں سے پڑھیں۔ فن شعر میں اپنے ماموں سید افتخار علی بلگرامی ذرہؔ سے تلمذ تھا۔ مارہرہ ضلع ایٹہ میں اپنے آبائے کرام کے سجادہ نشین ہوئے۔ ایک دیوان بھی آپ کی تصنیف ہی۔ ۲؍محرم الحرام ۱۲۸۸ھ مطابق

سنہ ۱۸۱۰ء کو وفات پائی مارہرہ میں مزار ہے۔

صاحب قراں۔ امیر تیمور کا لقب ہے۔ (دیکھو امیر تیمور)

صاحب قراں۔ سید امام علی بلگرامی کا تخلص ہے پریشان ہونے کی وجہ سے سنہ ۱۸۱۳ء مطابق سنہ ۱۲۲۹ھ میں ایک نظم بطور شکوہ لکھی۔

صاحب قران ثانی۔ شاہجہان کا لقب تھا۔ (ملاحظہ ہو شاہجہان)

صادق۔ اصل نام صادق علی ہے۔ کتاب چہار باغ حیدری کا مصنف ہے۔ یہ کتاب نواب غازی الدین حیدر خاں لکھنؤ کے نواب کے نام پر معنون کی گئی

صادق۔ سید جعفر خاں نبیرہ سیّد محمد قادری کا تخلص ہے دہلی کا ساکن تھا۔ سنہ ۱۸۰۳ء مطابق سنہ ۱۲۱۸ھ سے کچھ سال قبل فوت ہوگیا۔ ایک کتاب بہارستان جعفری اس کی تصنیف سے ہے۔

صادق خاں۔ آقا تاکر کا لڑکا محمود شرف ہجری کا پوتا۔ وصلی تخلص تھا۔ اعتماد الدولہ طرانی کا بھتیجا اور داماد تھا۔ شہنشاہ اکبر اور جہانگیر کے زمانے میں اعلیٰ عہدہ پر ممتاز تھا۔ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۶۳۳ء مطابق ۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۳ھ کو انتقال کیا۔

صادق خاں۔ اکبر اعظم کے پیر و مرشد تھے سنہ ۱۵۹۷ء مطابق سنہ ۱۰۰۶ھ میں انتقال کیا۔ سکندرے اور آگرے کے درمیان سڑک کے بائیں کنارے پر کہا جاتا ہے کہ ایک مقبرہ میں مدفون ہیں۔

صادق خاں۔ کریم خاں شاہ فارس کا بھائی تھا زکی خاں کی وفات کے بعد شیراز پر قابض ہوا۔ دو سال حکومت کرنے کے بعد ۱۴ مارچ سنہ ۱۷۸۱ء کو قتل کر دیا گیا۔

صادق علی (شیخ آنریبل) قدیم وطن انبیٹہ ضلع سہارنپور۔ شیوخ انصاری سے تھے۔ اِن کے والد بزرگوار صوبہ سندھ میں ڈپٹی کلکٹر رہے اور اس وجہ سے سندھ کی سکونت اختیار کر لی ملازمت سرکاری میں داخل ہو کر ڈپٹی کلکٹری کے درجے تک پہنچے۔ اُس کے بعد ریاست خیرپور میں سنہ ۱۹۱۰ء میں عہدۂ وزارت پایا۔ اس عہدے پر تقریباً ۵ برس رہے۔ خان بہادری کا خطاب ملا۔ بمبئی کے قانونی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے۔ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کو لاہور میں جہاں آنکھوں کے علاج کے لیے گئے تھے۔ قلب کی حرکت بند ہو جانے سے یکایک انتقال ہوا۔ لاش شکارپور سندھ بھیجی گئی وہیں دفن ہوئے ایک کتاب جس میں اپنے قدیم وطن قصبہ انبیٹہ کے شیوخ انصاری کی تاریخ لکھی ہے اُن کی یادگار ہے۔ اُن کی مالی امداد سے مختلف انجمنیں اور مدرسے فیضیاب ہوتے تھے۔

صادق محمد خاں۔ عہدِ اکبری میں چہار ہزاری منصب دار تھا۔ سنہ ۱۵۹۷ء مطابق سنہ ۱۰۰۵ھ میں فوت ہوا۔ دھولپور میں دفن ہوا۔ ایرانی الاصل نورجہاں کا چچا زاد بھائی تھا۔

صادقی۔ قبیلہ افشار کے صادق بیگ کا تخلص ہے ترکی زبان میں ایک دیوان اور ایک تذکرہ شعرا اُس کی تصنیف سے ہیں۔

صالح۔ مثنوی موسومہ ناز و نیاز کا مصنف ہے جو سنہ ۱۵۲۳ء مطابق سنہ ۹۳۰ھ میں لکھی گئی۔

صالح بانو۔ قاسم خاں کی دختر شہنشاہ جہانگیر کی بیگم تھی۔ بادشاہ محل خطاب ملا تھا۔

صالح بن مبارک۔ مقامات خواجہ بہاء الدین کا مصنف ہے۔ اس کتاب میں

مشہور شیخ بہاء الدین سلسلہ نقشبندیہ کے
بانی کے حالات ہیں۔

صالح میر کشفی۔ یہ کشفی کہلاتے ہیں۔ عبد اللہ
مسکین کے بیٹے تھے سنہ ۱۶۵۰ء مطابق سنہ ۱۰۶۱ھ
میں انتقال کیا۔ آگرہ میں دفن ہیں۔

صائب۔ مرزا محمد علی تبریزی کا تخلص ہے۔ جو
ایران کا مشہور شاعر تھا۔ جہانگیر کے زمانے میں
بسلسلہ تجارت ہندوستان آیا۔ شاہ عباس
بادشاہ فارس نے اُس کو ملک الشعراء کا خطاب
دیا تھا۔ اپنے متقدمین سے علیحدہ غزل سرائی
میں طرز جدید کا موجد تھا۔ اُس کے دیوان میں
اسّی ہزار اشعار ہیں۔ سنہ ۱۶۶۹ء مطابق سنہ ۱۰۸۰ھ
میں انتقال ہوا۔ قبر اصفہان میں ہے۔

صحراوی (ملاحظہ ہو ابو القاسم صحراوی)

صدر الدین افضل العلماء (مفتی) دہلوی۔
آپ کی اصل کشمیر سے ہے پیدائش سنہ ۱۲۰۴ھ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۸۹ء بمقام دہلی۔ تلمیذ مولانا شاہ عبد العزیز
و مولانا عبد القادر و مولانا محمد اسحٰق۔ سرکار
انگریزی کی طرف سے دہلی کے صدر الصدور
اور مفتی تھے۔ سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء بزمانۂ
غدر فتویٰ جہاد کے اتہام میں جائداد ضبط ہوگئی
مگر چند ماہ کی نظربندی اور تحقیق کے بعد رہائی ہوئی
اور کچھ جائداد بھی واپس مل گئی۔ اردو۔ فارسی
عربی۔ کے اشعار لکھتے اور آزردہ تخلص کرتے
تھے۔ شاہ نصیر اور میر ممنون دہلوی سے تلمذ
تھا۔ اکثر لوگ مقامات دور دراز سے آکر
مستفیض ہوتے۔ کثرت درس و افتا کی وجہ سے
تصانیف کی طرف کم توجہ تھی۔ رسالہ منتہی المقال
فی شرح حدیث لا تشد الرحال۔ در المنضود۔
فی حکم امرأۃ المفقود۔ اجوبہ کثیرہ استفتا اُن سے
یادگار ہیں۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ م ۱۸۶۸ء بروز
پنجشنبہ وفات پائی "چراغ دو جہاں بود" سے
تاریخ نکلتی ہے۔ نواب یوسف علی خاں والیے
رامپور۔ نواب صدیق حسن خاں قنوجی ثم بھوپالی
سر سید احمد خاں وغیرہ ان کے شاگرد تھے۔

صدر الدین بن یعقوب ملا۔ فارسی زبان میں
فتوؤں کا ایک مجموعہ جس کا نام فتاویٰ قراخانی
ہے ان کی تصنیف سے ہے۔ جس کو قراخان نے
ان کی وفات کے بعد سلطان علاء الدین کے
زمانے میں ترتیب دیا تھا۔

صدر الدین سیّد علی خاں۔ سیّد نظام الدین
حسینی کا بیٹا۔ اپنے عصر کے عربی کے بہترین شعراء
میں تھا۔ کتاب بدیعیہ۔ سلافت (شرح صحیفہ
کاملہ اس کی تصنیف ہے۔

صدر الدین شیخ۔ شیخ بہاء الدین ملتانی کے
فرزند سنہ ۱۳۰۹ء مطابق سنہ ۷۰۹ھ میں بمقام
ملتان فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔
ان کے خلیفۂ اجل شیخ حسام الدین ملتانی جو
حاجی جمال ملتان کے نام سے مشہور ہیں بدایوں
میں مدفون ہیں۔

صدر الدین عوفی مولانا۔ جامع حکایات کے
مصنف ہیں۔ نور الدین محمد عوفی بھی کہلاتے ہیں

صدر الدین محمد۔ زبردست خاں کا بیٹا تھا۔
ارشاد الوزراء اس کی تصنیف سے ہے جو بادشاہ
محمد شاہ کے زمانے میں لکھی گئی۔

صدر جہاں۔ سلطان قلی قطب شاہ کے زمانہ
میں ایک مشہور عالم تھا۔ سلطان قلی قطب شاہ
کا زمانہ سنہ ۱۵۱۲ء مطابق سنہ ۹۱۸ھ سے سنہ ۱۵۴۳ء

۹۲۹ھ تک گزرا ہی - مرغوب القلوب کے نام سے اس بادشاہ کے عہد کی تاریخ مصنف نے لکھی ہی۔

صدر جہاں قاضی (ملاحظہ ہو منہاج السراج)

صدر جہاں میر - لکھنؤ کے قریب ایک گاؤں کا باشندہ تھا۔ شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ میں چار ہزاری منصب ملا۔ یہ حکیم ہمام کے ساتھ عبداللہ خاں ازبک حاکم توران کے پاس سفارت پر بھیجا گیا۔ ۱۲۰ سال کی عمر پائی ۱۶۱۰ء مطابق ۱۰۲۰ھ میں فوت ہوا۔

صدقی - عہد محمد شاہ میں ایک شاعر تھا۔ اس کی تصنیف ایک دیوان موسوم بہ صدقی ہے لیکن مصنف نے اس دیوان کا نام راز المعانی رکھا تھا۔

صدید الدین گازرانی - علم طب میں ایک کتاب المغنی بزبان عربی اس کی تصنیف ہے

صدیق حسن خاں بہادر (مولوی سید) ابن مولوی سید اولاد حسن قنوجی - کنیت ابوالطیب پیدائش ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۵ء بمقام قنوج علوم مروجہ مفتی صدر الدین خاں دہلوی سے اور علوم تفسیر و حدیث وغیرہ علمائے یمن و ہند مثل قاضی حسین بن محسن انصاری - شیخ عبدالحق و شیخ محمد یعقوب سے حاصل کیے بعد ازاں ریاست بھوپال میں آکر ملازم ہوئے اور بتدریج ترقی کرکے وزارت و نیابت پر مامور ہوئے۔ اور شاہجہاں بیگم صاحبہ والیہ بھوپال کے ساتھ ۱۷ صفر ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء کو عقد ہوا نواب اور خان بہادر کا خطاب پایا۔ تقریباً سو کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے اکثر عربی ہیں اور جو بھوپال و مصر و قسطنطنیہ کے مطابع میں چھپ چکی ہیں۔ آپ نے ۔ جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا۔ اور بھوپال میں مدفون ہوئے۔ تذکرہ شمع انجمن انہیں کی تصنیف ہے

صرفی ساوجی - اصلی نام شیخ یعقوب۔ اکبر کے زمانہ میں شاعر گزرا ہی۔ ساوا واقعہ ملک فارس کا رہنے والا تھا۔ ایک دیوان چھوڑا ۱۵۹۵ء مطابق ۱۰۰۳ھ میں فوت ہوا۔

صفا - عبدالحی - صدیقی بدایونی - تذکرۃ الصلحاء تذکرۃ الشعراء - تاریخ عرب - بعض قوانین کی شرح ان کی تصانیف ہیں ۹ اگست ۱۹۱۴ء کو انتقال ہوا۔

صفدر جنگ - اودھ کا نواب تھا نام مرزا مقیم عرف منصور علی تھا۔ سیادت خاں کا بیٹا اور برہان الملک سعادت خاں کا داماد اور بھتیجا تھا۔ برہان الملک کے بعد نادر شاہ کو شروع ۱۱۵۲ھ مطابق اپریل ۱۷۳۹ء میں دو کرور روپیہ دیکر بجائے برہان الملک کے اودھ کا بادشاہ ہوا۔ احمد شاہ کی تخت نشینی پر ۱۷۴۸ء میں نظام الملک کی جگہ وزیر مقرر ہوا۔ اور عرصے تک سلطنت کے امور انتظامی کا مالک رہا ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۶ھ میں وزارت سے برطرف کردیا گیا۔ دہلی سے اودھ جاتے ہوئے پاپر گھاٹ کے مقام پر ۱۷ اکتوبر ۱۷۵۴ء مطابق ۱۷ ذی الحجہ ۱۱۶۷ھ کو انتقال کیا۔ فیض آباد میں بمقام گلاب باڑی دفن ہوا۔ یہاں سے تابوت اکھاڑ کر دہلی لیجا کر درگاہ شاہ مردان کے قریب دفن کیا گیا اور ایک عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا۔ جو اب تک قائم ہی

صفدر علی خاں - نواب ارکاٹ دوست علی خاں کا لڑکا تھا۔ یہ وہی دوست علی خاں ہی جس کو اس کے بہنوئی مرتضی خاں نے ۱۳ اکتوبر ۱۷۴۲ء کو قتل کردیا

صف شکن خاں - محمد طاہر کا خطاب ہے۔ جو امرائے عالمگیری میں داخل تھا۔ اس کو سہ ہزاری منصب حاصل تھا۔ سنہ ۱۶۷۰ء مطابق سنہ ۱۰۸۰ھ میں فوت ہوا۔

صفی الدین محمد - حسین واعظ کے بیٹے کتاب موسومہ رشحات کے مصنف ہیں۔ کتاب سنہ ۹۰۹ھ مطابق سنہ ۱۵۰۳ء میں تصنیف ہوئی تھی۔ جیسا کہ اس کے تاریخی نام سے ظاہر ہے۔ حضرت عبد اللہ سمرقندی احراری ان کے پیر تھے۔ اس کتاب میں اُنھوں نے اپنے پیر کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔

صفوی خاں - ایران کے خاندان صفوی کا شہزادہ عہد عالمگیری میں با اقتدار عہدہ پر تھا۔ اعظم شاہ اور بہادر شاہ کی جنگ میں ۸ جون سنہ ۱۷۰۷ء مطابق ۱۸ ربیع الاوّل سنہ ۱۱۱۹ھ کو فوت ہوا۔

صفی خاں - اسلام خاں مشہدی کا بیٹا تھا۔ شاہ جہاں اور عالمگیر کے دربار میں ایک امیر تھا۔

صفی شاہ - فارس کے بادشاہ کا نام ہے (ملاحظہ ہو شاہ صفی)

صفی شیخ (ملاحظہ ہو شیخ صفی)

صفی مرزا - شاہ عباس اول کے بیٹے کا نام ہے اس کا باپ اس سے ناراض تھا۔ اسی وجہ سے باپ کے اشارے سے سنہ ۱۶۱۱ء مطابق سنہ ۱۰۲۰ھ میں قتل ہوا۔

صفیہ - بنت حی۔ پہلے کنانہ رئیس خیبر کی بی بی تھیں سنہ ۷ھ مطابق سنہ ۶۲۸ء میں غزوۂ خیبر میں گرفتار ہوئیں بعد رہائی آنحضرت صلعم سے عقد کی درخواست کی جس کو آپ نے منظور فرمایا اور آپ کے ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں سنہ ۵۰ھ مطابق سنہ ۶۷۰ء میں وفات ہوئی۔

صفیہ - خواجہ حسن بن علی بن اسحاق بن عباس طوسی معروف بہ نظام الملک طوسی وزیر ملک شاہ سلجوقی کی بیٹی ہے صفیہ کی شادی سنہ ۴۶۲ھ میں بمقام بغداد عمید الدولہ ابو منصور محمد بن فخر الدولہ بن جہیر سے ہوئی اور سنہ ۴۷۰ھ چار سو ستر ہجری میں بغداد میں انتقال ہوا۔ عمید الدولہ خلیفہ المقتدری باللہ کا وزیر تھا۔

صلاح الدین یوسف - ایوب کا بیٹا ملک شام کا بادشاہ تھا اس کا چچا شیر کو فاطمیہ خاندان کے سب سے آخری خلیفہ عاضد کا وزیر تھا جو اُس کے غدار وزیر شاور کے قتل ہونے کے بعد منصب وزارت سپہ سالار پر مامور ہوا وزیر مقرر ہونے کے دو ماہ بعد شیر کو فوت ہو گیا۔ یہ نہایت ہی بہادر۔ قابل۔ فیاض۔ دانشمند عادل اور خدا پرست مسلمان تھا۔ خلیفہ عاضد کے بعد صلاح الدین آسانی سے خلیفہ مصر بن سکتا تھا۔ مگر اُس نے خود خلیفہ ہونا گوارا نہ کیا اور عباسی خاندان کے خلیفہ کو بادشاہ مصر بنا دیا۔ وہ عملی طور پر تمام کاروبار سلطنت خود انجام دیتا رہا۔ اسی زمانہ میں تمام یورپ کے عیسائی شہزادوں نے متفق ہو کر صلیبی جنگ شروع کر دی تھی سنہ ۵۶۹ھ مطابق سنہ ۱۱۷۳ء میں نور الدین کا انتقال ہو چکا تھا۔ اُس کی بجائے اُس کا بیٹا ملک شاہ برائے نام بادشاہ تھا۔ کچھ ذاتی اغراض کی بنا پر اُس کا ایک امیر کمشتگین ترغیب دیکر ملک شاہ کو دمشق سے حلب لے گیا۔ عیسائی مجاہدین نے موقع پا کر دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ یہ خبر سنکر صلاح الدین موقع پر پہنچا۔ اور دمشق کو عیسائیوں کے ہاتھوں سے بچا لیا۔ لیکن اس کے بدخواہوں نے ملک شاہ کو اس کے خلاف اُبھار کر اس کی اس کارروائی سے برافروختہ کر دیا۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ان غداروں نے عیسائی مجاہدین سے ملکر صلاح الدین کا مقابلہ کیا۔ لیکن صلاح الدین نے ان کی متفقہ افواج کو شکست دی۔ تب مجبور ہو کر

اُنھوں نے صلاح الدین سے معافی مانگی جو نہایت
فیاضی سے دی گئی - اور ایک صلحنامہ تحریر ہوا -
جس کی رو سے صلاح الدین کو سلطان کا لقب دیا
گیا اور دمشق بھی اُس کو دیا گیا - چند سال کے
عرصے میں صلاح الدین کے اقتدار کو مغربی ایشیا کے
تمام سلاطین نے تسلیم کر لیا - سنہ ۵۸۱ھ مطابق
سنہ ۱۱۸۵ء میں یہ واقعہ پیش آیا کہ بیت المقدس کے
قریب ایک قافلہ لوٹا گیا اور مسلمان قتل ہوئے -
اُس وقت بیت المقدس پر عیسائیوں کی حکومت
تھی - سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کے
حاکم کو ادائگی معاوضہ کے واسطے لکھا - مگر اُس نے
صاف انکار کر دیا - اس پر سلطان کو بیت المقدس کے
عیسائیوں پر فوج کشی کرنی پڑی - جن کی مدد کے لیے
بیشمار وحشی فوجیں جنگ صلیبی کے لیے یورپ سے
آکر جمع ہو گئیں تھیں - مقام تھریس پر عیسائیوں اور
سلطان صلاح الدین میں سخت جنگ ہوئی - جس میں
بیشمار عیسائی مجاہدین اور اُن کے بڑے بڑے پیشوا
اور سردار ہلاک ہوئے - بہت سے قید کیے گئے -
باقی بھاگ نکلے - سلطان نے بھطم تک تعاقب کیا
اور طبریس کے قلعے پر قبضہ کر لیا - ریمنڈ حاکم طبریس کی
ملکہ گرفتار ہو گئی - سلطان نے عزت و احترام کے ساتھ
اُس کو خاوند کے پاس بھیجدیا - کسی عورت کی بیحرمتی
نہیں کی گئی - نہ کسی بے گناہ کو ستایا گیا - مسلمانوں
نے طلیس - پرچو - قیصریا - بیروت - عسقلان - اور
بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا - ساحل پر صرف
دو شہر سور اور طرابلس عیسائیوں کے ہاتھ میں رہ گئے
اس معرکے کے بعد سلطان صلاح الدین خاص بیت المقدس
کی طرف بڑھا - جہاں اُس وقت ساٹھ ہزار عیسائی
سپاہ موجود تھی - شہر میں پہنچکر عیسائی پیشواؤں سے
کہا کہ میں اس پاک سرزمین کو خونریزی اور ظلم سے
آلودہ کرنا نہیں چاہتا تم اطاعت قبول کر لو جس قدر
زمینوں کو تم کاشت کر سکو تمہیں دونگا - لیکن وہ
راضی نہ ہوئے اور لڑائی شروع ہو گئی - دوران
جنگ میں عیسائی مجاہدین نے رحم کی درخواست
کی اس پر سلطان نے فوراً تلوار روک لی - اور
رعایا کے طور پر رہنے کی آزادی دیدی - اور جن کو
رعایا کے طور پر رہنا منظور نہ ہو اُن کے واسطے یہ
حکم دیا کہ چالیس روز کے اندر اپنے خاندان سمیت
شہر سے باہر معاوضہ مقررہ دیکر چلے جاویں -
بیت المقدس سے فارغ ہو کر شہر سور اور دیگر
شہر جو ساحل پر واقع تھے فتح کر لیے - اسی پر بس نہیں
کی بلکہ بیت المقدس کے مفتوح ہونے کی خبر سنکر
تمام عیسائی سلطنتوں میں جوش پھیل گیا - رچرڈ شاہ
انگلستان فلپ آگسٹس شاہ فرانس اور فریڈرک
باربروسا شاہ جرمن خود میدان جنگ میں پہنچے
بمقام سقیان سنہ ۵۸۵ھ مطابق سنہ ۱۱۹۰ء میں نہایت
عظیم الشان ساتویں صلیبی جنگ ہوئی - لاکھوں
عیسائی مارے گئے - کشتوں کے پشتے لگ گئے
عیسائیوں کو عکہ کے میدان میں بہت سی جنگوں
کے بعد ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۵۸۶ھ مطابق سنہ ۱۱۸۹ء
کو شکست فاش ہوئی - اس کے بعد بھی عسقلان وغیرہ
کی طرف لڑائیاں ہوتی رہیں - سب سے بڑی
لڑائی مقام اسوف پر ہوئی - بالآخر مجبور ہو کر ۲۲ -
شعبان سنہ ۵۸۸ھ مطابق سنہ ۱۱۹۲ء کو چند شرائط پر
عیسائیوں نے سلطان صلاح الدین سے صلح کر لی -
۲۰ صفر سنہ ۵۸۹ھ مطابق سنہ ۱۱۹۳ء کو سلطان
صلاح الدین کا انتقال ہو گیا - اُس نے مصر و شام
پر تقریباً بیس برس سلطنت کی سترہ لڑکے چھوڑے

جنھوں نے اس کی وسیع سلطنت کے حصے بخرے کر لیے۔ مصر میں اُس کا بیٹا ملک العزیز عثمانی جانشین ہوا۔

صلابت جنگ۔ نظام الملک آصفجاہ کا تیسرا لڑکا نواب مظفر جنگ کی شہادت کے بعد ۱۸۔ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ھ مطابق ۳ رفروری سنہ ۱۷۵۱ء کو راجہ رگھوناتھ داس کی کوشش سے دکن کے تخت پر بیٹھا۔ سنہ ۱۱۳۰ھ مطابق سنہ ۱۷۳۰ء اس کا سن پیدائش ہی۔ اس زمانہ میں دارالسلطنت اورنگ آباد تھا۔ وہیں مسند نشین ہوا۔ احمد شاہ بادشاہ دہلی نے آصف الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ ان کے زمانہ میں بالاجی راؤ پیسر باجے راؤ برسر فساد تھا۔ اُس سنہ ۱۱۶۵ھ مطابق سنہ ۱۷۵۱ء میں بمقام راجہ پور لڑائی ہوئی بالاجی راؤ نے شکست کھائی۔ اس کے زمانہ میں مرہٹوں نے فتنہ و فساد برابر جاری رکھا۔ بارہ سال حکومت کرنے کے بعد اُس کے بھائی میر نظام علی خاں نے اُس کو ۴ رذی الحجہ سنہ ۱۱۷۵ھ مطابق ۲۶ رجون سنہ ۱۷۶۲ء کو معزول کر دیا اور وہ گوشہ نشین ہو گیا۔ ۲۹ رستمبر سنہ ۱۷۶۳ء مطابق ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ھ کو بیدر میں وفات پائی۔ حضرت شیخ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب دفن ہوا۔

صلابت خاں۔ شاہجہاں کے زمانہ میں میر بخشی کے عہدے پر ممتاز تھا۔ امر سنگھ راٹھور نے خاص بادشاہ کے حضور میں ۲۵ جولائی سنہ ۱۶۴۴ء کو آگرے کے قلعے میں خنجر سے اُس کو ہلاک کر دیا اُس کی قبر نواح آگرہ میں موجود ہی۔ امر سنگھ قاتل کا بھی تعاقب کر کے قلعے کے دروازے کے قریب گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ جس دروازے کے قریب یہ قتل کیا گیا وہ دروازہ امر سنگھ کے نام سے ابتک مشہور ہی۔

صلابت خاں۔ اُس کا خطاب ذوالفقار جنگ تھا۔ جب احمد شاہ تخت دہلی پر سنہ ۱۷۴۸ء مطابق سنہ ۱۱۶۱ھ میں بیٹھا اُس نے اُس کو میر بخشی کے عہدے پر ممتاز کیا۔

صمصام الدولہ۔ شاہ نواز خاں کا خطاب ہی۔

صمصام الدولہ۔ مرزا نصیر جو شاہ عالم کے زمانے میں ماژندران سے ہندوستان آیا تھا نواب نجف خاں نے صمصام الدولہ کو نواب صمصام الدولہ ملک محمد خاں دلیر جنگ کا خطاب دیا۔ جے پور میں سنہ ۱۸۰۵ء مطابق سنہ ۱۲۱۹ھ میں اس نے وفات پائی۔

صمصام الدولہ صمصام جنگ۔ صمصام الدولہ شاہ نواز خاں کا بیٹا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد اس کو خطاب ملا تھا۔ دربار دکن میں دونوں ممتاز تھے

صہبا۔ اُس کا اصلی نام عبدالباقی ہی جو زمانہ عالمگیر میں ایک فارسی شاعر تھا جو سنہ ۱۰۶۳ھ سنہ ۱۶۵۳ء مطابق میں گزرا ہی۔

صہبائی۔ مولوی امام بخش دہلوی کا تخلص ہی وہ دہلی کالج کے پروفیسر تھے اُنھوں نے حدائق البلاغت کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا اور چند اردو اور فارسی کی تصانیف بھی چھوڑیں۔ ان کا مصنفہ ایک تذکرہ شعرا بھی ہی جو سنہ ۱۸۴۲ء میں دہلی کے ایک پریس سے شائع ہوا سنہ ۱۸۵۴ء مطابق سنہ ۱۲۷۱ھ میں زندہ تھے مرزا غالب کے ہمعصر تھے۔

صہیب۔ ان کو غلطی سے رومی کہا جاتا ہی۔ دراصل ان کا خاندان موصل میں آباد تھا۔ ان کے والد سنان کسریٰ کی طرف سے ابلہ کے حاکم تھے۔ رومی

اہلہ کے حملہ میں اُن کو قید کرکے لے گئے تھے اس لیے ان کی پرورش روم میں ہوئی۔عربی زبان اچھی طرح نہ بول سکتے تھے۔ایک عرب ان کو خرید کر مکہ میں لایا تھا۔یہاں عبداللہ بن جدعان نے خرید کر آزاد کردیا۔اسی زمانہ میں اُنھوں نے اسلام قبول کیا۔قریش ان کو نہایت تکلیفیں پہنچاتے تھے۔حضرت عمر جب نماز پڑھانے میں زخمی ہوئے تو اپنی بجائے انھیں کو امام کیا تھا۔

ردیف ض

ضابطہ خاں۔نجیب الدولہ امیر الامرا کا بیٹا تھا بادشاہ دہلی کو اس کے خاندان پر بہت اعتماد تھا۔جب بادشاہ شاہ عالم عرصے تک دہلی سے باہر الہ آباد میں رہے۔شاہی خاندان اور بیگمات کی حفاظت کا کام نجیب الدولہ کے سپرد رہا۔ سنہ ۱۷۷۰ء میں نجیب الدولہ کا انتقال ہوگیا۔اور یہ خدمت اس کے سپرد ہوئی۔سنہ ۱۷۷۱ء میں جب بادشاہ دہلی واپس آئے تو یہ چند شبہات کی وجہ سے مورد عتاب ہوا۔اور تمام املاک ضبط ہوگئیں۔اور اس کو شجاع الدولہ کے یہاں پناہ لینی پڑی۔تھوڑے دنوں کے بعد مرہٹوں نے زور ڈالکر بادشاہ سے قصور معاف کرادیا اور املاک وغیرہ واپس کرادیں۔غلام قادر خاں جس نے بادشاہ شاہ عالم کی آنکھیں نکلوائی تھیں۔اسی کا لڑکا تھا۔اس کے دوسرے لڑکے معین الدین خاں عرف بھمبو خاں نے انگریزوں کو بہت مدد دی تھی اُس کے صلے میں پانچ ہزار روپیہ ماہوار پنشن ملی ضابطہ خاں سنہ ۱۷۸۵ء میں فوت ہوگیا۔اس کی اولاد اب تک نجیب آباد ضلع بجنور میں جس کو نجیب الدولہ نے آباد کیا تھا موجود ہی۔

ضاحک۔میر غلام حسین ولد میر حسن لکھنوی کا تخلص ہے ایک اردو دیوان اس کی تصنیف ہی اس کا کلام تخلص کی رعایت سے ظرافت سے لبریز ہی

ضحاک۔فارسی زبان کے افسانوں میں یہ نام اکثر آتا ہی۔کہا جاتا ہی کہ ایک ظالم اور سفاک بادشاہ تھا جو جمشید پر فتح حاصل کرکے ایران کا بادشاہ

ہوگیا تھا۔ اُس کے نسب کا پتا صحیح نہیں لگتا۔ بعض اُس کو شدّاد کی اولاد میں بتلاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کے کندھوں پر دو ناسور تھے جنہیں شعرا اُن کو سانپ سے تعبیر کرتے ہیں۔ جن کی خوراک گوشت انسانی تھی اور روزانہ دو آدمی اس غرض کے لیے ہلاک کیے جاتے تھے اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کے لیے ایک لوہار نے ضحاک کو ہلاک کر دیا۔ اور فریدوں کو بادشاہ بنا دیا۔ بامیاں کے قریب اب تک کھنڈر پائے جاتے ہیں۔ جن کو لوگ ضحاک کا محل بتاتے ہیں۔

ضعیفہ خاتون۔ سلطان سنجر کی بہن تھی۔ ملک تاج الدین ابوالفضل کے عقد میں تھی جو عمرو بن لیث کے خاندان شاہی سے تھا۔

ضمیر۔ سید ہدایت علی خاں نصیر الدولہ بخشی الملک اسد جنگ نواب بنگال کا عزیز تھا۔ کچھ عرصہ تک پٹنے کا صوبہ دار رہا۔ وہیں شاہ عالم کے ابتدائی زمانے میں انتقال کیا۔ حسین آباد میں دفن ہوا۔

ضمیری۔ ایک مشہور ایرانی شاعر تھا جو ۱۵۳۸ء مطابق ۹۴۵ھ میں شاہ طہماسپ صفوی کے زمانہ میں گزرا ہے۔ ذیل کی چھ نظمیں اس کی تصنیف ہیں:۔ ناز و نیاز ۔ وامق و عذرا۔ بہار و خزاں ۔ لیلیٰ و مجنوں۔ سکندر نامہ جنت الاخیار اور دو دیوان قصائد کے ہیں ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۳ھ میں انتقال کیا۔

ضمیری مولانا۔ شیخ نظام کا تخلص ہے جو شیخ سلیمان کے خواہر زادے تھے۔ بلگرام وطن تھا۔ شاہ ہمایوں کے سلسلہ ملازمت میں داخل تھے۔ شیخ سلیمان نے یکم ستمبر ۱۵۸۹ء مطابق یکم ذیقعدہ ۹۹۷ھ کو اکبری عہد میں انتقال کیا اور شیخ نظام ۱۵۹۴ء مطابق ۱۰۰۳ھ میں فوت ہوگئے نواب مبارک خاں دہلوی نے "آہ - آہ۔ نظام" ان کی وفات کی تاریخ لکھی جس سے ۱۰۰۳ھ برآمد ہوتے ہیں۔

ضیاء الدین احمد۔ وطن مارہرہ ضلع ایٹہ علی گڑھ کالج کے گریجویٹ اور مسلم یونی ورسٹی علیگڑھ کالج کے پرو وائس چانسلر ہیں۔ آپ نے یورپ میں ریاضی کی سب سے اعلیٰ ڈگری۔ پی۔ ایچ ڈی۔ حاصل کی۔ الہ آباد یونی ورسٹی میں کار نمایاں کیے ہیں گورنمنٹ سے سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا ہے

ضیاء الدین نخشبی۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی بدایونی کے ہمعصر۔ شہاب الدین مہرہ کے شاگرد تھے۔ اپنے عہد کے جیّد عالم اور بڑے مصنف تھے۔ علم طب اور موسیقی بھی جانتے تھے۔ فارسی کے اچھے شاعر تھے۔ اصلی وطن نخشب تھا۔ لیکن وطن سے آکر ان کا خاندان بدایوں میں آباد ہوا۔ ۷۵۱ھ مطابق ۱۳۵۰ء میں وہیں انتقال ہوا۔ شہر سے جانب غرب دفن ہوئے سلک السلوک۔ عشرہ مبشرہ۔ طوطی نامہ۔ گلریز (جس میں شہزادہ معصوم شاہ و نوشابہ کا قصہ ہے) جہل ناموس وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ آپ سنسکرت بھی جانتے تھے۔ کوک شاستر کا جو سنسکرت میں ہے فارسی نثر میں ترجمہ کیا جو لذت النساء کے نام سے مشہور ہے۔

ضیاء الدین برنی۔ آپ کے والد ملقب بہ مؤید الملک سلطان علاء الدین خلجی کے پہلے سال حکومت میں برن شہر (بلند شہر) کے نائب تھے۔ یہ شہر خواجہ موصوف کا منشاء معلوم ہوتا ہے۔ اور ضیاء برنی

کی یہی وجہ تسمیہ ہی۔ بلند شہر کے ایک پرگنہ کا نام بھی برن ہی۔ پیدائش ۶۸۳ھ مطابق ۱۲۸۴ء میں ہوئی۔ مرید و معتقد شیخ نظام الدین اولیا بدایونی کے تھے لطافت طبع اور فن ندیمی کے سبب سے سلطان محمد تغلق کی خدمت میں باریاب ہوگئے مگر بعد ازاں صرف مایحتاج پر متوکل ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ بعد وفات اپنے پیر و مرشد کے مدفن کے جوار میں دفن ہوئے تاریخ فیروز شاہی جس میں غیاث الدین بلبن سے لیکر اپنے بادشاہ وقت فیروز تغلق تک کا ذکر کیا ہی۔ اور حسرت نامہ جو تصوف میں ہی آپ کی تصانیف سے یادگار ہیں۔

ضیاء الدین خاں نواب۔ خلف نواب احمد بخش خاں لوہارو (دہلی) کے مشہور شاعر تھے۔ ان کا تخلص نیر اور رخشاں ہی۔ یکم جنوری ۱۸۰۰ء کو اپنے والد صاحب کی جگہ نواب ہوئے۔ مرزا غالب کے شاگرد تھے۔ صرف شاعر ہی نہ تھے بلکہ فن نقادی میں بھی کمال رکھتے تھے ۱۸۸۳ء میں انتقال کیا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب کی درگاہ میں قبر ہی۔ آج کل اس ریاست کے حکمران نواب عزیز الدین احمد خاں ہیں

ضیاء الدین خجندی۔ ایک شاعر تھا جو ۱۲۲۵ء مطابق ۶۲۲ھ میں فوت ہوا۔

ضیاء الدین عبرت۔ (دیکھو عبرت)

ضیاء الدین غضنفر مولینا۔ قم میں پیدا ہوا۔ اور کاشان میں تعلیم پائی۔ متعدد غزلیات اور قصائد لکھے۔ ایک مثنوی پیر و جوان ۳ ہزار بیت کی تصنیف کی ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ میں زندہ تھا۔

ردیف ط

طالب آملی۔ ملک فارس کے شہر آمل کا ایک مشہور شاعر تھا جو اکبر کے زمانہ میں ہندوستان آیا اور جہانگیر کے زمانہ تک رہا ۱۶۱۹ء مطابق ۱۰۲۸ھ میں جہانگیر نے اس کو ملک الشعرا، کا خطاب دیا۔ ۱۶۲۵ء مطابق ۱۰۳۵ھ میں ۱۰۰ برس کی عمر میں بمقام کشمیر فوت ہوا۔ ۱۴ ہزار بیت کا دیوان چھوڑا۔

طالب جاجرمی۔ نظم مناظرہ گوئے و چوگاں کا مصنف ہی اس کتاب کو قابل مصنف نے سلطان عبد اللہ بن سلطان ابراہیم بن شاہ رخ کی نام پر معنون کیا تھا۔ ۱۴۵۰ء مطابق ۸۵۴ھ میں وفات پائی۔ اور خواجہ حافظ شیرازی کے مقبرے کے پاس دفن ہوا۔

طالب کلیم۔ (ملاحظہ ہو ابو طالب کلیم)

طالع۔ مرزا نظام الدین برادر مرزا قطب الدین مائل کا تخلص تھا۔ یہ عہد عالمگیری میں ایک شاعر تھا اور ۱۶۹۶ء مطابق ۱۱۰۸ھ میں زندہ تھا۔

طالع باللہ۔ خلیفہ بغداد تھا۔ (ملاحظہ ہو الطائع باللہ)

طاہر ابن حسین الخذاعی۔ یمینین لقب تھا۔ یہ المامون خلیفہ کا بہت بڑا معتمد سپہ سالار تھا۔ اس نے علی ابن عیسیٰ کو ۸۱۱ء مطابق ۱۹۵ھ میں شکست دی اور اپنے بادشاہ کو اس کا سر بھیجدیا اور بہت سا انعام پایا۔ جب المامون خراسان کے پایہ تخت مرو میں تھا۔ اُس نے اپنے بھائی الامین خلیفہ بغداد کے خلاف بغاوت کی

اور طاہر کو بغداد پر حملہ کرنے کو بھیجا جو ۸۱۳ء مطابق صفر ۱۹۸ھ میں ہوا۔ طاہر نے الامین کا سر کاٹ کر بمقام خراسان المامون کے پاس بھیجدیا۔ مامون نے خراسان کی حکومت طاہر اور اُس کی اولاد کو دیدی طاہر بروز شنبہ ۱۵ نومبر ۸۲۲ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۲۰۷ھ کو مرو میں فوت ہوا۔ اس کے بجائے طلحہ اس کا لڑکا وزیر مقرر ہوا۔ اِس کی اولاد یہ تھی طاہر اول۔ طلحہ بن طاہر۔ عبداللہ بن طاہر۔ طاہر ثانی بن عبداللہ محمد بن طاہر ثانی۔ اس خاندان کا آخری شہزادہ تھا۔

طاہر الاعزالدین اللہ۔ حکیم ابو منصور کا لڑکا اپنے باپ کی جگہ ملک مصر کا ۱۰۲۱ء میں بادشاہ ہوا پندرہ سال حکومت کی ۱۰۳۶ء مطابق ۴۲۷ھ میں مرگیا اور سات برس کا نابالغ بچہ اپنا جانشین چھوڑ ابو المستنصر باللہ کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔

طاہر باللہ۔ (ملاحظہ ہو الظاہر بامراللہ خلیفہ بغداد)

طاہر بن احمد البخاری۔ کتاب علم الفتاوی اس کی تصنیف ہے۔ جس کا نام خلاصۃ خزینۃ الواقعات ہے اور کتاب النساب بھی اسی کی تصنیف سے ہے یہ ۱۱۴۷ء مطابق ۵۴۲ھ میں فوت ہوا۔

طاہر غنی۔ مرزا محمد طاہر کا تخلص ہے۔ غنی کشمیری کے نام سے زیادہ مشہور ہے (ملاحظہ ہو غنی کشمیری)

طاہر محمد بن عمادالدین حسین روضۃ الطاہرین ان کی مشہور تاریخی تصنیف ہے۔ یہ ایک تاریخ ہے جو ۱۶۰۲ء مطابق ۱۰۱۱ھ میں شروع ہوئی یعنی اکبر کی وفات سے تین سال پہلے اور ۱۶۰۶ء مطابق ۱۰۱۵ھ میں ختم ہوئی۔ سر ایچ۔ ایم۔ ایلیٹ اپنی تاریخ ہند میں اس کا نام روضۃ الصفا لکھتے ہیں یہ صریحی غلط ہے۔ کیونکہ روضۃ الصفا کا مصنف میر اخوند شاہ تھا جو ۱۴۹۸ء میں فوت ہوا

طاہر وحید مرزا۔ حسین خان قزوینی جو عموماً واقعہ نویس مشہور ہے اپنے زمانہ کے بہترین شعرا میں سے تھا۔ یہ شاہ عباس ثانی کا واقعہ نویس تھا اور بعد کو شاہ سلیمان کا وزیر ہوا۔ مرزا صائب جو ۱۶۶۹ء میں فوت ہوئے اِس کے ہمعصر تھے۔ مرزا طاہر ۶۰ ہزار بیت کے دیوان کا مصنف ہے اُس نے ایران کے صفوی بادشاہوں کی ایک تاریخ لکھی۔ اِس کی ایک کتاب ۱۶۵۶ء مطابق ۱۰۶۶ھ میں مراۃ الاعجاز کے نام سے شائع ہوئی اور دوسری کتاب طاہر وحید ہے جس میں بادشاہ ایران کے خطوط درج ہیں۔ ۱۶۹۶ء مطابق ۱۱۰۸ھ میں وفات پائی۔

طبا طبا۔ ایک شاعر کا تخلص جنکا اصلی نام میر رفیع الدین حسین تھا۔ سید طبا طبا کی اولاد سے تھے اسی نسبت سے طبا طبا تخلص رکھا ۱۶۰۶ء مطابق ۱۰۱۵ھ میں زندہ تھے۔

طحاوی (ملاحظہ ہو ابو جعفر بن محمد طحاوی)۔

طغان تیمور خان۔ ایرانی بادشاہوں کی اولاد میں جرجان کا حاکم تھا۔ سلطان ابو سعید اور ارپا خاں کی وفات کے بعد اُس نے خراسان کے چند صوبے فتح کیے اور وہاں کی سربدال قوم کو مغلوب کیا خواجہ یحیی کرتی نے جو سربدال قوم کا سردار تھا اس کو ۱۴ دسمبر ۱۳۵۳ء مطابق ۱۶ ذی قعدہ ۷۵۴ھ کو قتل کر دیا۔

طغا خان۔ ۱۲۴۳ء مطابق ۶۴۱ھ میں بنگال کا حاکم تھا۔ اوڑیسہ میں جہاز پور کی ریاست پر حملہ کیا۔ یہاں کے راجہ نے اس کو شکست دی (دیکھو از السلطنت

گوڑ تک اس کا پیچھا کیا مگر جب اودھ سے مدد پہنچی تو راجہ واپسی پر مجبور ہوا۔

طغان شاہ اول - سلجوقی خاندان کا ایک شاہزادہ تھا اس کا پایۂ تخت نیشاپور تھا۔ ابراہیم بن نیال نے اس کو شکست دی اور قید کر کے اندھا کر دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس کے چچا طغرل بیگ نے ابراہیم کو قتل کر دیا اور برائے نام بادشاہت کو اُس کے چچا زاد بھائی طغان شاہ کی سپرد کر دیا۔ ارزقی شاعر اسی کے زمانہ میں گزرا ہے اس نے چند قصائد اس کی مدح میں لکھے ہیں۔

طغان شاہ ثانی - سلجوقی خاندان کا ایک شاہزادہ تھا۔ یہ سلطان سنجر کی وفات کے بعد فارس کے تخت کا مالک ہوا۔ اور چند لڑائیوں کے بعد اس کو تکش سلطان خوارزم نے شکست دی اور سنہ ۱۱۸۵ء مطابق سنہ ۵۸۱ھ میں فوت ہوا۔

طغرائی - امیر یمین الدین الاشہدی کا خطاب ہے کلیات طغرائی مشہدی اسی کی تصنیف سے ہے جس میں قصائد و قطعات و مراثی کے علاوہ نثر کی کتابیں بھی شامل ہیں مثلاً مراۃ المفتوح۔ کنز المعانی مجموعۃ الغرائب۔ چشمۂ فیض۔ انوار المبارک۔ انشائے طغرائی بھی اسی کی تصنیف سے ہے کہا جاتا ہے ایران کے شاہان تاتاری محمد خدابندہ اور ابوسعید کا ہمعصر تھا۔ سنہ ۱۳۲۴ء مطابق سنہ ۷۲۴ھ میں فوت ہوا۔

طغرائی - حسن ابی اسمٰعیل اصفہانی کا لقب ہے سلطان مسعود سلجوقی شاہ موصل کا مشہور وزیر تھا۔ اس کو خطِ طغرا کو مختلف طریقے پر لکھنے میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ اسی وجہ سے طغرائی مشہور ہے ایک لڑائی میں سلطان مسعود کو اس کے بھائی محمود نے سنہ ۱۱۲۲ء مطابق سنہ ۵۱۴ھ میں شکست دی اس میں طغرائی بھی قید ہوا اور محمود کے وزیر نے جو طغرائی کی قابلیت کی وجہ سے اُس سے نفرت رکھتا تھا قتل کر دیا۔ اس کی کتاب لمعۃ العجم مشہور ہے جس میں اُس کی نظمیں جمع کی گئی ہیں۔

طغرل بیگ - میکائیل بن سلجوق کا لڑکا تھا۔ اور خاندان سلجوق کا پہلا بادشاہ تھا۔ طغرل بیگ اور اُس کے بھائی جعفر بیگ دونوں داؤد سلطان محمود غزنوی کے ملازم تھے سنہ ۱۰۳۸ء مطابق سنہ ۴۲۹ھ میں سلطان مسعود اول بن سلطان محمود کو ایک جنگ میں شکست دینے کے بعد وہ نیشاپور کا بادشاہ بن گیا اُس نے عراق اور بغداد کو مطیع کیا اور تسخیر بغداد کے بعد خلیفہ قائم باللہ کو بھی اپنے قبضے میں کر لیا جس نے اُس کو خراسان کا بادشاہ بنا دیا۔ طغرل بیگ نے اپنی بہن کی شادی قائم باللہ کے ساتھ کر دی اور اپنے بھتیجے الپ ارسلان کی شادی خلیفہ المقتدر کی لڑکی کے ساتھ کی۔ سلجوقی خاندان تین شاخوں میں منقسم ہو گیا تھا جو ہمدان کرمان اور روم میں آباد تھا۔ طغرل بیگ پچیس سال قمری سلطنت کر کے سنہ ۱۰۶۳ء مطابق سنہ ۴۵۵ھ میں ستر سال کی عمر میں لاولد فوت ہوا۔ الپ ارسلان اُس کا بھتیجا جانشین ہوا۔

طغرل ثانی - سلجوقی خاندان کا بادشاہ تھا سلطان محمد بن الپ ارسلان سلطان سنجر نے سلطان محمود کی وفات پر سنہ ۱۱۳۲ء مطابق سنہ ۵۲۵ھ میں اُسے بادشاہ بنایا۔ تین سال حکومت کرنے کے بعد پچیس برس کی عمر میں مر گیا۔ اس کے بعد اُس کا بھائی مسعود جانشین ہوا۔

طغرل ثالث - سلجوقی خاندان کا سلطان ارسلان شاہ

بن سلطان محمد برادر سلطان سنجر کا بیٹا تھا۔ سلطان سنجر کی وفات پر جو ۱۱۵۷ء مطابق ۵۵۲ھ میں واقع ہوئی۔ فارس چالیس برس تک خاندان سلجوقی کے باہمی تنازعات کی وجہ سے فتنہ و فساد کا مرکز بنا رہا۔ آخری بادشاہ جس نے حکومت کی طغرل ثالث تھا وہ جنوری ۱۱۷۶ء مطابق جمادی الثانی ۵۷۱ھ میں اپنے باپ ارسلان شاہ کی بجائے تخت نشین ہوا۔ دس برس حکومت کرنے کے بعد اُس کے چچا اور وزیر قزل ارسلان نے اُس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ یہ قزل ارسلان وہ شخص تھا جو دہلی کے تخت کو خود غصب کرنا چاہتا تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ اُس کی یہ آرزو بر آئے وہ ۱۱۹۱ء مطابق ۵۸۷ھ میں قتل کر دیا گیا اور سلطنت طغرل کے پاس واپس آئی۔ آخر کار تکمش حاکم خوارزم کے ہاتھ سے ایک جنگ میں ۱۱۹۴ء مطابق ۵۹۰ھ میں شکست نصیب ہوئی اور اُس کا سر کاٹ کر ناصر خلیفہ بغداد کے پاس بھیجدیا گیا۔ اس کے ساتھ فارس کا حکمران خاندان سلجوق ختم ہوا جو اس ملک پر طغرل اوّل کے زمانہ سے طغرل ثالث کی وفات تک ۱۵۸ سال حکمران رہا۔

طفیل محمد۔ (سید) اترولوی۔ ابن سید شکر اللہ الحسینی اترولوی البلگرامی۔ علوم ظاہر و باطن میں کامل تبحر تھا۔ پیدائش ۳ ذی الحجہ ۱۰۷۳ھ بمقام قصبہ اترولی از توابع آگرہ جو اب ضلع علی گڑھ میں ہے ابتدا سے شرح جامی تک اپنے چچا سید احسن اللہ سے پڑھا۔ شاہجہان پور جا کر اکتساب علوم کیا۔ ۱۵ سال کی عمر میں بلگرام آ کر سید مربی و سید سعد اللہ وغیرہ سے استفادہ کیا۔ علوم سے فراغت پا کر بلگرام ہی میں مقیم رہے اور اکثر فضلا اُن سے فیضیاب ہوئے۔ ۲۴ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ م ۱۷۳۸ء کو انتقال کیا باغ محمود نگر بلگرام میں مدفون ہوئے۔

طلحہ ابن خویلد۔ بنو اسد۔ عرب کا ایک نامور بہادر مشہور کاہن اور با اثر شخص تھا۔ لوگ اس کی ذاتی شجاعت کی وجہ سے خاص عزت کرتے تھے جو لوگ محض منافقانہ طور سے مسلمان ہو گئے تھے یا ابھی تک اسلامی فیوض اور انوار سے ناواقف تھے اور اسلام سے بغض رکھتے تھے اور پیمبر صاحب کی حیرت انگیز کامیابی پر حسد کرتے تھے وہ سب اس کے طرفدار ہو گئے اور ایک گروہ بن گیا۔ طلحہ نے اس گروہ کا سردار بن کر نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت خالد نے اس گروہ کو شکست فاش دی۔ طلحہ اسلامی حقانیت کا قائل ہو کر عمر بن عاص کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام میں داخل ہو گیا اس کے گروہ کے اور لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہو کر مسلمانوں کی طرف سے اکثر غزوات میں شریک ہوئے۔

طلحہ بن طاہر۔ خلیفہ ماموں کے سپہ سالار طاہر کا بیٹا تھا۔ اور ۸۲۲ء مطابق ۲۱۳ھ میں خراسان کی سلطنت پر اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ چھ سال حکومت کی ۸۲۸ء میں فوت ہو گیا۔ اُس کا لڑکا علی نیشاپور کی جنگ میں باغیوں کے مقابلے میں اسی سال مارا گیا۔

طلحہ بن عبداللہ۔ انھوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت عائشہؓ و حضرت زبیر کے ساتھ مل کر خلیفہ کے خلاف فوج کشی کی تھی۔ تیس ہزار لوگ ان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے تھے۔ بصرے میں مروان کے تیر سے ۶۵۶ء مطابق ۳۶ھ میں انتقال ہوا۔

طوسی مولینا۔ خراسان کا ایک شاعر عہد بابر سلطان میں تھا۔ بابر سلطان کے مرنے پر وہ آذربائجان کو چلا گیا اور ۱۴۸۶ء مطابق ۸۹۲ھ میں مرگیا۔

طوطی بیگم۔ شہنشاہ اکبر کی بیگم تھی ایک باغ جو کہ طوطا باغ کہلاتا ہے اور ایک تال موجودہ طوطا تال کے نام سے مشہور ہے۔ آگرہ میں اس کی یادگار ہے۔

طوطی مولینا ترشیزی۔ ترشیز یا ترشش کا رہنے والا تھا۔ ایک عالم اور شاعر تھا۔ بابر سلطان کے زمانہ میں گزرا ہے ہرات میں ۱۴۶۱ء مطابق ۸۶۶ھ میں فوت ہوا۔

طہماسپ شاہ صفوی اول۔ فارس کا بادشاہ تھا بروز چہارشنبہ ۲۲ فروری ۱۵۱۴ء مطابق ۲۶ ذی الحجہ ۹۱۹ھ کو پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ شاہ اسمٰعیل اول کا ۲۴ مئی ۱۵۲۴ء مطابق ۱۹ رجب ۹۳۰ھ کو دس سال کی عمر میں جانشین ہوا۔ اس نے ۱۵۴۳ء میں جب ہمایوں شیر شاہ سے شکست کھا کر اور اپنے بھائیوں کی جو کابل کے حکمراں تھے بدسلوکی سے تنگ آکر ایران آیا اس کا اس بادشاہ نے نہایت فراخ دلی اور خلوص سے استقبال کیا اور پھر جب ہمایوں نے قندھار پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا اس کو فوج سے مدد دی۔ شاہ طہماسپ ۶۴ سال کی عمر میں ۵۳ سال حکومت کرکے منگل کے دن ۱۵ مئی ۱۵۷۶ء مطابق ۱۵ صفر ۹۸۴ھ کو فوت ہوا اور اس کا چوتھا لڑکا اسمٰعیل مرزا جانشین ہوا۔ اپنی وصیت کے مطابق مشہد میں دفن ہوا۔

طہماسپ شاہ صفوی دوم۔ فارس کا بادشاہ سلطان حسین کا لڑکا تھا جب اس کے باپ کو محمود افغانی سردار نے قید کرلیا۔ وہ ایران کا بادشاہ ہوگیا۔ اس کی سلطنت نہایت کمزور تھی اور وہ عیاش طبع واقع ہوا تھا۔ مشہور نادر شاہ کو جسکا اصلی نام طہماسپ قلی خاں تھا۔ موقع ملا کہ وہ اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ایران میں اپنی طاقت کو بڑھائے۔ ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۱ھ میں جبکہ نادر شاہ ہندوستان کے حملے میں مصروف تھا اس کے بیٹے رضا قلی خاں نے طہماسپ کو قید کرکے سبزوار بھیجدیا اور وہیں بےرحمی کے ساتھ اس کو تہ تیغ کردیا۔

طہماسپ قلی مرزا۔ ایک ترکی شاعر شاہجہاں کے وقت میں ہندوستان آیا۔ شہزادہ داراشکوہ کی شادی کے وقت وہ دربار شاہجہانی میں داخل تھا۔ اس شہزادہ کی تاریخ شادی فارسی نظم میں لکھی جس میں اونتیس شعر ہیں اور جس کے ہر مصرعے سے ۱۶۳۳ء مطابق ۱۰۴۳ھ برآمد ہوتے ہیں۔

طہمرث۔ اس کو دیوبند بھی کہتے ہیں۔ یہ لقب اس وجہ سے ملا تھا کہ اس نے اپنے خاندانی دشمنوں پر فتح پائی تھی۔ وہ اپنے باپ ہوشنگ کے تخت ایران پر جانشین ہوا۔ خاندان پیشدادیاں کا تیسرا بادشاہ تھا۔ مدت حکومت تیس سال ہے اس کے بعد جمشید کو جس کا جام جم مشہور ہے تخت ملا وہ بادشاہ متوفی کا بھتیجا تھا۔

طیب جی۔ (ملاحظہ ہو بدرالدین طیب جی)

طیبی حاشیہ کشاف اور شرح مشکوٰۃ المصابیح ان کی تصنیف ہیں۔ ۱۳۴۲ء مطابق ۷۴۳ھ میں وفات پائی۔

ردیف ظ

ظفر۔ ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ آخری بادشاہ دہلی کا تخلص ہی (دیکھو بہادر شاہ)

ظفر خاں (خواجہ احسان اللہ) شاہجہانی عہد کا ایک امیر تھا۔ عنایت خاں مصنف شاہجہاں نامہ اس کا فرزند تھا۔ ۳ہزاری منصبدار تھا۔ لاہور میں ۱۶۶۲ء مطابق ۱۰۷۳ھ میں وفات پائی اس کا تخلص احسان ہی۔

ظفر خاں۔ (سلطان) فیروز شاہ باربک کا بیٹا تھا۔ اس کو خان جہاں وزیر نے ۱۳۸۵ء مطابق ۷۸۷ھ میں قتل کیا۔

ظہور اللہ خاں (دیکھو نوا)

ظہوری۔ (مُلّا ترشیزی) شہر ترشیز ضلع سبزوار ملک ایران کے رہنے والے تھے۔ ان کا اصل نام نورالدین ہی۔ اپنی تعلیم پوری کرنے کے بعد وہ ابراہیم عادل شاہ ثانی بیجاپوری کے زمانے میں دکن آئے اور باقی زندگی بادشاہ کی ملازمت میں صرف کی۔ اُنھوں نے نظم ساقی نامہ کو جس میں ۴ ہزار بیت ہیں۔ برہان نظام شاہ ثانی احمد نگری کے نام پر معنون کیا۔ جس کے صلے میں ان کو بیش بہا انعام ملا۔ دیگر کتب بھی ان کی تصنیف ہیں۔ جن میں سے ینا بازار۔ رقعات ظہوری۔ سہ نثر ایک دیوان۔ رسالہ نورس۔ خوان خلیل۔ اور گلزار ابراہیم بہت مشہور ہیں۔ آخری تین کتابیں ابراہیم عادل شاہ کے نام پر معنون کی گئی تھیں۔ ۹۰ برس سے زائد عمر پاکر ۱۶۱۶ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں ملا۔ ملک قمی سے ٹھیک ایک سال کے بعد انتقال کیا۔ ملا ند کور ان کے خسر تھے۔

ظہیر۔ سید ظہیر الدین حسین عرف نواب میرزا دہلوی۔ رضوی سید تھے۔ آپ کے والد ماجد کو یا قوت رقم خاں کا خطاب دربار شاہی سے حاصل تھا جو بہادر شاہ آخری بادشاہ دہلی کے اُستاد تھے۔ بادشاہ کو خط نسخ میں درجۂ کمال حاصل تھا۔ یہاں تک کہ اپنے دونوں اُستادزادوں ظہیر اور انور کو اُن کے والد کی وفات کے بعد خود محلات شاہی میں اصلاح خط دیتے تھے۔ تیرہ سال کی عمر تھی کہ ظہیر کو جواہرخانہ اور قلمدان خاص کی خدمت عطا فرمائی۔ ظہیر ۱۸۵۷ء میں ریاست الور آئے۔ الور کے بعد ریاست جے پور و ریاست ٹونک میں زمرہ شعراء آپ کا تعلق رہا۔ ۱۹۰۰ء میں حیدرآباد دکن پہنچے ۱۷ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ م ۱۹۰۹ء بمقام حیدرآباد دکن انتقال ہوا۔ دائرہ میر میں آپ کا مزار ہے۔ آپ کو دربار مغلیہ سے راقم الدولہ کا خطاب حاصل تھا۔ عام طور پر اُستاد ظہیر کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ آپ کے بعد کوئی اس نام سے نہ دہلی والوں میں موسوم ہوا نہ اہل لکھنؤ میں اسی وجہ سے خاتم الاساتذہ کہے جاتے تھے۔ ایک مقطع میں خود ہی پیشین گوئی کی تھی ؎

اردو زباں کا لطف ہمیں تک ہی اے ظہیر
آیندہ ہم رہیں نہ ہماری زباں رہے

آپ کے تین دیوان طبع ہو چکے ہیں۔ ایک دیوان اور مرثیوں کی جلد اور مکمل سوانح غیر مطبوعہ ہی نثر میں قصۂ ممتاز آپ کی قدیم مشہور تصنیف ہی۔ آپ کی سب سے آخری غزل مقطع ہی ؎

آتی ہے سانس۔ سانس ہے آوازِ الرحیل
باندھو کمر ظہیر کہ سب ہم سفر گئے

ظہیر الدین ابو بکر۔ محمد بن احمد البخاری ۱۲۲۲ء مطابق ۶۱۹ھ میں فوت ہوئے۔ فتاوائے ظہیریہ ان کی تصنیف ہے۔

ظہیر الدین غیبی۔ شیخ احمد جام کے بیٹے۔ اور رموز الحقائق کے مصنف ہیں۔

ظہیر الدین فاریابی۔ فاریاب کے رہنے والے تھے رشیدی کے شاگرد۔ اور ایک مسلم الثبوت شاعر تھے۔ طغرل ثالث سلجوقی اور اتابک قزل ارسلان کا زمانہ پایا تھا۔ تبریز میں ۱۲۰۱ء مطابق ۵۹۸ھ میں وفات پائی اور خاقانی کے مزار کے پاس بمقام سرخاب تبریز میں دفن ہیں۔ صاحب دیوان ہیں۔ ان کے معاصر شعرا ان کے کلام کی اس درجہ قدر کرتے تھے کہ ایک شاعر نے یہاں تک لکھ دیا۔

دیوان ظہیر فاریابی
در کعبہ بدزد اگر بیابی

ظہیر کرمانی۔ نظم مجمع البحرین ان کی تصنیف ہے۔ اس میں منوہر کا قصہ ہے۔

۱۷۴۹ء مطابق ۱۱۶۳ھ میں تصنیف ہوئی۔

ظہیر الدین مخدوم۔ عربی یا مصری النسل تھا کہا جاتا ہے کہ یہ ترکی سلطنت کی طرف سے پرتگیزوں کے خلاف مالابار ساحل کے مسلمان شاہزادوں کی مدد کو بھیجے گئے تھے اور اپنے قیام کے زمانہ میں مالابار کی تاریخ عربی زبان میں لکھی جو ۹۸۰ھ مطابق ۱۵۷۰ء تک کے حالات پر مشتمل ہے۔

ظہیر الدین مرعشی۔ تاریخ طبرستان اس کی تصنیف ہے میر خلیل اللہ یزدی کا بیٹا تھا۔ ایران سے لاہور آیا اور جہانگیر کی ملازمت میں اعلیٰ عہدہ پر مامور ہوا۔

ظہیر ملک۔ ارکاٹ کا شہزادہ تھا۔ عظیم جاہ بہادر کا بیٹا تھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد جنوری ۱۸۷۴ء ۱۲۹۱ھ میں مسند نشین ہوا۔

ردیف ع

عابد حسین (حاجی)، مدرسہ عربیہ دیوبند کے بانی۔ پیدائش ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۴ء۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی کے ساتھ آپ کی کوشش مشہور مدرسہ عربیہ دیوبند کی بنیاد رکھنے میں شریک رہی۔ اس مدرسے کی بنیاد ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۶ء میں ڈالی گئی اور جامع مسجد دیوبند کی تعمیر بھی آپ ہی کی کوششوں سے ہوئی۔ اس کے بعد ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۷ء میں اپنا مکان وغیرہ مسجد کے لیے وقف کر کے مع اہل و عیال عرب کو چلے گئے۔ وہاں قریب ایک سال کے رہے۔ ہندوستان واپس آکر مدرسے کی ترقی میں مصروف ہوئے۔ اور مسجد کی تعمیر مکمل کی۔ ابتدا میں عربی مدرسہ مسجد کی سہ دری

ہیں تھا۔ بعدہٗ علیحدہ زمین خریدی گئی۔ جس پر اس وقت تخمیناً ایک لاکھ روپیے کی عمارت مدرسے کی موجود ہے اور نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان سے باہر کے طلبا بھی حدیث وغیرہ جملہ علوم کی تعلیم پاتے ہیں۔ بانی مدرسہ نے اپنے مرنے سے کچھ دن پہلے مدرسے کی نگرانی کا کام چھوڑ دیا تھا۔ سنہ ۱۳۳۰ھ مطابق سنہ ۱۹۱۱ء میں آپ نے ساتواں حج کیا۔ سنہ ۱۳۳۱ھ مطابق سنہ ۱۹۱۲ء میں بمقام دیوبند وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

عارف النسا۔ اس کا اصلی نام سروپی باشنتی تھا راجہ مان سنگھ والی جے پور کی پھوپی اور راجہ بھارامل کی بیٹی تھی سنہ ۱۵۳۶ء میں پیدا ہوئی ۹۶۹ھ میں شہنشاہ اکبر کے محل میں داخل ہوئی۔ اس وقت اس کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ پندرہ برس کی عمر میں پڑھنے کا شوق ہوا۔ احمد شاہ بدایونی نے لکھا ہے کہ ایک پنڈت نے جو اس رانی کو پڑھاتا تھا اس کو یہ مشورہ دیا کہ اگر تم اکبر کے محل میں داخل ہو جاؤ تو کیا عجب ہے کہ یہ اسلامی سلطنت ہندو سلطنت سے بدل جائے اس کی خبر راجہ کو پہنچی اور راجہ نے بادشاہ کے ساتھ شادی کر دی۔ یہ رانی کچھ زیادہ خوبصورت نہ تھی لیکن زیرک اور فہیم تھی۔

عاشق۔ نام مہدی علی خاں تخلص عاشق۔ نواب علی مردان خاں کا پوتا تھا۔ اس کی تصانیف میں تین اردو کے دیوان۔ دو۔ فارسی کے اور حملۂ حیدری اور چند دیگر کتب ہیں۔

عاشق۔ شیخ نور الدین محمد نام عاشق تخلص۔ مثنوی عیش و طرب اس کی تصنیف سے ہے جو سنہ ۱۶۶۸ء مطابق سنہ ۱۰۷۹ھ میں لکھی گئی۔

عاشق پاشا۔ ایک ترکی شاعر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک دولتمند شخص تھا۔ لیکن اس نے ہمیشہ درویشانہ زندگی بسر کی۔ مولانا روم کی طرز پر اس کے اشعار نکاتِ معرفت سے بھرے ہوتے ہیں۔ ایک بڑا دیوان چھوڑا جس میں دس ہزار اشعار ہیں۔ یہ دیوان دس جلدوں پر مشتمل ہے اور ہر جلد کے دس حصے ہیں سلطان مراد اوّل کے عہد میں جوانی کے عالم میں وفات پائی۔

عاصم بن عمر قتادہ انصاری۔ مشہور تابعی ہیں حضرت انس رضہ اپنے باپ اور اپنی دادی رمثیہ سے روایت کرتے ہیں مغازی اور سیر میں نہایت وسیع المعلومات تھے۔ خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے حکم سے مسجد دمشق میں بیٹھ کر اس فن کی تعلیم دیتے تھے۔ سنہ ۱۲۱ھ مطابق سنہ ۷۳۸ء میں وفات پائی۔

عاصی۔ اصل نام غلام سرور۔ عاصی تخلص۔ ایک کتاب منظوم موسوم "قاف نامہ" تصنیف کی جس میں یہ التزام کیا گیا تھا کہ پہلی غزل کا شعر الف سے دوسری غزل کا ب سے اسی طرح جملہ غزلیات میں ہر شعر کا حرف اوّل حروف تہجی کی ترتیب سے تھا۔ اور تمام کتاب میں ہر ایک شعر کا آخری حرف قاف تھا۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے اس کا نام قاف نامہ رکھا گیا۔

عاصی۔ ایک عربی شاعر تھا جو خواجہ نظام الملک کے زمانہ میں گزرا ہے اور خواجہ موصوف کی مدح میں اکثر نظمیں لکھی ہیں۔

عاضد لدین اللہ بن یوسف بن حافظ۔ مصر کے خاندان فاطمی کا گیارہواں اور آخری خلیفہ تھا۔ اپنے باپ فائز بنصر اللہ عیسیٰ ابن ظافر کی بجائے سنہ ۱۱۵۵ء مطابق سنہ ۵۵۳ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس وقت مصر کی حالت زوال پر تھی۔ المستعلی باللہ

کی وفات کے بعد سے جو ۱۱۶۰ع میں ہوئی اس خاندان کی خلافت میں کل اختیارات وزیر ملقب بہ امیر الجیوش کے ہاتھ میں تھے۔ دو امراء درغم اور شاور نے اس اقتدار کے حاصل کرنے کے لیے جنگ کی۔ شاور کو شکست ہوئی اور وہ مصر سے نکال دیا گیا۔ اس نے حاکم شام نور الدین سے جو ملک العادل نور الدین کے نام سے مشہور ہے۔ مدد چاہی۔ حاکم دمشق نے ۱۱۶۳ع مطابق ۵۵۸ھ میں ایک لشکر بسر کردگی اسد الدین شیرکوہ (برادر ایوب) اور اُس کے بھتیجے صلاح الدین کے شاور کو حکومت پر قائم کرنے کے لیے بھیجا درغم نے فلسطین کے عیسائیوں کو اپنی امداد کے لیے بلایا لیکن قبل اس کے کہ عماری مصر میں داخل ہو شیرکوہ نے درغم کو مار ڈالا اور شاور کو منصب وزارت پر پہنچا دیا ۱۱۶۹ع میں شیرکوہ پھر مصر میں فوج لیکر داخل ہوا اور عماری کو بھگا دیا دغا باز شاور کا سر کاٹ لیا اور آپ دو مہینوں سے مصر میں رہا یعنی فاطمی خلیفہ کا وزیر اور نور الدین کا نائب۔ مگر یہ اُسی سال مر گیا اور اُس کا مشہور و معروف بھتیجا صلاح الدین جانشین ہوا۔ مئی ۱۱۷۳ع مطابق شوال ۵۶۹ھ میں نور الدین مر گیا۔ اور صلاح الدین مصر و شام کا مالک منفرد ہو گیا۔ خلیفہ عاضد نے ۱۱۷۱ع مطابق ۵۶۷ھ میں وفات پائی اور نور الدین کی وفات تک عباسی خلیفہ مستضی کا نام خطبہ میں داخل رہا۔

عاقل خاں ۔ افضل خاں وزیر کا بھتیجا تھا۔ شاہجہانی عہد میں سہ ہزاری منصب دار تھا۔ ۱۰۵۹ھ مطابق ۱۶۴۹ع میں انتقال ہوا۔

عاقل خاں نواب ۔ میر عسکری کا خطاب تھا۔ خواف شہر خراسان کا باشندہ تھا۔ عالمگیر بادشاہ کے وقت میں ہندوستان کا وزیر ہوا وہ ایک عمدہ شاعر تھا۔ شاہ برہان الدین راز آلہی جن کا مزار خاں آباد دکن میں ہے اُن کا بڑا معتقد تھا۔ اسی مناسبت سے اُس نے اپنا تخلص رازی رکھا تھا۔ ایک مثنوی اور ایک دیوان یادگار چھوڑا ۱۱۰۷ھ مطابق ۱۶۹۵ع میں انتقال ہوا۔

عالم علی ۔ (مولوی) مراد آبادی۔ ابن سید کفایت علی اصل وطن قصبۂ نگینہ (بجنور تھا) یہ عالم۔ حافظ طبیب اور قاری تھے ان کے ارشد تلامذہ میں مولوی فرید الدین سہارنپوری۔ مولٰینا محمد اسحاق دہلوی مفتی شرف الدین رامپوری وغیرہ ہیں۔ رسالۂ فضائل صیام۔ رسالۂ فضائل رسول مقبول صلعم۔ رسالہ قرات ضاد معجمہ رسالہ تعدد و جمع و شرح ضابطہ۔ شرح تہذیب یزدی ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۲۰ رمضان المبارک ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ع ۔ ۶ بروز پنجشنبہ انتقال کیا۔ مادۂ تاریخ وفات۔ "بباغ جناں باد مسکن"، ہے پیدائش ۱۲۲۸ھ مطابق ۱۸۱۳ع

عالمگیر بادشاہ ۔ کنیت ابو المظفر۔ نام محی الدین محمد اورنگ زیب المعروف بہ بادشاہ غازی تخت نشینی کے بعد عالمگیر کا لقب اختیار کیا۔ شاہجہاں کا تیسرا لڑکا تھا۔ تاریخ پیدائش میں مورخین کا اختلاف ہے صحیح تاریخ ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۲۹ھ مطابق ۱۶۱۹ع ہے۔ (آفتاب عالم تاب) تاریخ ولادت ہے۔ یکم ذی قعدہ ۱۰۶۸ھ [۱۰۲۹ھ] مطابق ۱۶۵۷ع کو تخت نشین ہوا۔ لیکن اپنی باقاعدہ تاجپوشی اُس دن پر موقوف رکھی۔ جبکہ وہ مخالفین پر کامل فتح حاصل کر کے دار الخلافت میں داخل ہوا۔ چنانچہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۰۶۹ھ مطابق ۱۶۵۹ع کو تاج پوشی کی خوشی نہایت شان و شوکت سے منائی گئی۔ ڈھائی مہینے تک یہ جشن قائم

رہا دفاتر شاہی میں اس عہد سے پہلے سال شمسی اور فارسی مہینے آتش پرست بادشاہوں کے زمانہ کے مستعمل تھے لیکن عالمگیر نے اُن کو موقوف کر کے عربی مہینے اور سنہ ہجری کا طریقہ جاری کیا۔ آتش پرستوں اور مجوسیوں کی مشابہت کے خیال سے جشن نوروز کو ترک کر کے جشن عید الفطر قائم کیا۔ قلعہ شاہجہان آباد میں موتی مسجد تعمیر کی۔ سیواجی سے بہت سی جنگ وجدل کے بعد صلح ہو گئی۔ اس کے وقت میں سلطنت مغلیہ کو بہت وسعت حاصل ہوئی کشمیر وتبت وغیرہ قلمرو شاہی میں داخل ہو گئے۔ سلطنت کی شمالی سرحد خیوا وبخارا تک جنوبی حد احاطہ بمبئی ومدراس تک شرقی اُڑیسہ تک مغربی حد گجرات تک تھی۔ آمدنی سالانہ چالیس کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ فتاوائے عالمگیری دو لاکھ کے صرف سے مختلف کتب شرعیہ سے شیخ نظام کی نگرانی میں تیار کرائی گئی جس میں مذہب حنفی کے مسائل کی چھان بین کی گئی ہے بادشاہ خود بھی تفسیر وحدیث وفقہ کا جید عالم تھا۔ حافظ قرآن تھا فارسی انشاپردازی میں عجیب ملکہ تھا۔ ترکی بھی جانتا تھا ہندی بولنے میں بھی اچھی مہارت تھی۔ معاملات سیاست میں بھی اس کی قابلیت مسلمہ تھی۔ یہ الزام بالکل غلط ہی کہ وہ زبردستی ہندوؤں کو مسلمان کرنا چاہتا تھا۔ اس کے انصاف اور مذہبی رواداری کی شہادت کپتان ہملٹن نے جو تقریباً سنہ ۱۸۶۰ء میں ہندوستان آیا اپنے سفرنامہ میں دی ہی اسی سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اس عہد میں صنعت وحرفت اور دوسرے فنون عروج پر تھے اور یہ کہ اس بادشاہ کے خلاف پروپگنڈا پھیلانے کا کام سب سے پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازموں نے شروع کیا تھا جس سے ان کو اپنے مظالم پر پردہ ڈالنا مقصود تھا۔ عالمگیر کے عہد میں جو اصلاحات مطابق شریعت عمل میں آئیں اُن میں سے چند یہ ہیں۔ رقص وسرود کا انسداد کیا۔ محتسب مقرر ہوئے۔ مسکرات کا استعمال موقوف کیا گیا۔ شرعی وکیل کا ممالک محروسہ کی کل عدالتوں میں تقرر ہوا۔ بادشاہ اور حکام کو صرف سلام شرعی کرنے کا قاعدہ جاری ہوا اس کے سر یہ الزام رکھا جاتا ہی کہ اپنے باپ کو قید اور حقیقی بھائیوں کو قتل کیا۔ لیکن سیاسی مدبر اس معاملہ کو قابل الزام نہیں ٹھرا سکتے۔ کیونکہ اُس نے جو کچھ کیا سلطنت کی مصلحتوں سے کیا وہ یقین کرتا تھا کہ اگر مخالفین سلطنت کی بیخ کنی کی گئی تو عامہ خلائق میں امن قائم رہ سکیگا۔ اکیانوے سال ۱۳ یوم کی عمر میں بمقام احمد نگر پچاس سال دو ماہ سلطنت کر کے بتاریخ ۳ ذی قعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ مطابق سنہ ۱۷۰۶ء یوم جمعہ انتقال کیا اورنگ آباد سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر بمقام خلد آباد شیخ زین الدین کے جوار میں مدفون ہوا۔ اس نے اپنا مقبرہ بنانا پسند نہیں کیا۔ صرف اس کی قبر کا ایک چبوترہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی جس کا ارتفاع زمین سے چند انگشت سے زیادہ نہیں لیکن تعویذ خام ہی۔ طول اس کا تین گز اور عرض ڈھائی گز ہی شہنواز خاں کی لڑکی سے جو جہانگیر کے وزیر اعظم آصف خاں کا لڑکا تھا اُس کی شادی ہوئی تھی اس بیگم کے بطن سے پانچ لڑکے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں بڑا لڑکا سلطان محمد عالمگیر کی حیات میں مر گیا۔ محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا۔ تیسرا لڑکا اعظم شاہ اپنے بھائی سے لڑ کر مارا گیا۔ چوتھا لڑکا محمد اکبر باپ سے باغی ہو کر فارس چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔ پانچواں لڑکا کام بخش بھی ایک لڑائی میں کام آیا۔ زیب النسا، زینت النسا، بدر النسا، مہر النسا لڑکیوں کے نام ہیں۔

عالمگیر ثانی۔ عزیز الدین نام جہاندار شاہ کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۶۸۸ء میں پیدا ہوا۔ ۲ رجب سنہ ۱۷۵۴ء مطابق ۱۰

شعبان ۱۱۶۷ھ کو احمد شاہ کی معزولی کے بعد عماد الملک نے قلعہ دہلی میں تخت نشین کیا اور پھر اسی شخص نے پانچ برس کی برائے نام حکومت کرنے کے بعد ۲۹ر نومبر ۱۷۵۹ء مطابق ۸ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ کو قتل کردیا۔ مقبرۂ ہمایوں میں دفن ہوا۔

عالی تبار۔ اعظم شاہ کا بیٹا۔ شہنشاہ عالمگیر کا پوتا تھا۔ ۱۷۳۴ء مطابق ۱۱۴۷ھ میں فوت ہوا۔

عائشہؓ۔ کنیت اُم عبداللہ لقب صدیقہ۔ خلیفہ اوّل ابو بکر صدیقؓ کی لڑکی نبی کریم صلعم کی بی بی تھیں۔ بہ اختلاف روایت سال ہجری سے ۹ یا ۱۰ سال قبل تولد ہوئیں۔ آپ کی والدہ اُم رومان عامر بن عویمر کی لڑکی تھیں۔ ام المومنین بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ کا نکاح بعمر ۷ سال نبی صلعم کے ساتھ ہو گیا تھا۔ مگر چونکہ آپ بہت کم سن تھیں اس وجہ سے اُس وقت رخصت نہیں ہوئی۔ جب تقریباً دس سال کی ہو گئیں تو رخصت کی گئی حضور سرورِ عالم صلعم کی تمام ازواج میں صرف آپ ہی کنواری تھیں۔ حضرت عائشہ اس قدر کریم النفس اور سخی تھیں کہ بقول عروہ بن الزبیر ایک ہی وقت میں آپ کو ستر ہزار درم خیرات کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ حالانکہ وہ خود اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتی تھیں ایک مرتبہ ایک لاکھ درم آپ نے فقرا کو بانٹ دیئے اور خود اپنے افطار روزہ تک کے واسطے کچھ باقی نہ رکھا۔ بعمر ۶۶ سال ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ مطابق ۶۷۷ء کو وفات پائی۔ نماز جنازہ ابو ہریرہ نے پڑھائی جنت البقیع میں مدفون ہوئیں اہم ترین واقعہ حضرت عائشہؓ کی زندگی کا جنگ جمل ہے جو ۳۶ھ مطابق ۶۵۶ء میں بعہد خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہ اُن کے مقابلے میں واقع ہوئی اور جس کی تہ میں حضرت عثمان غنی کا واقعہ شہادت پوشیدہ تھا۔ اور بنو امیہ کی کارستانیاں بھی اُس کی موید تھیں۔ اس لڑائی میں جانبین سے تیرہ ہزار مسلمان مقتول ہوئے۔ حضرت عائشہ کے اونٹ کے پاؤں کٹ گئے۔ قریب تھا کہ حضرت عائشہ زمین پر گر پڑیں یہ دیکھ کر محمد بن ابو بکر آپ کے بھائی جو اس جنگ میں حضرت علیؓ کی طرف تھے۔ موقع پر پہنچ گئے اور آپ کو گرنے سے بچایا۔ اس کے بعد حضرت علی بھی حضرت عائشہ کے پاس آئے اور باہم گفتگو ہو کر وہ غلط فہمی جس کی بنا پر چند مفسدوں کے بھڑکانے سے اس قدر کشت و خون ہوا تھا رفع ہو گئی۔ بعدہ مولا علیؓ نے حضرت عائشہ کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ ایک رسالے کی حفاظت میں مدینے پہنچوا دیا۔ حضرت عائشہ کے اونٹ کی نسبت سے اس لڑائی کا نام جنگ جمل ہے۔ اس جنگ کے بعد حضرت عائشہ ۲۲ سال زندہ رہیں اور ہمیشہ اس واقعہ پر اظہار تاسف کرتی رہیں۔ پھر کبھی سیاسی معاملے میں دخل نہیں دیا۔ ۵۱ھ مطابق ۶۷۱ء میں جب امیر معاویہؓ خلیفہ بن بیٹھے تھے اور اُنھوں نے اپنے بیٹے یزید کے حق میں مدینہ اور مکے پہنچکر اہل حجاز سے بعیت لی تھی اُس وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ عبدالرحمٰن بن ابو بکر و دیگر صحابہ نے سختی کے ساتھ یزید کی بعیت سے انکار کر دیا تھا۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کو اہل بیت سے کس درجہ محبت تھی۔ اور جنگ جمل میں حضرت علی سے برسرپیکار رہنے کا اصلی سبب کیا تھا۔

عبّاس۔ بن عبدالمطلب عم مکرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے عرصہ تک اسلام قبول نہ کیا۔ لیکن جنگ بدر میں شکست ہونے کے بعد مذہب اسلام اختیار کر لیا۔ آپ جنگ حنین میں شریک تھے۔ آپ نے

۲۱- فروری ۱۶۵۳ء مطابق ۱۷ رجب ۱۰۶۳ھ کو
رحلت فرمائی- آپ کا مقبرہ مدینہ شریف میں ہے-

عباس بن علی شروانی- شیر شاہ افغانی کے واقعات میں جس نے شاہ ہمایوں کو ہندوستان سے ۹۳۹ھ میں نکالا تھا اور خود دہلی کے تخت کا مالک بن بیٹھا تھا- ایک کتاب تحفہ اکبر شاہی لکھی ہے- جس کے پہلے حصے کا اردو ترجمہ مظہر علی خاں نے کارنوالس کے عہد میں کیا اور اُس کا نام تاریخ شاہی ہے

عباس شاہ اوّل- معروف بہ عباس شاہِ اعظم خاندان صفویہ کا ساتواں فرماں روا تھا- تاریخ پیدائش دوشنبہ ۲۹ جنوری ۱۵۷۱ء مطابق یکم رمضان ۹۷۸ھ خراسان کے سرداروں نے سولہ سال کی عمر میں اس کو ایران کا بادشاہ تسلیم کرلیا- اُس نے ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۴ھ میں اپنے والد سلطان سکندر شاہ عرف محمد خدابندہ کی حیات میں تخت پر قبضہ کرلیا- یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے اصفہان کو ایران کا دارالسلطنت قرار دیا دلیر اور پرجوش شخص تھا اور اُس نے ملک کی حدود میں اضافہ کیا- وہ ۱۶۲۲ء میں انگریزی فوج کی مدد سے جزیرہ آرموز پر جو ۱۲۲ سال سے پرتگال کے قبضہ میں تھا قابض ہوا- اکبر اور جہانگیر کا ہمعصر تھا اور اُس نے چوالیس سال تک حکومت کی- تاریخ وفات پنجشنبہ ۸ جنوری ۱۶۲۹ء مطابق ۲۴ جمادی الاول ۱۰۳۸ھ ہے اُس کا پوتا اُس کا جانشین ہوا- جس نے شاہ صفی کا لقب اختیار کیا

عباس شاہ ثانی- شاہ عباس اول کا پرپوتا تھا- دس سال کی عمر میں ۱۶۴۲ء مطابق صفر ۱۰۵۲ھ ایران کے تخت پر اپنے والد کا جانشین ہوا اور ابھی اس کی عمر سولہ سال کی نہ ہونے پائی تھی کہ قندھار جو اُس کے والد کے ہاتھ سے نکل گیا تھا- اُس نے پھر فتح کرلیا- اگرچہ شاہجہاں نے اس شہر کے حاصل کرنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہا- ۲۶- اگست ۱۶۶۶ء مطابق ۵ ربیع الاول ۱۰۷۷ھ کو چونتیس ۳۴ سال کی عمر میں انتقال کیا پھر اُس کا لڑکا صفی مرزا جس نے شاہ سلیمان کا لقب اختیار کیا تھا اُن کا جانشین ہوا

عباس علی- فارس کا ایک آتش پرست طبیب تھا اس نے زردشت کے اصول کی تقلید کی ہے- بغداد کے خلیفہ کے لڑکے کی فرمائش سے ۹۸۰ء میں ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام کارنامۂ شاہی ہے اور شہزادہ کے نام پر یہ کتاب معنون کی گئی تھی- اور ۱۱۲۷ء میں اسٹیفن صاحب ساکن انطاکیہ نے اس کتاب کا ترجمہ لاطینی زبان میں کیا ہے-

عباس علی- حضرت امام حسین کے علاتی بھائی اور انصار میں تھے- کربلائے معلی میں جام شہادت نوش کیا وہیں آپ کا مزار ہے- یہ واقعہ ۶۱ھ مطابق ۶۷۹ء کا ہے-

عباس علی خاں- تخلص بیتاب- خلف صاحبزادہ سید عبد العلی خاں برادرزادہ محمد سعید خاں صاحب بہادر جنت آرام گاہ والیِ ریاست رام پور صوبہ متحدہ ہندوستان- فارسی- عربی کے ماہر صاحب دیوان اردو ہیں دیوان مطبوعہ ہے- رام پور میں محکمۂ صدر کے حاکم اعلےٰ تھے- بیل کی ڈکشنری میں غلطی سے آپ کو مرزا سیادت علی خاں کا بیٹا لکھا ہے-

عباس مرزا- (شہزادہ ایران) بن فتح علی شاہ پیدائش ۱۷۸۳ء وفات ۱۸۳۳ء- اس کی وفات اس کے ملک کے لیے بہت مضر ہوئی اگرچہ وہ روسیوں کے حملوں کا تدارک نہ کرسکا اُس کا سب سے بڑا بیٹا فتح علی اس کی وفات کے

بعد تخت پر بیٹھا۔

عباس مرزا۔ نواب اقتدار الدولہ کا خطاب تھا۔ اردو نظم کی ایک مثنوی کے مصنف ہیں۔ ۱۸۴۹ء میں لکھنؤ میں تھے اور اُس وقت آپ کی عمر ۸۰ سال کی تھی۔

عباسہ۔ ہارون الرشید خلیفہ بغداد کی ہمشیر تھیں۔ ہارون الرشید نے اپنے وزیر جعفر برمکی سے اس شرط پر نکاح کر دیا تھا کہ زن و شوہر کے تعلقات قائم نہ ہوں۔ لیکن اس کی خلاف ورزی پر جعفر برمکی کو قتل کر کے عباسہ کو مقید کر دیا۔ یہ واقعات ۸۰۳ء مطابق ۱۸۷ھ میں ظاہر ہوئے۔ بعض عربی نظمیں اب تک موجود ہیں۔ جن میں ان کی محبت اور مصیبت کا فوٹو کھینچا گیا ہے۔

عبدالباسط مولانا۔ بن رستم علی نے قرآن شریف کی تفسیر لکھی۔ لیکن ناتمام چھوڑی۔ آپ نے ایک کتاب عجیب البیان فی العلوم القرآن تصنیف فرمائی۔ تاریخ انتقال ۱۹۰۵ء مطابق ۱۳۲۳ھ ہے۔

عبدالباقی۔ مصنف مآثر رحیمی۔ یہ کتاب عبدالرحیم خان خاناں اور جملہ سرداران۔ مصنفین و شعراء کی جو دربار اکبر میں حاضر رہتے تھے یادگار ہے۔ جو ۱۶۱۶ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں تکمیل کو پہنچی۔ اُنھوں نے ۱۶۴۲ء مطابق ۱۰۵۲ھ عہد شاہجہانی میں وفات پائی۔

عبدالباقی باقی باللہ (خواجہ) دہلوی نقشبندی۔ اپنے وقت کے امام و مقتدا کمالات ظاہر و باطن اور زہد و اتقا میں یگانۂ روزگار تھے۔ ابتداءً کابل سے سمرقند آکر فقہ۔ حدیث و تفسیر پڑھی اور خواجہ محمد امکنگی کے مرید ہوئے۔ بعدہ دہلی آکر درس دینا شروع کیا۔ یہ نہایت کم گو۔ کم خور و کم خواب تھے۔ بعد نماز عشا تا نماز تہجد روزانہ دو مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ ان کے خلفائے راشدین سے مولٰینا سرہندی مجدد الف ثانی ہوئے۔ ۲۵ر۔ جمادی الاُخری ۱۰۱۲ھ کو بمقام دہلی رحلت کی وہیں دفن ہوئے۔

عبدالباقی۔ (مولانا) اکبر کے ابتدائی عہد میں صدر کے عہدہ پر تھے۔

عبدالجلیل (حافظ) خاندان سادات زیدیہ سے تھے مارہرہ (ضلع ایٹہ) وطن تھا فن تاریخ گوئی میں ید طولی رکھتے تھے علم ادب سے خاص دلچسپی تھی علم قرارت میں اعلیٰ درجہ کی مہارت تھی قرآن مجید کی رسم الخط اور قرارت کے متعلق ایک مبسوط کتاب لکھی تھی۔ لیکن آپ کی زندگی میں اس کی اشاعت کی نوبت نہیں آئی۔ تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں ۲۰ر جنوری ۱۹۲۱ء مطابق ۱۰ر جمادی الاوّل ۱۳۳۹ھ کو اپنے وطن میں انتقال کیا۔

عبدالجلیل سید وطن بلگرام (اودھ) آپ ایک جلیل القدر عالم اور فصیح شاعر تھے۔ آپ کا تخلص واسطی تھا۔ ۱۶۹۹ء مطابق ۱۱۱۱ھ میں۔ بیجاپور کے مقام پر شاہنشاہ اورنگ زیب کی حضوری میں مرزا اعلیٰ بیگ نے جو شاہی اخبار نویس تھے آپ کو پیش کیا اور آپ کو جاگیر اور منصب عطا ہوا اور عہدہ بخشی اور گجرات کے اخبار نویسی پر مقرر ہوئے اور وہاں سے بھکر (سندھ) کو تبدیل کیے گئے ۱۷۱۴ء مطابق ۱۱۲۶ھ عہد فرخ سیر میں چند سازشوں کی وجہ سے علیحدہ کیے گئے

عبدالجلیل میر۔ میر عبدالواحد کے بیٹے جو ۲۰ رجب ۹۷۲ھ مطابق ۱۵۶۴ء کو بلگرام میں پیدا ہوئے آغاز شباب میں تارک الدنیا ہوئے دشت نوردی

اختیار کی اور جنگل کے برگ و بار پر قوت بسری کی ۱۲ سال کے بعد حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ کے عرس کے زمانہ میں تشریف لائے۔ آپ کے نعرے کی آواز سے آپ کی خواہر نے پہچان لیا اور آپ سے لپٹ کر روئیں بالآخر اُن سے مانوس ہو کر مکان میں چلے گئے آپ کو لباس پہنایا گیا۔ بعد چندے شادی کی اور اولاد بھی ہوئی وفات ۸۔ صفر المظفر ۸۰۵ھ مطابق ۱۴۰۲ء بروز دوشنبہ ہوئی مزار قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ میں ہے۔

عبد الحسن (قاضی) آپ عربی زبان میں فقہ کی ایک کتاب کے مصنف ہیں۔ جس کا نام احکام السلطانی ہے۔

عبد الحق (شمس العلماء) خیر آبادی۔ اپنے والد مولوی فضل حق خیر آبادی کے شاگرد علوم عقلیہ میں اپنے معاصرین سے بڑھے ہوئے تھے۔ آپنے نواب کلب علی خان والیے رامپور کے دربار میں عزت سے زندگی بسر کی۔ ان کی تصانیف سے حاشیۂ غلام یحییٰ التسہیل الکافیہ شرح ہدایت الحکمۃ۔ جواہر غالیہ۔ شرح میر زاہد امور عامہ ہیں۔

عبد الحق (شیخ) محدث دہلوی۔ ابن سیف الدین بن سعد اللہ کنیت ابو المجد۔ آپ کے بزرگ بخارا سے دہلی آئے۔ پیدائش محرم ۹۵۸ھ مطابق جنوری ۱۵۵۱ء ۲۲۔ سال کی عمر میں علوم دینیہ و فضائل و کمالات سے فارغ ہو کر قرآن شریف حفظ کیا۔ ہندوستان میں علم حدیث آپ کے ذریعہ سے پھیلا۔ عین شباب میں حج کو گئے اور فن حدیث کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا کر دہلی واپس ہوئے اور اشاعت علوم و افادۂ خلائق میں شہرت حاصل کی۔ آپ کی تصنیفات سو سے زائد ہیں۔ شاعری میں حقی تخلص کرتے تھے۔ آپ کے اشعار کا شمار پانچ لاکھ ہے۔ سید موسیٰ قادری کے مرید تھے۔ سنہ ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء میں وفات پائی۔ ان کا مقبرہ قطب صاحب (دہلی) میں حوض شمسی کے کنارے پر ہے۔ مشہور تصانیف یہ ہیں لمعات شرح عربی مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ۔ مدارج النبوۃ۔ اخبار الاخیار۔ جذب القلوب موج البحرین۔ زاد المتقین۔ حلیہ سید المرسلین۔ چہل رسالہ وغیرہ آپ کی تاریخ ولادت "شیخ اولیا" ہے اور تاریخ وفات "فخر العالم" ہے۔ آپ کے صاحبزادہ شیخ نور الحق زبدۃ التواریخ کے مصنف گزرے ہیں۔

عبد الحق (مولوی) (بنارسی) (ابن مولوی فضل اللہ۔ باشندہ قصبہ نیوتنی (مضاف لکھنؤ) متوطن بنارس ان کا سلسلۂ نسب حضرت عثمان ذو النورین سے ملتا ہے۔ پیدائش ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء اسم تاریخی فضل رسول ہے۔ چونکہ طفلی سے حدیث خوانی کا شوق تھا۔ اس لیے دہلی جا کر مولینا عبد القادر سے اس علم کو پڑھا۔ پھر شہر صنعا (یمن) پہنچکر سند قرآن و حدیث حاصل کی۔ انھوں نے سات مرتبہ حج کیا اور آخر میں بمقام بمبئی ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں انتقال کیا۔ مسجد الخیر میں مدفون ہوئے۔ ان کے ارشد تلامذہ میں مولوی جلال احمد بنارسی۔ اور مولوی حمید الدین احمد مدرس گورنمنٹ کالج بنارس ہیں۔ اور الفرید فی المنع عن التقلید ان کی مشہور کتاب ہے۔ جس کا رد "سواد الطریق" مولینا تراب علی صاحب لکھنوی نے مولوی عبد القادر صاحب سندیلوی کے نام سے لکھا ہے۔

عبد الحکیم سیالکوٹی (مُلّا) مولانا کمال الدین کشمیری کے شاگرد رشید تھے۔ آپ نے تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا۔ اور مولانا عبد الغفور کے حواشی پر نوٹ لکھے۔ اس کے علاوہ۔ حاشیہ شرح مواقف حاشیہ شرح عقائد تفتازانی وغیرہ۔ اور بہت

کتابیں آپ کی تصنیف سے ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۶۵۶ء مطابق ۱۰۶۶ھ میں ہوا اور سیالکوٹ میں دفن ہوئے۔

عبد الحلیم - معروف بہ کنانی زادہ عربی کتاب کا مولف ۱۵۹۰ء مطابق ۹۹۹ھ میں وفات ہوئی۔

عبد الحلیم - شرر تخلص۔ حکیم تفضل حسین کے بیٹے۔ ۱۸۶۰ء میں بمقام لکھنؤ پیدا ہوئے۔ ۹ سال کی عمر میں اپنے والد کے پاس مٹیا برج میں چلے گئے اور وہاں عربی فارسی۔ انگریزی و نیز طب کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۸۷۷ء میں پھر لکھنؤ بھیج دیے گئے۔ یہاں بھی تحصیل علم کرتے رہے۔ ۱۸۷۸ء میں شادی ہوئی۔ ۱۸۷۹ء میں دہلی گئے اور وہاں بھی علم حدیث و تفسیر وغیرہ حاصل کر کے رسالہ التوحید کا ترجمہ کیا۔ ۱۸۸۰ء میں اودھ اخبار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ایک ہفتہ وار رسالہ محشر بھی مولوی محمد عبد الباسط کے نام سے نکالا۔ ۱۸۸۵ء میں ریاست حیدرآباد گئے وہاں نواب محسن الملک نے بہت عزت کی۔ واپس آکر اودھ اخبار سے قطع تعلق کر لیا۔ ۱۸۸۷ء میں رسالہ "دل گداز" اور ۱۸۹۰ء میں ایک ہفتہ وار اخبار "مہذب" نامی جاری کیا۔ ۱۸۹۱ء میں پھر حیدرآباد گئے اور نواب وقار الامرا بہادر نے دو سو روپیہ ماہوار مقرر کر دیے اور تاریخ ہند کے مسودے پر پانچ ہزار روپیہ بطور انعام خزانہ ریاست سے دلوائے۔ ۱۸۹۳ء میں انگلستان گئے اور وہاں تین سال کی بود و باش میں فرانسیسی زبان حاصل کی۔ وہاں سے واپس آکر حیدرآباد سے دلگداز کو جاری کیا۔ ۱۸۹۹ء میں وطن آگئے۔ ۱۹۰۱ء میں اتحاد نامی ایک پندرہ روزہ رسالہ جاری کیا۔ ۱۹۰۴ء میں پھر حیدرآباد گئے اور مددگار ناظم تعلیمات مقرر ہوئے۔ دوسرے ہی سال علیحدہ ہو کر لکھنؤ آگئے۔ آپ کی تصنیفات بالعموم ناول بلکہ اکثر تاریخی ناول ہیں۔ جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:-
حسن انجلینا۔ منصور موہنا۔ شہید وفا۔ دلکش۔ فردوس بریں۔ مقدس نازنین۔ ڈاکو کی دلہن۔ فتح اندلس وغیرہ وغیرہ۔

عبد الحمید خان ثانی - سلطان ٹرکی۔ والد کا نام سلطان عبد المجید خاں تھا۔ ۱۵ شعبان ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۴۲ء پیدا ہوئے۔ ۱۸۷۶ء میں تخت نشین ہوئے۔ ۱۸۷۷ء میں جنگ روم و روس ہوئی اور ۱۸۷۸ء میں اس جنگ کا خاتمہ عہد نامہ سین سٹیفانو پر ہوا۔ لیکن بعد کو یہ عہد نامہ برلن کانفرنس سے مسترد ہو گیا۔

۱۸۹۶ء میں مشہور جنگ یونان ہوئی جس میں ۱۹ ستمبر ۱۸۹۷ء کی عہد نامے کی رو سے یونان نے ٹرکی کو چالیس کرور پونڈ تاوان جنگ ادا کیا۔

انھوں نے تعلیم نسواں۔ ترتیب فوج۔ انتظام مالیہ میں بہت کوشش کی۔ بنکوں کا اجرا ان کے زمانہ میں ہوا۔ مدبران یورپ ان کی تدبیروں کے قائل اور ثنا خواں تھے۔

ان کے آخر زمانہ میں دستوریت کا غلبہ ہوا اور انجمن اتحاد و ترقی کے مطالبہ پر بلا کسی کشت و خون کے انھوں نے سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کی۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں دستوری حکومت قائم ہو گئی اور یہ ۳۳ سال سلطنت کرنے کے بعد معزول ہو کر سالونیکا روانہ ہو گئے۔

عبد الحمید (لاہوری) مصنف شاہ جہان نامہ (تاریخ عہد شاہجہانی) عہد شاہجہانی میں گزرا ہے۔

عبد الحی (مولوی سید) ابن سید فخر الدین ساکن رائے بریلی مولینا سید احمد صاحب مشہور مجاہد کی اولاد تھے۔ عربی کے اچھے ادیب اور طبیب تھے۔ جنۃ المشرق (ہندوستان کی تاریخ و جغرافیہ) کتاب المعارف۔ نزہۃ الخواطر (تاریخ علماء ہند آٹھ جلدوں میں بزبان عربی) اور اردو زبان کے شعراء کا تذکرہ موسوم گل رعنا ان کی تصنیف ہیں۔ ۲ فروری ۱۹۲۳ء کو انتقال ہوا۔

عبد الحی (مولوی)، فرنگی محلی۔ ابنِ مولوی عبد الحلیم۔ کنیت ابو الحسنات۔ مُلّا قطب الدین سہالوی کی اولاد سے تھے پیدائش آخر ذیقعدہ ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۸ء بمقام باندہ ہوئی۔ نہایت ذکی و ذہین تھے۔ اُنھوں نے قرآن مجید بھی حفظ کیا تھا اور سترہ سال کی عمر میں علوم متعارفہ سے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ دو مرتبہ حج کیا۔ مصنف کتب کثیرہ تھے۔ ان کا شہرہ اُن کی حیات میں جا بجا پھیل گیا۔ اور ان کے مشہور شاگردوں کی تعداد چھیالیس ہے۔ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ء بروز دوشنبہ انتقال کیا اور لکھنؤ میں دفن ہوئے۔ اِن کی یتیم لڑکی کا دو سو روپیہ ماہوار نظام حیدرآباد سے وظیفہ مقرر تھا۔

عبد الحی ۔ (مولوی) دہلوی۔ شاگرد و داماد مولانا شاہ عبد العزیز آپ سید احمد مجاہد رائے بریلی کے معاونوں میں تھے فقہ حنفی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ رسالہ نکاح ایامیٰ اور فتاوائے متفرق آپ کی تالیف سے ہیں۔ ۸ شعبان ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۷ء بروز یکشنبہ رحلت کی۔

عبد الحی (مولوی)، ساکن موہان ضلع اُناؤ بعدہٗ جگور ضلع لکھنؤ میں آ رہے۔ نہایت زاہد۔ عابد۔ متقی تھے۔ تمام عمر تجرد میں گزاری۔ کسی سے سائل نہیں ہوئے۔ توکل پر بسر کی حج و زیارات سے مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ تین سال رہے۔ حاجی وارث علی شاہ صاحب سے بیعت تھے۔ روپیہ اور ہدایہ بہت آتا تھا۔ مسجدوں کی مرمت اور محتاجوں کی خدمت میں صرف کرتے تھے۔ تمام عمر جگور کی مسجد میں بسر کی تہتر برس کی عمر ہوئی۔ ایک کتا مسجد کے باہر پڑا رہتا تھا اُس کو روٹی خود ڈالدیتے تھے۔ کسی نے گولی ماردی زخمی ہو گیا۔ آپ خود تہ بند باندھ کر مرہم پٹی کرتے اور نہا کر کپڑے پہن لیتے۔ ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں بمقام جگور انتقال ہوا۔

عبد الرحمٰن (پشاوری)۔ افغانستان کے بزرگ اولیا اللہ میں سے ہیں۔ پشتو کا دیوان اُن کا مشہور ہے۔ اور افغانستان میں بڑے چھوٹے سب کی زبانوں پر کلام جاری ہے۔ چند بار طبع ہو چکا ہے۔ نظم میں توحید کے دریا بہائے ہیں۔ ہزار خانہ گانوں ان کا مسکن ہے وہیں سڑک کے کنارے مزار ہے۔

عبد الرحمٰن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اُم المومنین عائشہ صدیقہ کے بھائی تھے سنہ ۶۷۰ء مطابق سنہ ۶۷۹ء میں وفات پائی۔ شام کی جنگوں میں خالد کے ساتھ شریک رہ کر کارہائے نمایاں کیے۔ ہندوستان میں ان کی نسل شیوخ صدیقی کے نام سے اب تک موجود ہے

عبد الرحمٰن اوّل ۔ الملقب بہ داخل خلیفہ ہشام کا پوتا خاندان بنی اُمیہ سے تھا عباسیوں کے ہاتھ سے تنگ آ کر ہسپانیہ چلا گیا۔ اہلِ یمن جو سفاح کی بیرحمیوں کے شکار تھے اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اور یوسف حاکم ہسپانیہ کو جو برائے نام خلفائے عباسیہ کا ماتحت تھا زیر کر کے خود خلیفہ بن گیا اور خلفائے عباسیہ کی ماتحتی سے قطع کر کے خود مختار بادشاہ ہو کر شاہ قرطبہ کا لقب اختیار کیا۔ ۳۲ سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۷۹۰ء مطابق ۱۷۴ھ میں فوت ہو گیا اس کے بعد خاندان بنی اُمیہ میں ڈھائی سو سال سے زیادہ سلطنت قائم رہی۔ سلطنت اندلس کا یہی بانی ہے۔ اس کی سلطنت بحر اٹلانٹک سے جبل پرنیز تک وسیع تھی۔

عبد الرحمٰن ایجی ۔ اپنے وقت کے علامہ تھے۔ ایج کے رہنے والے تھے جو شیراز سے چالیس فرسخ ہے۔

عبد الرحمٰن بن عبد العزیز نقشبندی ۔ سلیمان شکوہ کا خسر تھا۔ جس نے اپنی دختر کی شادی عہد شاہجہان کے پچیسویں سال ۱۰۶۲ھ میں اس شہزادہ کے ساتھ

عبدالرحمن بن عبدالعزیز الاوسی - زہری کے شاگرد تھے مسلم نے ان سے ایک روایت کی ہے - محدثین کے نزدیک ضعیف الروایۃ تھے ابن سعد نے ان کے متعلق لکھا ہے کان عالما بالسیرۃ وغیرہا ۱۶۲ھ مطابق ۷۷۸ء میں وفات پائی -

عبدالرحمن بن محمد حنیف بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ حجاج حاکم عرب کو متعدد شکستیں دیں آخر میں یہ دیکھ کر کہ وہ ان کو گرفتار کرلیگا ۸۵ھ مطابق ۷۰۴ء میں مکان کی چھت سے گر کر جان دیدی -

عبدالرحمن چشتی - مصنف مرات مسعودی تھے یہ کتاب سید سالار مسعود غازی کے حالات پر مشتمل ہے عبدالرحمن ۱۰۹۴ھ میں عہد اورنگ زیب میں فوت ہوئے ان کی کتاب مرات مسعودی کا ترجمہ غزا نامہ مسعود کے نام سے ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۷ء میں کانپور میں چھپا ہے -

عبدالرحمن خاں (امیر کابل) پیدائش ۱۸۴۴ء امیر دوست محمد خاں کے پوتے تھے - یعقوب خاں کے زمانے میں افغانوں نے انگریزی سفیر اور اس کے چند ہمراہیوں کو قتل کردیا تھا - اس وجہ سے یعقوب خاں کو قید کرکے انگریزوں نے ہندوستان میں بھیجدیا - اور ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء میں عبدالرحمن کو تخت نشین کیا - ان کا زمانہ نہایت پُرامن رہا - بہت بڑے مدبر تھے ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں انتقال ہوا - اُن کی بجائے اُن کے بیٹے حبیب اللہ خاں تخت نشین ہوئے

عبدالرحمن خاں (صدرالصدور) کانپور میں برٹش گورنمنٹ کے صدر الصدور تھے ۱۸۵۷ء میں ناناصاحب کے شریک ہوکر بغاوت کی جون ۱۸۵۸ء میں کانپور میں پھانسی پائی -

عبدالرحمن خاں (نواب) جھجر کے نواب تھے - ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ کے غدر میں ان کی شرکت پائی گئی اس لیے ۲۳ دسمبر ۱۸۵۷ء کو دہلی میں کوتوالی کے سامنے پھانسی پائی - یہ نواب نجابت علی خاں کی اولاد سے تھے - جن کو ۱۸۰۶ء میں بعہد سرجی بارلو گورنر جنرل ہندوستان ساڑھے بارہ لاکھ سالانہ کا علاقہ دیا گیا تھا - اس جاگیر میں جھجر باولی کرونڈ قلعہ اور نارنول وغیرہ شامل تھے - اس کے علاوہ چار سو سواروں کے رکھنے کے لیے بڈوان اور دادری کے علاقے بھی دیے گئے تھے -

عبدالرحمن (سپہ سالار) خلیفہ ہشام کا سپہ سالار اندلس سے فوجیں لیکر فرانس میں کوئی ٹین اور پوئی ٹو تک ملک فتح کرتا ہوا پہنچ گیا ۷۳۲ء مطابق ۱۱۴ھ میں پوئی ٹرس کے قریب چارلس مارٹل سے شکست کھا کر شہید ہوا - پوئی ٹرس ملک فرانس میں باعتبار شرق وغرب کے عین وسط میں ہے - اس سے اندلس کے مسلمانوں کی فتوحات کا اندازہ ہوسکتا ہے - مگر اسی لڑائی نے یورپ میں مسلمانوں کی ترقی کو روک دیا - یہ جنگ دنیا کی تاریخ میں بڑی یادگار ہے

عبدالرحمن (سلطان) فیض اور مراکو کا بادشاہ تھا - ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوا - اس کے باپ کے مرنے کے بعد اس کا چچا تخت پر بیٹھ گیا اور چچا کی وفات کے بعد وہ ۱۸۲۳ء میں تخت نشین ہوا اس کا بڑا بیٹا سیدی محمد (جو ۱۸۰۳ء میں پیدا ہوا تھا) تخت کا وارث ہوا -

عبدالرحمن سلیمانی (شیخ) طبقات صوفیہ کے مولف ہیں ۱۰۲۱ء مطابق ۴۱۲ھ میں وفات

پائی۔

عبدالرحمٰن السہیلی - اکابر محدثین میں تھے۔ سیرت ابن اسحاق کی شرح رائق الانف انھیں کی لکھی ہوئی ہے جو سیرت نبوی میں ایک مستند کتاب ہے ۵۸۱ھ مطابق ۱۱۸۵ء میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن المراقشی - مراکش میں ایک چھوٹا سا بادشاہ تھا۔ جو امام الدین اپنے بھتیجے کو قتل کر کے حکمراں ہو گیا اور ۱۵۰۵ء مطابق ۹۱۱ھ میں خود ایک دوسرے حکمراں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

عبدالرحمٰن مصطفےٰ - واٹ کنس نے اپنے لغت میں ان کو باباقوش لکھا ہے۔ کیفہ واقع تارس کے مفتی تھے۔ ان کی ایک تصنیف اخلاق رفیق شہزادگان مشہور ہے ۱۸۳۱ء (۱۲۴۷ھ) میں انتقال ہوا۔

عبدالرحیم - جہانگیر کے امرا میں تھا۔ شاہزادہ خسرو نے جب اپنے باپ سے ۱۶۰۶ء میں بغاوت کی تو یہ سردار شاہزادے کا شریک رہا آخر کو شاہزادہ اور یہ دونوں بادشاہ کے سامنے لاہور میں پکڑے ہوئے آئے۔ عبدالرحیم کو گدھے کی کھال میں سی کر اس پر پانی ٹپکایا گیا۔ چوبیس گھنٹے کے بعد عفو قصور ہوا۔

عبدالرحیم بن احمد سور - کشف اللغات مشہور فارسی لغت کا مولف ہے۔

عبدالرحیم خاں (خواجہ) والد ابوقاسم اندجان ملک فرغانہ سے شاہجہاں کے عہد میں ہندوستان آیا چند سال اورنگ زیب کی خدمت میں رہا ۱۶۹۲ء مطابق ۱۱۰۳ھ میں انتقال ہوا۔

عبدالرحیم (خان خاناں) تخلص رحیم - شہنشاہ اکبر کا وزیر اعظم بیرم خاں کا لڑکا تھا۔ ولادت ۱۷ دسمبر ۱۵۵۶ء مطابق ۱۴ صفر ۹۶۴ھ چار برس کا سن تھا کہ بیرم خاں قتل ہو گیا۔ جوان ہونے پر اکبر نے فوج میں عہدہ دیا ۱۵۸۴ء میں گجرات کو فوج کے ساتھ بطور سردار گیا۔ جب گجرات کا معاملہ ختم ہوا تو اعلیٰ عہدہ دار فوج بنایا گیا ۱۵۸۹ء میں راجہ ٹوڈرمل کے مرنے کے بعد وزیر اعظم ہوا۔ ۱۰۰۸ھ مطابق ۱۵۹۹ء میں اس کی بیٹی جانی بیگم شاہزادہ دانیال کو بیاہی گئی۔ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت اور برج بھاشا کا عالم تھا۔ جہانگیر کے عہد میں بھی اکیس سال خدمت کی ۱۶۲۷ء مطابق ۱۰۳۶ھ کے قریب انتقال ہوا۔ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے مزار کے قریب دہلی میں مقبرہ ہے واقعات بابری کا ترکی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ برج بھاشا کے ایک سو دوہرے لکھے جن کو رحیمن سنگ نام سے سورج نرائن ساکن جبل پور صدر بازار نے جمع کر کے ۱۸۳۱ء میں بمبئی میں وینکٹیشور پریس میں طبع کرایا ہے کسی دوہرے میں تخلص رحیم اور کہیں رحیمن ہے۔ سولہ صفحے کی چھوٹی تقطیع کی کتاب ہے۔

عبدالرزاق - سبزوار کے سربدال خاندان کا سردار تھا۔ سلطان ابوسعید خاں کے یساولوں میں ملازم ہوا۔ سلطان ابوسعید خاں کے مرگ کے بعد ۱۳۳۶ء (مطابق ۷۳۷ھ) میں خراسان پر قبضہ کر لیا۔ ستمبر ۱۳۳۷ء (صفر ۷۳۸ھ) میں اپنے بھائی وجیہ الدین مسعود کے سات برس کی حکومت کے بعد اس کے بھائی شمس الدین نے تخت سے اتار دیا۔ اور خود بادشاہ بن گیا۔ شمس الدین بھی چار سال نو ماہ کی حکومت کے بعد سبزوار میں حیدر قصاب کے ہاتھ سے ذبح ہوا۔ اس کے بعد امیر یحییٰ قراطی نے خراسان پر قبضہ کیا۔

اور سید رقصاب کو سپہ سالار بنایا۔ یحییٰ نے ایک جنگ میں طغان تیمور کو جو مغل کے بادشاہوں میں ہی قتل کیا اور اور چار سال آٹھ مہینے حکومت کرکے اپنے سرداروں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کے بعد خواجہ لطف اللہ بن خواجہ مسعود کو مسند نشین کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حسن دامغانی نے اس کو قتل کیا۔ چار سال چار مہینے کے بعد حسن کو خواجہ علی موید نے قتل کرکے سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ علی موید نے اٹھارہ سال حکومت کی ۱۳۸۰ء مطابق ۷۸۲ھ میں امیر تیمور اس طرف سے گزرا تو علی موید نے خراسان اس کے حوالہ کر دیا۔ ۱۳۸۶ء مطابق ۷۸۸ھ میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔ اور سربدال خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔

عبدالرزاق کمال بن جمال الدین اسحاق ہرات میں بتاریخ ۱۲ شعبان ۸۱۶ھ مطابق ۶ نومبر ۱۴۱۳ء پیدا ہوا۔ تاریخ موسوم بہ مطلع السعدین ان کی تصنیف سے ہے۔ ۸۸۷ھ مطابق ۱۴۸۲ء میں انتقال ہوا۔

عبدالرزاق ملّا۔ لاہیجانی۔ کتاب گوہر مراد کا مصنف ہے جس میں انسان کے اشرف المخلوقات ہونے پر بحث کی گئی ہے۔ یہ رسالہ شاہ عباس ثانی بادشاہ فارس کے نام پر معنون کیا گیا ہے۔ یہ مصنف ۱۶۶۱ء مطابق ۱۰۷۲ھ میں گزرا ہے اس کا تخلص فیاض تھا۔

عبدالرزاق ولد مرزا الغ بیگ۔ بابر بادشاہ کا چچا تھا۔ کابل میں بغاوت پیدا کرنے کی وجہ سے بابر کے ہندوستان پر حملہ کرنے سے قبل ۱۵۰۹ء مطابق ۹۱۵ھ میں بابر کے حکم سے ہلاک کیا گیا۔

عبدالرشید ابن سلطان مسعود غزنوی ۱۰۵۲ء مطابق ۴۴۴ھ میں اپنے بھائی علی کو قید کرکے بادشاہ بنا۔ ایک سال کی سلطنت کے بعد اس کے ایک سردار طغرل نے اس کو قتل کرکے سلطنت پر قبضہ کیا۔ طغرل چالیس دن کی حکومت کے بعد اپنے سرداروں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور ۱۰۵۳ء مطابق ۴۴۴ھ) میں عبدالرشید کا ایک بھائی فرخ زاد اس کی جگہ تخت نشین ہوا۔

عبدالرشید خاں۔ بن سلطان ابوسعید خان شاہ کاشغر۔ ہمایوں بادشاہ دہلی کا ہمعصر تھا۔ مرزا حیدر مصنف تاریخ رشیدی نے اپنی کتاب اس کے نام پر معنون کی ہے۔

عبدالرشید میر۔ پسر عبدالغفور حسینی بادشاہ شاہجہاں کے عہد میں تھا۔ جب شاہجہاں ۱۶۲۸ء مطابق ۱۰۳۷ھ میں تخت دہلی پر بیٹھا تو اس وقت اس نے شاہجہاں کی تخت نشینی کی تاریخ لکھی۔ ایک فارسی لغت فرہنگ رشیدی ۱۰۶۴ھ مطابق ۱۶۵۳ء میں دوسری غزنی لغت منتخب اللغات تصنیف کی منتخب اللغات عربی میں بہت عمدہ لغت ہے جس میں الفاظ کے معنی بزبان فارسی درج ہیں اور جو بادشاہ شاہجہاں کو نذر کی گئی تھی عبدالرشید کی ایک اور کتاب رسالۂ معربات بھی مشہور ہے۔

عبدالسلام۔ ایک مشہور حکیم اور طبیب تھا جو دمشق میں ۱۴۴۳ء مطابق ۸۴۷ھ میں فوت ہوا۔

عبدالسلام بن محمد۔ ایک مشہور عالم تھے۔ تفسیر کبیر انھی کی لکھی ہوئی ہے۔ ۱۰۹۵ء مطابق ۴۸۸ھ میں وفات پائی۔

عبدالسلام قاضی بدایونی بن عطا الحق عباسی بدایوں کے خاندان عباسیہ کے ایک مشہور عالم و فاضل ریاست رامپور کے قاضی مصنف تفسیر زاد الآخرت نظم اردو جس میں دو لاکھ اشعار

ہیں اس کو آپ نے ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۸ء میں آداب تفسیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے تصنیف کیا۔ یہ تفسیر اردو نظم میں اپنی قسم کی سب سے پہلی تفسیر ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی فارسی مثنوی حسن وعشق جس کو مثنوی غنیمت کا جواب کہا جاتا ہے قابل دید ہے جس کا مطلع ہے

سرنامہ بنام بے نیاز است
کاو راے نیازی عین ناز است

ہے اور "اخبار الاخیار" اور تفسیر دلائل الخیرات مع ترجمہ بھی آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ آپ کا خاندان اس وقت بھی بدایوں (صوبہ متحدہ) میں موجود ہے آپ کا سال ولادت ۱۲۰۱ھ ہجری ۱۵ رجب ۱۲۸۹ھ کو وفات ہوئی۔ مولینا حبیب اللہ صاحب عباسی کی معمرہ مسجد واقع عباسی محلہ بدایوں میں مزار ہے۔

عبدالسلام ملا دہلوی۔ ملا عبدالسلام لاہوری کا شاگرد تھا تہذیب اور منار کی عربی میں شرح لکھی اور حل الرموز تصوف پر ایک کتاب تصنیف فرمائی۔

عبدالسلام مُلّا لاہوری۔ امیر فتح اللہ شیرازی کا ایک شاگرد تھا۔ سال ۱۶۲۸ء مطابق ۱۰۳۷ھ میں فوت ہوا۔

عبدالشکور مولینا۔ (تخلص بزمی) ۱۶ فروری ۱۶۳۴ء کو کرنال کے قریب ایک لڑائی میں مارا گیا یا زخمی ہو کر مر گیا۔

عبدالصمد۔ خاندان عباسیہ کے پہلے دو خلیفہ ان کے بھتیجے تھے۔ اُنھوں نے بہت بڑی عمر پائی۔ باوجود زیادہ عمر ہونے کے ان کا کوئی دانت نہیں گرا تھا خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں ۸۰۱ء مطابق ۱۸۵ھ میں انتقال کیا۔

عبدالصمد خاں۔ الملقب نواب شمس الدولہ بہادر جنگ ولد خواجہ عبدالکریم حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے۔ ان کے والد سمرقندی تھے مگر یہ آگرے میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں والد کے ساتھ سمرقند جاکر تحصیل علم کی۔ اورنگ زیب کے عہد میں واپس آئے۔ شش صدی کا منصب ملا اور چند ہی روز میں پانزدہ صدی پر ترقی ہوئی خان کا خطاب عطا ہوا۔ جہاندار شاہ کے عہد میں ہفت ہزاری منصب اور عالی جنگ کا خطاب ملا فرخ سیر کے عہد میں لاہور کے صوبہ دار ہوئے سکھوں کے مقابلے کے لیے فوج لیکر گئے، اُن کو شکست دی اور اُن کے سردار بندا کو گرفتار کر لیا محمد شاہ نے ملتان کا صوبہ دار بنایا اور شمس الدولہ کا خطاب دیا۔ ان کے بیٹے ذکریا خاں کو لاہور کا صوبہ دار کیا۔ ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ کے حملہ کے زمانہ میں انتقال ہوا مورخین نے دلیر جنگ بھی خطاب لکھا ہے

عبدالصمد خاں فوجدار۔ سرہند کا فوجدار تھا۔ مرہٹوں کی لڑائی میں کارہائے نمایاں کیے آخر کار ۱۱۶۶ھ مطابق ۱۷۵۳ء میں بھاؤ نے قتل کر ڈالا۔

عبدالصمد خواجہ۔ دربار اکبری کا ایک سردار اور اُس زمانے کا مشہور خوشنویس تھا۔

عبدالصمد (شیخ) ابوالفضل کا بھتیجا بادشاہ اکبر کا میر منشی تھا۔ انشاء ابوالفضل کو ۱۶۰۶ء مطابق ۱۰۱۵ھ میں ترتیب دیا۔

عبدالصمد (قاضی) (چریاکوٹی) ابن قاضی ابوالحسن اپنے والد سے تحصیل علوم کرنے اور سند قضا حاصل کرنے کے بعد دہلی گئے رفتہ رفتہ محمد شاہ بادشاہ

دہلی کے حکم سے اپنے منصب موروثی یعنی عہدہ قضا چڑیا کوٹ و دیگر پرگنات پر ممتاز ہوئے۔ مگر آپ نے صرف قدیمی منصب چڑیا کوٹ کی قضا قبول کی دیگر مقامات مستحقین قدیم کو دیے۔ حافظ محمد اسحاق آپ کے ارشد تلامذہ سے تھے سنہ ۱۱۷۱ھ مطابق سنہ ۱۷۵۷ء میں وفات پائی۔ مادہ تاریخ وفات "قاضی منصف" ہے۔

عبد العزیز۔ مولف تاریخ حسینی فارسی جس میں صدر الدین محمد حسینی گیسو دراز کی سوانح عمری لکھی ہے۔ حضرت گیسو دراز کا مقبرہ گلبرگہ میں معروف ہے۔ سنہ ۱۴۴۵ء میں یہ کتاب احمد شاہ بہمنی کے نام پر معنون کی ہے

عبد العزیز۔ شاہنشاہ ترکی بن سلطان محمد اپنے بھائی سلطان عبد المجید کے ۲۵۔ جون سنہ ۱۸۶۱ء مطابق سنہ ۱۲۷۷ھ کو جانشین ہوئے اور سنہ ۱۸۷۵ء میں معزول کیے گئے۔

عبد العزیز۔ تخلص عزت تھا اور شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے عہد حکومت میں منصب ہفت صدی پایا۔ سنہ ۱۶۹۰ء مطابق سنہ ۱۱۰۱ھ میں وفات ہوئی یہ نظم کی ایک کتاب ساقی نامہ کا مصنف ہے۔

عبد العزیز بن احمد (شیخ دیرینی) عربی زبان میں چھ کتب لکھیں سنہ ۱۲۹۴ء میں وفات ہوئی۔

عبد العزیز (شیخ)، وطن دہلی ہے۔ آپ ایک جید عالم تھے سنہ ۱۵۶۷ء مطابق سنہ ۹۷۵ھ عہد اکبری میں وفات پائی۔ ملا عبد القادر بدایونی نے قطب طریقت نما ان کی تاریخ وفات لکھی ہے۔

عبد العزیز۔ (مولوی۔ شمس العلماء۔ خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر) شافعی۔ نائطی۔ مدراسی ولا تخلص۔ بن مولوی حاجی محمد نظام الدین مرحوم شافعی۔ نائطی۔ مدراسی۔ ولادت بتاریخ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۶۱ء بمقام مستقر ضلع نلور صوبہ مدراس ہوئی۔ اپنے والد ماجد کے ساتھ حیدرآباد آئے۔ ان کی تعلیم حیدرآباد میں ہوئی۔ اوائل شباب میں آپ نے سرکار نظام کی ملازمت اختیار کی اور زمانہ ملازمت میں "ریونیو کوڈ" اور "فینانشل ہینڈ اکونٹ کوڈ" کی ترتیب کی جو ملک بھر میں مقبول عام ہوئی۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں سنہ ۱۹۲۴ء میں انتقال ہوا۔ آپ کو تالیفات کا مجموعی انعام بقدر للعہ روپیہ عطا ہوا۔ سرکار نظام نے آپ کے علمی اشغال کے صلہ میں پنشن کے علاوہ (۱۱۰ھ) کا علمی وظیفہ دیا تھا۔ اس کے سوا پائیگاہ سرو فار الامراء مرحوم سے (۱۰۰ھ) کا وظیفہ ملتا تھا۔ آپ کو پبلک کاموں سے خاص دلچسپی ہے۔ سرکار نظام نے آپ کے خدمات علمی اور پبلک کاموں کے صلہ میں آپ کو نواب عزیز جنگ بہادر کا خطاب عطا فرمایا اور گورنمنٹ آف انڈیا سے خان بہادر اور شمس العلماء کا خطاب ملا۔ ایک کرچ کا اعزاز ملا آپ نے اپنی ذاتی لائبریری کے ۲۰۰۰ جلدیں قیمتی بارہ ہزار روپیہ۔ بنگال۔ ایشیاٹک سوسائٹی۔ علی گڈھ محمڈن کالج۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ۔ بورڈ آف اگزامنرس کلکتہ۔ اور کتب خانہ محمدیہ مدراس کے لیے وقف کی تھیں۔ زبان فارسی کا ایک جامع لغت لکھ رہے تھے جو ہنوز ناتمام ہے۔

عبد العزیز۔ (محدث) دہلوی۔ ابن مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ پیدائش سنہ ۱۱۵۹ھ مطابق سنہ ۱۷۴۶ء۔ تاریخی نام غلام حلیم تھا۔

والد سے تحصیل علوم کرنے کے بعد تدریس و ارشاد میں مشغول ہو گئے۔ یہ ایک عالم باعمل اور مشہور محدث تھے۔ اِن کی مشہور تصانیف یہ ہیں رسالہ سر الشہادتین۔ بستان محدثین۔ تحفہ اثنا عشریہ۔ تفسیر موسوم فتح العزیز وغیرہ۔ ۷۔ شوال ۱۲۳۹ھ مطابق جون ۱۸۲۴ء کو وفات پائی۔ ایک شاعر نے تاریخ وفات لکھی تھی

بے سر و پا گشتہ انداز دست بیداد اجل
عقل و دیں لطف و کرم فضل و ہنر علم و عمل

عبد العلی (ملا۔ بحر العلوم) لکھنوی ابن ملا نظام الدین بن قطب الدین سہالوی۔ پیدائش ۱۱۵۲ھ مطابق ۱۷۳۹ء اپنے والد سے علوم متعارفہ حاصل کر کے سترہ سال کی عمر میں فارغ ہو گئے۔ حافظ الملک حافظ رحمت خان کے قتل کے بعد رام پور میں معلمی کی۔ پھر بہار کے مدرسہ میں مشاہرہ چار سو روپیہ مقرر ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد نواب محمد علی خاں رئیس کرناٹک نے بلا لیا۔ اور ایک بڑا مدرسہ قائم کر کے اس میں آپ کو ممتاز عہدہ عطا کیا۔ وہیں سے بحر العلوم کا خطاب پایا۔ ۱۲ رجب ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء کو انتقال کیا۔ اور مدراس میں دفن ہوئے۔ منجملہ آپ کی تصانیف کے شرح مثنوی مولانا روم۔ رسالہ در احوال قیامت رسالۂ توحید۔ ارکان اربعۂ اصول فقہ وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔

عبد الغفار۔ آپ کا پورا نام شیخ نجم الدین ہے۔ کتاب حاوی۔ فقہ۔ لباب اور شرح لباب کے مصنف ہیں۔ تاریخ وفات ۱۲۶۵ء مطابق ۶۶۳ھ ہے

عبد الغفور شاہ۔ عوام میں بابا کپور کے نام سے مشہور ہیں آپ ایک ولی کامل تھے۔ مزار گوالیار میں ہے۔ آپ کالپی کے باشندے اور شاہ مدار کے مرید تھے۔ ۱۵۷۰ء مطابق ۹۷۹ھ میں وفات پائی۔

عبد الغفور۔ (شیخ) اعظم پوری۔ وطن سنبھل حضرت عبد القدوس کے مرید ہیں۔ تاریخ وفات ۹۹۵ھ مطابق ۱۵۸۶ء ہے

عبد الغفور لاہوری۔ مشہور مصنف ہیں۔ اور عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں ۱۲۶۵ء مطابق ۸۶۳ھ میں وفات پائی۔

عبد الغنی۔ وطن کشمیر۔ ایک کتاب بنام "قبول" لکھی ۱۷۲۶ء مطابق ۱۱۳۹ھ میں انتقال کیا۔

عبد الفتاح (سید۔ مولوی) ابن سید عبد اللہ حسینی۔ سادات نقویہ سے تھے۔ وطن گلشن آباد عرف ناسک۔ یہ عالم باعمل اور فاضل اجل تھے ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۸۵۵ء میں عدالت ضلع خاندیس میں مفتی مقرر ہوئے۔ ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۷ء میں مدرسۂ الفنسٹن واقع بمبئی کے مدرس عربی و فارسی ہو گئے۔ سرکار انگریزی کے پنشن یافتہ تھے۔ اور یہیں سے جسٹس آف پیس اور خان بہادر کا خطاب بھی پایا۔ ہمیشہ تالیف و تدریس و نصائح میں اپنا وقت عزیز صرف کیا۔ تحفہ محمدیہ فی رد وہابیہ۔ جامع الفتاوی چار جلدوں میں، تشریح الحروف فارسی۔ خزینۂ دانش۔ جغرافیہ عالم رحمۃ للعالمین تاریخ روم۔ تاریخ اولیا، وغیرہ ان کی مشہور اور مفید تصانیف ہیں۔

عبد الفتاح تصوف کی ایک کتاب اوراد غوثیہ کے زبان فارسی میں مصنف ہیں۔ اور جواہر الکائنات بھی آپ ہی کی تصنیف ہے۔

عبد القادر ابو الوفا مصری شیخ محی الدین

جواہر المامنیہ فی طبقات الحنفیہ کے مصنف ہیں اس کتاب میں حنفی مجتہدوں کے نام درج ہیں۔ اور جس کی ترتیب ابجد کے لحاظ سے ہے ۱۴۰۳ء مطابق ۸۰۶ھ میں انتقال فرمایا۔

عبد القادر۔ (بیدل مرزا) ایک مشہور و معروف شاعر اور اپنے تخلص بیدل یا مرزا بیدل کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ برلاس کے تاتاری خاندان سے ہیں یہ شاہزادہ اعظم شاہ خلف اورنگ زیب کے یہاں جوانی میں ملازم ہوئے۔ ایک شہزادہ نے اپنی تعریف میں قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی اس بات پر ملازمت سے استعفا دیدیا۔ اور پھر کبھی کسی کی ملازمت نہیں کی۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ منجملہ اُن کے یہ کتابیں ہیں محیط اعظم چہار عنصر۔ انشائے بیدل (جس کو رقعات بیدل بھی کہتے ہیں) ادو ہزار اشعار کا فارسی دیوان بھی ہے۔ ان کا انتقال محمد شاہ کے عہد میں ۲۴ر نومبر ۱۷۲۰ء مطابق ۴ر صفر ۱۱۳۳ھ کو ہوا۔ نکات بیدل بھی ان کی تصنیف ہے ہے جس میں جنید شیخ صفی کے پوتے اور شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ ایران کے واقعات درج ہیں۔

عبد القادر جیلانی رض۔ (پیران پیر) محی الدین لقب غوث الاعظم عرف۔ آپ کے والد ماجد کا نام ابوصالح اور والدہ ماجدہ کا فاطمہ ثانیہ۔ آپ حسنی الحسینی سید ہے۔ آپ کو خرقہ خلافت اپنے والد سے بھی حاصل تھا اور حضرت ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خلیفہ تھے۔ آپ قصبۂ جیلان میں جو بغداد سے تین منزل ہے ۲۹ر شعبان ۴۷۱ھ مطابق ۱۰۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ سلسلہ قادریہ آپکے نام سے منسوب ہے۔ آپ صاحب کرامات و خوارق عادات تھے۔ تحصیل علوم ظاہری بغداد میں فرمائی۔ آپ جملہ علوم معقول و منقول کے منتہی تھے۔ آپ کی تصانیف بکثرت ہیں۔ مگر فقہ میں غنیۃ الطالبین اور تصوف میں بہجۃ الاسرار اور ملفوظات قادری زیادہ مشہور ہیں۔ بہجۃ الاسرار کا ترجمہ زبان اردو میں بھی طبع ہوچکا ہے۔ آپ کا رجحان طبع نظم عربی و فارسی کی جانب بھی تھا۔ چنانچہ عربی میں قصیدہ غوثیہ اور فارسی میں دیوان مطبوعہ موجود ہے۔ تخلص محی تھا آپ نہایت خوش اخلاق کشادہ دل اور صادق الوعدہ تھے وصال شریف ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۶ء میں بعمر ۹۰ سال بمقام بغداد ہوا۔ تاریخ وصال میں اختلاف ہے مگر بغداد شریف میں آپ کا عرس اب تک ۱۱ ربیع الثانی کو ہوتا ہے آپ کی آخری وصیت یہ تھی کہ "اللہ سے ڈرو۔ اُس کی بندگی کرو۔ اور نہ کسی سے ڈرو نہ امید رکھو۔ اور اپنی تمام حاجتیں اُسی سے طلب کرو۔ اور اُس کے سوا نہ کسی پر تکیہ کرو نہ اعتماد"

عبد القادر دیوی۔ قصبۂ دیوہ ضلع بارہ بنکی ملک اودھ کے رہنے والے تھے۔ کتاب جامع التواریخ مصنفہ رشید الدین جو کہ تاریخ کی ایک جامع کتاب ہے۔ اُس کے ایک حصّے کا فارسی میں ترجمہ کیا۔

عبد القادر سلطان۔ ہاشمی النسل سے ہیں۔ اور سلسلہ نسب حضرت فاطمہ رض تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد کا ۱۸۳۴ء میں انتقال ہوا۔ فرانسیسیوں کی الجیرس کی فتوحات کے وقت ان کی عام شہرت ہوئی۔ ۱۸۴۷ء میں شکست پاکر مقید ہوگئے۔ لیکن آخر میں قسطنطنیہ رہنے کی اجازت مل گئی۔

عبدالقادر ملا بدایونی۔ (شیخ) قادری تخلص تھا والد کا نام ملوک شاہ تھا۔ ۱۷ ربیع الثانی ۹۴۷ھ مطابق ۱۵۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ یہ زمانہ شیر شاہ کی حکومت کا تھا۔ آگرے اور سنبھل وغیرہ میں علوم کی تحصیل کی بدایوں میں شیخ عبداللہ بدایونی سے علم کلام اور اصول فقہ کو پڑھا۔ شیخ مبارک ناگوری سے بھی اکثر علوم حاصل کیے تھے ۹۸۱ھ مطابق ۱۵۷۳ء میں شہنشاہ اکبر کے مصاحبوں میں داخل ہوئے۔ اکبر کے حکم سے رامائن کا ترجمہ کیا۔ تاریخ کشمیر کا خلاصہ کیا اور مہابھارت کے ۱۸ ابواب میں سے دو بابوں کا ترجمہ کیا۔ نلدمن کو نظم کیا۔ اس کے علاوہ نجات الرشید اور منتخب التواریخ اِن کی مشہور تصانیف ہیں منتخب التواریخ کا ترجمہ یورپ کی کئی زبانوں میں ہوگیا ہی۔ مولوی حسام الدین مرادآبادی نے اردو میں بھی ترجمہ کیا ہی جس کو مطبع نولکشور نے چھاپا ہی۔ قصیدہ بردہ کی شرح بھی لکھی تھی۔ ۱۰۰۴ھ مطابق ۱۵۹۵ء میں بمقام بدایوں انتقال کیا۔ بدایوں سے جانب شرق دو میل کے فاصلہ پر موضع عطاپور میں مُلّا کی قبر اب تک موجود ہی۔ اِن کے کوئی اولاد نرینہ زندہ نہ رہی۔ مولوی فضل حق اور مولوی عبدالحق خیرآبادی کا مشہور خاندان اُن کی صاحبزادی کی نسل سے ہی۔

عبدالقادر (مولوی) بدایونی۔ ابن مولوی فضل رسول عثمانی۔ پیدائش ۱۷ رجب ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء وفات ۱۷ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء اچھے واعظ تھے فقیر تخلص رسالۂ احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام بزبان عربی آپ کی تصنیف سے ہی ۱۸۹۶ء میں جب ندوۃ العلماء کی تحریک زوروں پر تھی آپ نے اپنی پوری قوت کے ساتھ اس تحریک کی مخالفت کی جس کی وجہ سے ہندوستان میں خاص شہرت ہوگئی۔ مولوی عبدالمقتدر صاحب اِن کے صاحبزادہ بھی عالم ہوئے جن کا ۱۹ محرم ۱۳۳۴ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۱۵ء کو انتقال ہوگیا نہایت نیک نفس تھے

عبدالقادر (مولینا) دہلوی۔ بن مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تفسیر و حدیث و فقہ میں ایک جید عالم تھے۔ قرآن مجید کا اردو ترجمہ موضح القرآن کمال فصاحت سے تحریر فرمایا جس کی اردو نہایت سلیس عمدہ اور عام فہم ہی ۹ رجب المرجب ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۷ء کو انتقال کیا۔

عبدالقادر نائینی۔ ملک فارس میں نائن کا جو کہ اصفہان کے قریب واقع ہی رہنے والا تھا۔ ایک فارسی کا شاعر۔ شیخ سعدی کا ہمعصر تھا۔

عبدالقاہر جرجانی۔ بن عبدالرحمن۔ کتاب دلائل الاعجاز اور بہت سی دیگر کتب کا مصنف ہی وہ ۱۰۸۱ء مطابق ۴۷۴ھ میں فوت ہوا

عبدالقدوس گنگوہی (شیخ) ساکن گنگوہ ضلع سہارنپور۔ امام ابوحنیفہ کی اولاد اور اکابر اولیائے ہند میں سے تھے۔ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے مُرید تھے۔ بتاریخ ۲۷۔ نومبر ۱۵۳۷ء مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۹۴۴ھ انتقال ہوا۔ مادہ تاریخ وفات شیخ اجل ہے۔ اُن کے پوتے شیخ عبدالنبی اکبر کے عہد میں ایک بڑے عہدہ دار تھے۔ لیکن بعد کو قید کیے گئے اور قتل ہوئے جن کی قبر نارنول پنجاب

ہیں ہی انوار العیون آپ کی مشہور تصنیف ہی۔

عبدالکریم۔ عرف امام الدین الملقب بہ ابوالقاسم مصنف شرح کبیر و شرح صغیر۔

عبدالکریم۔ دہلی کا رہنے والا تھا۔ نادرشاہ کی ہمراہی میں فارس کو گیا اور قریب سال سنہ ۱۷۴۲ء مطابق سنہ ۱۱۶۱ھ میں اس فاتح کی تاریخ لکھی جس کا نام بیان واقعہ ہی۔

عبدالکریم بن محمد الہمدانی۔ اس نے کتاب سراجیہ سجاوندی کی شرح فارسی زبان میں لکھی جس کا نام طریقۃ الناجی شرح فرائض السراجی ہی۔

عبدالکریم میر۔ ساکن بخارا جو قسطنطنیہ میں قریب سنہ ۱۲۴۶ھ مطابق سنہ ۱۸۳۰ء میں فوت ہوا۔ تاریخ افغانستان و ترکستان کا مصنف ہی۔ جس کو سنہ ۱۲۴۰ء لغایت سنہ ۱۸۱۸ء میں تصنیف کیا اور سی اسچیفر C. Schefer نے سنہ ۱۸۷۶ء میں فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا جو پیرس میں شائع ہوا۔

عبدالکریم منشی۔ جس کو فوت ہوئے قریب ۳۰ سال کے گزرے وہ کتاب تاریخ احمد یعنی تاریخ احمد شاہ دُرّانی اور اُس کے جانشینان کا مصنف ہی جس کی فارسی جلد سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق سنہ ۱۸۴۹ء میں لوہے کے چھاپے میں چھپی اور اُردو ترجمہ واقعات دُرّانی کے نام سے کانپور میں سنہ ۱۲۹۲ھ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء میں شائع ہوا۔ عبدالکریم نے ایک بڑی کتاب محاربہ کابل و قندھار بھی سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق سنہ ۱۸۴۸ء میں لکھی جس میں اکبر خان بن دوست محمد خاں کے بہادرانہ کارنامے ہیں۔ اس کتاب کا ماخذ اکبرنامہ اور تاریخ پنجاب تحفۃ الاحباب ہے اول الذکر ایک نظم میں تاریخ ہی جس کو قاسم خاں نے لکھا تھا اور دوسری کتاب سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق سنہ ۱۸۴۸ء میں سکھوں کی لڑائی کے حالات میں تصنیف ہوئی تھی۔

عبداللطیف۔ ایک مشہور طبیب بغداد میں سنہ ۵۵۶ھ مطابق سنہ ۱۱۶۱ء میں پیدا ہوا۔ طب کی تکمیل کے شوق میں اٹھائیس سال کی عمر میں بغداد سے نکل کر ایک سال موصل میں رہا وہاں سے دمشق اور مصر کو گیا۔ مصر سے حلب کا سفر کیا۔ یونان میں کئی سال رہا۔ ڈیڑھ سو کتابوں میں سے اب صرف ایک کتاب اس کی مجموعۂ تواریخ مصر دست برد زمانہ سے باقی ہی۔ بغداد میں پینسٹھ برس کی عمر میں فوت ہوا۔

عبداللطیف بن الغ بیگ۔ امیر تیمور کا پرپوتا اکتوبر سنہ ۱۴۴۹ء میں سمرقند کے پاس باپ کو شکست دی اور اُس کو قید کر کے مار ڈالا۔ چھ مہینے بھی حکومت نہ کی تھی کہ ۹ مئی سنہ ۱۴۵۰ء مطابق ۲۶ ربیع الاول سنہ ۸۵۴ھ کو اپنے سرداروں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ سر کاٹ کر ہرات کے مدرسے کے دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ جس کو اس کے باپ نے تعمیر کیا تھا

عبداللطیف۔ قزوین کا باشندہ اور کتاب لُب التواریخ۔ تاریخ فارس کا مصنف تھا۔ جو سولھویں صدی کے وسط میں لکھی گئی تھی۔

عبداللطیف مُلّا۔ سلطان پور کا باشندہ اورنگ زیب کا اوستاد تھا۔ اپنی زندگی کے آخر حصہ میں اندھا ہو گیا تھا۔ بادشاہ شاہجہاں نے اُس کی پرورش کے واسطے چند گانوں معافی میں دیدیے تھے۔ وہ ۱۶۳۲ء مطابق سنہ ۱۰۴۲ھ میں فوت ہوا۔

عبداللطیف مولف۔ کتاب لطائف معنوی

شرح بعض اشعار مشکلہ مثنوی مولانا روم جس کو
اُس نے ۱۶۳۴ء تالیف کیا۔ اس کے
علاوہ ایک لغت فارسی موسوم بہ لطائف اللغات
بھی اسی کی تصنیف سے ہے۔

عبداللہ۔ فارسی کتاب فقہ موسوم بہ احکام الصلوٰۃ کا مصنف ہے

عبداللہ (سید) ولد بہادر علی تھانیسر کے متصل
سوانہ کے رہنے والے تھے سید احمد کے مرید
تھے۔ مولوی عبدالقادر کے اردو ترجمہ قرآن شریف
پر تفسیر لکھکر ۱۸۲۲ء میں چھپوائی۔

عبداللہ۔ (شیخ) بدایونی۔ وطن آبائی سامانہ دہلی
جاکر قراءت قرآن و علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ شیخ
عبدالباقی چشتی بدایونی کے مرید تھے۔ کئی سال تک
بدایوں میں درس دیا۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے
علوم کلام میں شرح صحائف اور علم اصول فقہ میں
تحقیق انھیں سے پڑھی تھی۔ بوجہ انکسار سامان
ضروری بازار سے خود لاتے۔ باوجود کثیر شاگردوں
کے خدمت کسی سے لینا قبول نہ کرتے تھے۔ ان کا
علم اس درجہ حاضر تھا کہ بحثوں اور مشکلات کے
حل میں مطالعہ کتب کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔
۱۰۰۴ھ میں جب کہ ملا عبدالقادر بدایونی نے
اپنی کتاب منتخب التواریخ لکھی آپ زندہ تھے
اور ۹۰ سال کی عمر تھی صحیح تاریخ وفات معلوم
نہیں ہوئی

عبداللہ ابن الیافعی شافعی۔ مصنف کتاب روضۃ الریاحین
جس میں نبی اکرم دوازدہ امام و تمام صوفیان
عرب و فارس و ہندوستان کا مفصل حال
درج ہے۔

عبداللہ ابو مسلم (ملاحظہ ہو مسلم بن حجاج نیشاپوری)

عبداللہ احرار۔ ملفوظات خواجہ عبدالرشید
نقشبندی اور کتاب انیس السالکین کا مصنف ہے

عبداللہ انصاری خواجہ۔ عرف شیخ ابو اسمٰعیل بن
ابو منصور بن ابوایوب ہرات میں ماہ مئی ۱۰۰۶ء
مطابق شعبان ۳۹۶ھ میں پیدا ہوا۔ اور ہرات
اور خراسان کے خاندان انصاری کا مورث تھا
بتاریخ ۸ جولائی ۱۰۸۸ء مطابق ۹ ربیع الاول
۴۸۱ھ ۸۴ سال قمری کی عمر میں فوت ہوا
اور ہرات میں مقام گذرگاہ میں دفن ہوا۔

عبداللہ بن اُبی۔ منافقین کی جماعت کا سردار
تھا۔ مدینے میں رہتا تھا۔ تمام اقوام مدینہ قبل ہجرت
اُس کو اپنا بادشاہ بنانے کے لیے تیار تھیں۔
آنحضرت صلعم کے مدینہ پہنچ جانے سے اُس کی تمام
اُمیدیں خاک میں مل گئیں اور وہ ظاہرا مسلمان
ہوگیا۔ لیکن در پردہ مسلمانوں کی تخریب کے درپے رہا

عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمن المخزومی۔ مشہور
صحابی مسور بن مخرمہ کے پڑپوتے تھے۔ فن حدیث
میں خاص پایہ رکھتے تھے۔ سیرت نبوی کے اکابر
علماء میں تھے۔ ابن سعد نے ان کی شان میں یہ الفاظ
لکھے ہیں۔ من رجال اہل المدینہ علماً بالمغازی
۱۷۰ھ مطابق ۷۸۶ء میں وفات پائی۔

عبداللہ بن رواحہ۔ ایک عربی شاعر تھے۔ جو نہ صرف
شاعری میں بلکہ فنون جنگ میں بھی ممتاز تھے۔
آپ کا شمار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
میں تھا۔ جنگ موتہ میں جو رومیوں کے ساتھ ۸ھ
مطابق ۶۲۹ء میں واقع ہوئی شہید ہوئے
اس جنگ کی کمان آنحضرت صلعم کے فرمان کے بموجب
حضرت زید کو دی گئی تھی۔ اُن کے شہید ہوجانے
پر حضرت جعفر نے کمان لی۔ جس وقت وہ بھی شہید
ہوگئے۔ حسب الارشاد نبوی (عبداللہ بن) رواحہ

نے نہایت جرأت کے ساتھ بڑھکر فوراً علم سرداری
کو اُٹھالیا اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ حدیث
بخاری میں ہے کہ نبی صلعم نے اُسی روز ہر سہ صحابہ کی
شہادت کی خبر سنادی تھی اور بشارت بھی دی
تھی کہ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہیگا۔ چنانچہ حضرت
خالدؓ نے جو عام رائے سے عبد اللہ بن رواحہؓ
کے شہید ہونے کے بعد جنرل بنائے گئے تھے جنگ کو
فتح کرلیا۔

عبد اللہ بن زبیر۔ ایک نہایت بہادر اور مہاجرین
میں سے تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ جن لوگوں نے مکے سے مدینے کو ہجرت کی
اُن میں آپ بھی شامل تھے۔ واقعۂ کربلا کے بعد
مدینے میں اُن کو مسلمانوں نے اپنا خلیفہ تسلیم کیا۔
اور اُس کے بعد تمام حجاز میں اُن کی خلافت تسلیم
کی گئی۔ یزید کے جانشینوں سے اور اُن سے برابر
لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اُن کی فوج نے خراسان
اور الجزیرہ کو فتح کیا۔ لیکن اہل عراق عبد الملک
کے جو اُس وقت یزید کا جانشین تھا طرفدار ہوگئے
تھے اس لیے عراق قلدیہ اور الجزیرہ آپ کے
قبضے سے نکل گئے۔ عبد الملک نے آخر میں حجاج
بن یوسف کی ماتحتی میں ایک بڑی فوج تیار کرکے
اُن کے مقابلہ کے لیے مدینہ کو روانہ کی جہاں
سخت خونریزی ہوئی۔ بعد ازاں اُس نے مکے کا
محاصرہ کرلیا۔ ۷۳ھ مطابق ۶۹۲ء میں عبد اللہ
بن زبیر شہید ہوئے مکہ فتح ہوگیا اور عبد الملک
کل اسلامی سلطنت کا مالک بن گیا۔

عبد اللہ بن سلام۔ ایک فاضل فقیہ عالی نسب
و منتخب عالم تھے پہلے یہودی المذہب تھے
سنہ ۲ ہجری مطابق ۶۲۳ء میں نبی صلعم کا ایک
وعظ سُن کر مسلمان ہوئے۔ کتاب عظمت المنقول
اور ہزار مسائل آپ کی تصنیف سے ہیں۔

عبد اللہ بن طاہر۔ طاہر سپہ سالار المامون کا
پسر تھا۔ قریب ۸۲۸ء مطابق ۲۱۳ھ کے
وہ اپنے بھائی طلحہ کا حکومت خراسان پر جانشین
ہوا۔ ۱۷ سال حکومت کی ۸۴۴ء مطابق ۲۳۰ھ
میں فوت ہوا۔ اُس کا جانشین اُس کا پسر طاہر ثانی ہوا

عبد اللہ بن طیّب السرخسی۔ خلیفہ معتضد باللہ
کا اتالیق طیب السرخسی کا پسر تھا۔ خلیفہ نے اُس کو
۸۹۹ء مطابق ۲۸۶ھ میں قتل کیا۔ بحر المنطق
اور ایساغوجی اسی کی تصنیف سے ہیں۔

عبد اللہ بن عباس۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم کے چچازاد بھائی اور صحابی تھے۔ کلام پاک
کی تفسیر اور معنی بیان کرنے کے لیے مشہور تھے۔ اکثر
احادیث بھی آپ سے پہنچی ہیں۔ سن ہجری سے
تین سال قبل یعنی ۶۱۹ء میں مکے میں پیدا ہوئے
حضرت علی کرم اللہ وجہ کے عہد خلافت میں حاکم
بصرہ مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ تک وہاں رہے
اس کے بعد حجاز واپس آئے اور بمقام طائف
جو مکہ معظمہ سے ستر میل جانب شرق واقع ہے
بعمر ستر سال ۶۸۷ء مطابق ۶۸ھ میں وفات
پائی۔ اُمُّ الفضلؓ ہمشیرہ اُمُّ المومنین حضرت
میمونہؓ عبد اللہ بن عباس کی والدہ تھیں ایام
جاہلیت کے اشعار اور اُن کے حالات کا بڑا ذخیرہ
انھیں کے سبب سے دنیا میں باقی رہا۔

عبد اللہ بن عبد المطلب۔ عبد المطلب
بن ہاشم کے چھوٹے پسر تھے۔ آپ اپنی خوبصورتی
کے واسطے مشہور رہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس قدر
لیاقت اور قابلیت رکھتے تھے کہ قریش کی نہایت

خوب صورت اور مالدار عورات آپ کے ساتھ شادی کرنے کی آرزو رکھتی تھیں لیکن آپ سے نکاح کا فخر آمنہ بنت وہب کی قسمت میں لکھا تھا۔ چنانچہ حضرت آمنہؓ سے آپ کا نکاح ہوا۔ مشہور ہی کہ آپ کے نکاح کے وقت ایک سو عورتیں رشک و حسد کے سبب ناامیدی کے عالم میں فوت ہو گئیں حضرت آمنہؓ کے بطن سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے جو نبی آخرالزمان ہوئے۔ بعد نکاح کے حضرت عبداللہ کو کسی تجارت کی غرض سے مدینہ کا سفر کرنا پڑا۔ جون ۵۷۰ء میں وہیں ان کا انتقال ہوا۔ بنی عاس دار مغہ میں دفن ہوئے آپ کی وفات سے دو ماہ بعد اگست ۵۷۰ء میں آپ کے صاحبزادہ پیدا ہوئے جن کا نام محمدؐ رکھا گیا۔

عبداللہ بن علی الحلبی۔ فقہ شافعی میں پہلے مصنف ہیں۔ احادیث جمع کرنے والوں میں بھی آپ متقدم ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے اب کسی کتاب کا وجود نہیں پایا جاتا۔

عبداللہ بن علی بن عباس۔ سب سے پہلے خلیفۂ عباسیہ ابو العباس عبداللہ المشہور السفاح اور اُن کے جانشین ابوجعفر الملقب بہ منصور کے چچا السفاح کے عہد میں حاکم شام تھے۔ منصور کے جانشین ہونے پر باغی ہو گئے۔ ابومسلم نے اُن کو شکست دی۔ خلیفہ منصور نے اُن کو مع اُن کے بیٹوں کے ایک ایسے مکان میں قید کر دیا کہ جس کی بنیادوں میں نمک ڈالا گیا تھا۔ ۱۳۷ھ مطابق ۷۵۴ء میں پہلی بارش میں یہ مکان منہدم ہو گیا۔ اور عبداللہ ہلاک ہو گئے

عبداللہ بن علی۔ کتاب سیرت الہند کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا۔ اولاً یہ کتاب سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوئی تھی

عبداللہ بن علی بن ابوشعبہ الحلبی۔ مذہب امامیہ کی کتب حدیث و فقہ دونوں کے مولف تھے۔ اُن کے دادا ابوشعبہ کی نسبت بیان کیا جاتا ہی کہ اُنھوں نے جناب امام حسنؑ و جناب امام حسینؑ کے زمانہ میں احادیث جمع کی تھیں عبداللہ نے اِن احادیث کو لکھا تھا۔ اور جب اُن کی کتاب مکمل ہو گئی تھی تو اُس کو اُنھوں نے جناب امام جعفر صادقؑ کے روبرو پیش کیا اور کہا جاتا ہے کہ آپ نے کتابت کی اغلاط کو صحیح کیا تھا۔

عبداللہ بن عمرؓ حضرت عمرؓ خلیفۂ دوم کے فرزند اپنے زمانہ کے مشہور علماء میں تھے۔ حضرت خلیفۂ اول کے عہد میں شامیوں سے جو زبردست مقابلہ ہوا اُس میں اسلامی فوج کی کمان آپ کے سپرد تھی۔ صرف ایک ہزار مسلمانوں نے دس ہزار شامیوں کو قتل کر کے بھگا دیا۔ شامیوں کا جنرل خاص عبداللہ بن عمرؓ کی تیغ بے دریغ سے مارا گیا۔ آپ کی وفات ۶۹۲ء میں واقع ہوئی

عبداللہ بن فضل اللہ شیرازی۔ مصنف تاریخ وصّاف۔ تاریخ داؤدی جو عہد جہانگیری میں لکھی گئی اور جو ایک افغانی تاریخ ہی اُس کے مولف کا نام بھی عبداللہ ہی مگر یہ تحقیق نہیں ہوا کہ یہ وہ ہی عبداللہ ہی یا دوسرا۔

عبداللہ بن محمد۔ عرف فلانسی ایک عربی مصنف تھا۔ ۱۱۲۱ء مطابق ۵۱۵ھ میں فوت ہوا۔

عبداللہ بن مسعودؓ۔ حضور نبی صلعم کے خادم خاص اصحاب صفہ میں سے ہیں (اصحاب صفہ اُن

غریب صحابہ کو کہتے ہیں جو مدینۂ طیبہ کی مسجد نبوی میں رہا کرتے تھے جن کی تعداد ۴۰۰ تک پہنچ گئی تھی) غزوۂ بدر میں آپ شریک تھے سنہ ۶۵۳ء مطابق سنہ ۳۲ھ میں انتقال کیا۔

عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ۔ کتاب المعارف۔ اور بہت سی دیگر کتابوں کا مصنف تھا۔ سنہ ۸۸۹ء مطابق سنہ ۲۷۶ھ میں فوت ہوا۔

عبداللہ ترمذی۔ عہد جہانگیر میں ایک خوشنویس اور خوش بیان شاعر تھا۔ بہت سی نظمیں اُس کی تصنیف سے ہیں۔ شہنشاہ جہانگیر نے اُس کو ایک خوشخط کتبے کے صلے میں مشکیں قلم کا خطاب عطا کیا اور وصفی تخلص پایا۔ سنہ ۱۶۲۶ء مطابق سنہ ۱۰۳۵ھ میں فوت ہوا اور بمقام جواہر نگلہ واقع آگرہ دفن ہوا۔

عبداللہ خاں (سید۔ قطب الملک) سادات بارہ کے مشہور و معروف اور اولوالعزم چشم و چراغ۔ بہادر شاہ دہلوی کے عہد میں یہ خود الہ آباد کے اور ان کے چھوٹے بھائی حسین علی خاں بہار کے صوبہ دار تھے۔ فرخ سیر کی تخت نشینی ان دونوں بھائیوں کی مدد سے ہوئی۔ اُس نے جنوری سنہ ۱۷۱۳ء مطابق سنہ ۱۱۲۵ھ میں تخت نشین ہو کر عبداللہ خاں کو وزیر اعظم بنایا اور قطب الملک کا خطاب دیا۔ حسین علی خاں کو امیر الامرائی دی۔ محمد شاہ بادشاہ کے اشارہ سے حسین علی خاں کو میر حیدر خاں نے سنہ ۱۷۲۰ء مطابق ۲۷۔ ذی قعدہ سنہ ۱۱۳۲ھ کو قتل کیا ان کی قبر دہلی میں مشہور رہی۔ عبداللہ خاں نے مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر ۱۴ محرم سنہ ۱۱۳۳ھ مطابق سنہ ۱۷۲۱ء کو قید ہوئے۔ تین برس قید رہ کر ۱۹۔ ستمبر سنہ ۱۷۲۳ء ۳۰ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۵ھ کو بحالت قید انتقال کیا۔ اور اُن کی نعش اجمیر شریف میں دفن ہوئی۔

عبداللہ خاں اُزبک۔ اکبر کے عہد میں ایک مشہور سردار تھا۔ سنہ ۱۵۶۲ء میں صوبہ دار مالوہ مقرر کیا گیا۔ اُس کے بعد بادشاہ سے باغی ہو گیا۔ لیکن شکست کھا کے ہندوستان سے چلا گیا۔

عبداللہ خاں اُزبک۔ اُزبکوں کا سردار سکندر خاں بن جانی بیگ خاں کا پسر تھا۔ جانی بیگ خاں جوجی خاں بن چنگیز خاں کی اولاد میں تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد عبداللہ خاں اُزبک سنہ ۱۵۸۳ء مطابق سنہ ۹۹۰ھ میں تخت سمرقند و بخارا پر بیٹھا اور خراسان پر حملہ کیا۔ ۹ ماہ کے محاصرے کے بعد ہرات کو سنہ ۱۵۸۵ء مطابق سنہ ۹۹۳ھ میں فتح کیا وہاں کا حاکم علی قلی خاں معہ دیگر سرداراں کے قتل کیا گیا۔ وہ شاہ عباس بادشاہ فارس اکبر شاہ کا ہمعصر تھا۔ ۱۵ سال کی حکومت کے بعد ۶۶ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۲ فروری سنہ ۱۵۹۷ء مطابق ۵ رجب سنہ ۱۰۰۵ھ فوت ہوا۔ "قیامت قائم شد" مادۂ تاریخ وفات ہے۔ اُن کا جانشین اُس کا پسر عبدالمومن خاں ہوا۔

عبداللہ خاں فیروز جنگ۔ خواجہ عبداللہ احرار کی اولاد سے تھا۔ سلطان اکبر کے آخر عہد میں ہندوستان آیا۔ سلطان جہانگیر نے اُس کو شش ہزاری کے منصب تک پہنچایا۔ اور عہد شاہجہانی میں سنہ ۱۶۴۴ء مطابق ۱۷ شوال سنہ ۱۰۵۴ھ کو ستر سال کی عمر میں فوت ہوا۔

عبداللہ راوند۔ ایک فرقہ زندیقی کا بانی المنصور کے عہد میں قریب سنہ ۷۷۵ء کے گزرا ہے۔ یہ فرقہ اس کے نام سے راوندی مشہور تھا۔

عبداللہ شطاری شیخ۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد میں تھے۔ فارس سے

ہندوستان آئے اور مالوہ میں ۱۵۰۰ء مطابق ۹۰۶ھ میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے

عبداللہ قطب شاہ۔ ۲۹ شوال ۱۰۲۳ھ مطابق ۱۶۱۴ء کو پیدا ہوا اور اپنے باپ قطب شاہ کی وفات پر دکن کا چھٹا بادشاہ ہوا۔ ۱۴ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵ء تاریخ تخت نشینی ہے۔ یہ بادشاہ شہنشاہ دہلی شاہجہاں کو بہت عرصے تک خراج ادا کرتا رہا۔ اس کے بعد شاہجہاں کو اس نے ناراض کر دیا۔ یہ ناراضی میر جملہ کے بیٹے کی گرفتاری کے وقت سے پیدا ہوئی تھی اس پر شاہجہاں نے اپنے پوتے سلطان محمد کی ماتحتی میں ۱۰۶۶ھ مطابق ۱۶۵۵ء میں دکن پر فوج کشی کی جب شاہی فوجیں حیدرآباد پہنچیں تو عبداللہ قلعہ گولکنڈہ میں پناہ گیر ہوا۔ سلطان محمد نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس موقعہ پر اورنگ زیب بھی پہنچ گیا۔ عبداللہ نے اورنگ زیب سے صلح کی درخواست کی بالآخر عبداللہ نے سب شرائط منظور کیں۔ اپنی بیٹی سلطان محمد کے عقد میں دیدی اور ایک کروڑ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ بلدہ حیدرآباد میں اس کے وقت کی اکثر عمارتیں موجود ہیں۔ گوشہ محل حوض گوشہ محل باغ لنگم پلی وغیرہ اسی کے وقت میں تعمیر ہوئے عاشور خانہ شاہی میں چینی مصوروں سے رنگ آمیزی کرائی۔ اور حسینی علم نصب کرایا۔ سینتالیس سال نو ماہ حکومت کر کے ربیع الاول ۱۰۸۳ھ مطابق ۱۶۷۲ء میں انتقال کیا ابو الحسن اس کا داماد جانشین ہوا۔

عبداللہ گلبرگوی۔ مشہور کتاب فرس نامے کا مصنف ہے جو ۱۴۰۰ء میں لکھی گئی۔

عبداللہ مرزا۔ بن ابراہیم مرزا ابن شاہ رخ مرزا۔ امیر تیمور کا پرپوتا۔ تقریباً ۱۴۴۳ء میں اپنے باپ کی وفات کے بعد ایران کی حکومت پائی۔ چار سال کے بعد مرزا ابو سعید نے تخت سے اُتار دیا تو اپنے چچا مرزا الغ بیگ کے پاس گیا۔ وہ ماوراءالنہر کا بادشاہ تھا۔ الغ بیگ نے اپنی بیٹی سے شادی کر دی۔ اکتوبر ۱۴۴۹ء مطابق رمضان ۸۵۳ھ میں الغ بیگ کو مرزا عبداللطیف اُس کے بیٹے نے شکست دیکر قتل کر دیا۔ عبداللطیف صرف چھ مہینے حکمراں رہا۔ عبداللہ نے بوجہ دامادی الغ بیگ کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ ۱۴۵۱ء مطابق ۸۵۵ھ میں مرزا ابوسعید نے عبداللہ کو بالکل تباہ کر دیا۔

عبداللہ منصور۔ مصنف ترجمہ طبقات صوفیہ جس میں بہت سے صوفیہ کرام و شیوخ کے تذکرے درج ہیں۔

عبداللہ مولینا۔ پسر الٰہ داد۔ شرح میزان المنطق اور بہت سی دوسری کتابوں کا مصنف تھا۔ دہلی کا باشندہ تھا۔ سلطان سکندر کے زمانے میں گزرا ہے۔ ۱۵۱۶ء مطابق ۹۲۳ھ میں فوت ہوا۔

عبداللہ مولانا۔ سلطان پوری۔ اکبری عہد کا مشہور عالم۔ مخدوم الملک خطاب۔ دہر سے ۹۹۰ھ مطابق ۱۵۸۲ء میں وفات ہوئی۔

عبداللہ یمنی۔ زبان عربی میں حضور سرور عالم صلعم و اصحاب کرام کے حالات میں ایک کتاب روضۃ الابرار کا مصنف ہے۔

عبداللہ یوسف علی عبداللہ ابن خان بہادر یوسف علی شجاع الدین۔ شہر سورت میں ۱۴ اپریل ۱۸۷۲ء مطابق محرم ۱۲۸۹ھ کو پیدا ہوئے

بمبئی میں مدرسۂ انجمن اسلام اور ولسن کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ولایت گئے اور وہاں کیمبرج یونی ورسٹی اور لندن یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔ ایم اے کی ڈگری حاصل کی لنکنز ان لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ اردو عربی۔ فارسی ہندی سنسکرت۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ بنگالی فرانسیسی۔ جرمنی۔ اطالوی اور لیٹن بارہ زبانیں جانتے ہیں ۱۸۹۵ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہو کر ملازمت سرکاری شروع کی اور صوبۂ متحدہ آگرہ و اودھ میں اسسٹنٹ مجسٹریٹی سے کلکٹری اور ججی تک کے عہدوں پر متعین رہے۔ گورنمنٹ ہند کے محکمۂ فنانس میں انڈر سکرٹری رہے۔ سب سے آخر میں سرکار نظام میں صدر المہام صیغۂ مال کے عہدے پر ممتاز ہوئے ۱۹۱۰ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس ناگپور کی صدارت کی اور صوبۂ متحدہ کی مجلس صنعت و حرفت کے اجلاس آگرہ کے صدر ہوئے ہندوستان کے علاوہ انگریزی۔ فرنچ۔ جرمن۔ ڈچ اور اسکینڈنیوین زبان کے اخبارات اور رسالوں میں قابلانہ مضامین لکھنے کی وجہ سے اخباری دنیا میں خاصی شہرت حاصل ہے۔ انگریزی زبان میں مختلف رسالوں کے علاوہ "دی انڈین محمڈنس" ایک کتاب لکھی ہے جس میں مسلمانوں کی گزشتہ تاریخ دکھا کر ان کی موجودہ اور آئندہ حالت سے بحث کی ہے۔ انگریزی تصانیف کے علاوہ ڈینش زبان میں ایولیوشن آف انڈین کلچر Evolution of Indian Culture اور انڈیا اینڈ یورپ جرمن زبان میں تصنیف کی آج کل لندن میں قیام پذیر ہیں بیرسٹری کرتے ہیں اور ہندوستانی طلبا کو ان کی تعلیم میں مدد دیتے ہیں۔

عبدالمجید مولوی (بدایونی) پیدائش ۲۹ رمضان ۱۲۷۹ھ ۱۸۶۳ء سید شاہ آل احمد مارہروی کے مرید و خلیفہ۔ ۸۰ سال کی عمر میں حج کے لیے سفر حجاز کیا، ۱ محرم ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء کو انتقال کیا۔ مواہب المنان، شرح جواہر الرحمان۔ رسالہ رد روافض (فارسی) رسالہ رد وہابیہ (اردو) اور کئی رسالے آپ کی تصنیف سے ہیں۔

عبدالمجید خاں ۔ ترکی سلطان قسطنطنیہ ۲۳۔ اپریل ۱۸۲۳ء کو پیدا ہوئے ۲ جولائی ۱۸۳۹ء مطابق ۱۲۵۵ھ کو اپنے باپ محمود ثانی کے جانشین ہوئے اور بتاریخ ۲۵ جون ۱۸۶۱ء ۳۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور ان کے جانشین ان کے بھائی عبدالعزیز ہوئے۔

عبدالمجید خاں ۔ لقب مجید الدولہ ایک سردار تھا جس کو احمد شاہ بادشاہ دہلی نے بخشی گری سوم کے عہدے پر ۱۷۴۸ء مطابق ۱۱۶۱ھ میں ترقی دی تھی ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۵ھ میں فوت ہوا

عبدالمعال ۔ فارسی زبان میں جدید طریقے پر علم جغرافیے کی بنیاد ڈالی اور ایک کتاب اسی مضمون کی مسافت الارض کے نام سے لکھی۔

عبدالملک ۔ بن مروان اول۔ خلفائے بنی امیہ میں سے پانچواں خلیفہ ۱۳۔ اپریل ۶۸۵ء مطابق ۳۔ رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ مغرب میں اندلس تک اور مشرق میں ہندوستان تک اثر قائم کیا۔ انصاف پسند ایسا کہ عیسائیوں سے ایک گرجا توسیع مسجد کے لیے مانگا انھوں نے نہ دیا تو ناراض نہ ہوا اس کی کنیت ابو الذباب تھی۔ کیس سال حکومت کرکے اکتوبر ۷۰۵ء مطابق شوال ۸۶ھ میں انتقال کیا۔ سولہ بیٹوں میں ولید اول فرزند اکبر جانشین ہوا۔

عبدالملک ۔ بن صالح بن عبداللہ بن عباس انھیں خلیفہ ہارون الرشید نے مصر کا صوبہ دار مقرر کر دیا تھا جہاں ۷۹۳ء مطابق ۱۷۸ھ تک کام

کیا۔ خلیفہ کو ان کی طرف سے شبہ خرابیٔ سلطنت کا پیدا ہوا۔ اس لیے قید کر دیا۔ ہارون کے بیٹے نے بعد تخت نشینی رہا کیا۔ اور ۸۰۹ء مطابق ۱۹۳ھ میں شام کا صوبہ دار بنا دیا۔

عبد الملک۔ بادشاہ فیض و مراکش اس کے بھتیجے محمود نے اس کو تخت سے اُتار دیا تھا۔ پرتگالی محمود کے طرفدار تھے۔ مگر عبد الملک نے پھر سباسٹین شاہ پرتگال کو شکست دی جو محمود کی امداد کے لیے آیا تھا۔ ۱۵۷۸ء مطابق ۹۸۶ھ میں عبد الملک اور محمود اور سباسٹین میدان جنگ میں مارے گئے۔

عبد الملک (خواجہ) سمرقند کے رہنے والے تھے۔ امیر تیمور کے عہد میں سمرقند کے شیخ الاسلام تھے۔

عبد الملک ابن ظہر۔ مشہور عربی حکیم تھا۔ اہل یورپ اس کو ایوین زر کہتے ہیں۔ عبد الملک کا پورا نام ابو مروان عبد الملک ابن ظہر تھا۔ وہ قریب قریب گیارہویں صدی کے آخر میں یا بارہویں صدی کے شروع میں گزرا ہے۔ سویلی علاقہ اندلس میں پیدا ہوا۔ اور فن طبابت میں شہرت حاصل کی۔ اُس کا باپ اور دادا دونوں حکیم تھے اُس نے ۱۳۵ سال کی عمر پائی۔ اُس کا بیٹا بھی ابن ظہر کے نام سے مشہور ہوا۔ المنصور سلطان مراکو اس پر بہت مہربان تھا۔ اُس نے علم حکمت پر چند رسالے لکھے۔ عبد الملک کی تصنیف سے ایک مشہور کتاب "تیسیر فی المداوات والتدبیر" ہے جس کا ترجمہ عربی زبان میں ۱۲۸۱ء میں ہوا۔ اُس کے بعد لاطینی زبان میں کئی ترجمے شائع ہوئے۔ اس کتاب میں ایک ضمیمہ مصنف نے الموسوم بہ جامع بطور خلاصہ کے دیا ہے۔ اور اُس کی دوسری کتاب فی الادویہ والاغذیہ بھی مشہور ہے اور وہ ابن رشد کا ہمعصر تھا۔

عبد الملک سامانی اوّل۔ ابن امیر نوح اوّل سامانی خاندان کا بادشاہ اپنے باپ کا جانشین ۹۵۴ء مطابق ۳۴۳ھ میں ہوا۔ ساڑھے سات سال حکومت خراسان اور ماوراء النہر میں کی چوگان بازی میں ۹۶۱ء مطابق ۳۵۰ھ میں گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ امیر منصور اوّل اُس کا بھائی مالک تخت ہوا۔

عبد الملک سامانی دوم۔ سامانی سلطنت کے امرا میں تھا۔ امیر منصور دوم اپنے بھائی کے مرنے کے بعد ۹۹۹ء مطابق ۳۸۹ھ میں خراسان کا بادشاہ ہوا۔ چند مہینے کی سلطنت کے بعد ۹۹۹ء میں محمود غزنوی سے شکست کھائی اور کل ملک نکل گیا۔ شکست سے چند روز بعد عبد الملک قتل ہوا۔ سامانی سلطنت کا خاتمہ اس پر ہو گیا۔

عبد الملک عادل۔ (مولوی شیخ) ان کے والد کا نام عماد الملک ہے۔ شاہانِ جونپور کے وزرا میں سے تھے۔ اُنھوں نے کافیہ کی شرح جو شرح ہندی کے نام سے مشہور ہے لکھی ان کا مزار جونپور میں عیدگاہ کے قریب ہے۔

عبد المناف۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا اور قصی کے بیٹے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صاحبزادے کا نام عبد مناف نہیں تھا۔ بیل نے اپنی ڈکشنری میں غلط لکھا ہے۔

عبد المنان۔ (دہیر) تخلص عبرت۔ بن میر نعمان خاں بن خواجہ عبد الرحیم خاں اندجانی۔ چند سال تک نظام الملک آصف جاہ کی ماتحتی میں دکن میں

ملازمت کی۔

عبدالمومن - ایک کوزہ گر کا لڑکا تھا۔ مراکش کے حکمراں کا استیصال کر کے خود بادشاہ بنا۔ ٹیونس فیض اور طرابزون فتح کر کے سلطنت کو وسیع کیا۔ اسپین (اندلس) کے فتح کے سامان کر رہا تھا کہ سنہ ۱۱۶۳ء میں مرگیا۔ مگر یوسف اس کے بیٹے نے باپ کے ارادے کو پورا کر دیا اور اندلس فتح ہوا

عبدالمومن دمیاطی (حافظ) المختصر فی سیرت سید البشر کے مصنف ہیں م ۷۰۵ھ ۱۳۰۶ء میں وفات پائی۔

عبدالمومن خاں - ولد عبداللہ خاں ازبک سنہ ۱۵۹۷ء مطابق سنہ ۱۰۰۶ھ میں باپ کے انتقال کے بعد سمرقند میں تخت نشین ہوا۔ مشہد مقدس فتح کر کے اہل شہر کو قتل کیا۔ سنہ ۱۵۹۸ء مطابق سنہ ۱۰۰۶ھ میں اپنے سرداروں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ مادہ تاریخ - "بدبخت سر بریدہ" ہے۔ اس کے بعد دین محمد خاں عبداللہ خاں ازبک کا بھانجا تخت نشین ہوا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں شاہ عباس صفوی سے شکست کھا کر ہرات میں مرگیا۔

عبدالنبی (شیخ صدرالدین) گنگوہی بن شیخ احمد۔ بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی اکبر بادشاہ کے استاد تھے کئی مرتبہ حج کیے اور وہاں علم حدیث پڑھا۔ ان کے والد نے ایک رسالہ سماع کے مباح ہونے پر لکھا۔ مگر انھوں نے سماع کے انکار میں ایک رسالہ تصنیف کیا۔ اسی سے ان کی زیادہ شہرت ہوئی۔ اکبر بادشاہ نے سنہ ۹۷۰ھ میں ان کو صدرالصدور مقرر کیا۔ نہایت استقلال و اعزاز کے ساتھ اس کام کو انجام دیا۔ اکبر ان کا حد درجہ معتقد تھا۔ اور بڑی عزت کرتا تھا۔ لیکن ملا مخدوم الملک وغیرہ کے اغوا سے بادشاہ کی طبیعت منحرف ہو گئی اور سنہ ۹۸۶ھ

مطابق سنہ ۱۵۸۰ء میں معزول کر دیے گئے آخر میں حج کو گئے اور واپس آ کر ایک مدت محبوس رہے ایک رسالہ بعبارت عربی امام قفال مروزی شافعی کے ان اعتراضوں کے رد میں جو انھوں نے امام ابوحنیفہ پر کیے تھے تصنیف کیا۔ سنہ ۱۵۸۳ء مطابق سنہ ۹۹۱ھ میں قتل ہوئے۔

عبدالنبی خاں - اورنگ زیب کے امرا میں تھا متھرا میں بڑی مسجد اسی کی عمرہ ہے جو نبی جی کی مسجد کے نام سے اب تک موجود ہے۔

عبدالواحد میر - (بلگرامی) بن سید محمد ابراہیم واسطی سبع سنابل کے مصنف ہیں اور کافیے کی شرح بھی لکھی ہے اپنے وطن میں بتاریخ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۶۰۸ء مطابق ۳ - رمضان سنہ ۱۰۱۷ھ وفات پائی۔ آپ کے صاحبزادہ سید عبدالجلیل بعہد شاہنشاہ جہانگیر بلگرام سے آ کر مارہرہ ضلع ایٹہ میں اقامت گزیں ہوئے وہیں مدفون ہیں آپ کے۔ دوسرے صاحبزادہ سید اویس تھے جن کا انتقال بمقام بلگرام ہوا۔

عبدالواحد میر بلگرامی - بن محمد اشرف فارسی اور ہندی کے عمدہ شاعر تھے۔ دو تخلص رکھتے تھے۔ ایک واحد دوسرا ذوقی۔ کتاب منظوم شکرستان جس میں قسم قسم کی مٹھائیوں کا ذکر کیا گیا ہے انھیں کی تصنیف سے ہے۔ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۷۲۱ء یوم جمعہ مطابق ۲۔ محرم سنہ ۱۱۳۴ھ کو بمقام راہون علاقہ پنجاب زمینداروں کے ہنگامہ میں شہید ہوئے وہاں کا بندوبست ان کے والد کے سپرد تھا۔

عبدالواسع ہانسوی - ایک کتاب صرف و نحو فارسی موسوم بہ رسالہ عبدالواسع دوسری غرائب اللغات

ان کی تصنیف سے ہیں۔

عبدالواسع جبلی۔ ایران کا مشہور شاعر۔ ملک غرجستان کا باشندہ تھا۔ ۱۱۴۵ء مطابق ۵۴۰ھ میں سلطان بہرام شاہ بن سلطان مسعود غزنوی و سلطان سنجر سلجوقی کے عہد میں گزرا ہے جن کی مدح میں اُس نے بہت سے قصائد لکھے۔ ۱۱۶۰ء مطابق ۵۵۵ھ میں فوت ہوا۔ اس کا کلام ایران میں مشہور ہے مگر دیوان کمیاب ہے۔

عبدالوہاب۔ مصنف مناقب مولینا روم ہے۔

عبدالوہاب بن احمد۔ مولف کتاب تصوف موسوم بہ انوار احمدیہ ہے جو ۱۵۴۳ء میں لکھی گئی۔

عبدالوہاب (حاجی سید)، حضرت سید جلال بخاری کی اولاد سے تھے۔ ابتداً ملتان میں بود و باش تھی۔ سید صدرالدین بخاری کے ایما سے اشتیاق زیارت رسول مقبول صلعم پیدا ہوا۔ چنانچہ حج کو گئے وطن واپس آکر بعض حوادث کے باعث سلطان سکندر لودھی کے زمانہ میں دہلی آئے۔ ایک مرتبہ یہاں سے بھی حج کو گئے تھے۔ ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء میں وفات پائی۔ تاریخ وفات "شیخ حاجی" سے نکلتی ہے۔ دہلی میں مقبرہ شاہ عبداللہ کے جوار میں دفن ہوئے۔ قرآن مجید کی ایک عمدہ تفسیر ان کی تصنیف سے ہے۔ جو ربیع الثانی ۹۱۵ھ مطابق ۱۵۰۹ء میں شروع ہوئی اور ۱۷ شوال سال مذکور بروز دوشنبہ اتمام کو پہنچی۔

عبدالوہاب (قاضی)، عالمگیری عہد کے عالم ہیں ۲۶ نومبر ۱۶۷۵ء مطابق ۱۸ رمضان ۱۰۸۶ھ دہلی میں انتقال ہوا۔ ایک کتاب دستور العمل نامی کے مصنف ہیں۔ اس کتاب کو اورنگ زیب کے نام پر معنون کیا گیا تھا۔

عبدالوہاب میر۔ مصنف تذکرہ بے نظیر ہے جس کو اُس نے تقریباً ۱۷۵۸ء مطابق ۱۱۷۲ھ میں لکھا تھا۔

عبدالوہاب (نجدی)، جن کی طرف وہابیہ مذہب کی نسبت کی جاتی ہے۔ حریملہ علاقہ نجد میں ۱۷۰۵ء میں پیدا ہوئے اور وہیں انتقال ہوا۔

عبدی۔ ان کا اصلی نام معلوم نہیں ترجمہ تکملہ الخصیص کا ہے جس میں قادریہ خاندان کے بزرگوں کے حالات منظوم ہیں۔ ۱۰۵۱ھ مطابق ۱۶۴۱ء عہد شاہجہاں کی تصنیف ہے۔

عبدی توتی۔ گوہر شاہوار کا مصنف ہے۔ جو مخزن الاسرار نظامی کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ یہ شاعر ۱۵۴۵ء میں خراسان میں مشہور تھا۔

عبرت۔ میر ضیاءالدین کا تخلص ہے۔ وہ قصہ پدماوتی کا پہلا حصہ اُردو میں نظم کر کے انتقال کر گئے۔ دوسرا حصہ غلام علی عشرت نے ۱۷۹۶ء مطابق ۱۲۱۱ھ میں ختم کیا۔ "تصنیف دو شاعر" سے سنہ تکمیل کتاب نکلتی ہے۔

عبرت۔ عبدالمنان کا تخلص ہے (ملاحظہ ہو عبدالمنان)

عبرت۔ احمد دہلی کے موسیقی داں کا تخلص ہے جو مرزا عبدالقادر بیدل کی ہدایت پر عمل کرنے سے ایک عمدہ شاعر ہو گیا۔ پہلے مفتون تخلص کرتا تھا پھر عبرت کیا۔ یہ ناصر علی شاعر کا ہمعصر تھا اور ۱۶۸۸ء مطابق ۱۱۰۰ھ میں زندہ تھا۔

عبرت۔ احمد علی خاں عم زادہ نواب سعادت خاں ذوالفقار جنگ کا تخلص ہے۔

عبید۔ عہد سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا شاعر تھا اور بادشاہ کی وفات کی جھوٹی خبر مشتہر کرنے و نیز شورش دہلی کی بنا ڈالنے کے الزام میں ۱۳۲۲ء

مطابق ۱۲۲۲ھ میں زندہ دفن کیا گیا۔

عبید اللہ - یہ قوم ازبک کا بادشاہ - مشہور شاہی جنگ خاں فاتح کا بھتیجا تھا اس نے اپنی حکومت ۱۵۲۳ء مطابق ۹۲۹ھ میں شروع کی۔

عبید اللہ ابن قیس - ایک مشہور عربی شاعر تھا۔ اُس نے مصعب بن زبیر کا جو اس کا دوست تھا اور اس کے لیے ۶۹۰ء مطابق ۷۱ھ میں لڑا تھا۔ مرثیہ لکھا تھا۔

عبید اللہ احرار نقشبند - خراسان کے ایک مشہور عالم اور اولیائے کرام سے تھے۔ مُلّا جامی انھیں کے مریدوں میں تھے - امیر علی شیر وزیر سلطان حسین مرزا ان کا بہت معتقد تھا۔ وزیر نے ان کی تاریخ وفات "خلد برین" سے نکالی تھی - فروری ۱۴۹۱ء مطابق ربیع الثانی ۸۹۶ھ میں وفات پائی اور سمرقند میں دفن ہوئے۔

عبید اللہ المہدی - ملکِ افریقہ کی بربری ریاست کا ایک سردار تھا۔ ۲۹۶ھ میں عبید اللہ نے مہدویت کا دعویٰ کیا - اُس کا نسب عبد اللہ بن حبیب بن جعفر بن منصور بن محمد اسمٰعیل بن جعفر صادق بن منصور بن محمد اسمٰعیل بن جعفر صادقؓ سے ملتا تھا۔ یہ ایک عالم تھا - قیروان میں خفیہ کمیٹی قایم کی جس کا مقصد تکلفات شرعی سے آزاد کرنا اور بنی فاطمہ کی حکومت کا مستقل کرنا تھا - جب اس کے مرید زیادہ ہو گئے تو امام سے خلیفہ بن گیا - اور عباسی حکام کو شمالی افریقہ سے نکالدیا - اُس کی نسل میں مصر کی خلافت ۴۴۷ھ مطابق ۱۰۵۵ء تک رہی اِس کا انتقال ۳۲۲ھ مطابق ۹۳۴ء میں ہوا۔ اس کا بیٹا ابو القاسم جو القایم مہدی

کے نام سے مشہور ہی جانشین ہوا۔

عبید اللہ بن زیاد - یزید نے النعمان کی جگہ ۶۷۹ء مطابق ۶۰ھ میں اس کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے چچا زاد بھائی حضرت مسلم علیہ السلام کو شہید کیا - اور اس کی فوجوں نے امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں گھیر کر اکتوبر ۶۸۰ء مطابق محرم ۶۱ھ میں تمام ساتھیوں کے ساتھ شہید کر دیا۔ عبد الملک کے زمانہ میں عبید اللہ کو تین روز تک کوفہ کو لوٹنے کی اجازت ملی - اور وہ اُس طرف چلا مگر اُس شہر میں پہنچنے سے اُس مقام کے حاکم مختار نے اپنی فوج ابراہیم بن مالک کی سرکردگی میں اُس کے مقابلے کے واسطے روانہ کی خفیف جنگ کے بعد عبید اللہ کی فوج نے شکست کھائی اور وہ قتل ہوا - ابراہیم نے اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس بھیجدیا اور لاش کو جلا دیا - یہ واقعہ اگست ۶۸۶ء مطابق محرم ۶۷ھ میں ہوا۔

عبید اللہ بن مسعود - کتاب فقہ "شرح وقایہ" تصنیف کی ایک کتاب تصنیف کی جس کا دوسرا نام مختصر الوقایہ ہی جو دراصل پہلی کتاب کا خلاصہ ہی ۱۳۴۶ء مطابق ۷۴۷ھ میں وفات پائی۔

عبید خاں - قوم ازبک کا حاکم اور شاہ طہماسپ اول صفوی بادشاہ ایران کا ہمعصر تھا جس نے اس کی افواج کو ایک جنگ میں شکست دی اور ۱۵۲۶ء مطابق ۹۳۳ھ میں تباہ کر دیا۔

عبید زاکانی - ایک مشہور ہزل گو شاعر تھا۔ سلمان ساوجی شاعر کا ہمعصر تھا - اس نے شاہ ابو اسحٰق حاکم شیراز کے وزیر خواجہ امین الدین کی

بی بی جہاں خاتون کی ہجو لکھی"۔ رسالہ در علم بیان" تصنیف کرکے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا اور ایک دیوان چھوڑا ۔ سنہ ۱۳۷۰ء مطابق سنہ ۷۷۲ھ میں وفات پائی۔

عُتبہ ۔ ابولہب کے بیٹے تھے۔ اِن کی شادی رسولؐ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بیٹی رقیہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ مگر بعد کو رقیہ سے علیحدگی شرعی حاصل کرلی۔ جب ایک قافلہ ملک شام کو جارہا تھا اور اُس میں عتبہ بھی تھے۔ اِن کو ایک شیر نے ہلاک کردیا۔

عثمان ۔ ترکوں کا پہلا سلطان اور امیر طغرل کا بیٹا تھا۔ اُس کے دادا سلیمان بلخ کے رہنے والے تھے بلخ کو وہ چنگیز خاں کے حملہ کے وقت سنہ ۱۲۱۴ء مطابق سنہ ۶۱۱ھ میں چھوڑ کر روم کو چلے آئے تھے یہ سلطان علاء الدین کیقباد سلجوقی بادشاہ اقونم کی ماتحتی میں کرمانیا میں رہتے تھے۔ اُنھوں نے قرمنیہ کی جانب جاگیر پائی تھی اور پھر بروصہ شہنشاہ یونان سے لے لیا اور سلطنت عثمانیہ کی بنیاد قائم کی اور خلفائے مصر و عباسیہ سے خلافت پائی اور سنہ ۱۲۹۹ء میں مغلوں کی سلطنت اقونم تباہ کرنے پر ایک حصہ صوبہ بتھانیہ کا حاصل کیا عثمان سنہ ۱۲۹۹ء مطابق سنہ ۶۹۹ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور سنہ ۱۳۲۶ء مطابق سنہ ۷۲۶ھ میں وفات پائی اور بروصہ میں دفن ہوا اس کا بیٹا اورخاں جانشین ہوا۔

(خاندان عثمان کے ترک بادشاہوں کی فہرست معہ سنہ جلوس)

(۱) عثمان — سنہ ۱۲۹۹ء
(۲) اورخاں — سنہ ۱۳۲۶ء
(۳) مراد اول — سنہ ۱۳۶۰ء
(۴) یلدرم بایزید — سنہ ۱۳۸۹ء
(۵) سلیمان اول — سنہ ۱۴۰۳ء
(۶) چلبی محمد اول جامع — سنہ ۱۴۱۳ء
(۷) مراد ثانی — سنہ ۱۴۲۱ء
(۸) محمد ثانی فاتح — سنہ ۱۴۵۱ء
(۹) بایزید ثانی — سنہ ۱۴۸۱ء
(۱۰) سلیم اول — سنہ ۱۵۱۲ء
(۱۱) سلیمان ثانی صاحبقران — سنہ ۱۵۲۰ء
(۱۲) سلیم ثانی — سنہ ۱۵۶۶ء
(۱۳) مراد ثالث — سنہ ۱۵۷۴ء
(۱۴) محمد ثالث — سنہ ۱۵۹۵ء
(۱۵) احمد اول — سنہ ۱۶۰۳ء
(۱۶) مصطفےٰ اول — سنہ ۱۶۱۷ء
(۱۷) عثمان ثانی — سنہ ۱۶۱۸ء
(۱۸) مراد چہارم فاتح بغداد — سنہ ۱۶۲۳ء
(۱۹) ابراہیم — سنہ ۱۶۴۰ء
(۲۰) محمد چہارم شکاری — سنہ ۱۶۴۹ء
(۲۱) سلیمان ثالث — سنہ ۱۶۸۷ء
(۲۲) احمد ثانی — سنہ ۱۶۹۱ء
(۲۳) مصطفےٰ ثانی — سنہ ۱۶۹۵ء
(۲۴) احمد ثالث — سنہ ۱۷۰۳ء
(۲۵) محمود اوّل — سنہ ۱۷۳۰ء
(۲۶) عثمان ثالث — سنہ ۱۷۵۴ء
(۲۷) مصطفےٰ ثالث — سنہ ۱۷۵۷ء
(۲۸) عبدالحمید اوّل — سنہ ۱۷۷۴ء
(۲۹) سلیم ثالث — سنہ ۱۷۸۹ء
(۳۰) مصطفےٰ چہارم — سنہ ۱۸۰۷ء
(۳۱) محمود ثانی — سنہ ۱۸۰۸ء
(۳۲) عبدالمجید — سنہ ۱۸۳۹ء

(۳۳) عبد العزیز ۱۸۶۱ء

(۳۴) مراد پنجم ۱۸۷۶ء

(۳۵) عبد الحمید خاں ثانی ۱۸۷۶ء

(۳۶) محمد خاں خامس - دستوری حکومت کا پہلا بادشاہ -

(۳۷) سلطان وحید الدین

(۳۸) سلطان عبد المجید -

عثمانؓ بن عفان - آپ کی کنیت ابو عمر ابو لیلیٰ اور ابو عبد اللہ تھی۔ لقب ذو النورین اور عثمان نھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچویں پشت میں جا کر ملتا ہی - اس طرح کہ عثمان ابن عفان ابن ابی العاص ابن امیہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف - آپ کی والدہ ماجدہ اُمّ حکیم آنحضرت کی حقیقی پھوپی زاد بہن تھیں - حضرت ذو النورین کی ولادت واقعۂ اصحاب فیل سے چھ سال بعد ہوئی - آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ ثالث ہیں - قبول اسلام میں آپ کا چوتھا نمبر ہی - جبکہ خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ نے ۲۰ ذی حجہ ۲۳ھ یوم چہار شنبہ کو جام شہادت نوش فرمایا تو کثرت رائے سے آپ کا انتخاب عمل میں آیا۔ آپ کا زمانہ خلافت ۲۴ھ (مطابق نومبر ۶۴۴ء) سے شروع ہوتا ہی آپ نے ۱۲ سال نیابت نبوی کی خدمت انجام دی - بنی امیہ آپ کے مخالف تھے مخالفین نے یہاں تک زور پکڑا کہ آخر کار آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور چالیس دن تک کسی قسم کی رسد نہ پہنچنے دی آپ تمام دن روزہ رکھتے اور تلاوت کلام الٰہی میں گزار کر روزہ کھاری پانی سے افطار کرتے - ہرچند آپ کے زرخرید غلاموں اور دیگر مسلمانوں نے چاہا کہ بزور تیغ اس کا فیصلہ کریں مگر آپ کے حلم نے اجازت نہ دی - حتیٰ کہ باغی پشت دیوار سے مکان میں داخل ہو گئے - آپ روزے بر روزہ رکھے ہوئے تلاوت میں مستغرق تھے کہ کنانہ بن بشر نے آب تیغ سے ۸۲ برس کی عمر میں پیمانۂ عمر لبریز کر دیا - خون کے قطرے آیہ شریفہ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم - پر گرے وہ کلام مجید اب تک تبرکات سلطنت ٹرکی میں محفوظ ہے یہہ واقعہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ مطابق ۳۰ جون ۶۵۶ء یوم جمعہ کا ہی - آں حضرت صلعم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے یعنی حضرت رقیہ اور اُن کے بعد حضرت ام کلثوم آپ کے عقد میں آئیں اسی وجہ سے آپ کا لقب ذو النورین مشہور ہوا - کلام مجید آپ کے زمانہ میں موجودہ ترتیب سے جمع کیا گیا بلاد و دیار میں اس کی نقلیں روانہ ہوئیں - قبل اسلام بھی آپ غنی مشہور تھے اور بعد اسلام بھی آپ کی غنا مُسلّم رہی - روز قبول اسلام سے آخر وقت تک ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد فرماتے تھے پچیس ہزار روپیہ میں زمین خرید کر کے مسجد نبویؐ کی توسیع کی - ۳۵ ہزار میں چاہ رومہ ایک یہودی سے خرید کر کے مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا - جیش عامہ جو آنحضرتؐ کا آخری غزوہ ہے اُس کے لیے تمام سامان حتیٰ کہ گھوڑوں کی لگامیں اور میخیں بھی اپنے صرف سے بہم کیں - زمانۂ قحط میں ایک ہزار راحلہ گیہوں باوجود اس کے کہ تجار مدینہ پانچ گنا نفع دیکر خریدنے پر آمادہ تھے مگر آپ نے فی سبیل اللہ تقسیم کر دیئے - آپ کی چہیتی بیوی ام عمرو کے بطن سے علاوہ اور اولاد اُناث کے ایک صاحبزادہ حضرت ابان تھے جن کی اولاد سے عثمانی شیوخ

اب تک موجود ہیں۔ حضرت محی الدین نووی شارح مسلم شریف فرماتے ہیں کہ حضرت ابان ابن عثمان سے بڑھ کر حدیث و فقہ کا عالم کوئی نہیں دیکھا۔ اور اکثر اسماء الرجال کی کتابوں میں حضرت ابان رض اور اُن کے صاحبزادہ حضرت عبدالرحمن کا تذکرہ موجود ہے۔

عثمان اوّل۔ احمد اوّل کا بیٹا تھا۔ اپنے چچا مصطفےٰ اوّل کا جو ۱۶۱۸ء میں تخت ٹرکی سے معزول ہو گیا جانشین ہوا اور ۱۶۲۲ء میں پولینڈ کے خلاف اپنی جنگوں میں ناکامیاب ہوا۔ اس وجہ سے جاں نثاروں نے ۱۶۲۲ء میں قتل کیا۔ اور مصطفےٰ بحال ہوا۔ جن اشخاص نے اس کو تخت پر بٹھایا تھا۔ اُنھیں نے ۱۶۲۳ء میں پھر معزول کر دیا اور مراد چہارم کو بادشاہ بنایا۔

عثمان پاشا۔ (غازی۔ شیر پلونا) ان کے والد کا نام جمال الدین آفندی تھا۔ ۶ شوال ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء موضع توقات (ایشیائے کوچک کا قصبہ ہے) میں پیدا ہوئے۔ ادبی علوم حاصل کرنے کے بعد ۱۸۵۳ء حربیہ کالج سے سند حاصل کی اور ۱۸۵۶ء میں محاربہ کریمیا کے اختتام پر دربار سلطانی سے خلعت فاخرہ عطا ہوا۔ اور کپتان فوج بنائے گئے بصلہ محاربات سرویہ ۱۸۷۶ء میں دربار سلطانی نے ان کو مشیر (مارشل) کا اعلیٰ درجہ عطا فرمایا۔ ۱۸۷۷ء میں جبکہ روس کی طرف سے اعلان جنگ ہوا اس وقت سے پاشا موصوف کو اپنی تدبیر۔ اور جوانمردی کے ثابت کرنے کے موقعے ملے۔ عثمان پاشا کے کارناموں میں ۱۲ ستمبر ۱۸۷۷ء کا دن قابل یادگار ہے۔ جبکہ جنگ پلونا میں پچیس ہزار ترکی فوج نے روسیوں کی اڑھائی لاکھ زبردست فوج پر فتح پائی۔ اس فتح کے صلہ میں دربار سلطانی سے خلعت فاخرہ اور غازی کا خطاب ہوا۔ ۱۸۷۸ء میں غازی موصوف کو "مشیر خاص" کا رتبہ عطا ہوا۔ ۴۔ اپریل ۱۹۰۰ء چہارشنبہ مطابق ۳ ذی حجہ ۱۳۱۷ھ بوقت ۶ بجے شام بعارضہ ضیق النفس ۶۳ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ ان کا مدفن قسطنطنیہ میں سلطان محمد کے مقبرہ میں ہے۔

عثمان ثانی۔ محمود اوّل کا بھائی تھا۔ محمود کو بعض مورخ محمد پنجم کہتے ہیں۔ یہ ۱۷۵۴ء مطابق ۱۱۶۸ھ میں محمود کا جانشین ہوا اور سخت اسلامی قانون جاری کیا کہ میری رعایا شراب نہ پیئے۔ بہ تھوڑے عرصے کی حکومت کے بعد ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۱ھ میں ۵۹ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اور مصطفےٰ ثانی اس کا بھتیجا جانشین ہوا۔

عثمان علی خاں میر آصف جاہ سابع (ملاحظہ ہو آصف جاہ ردیف الف)

عثمان صالح (مولوی خواجہ شاہ) یہ عالم بھی تھے اور صوفی بھی۔ ابراہیم شاہ شرقی کی طلب پر جونپور آئے۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ شرح تلخیص اور شرح منار آپ کی تصنیف سے ہیں۔ انکا مزار محلہ سپاہ شہر جونپور میں ہے۔

عدلی۔ محمد عادل شاہ سلطان کا نام ہے اصلی نام مرزا مبارز خاں تھا۔ والد کا نام نظام خان ۹۶۰ھ مطابق ۱۵۵۲ء کے آخر میں اسلام شاہ کے بعد تخت نشین ہوا۔ اپنے سپہ سالار ہیمو کی مدد سے محمد شاہ حاکم بنگال کو چھپرا گھاٹ پر

کالپی سے شرق میں ٩٦٢ھ مطابق ١٥٥٤ء میں شکست دی ٩٦٣ھ مطابق ١٥٥٦ء میں اکبر کی تخت نشینی سے ایک سال پیشتر آخر کار ایک لڑائی میں مونگیر کے نزدیک شیو راج گڈھ پر بہادر شاہ کے ہاتھ سے شکست کھائی اور مارا گیا۔ اس کا نام عدلی سے بگڑ کر اندھلی ہو گیا ہے۔

عدنان۔ حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت محمد رسولِ خدا کا نسب نامہ ان تک مسلسل پہنچتا ہے۔

عذرا۔ وامق کی مشہور معشوقہ تھی۔

عراقی۔ جس کا اصل نام فخر الدین بن ابراہیم العراق ہے۔ ہمدان واقع عراق کے باشندے شیخ شہاب الدین سہروردی کے شاگرد اور بھانجے تھے۔ حافظ ہونے کے علاوہ ان کی قرأت نہایت عمدہ تھی۔ طالب علمی کے زمانہ میں فقرائے قلندریہ کی ایک جماعت کے ساتھ ہندوستان آ گئے ملتان میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا سے شرف خدمت و خلافت حاصل کیا۔ ایک مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کے لیے روم کا سفر کیا۔ اور حضرت صدر الدین قونوی سے مل کر تربیت حاصل کی اسی اثنا میں کتاب "لمعات"، جو ان کی تصانیف تصوف میں سے ایک عمدہ کتاب ہے لکھی۔ ایک معتقد امیر معین الدین کی وفات کے بعد مصر گئے۔ اور وہاں سلطان کی جانب سے شیخ الشیوخ ہو گئے۔ مصر سے پھر روم کا قصد کیا اور ٨٢ سال کی عمر میں ٢٣ نومبر ١٢٨٩ء مطابق ٨ یا ٢٠ ذی قعدہ ٦٨٨ھ کو بمقام صلاحی (دمشق) وفات پائی۔ اور حضرت شیخ محی الدین بن العربی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

عرفان۔ تخلص محمد رضا بن محمد جان نام مصنف کارنامہ تھے جس میں علی مردان خاں امیر الامرا بادشاہ شاہ جہاں کی مدح درج ہے۔

عرفی مولانا۔ وطن شیراز۔ نام جمال الدین عرفی تخلص فارسی کا مسلم الثبوت شاعر تھا۔ یہ پہلے دکن میں آیا اور وہاں سے آگرے آکر کئی سال تک حکیم ابو الفتح گیلانی کا مصاحب رہا ١٥٨٩ء مطابق ٩٩٧ھ میں ابو الفتح کی وفات کے بعد عبد الرحیم خان خاناں نے اس کو اکبر شاہ کے حضور میں پیش کیا بادشاہ نے شہزادہ سلیم کی اتالیقی سپرد کی۔ دو سال کے بعد ١٥٩١ء مطابق ٩٩٩ھ میں ٣٦ سال کی عمر پا کر لاہور میں انتقال کیا۔ اور وہیں دفن ہوا مگر جیسا کہ اُس نے اپنی غزل میں ظاہر کیا کہ میں نجف اشرف میں دفن کیا جاؤں۔ اسی کے مطابق اِن کی ہڈیاں چند سال بعد میر صابر اصفہانی نے اُس مقام کو منتقل کیں۔ اس کی چند تصانیف ہیں مگر قصائد اور دیوان بہت مشہور ہیں جو اس کو زمانۂ زندگی میں بھی بہت عزیز تھے اور ہر گلی کوچے میں فروخت ہوتے

عروہ بن زبیر۔ حضرت زبیر کے بیٹے اور حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے تھے۔ حضرت عائشہ کے آغوش تربیت میں پلے تھے۔ سیرت و مغازی میں کثرت سے ان کی روایتیں ہیں۔ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کے متعلق لکھا ہے۔ "کان عالما بالسیرۃ" صاحب کشف الظنون نے مغازی کے بیان میں لکھا ہے کہ بعضوں کی رائے ہے کہ فن مغازی کی سب سے پہلی کتاب انہی نے تدوین کی ٩٤ھ مطابق ٧١٢ء میں وفات پائی۔

عز الدولہ۔ بختیار۔ پسر معین الدولہ بن بویا۔ یکم

اپریل ۹۶۷ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۳۵۶ھ بروز دوشنبہ اس کے والد کا انتقال ہوا اور اسی روز عراق کی سلطنت پر قابض ہوا۔ خلیفہ الطائع باللہ نے اپنی دختر کی شادی اس کے ساتھ ۹۸۰ء میں کر دی جس کا دین مہر ایک لاکھ دینار قرار پایا۔ یہ ایک شریف شہزادہ تھا اور اس قدر جسمانی طاقت رکھتا تھا ایک بہت بڑے بیل کے سینگ پکڑ کر اس کو زمین پر پٹک دیتا تھا ایک جھگڑے میں جو کہ عزالدولہ اور اس کے چچازاد بھائی عضدالدولہ کے درمیان اپنے مقبوضات کی نسبت پیدا ہوا تھا آنکی عداوت ہو گئی۔ جس کی وجہ سے ایک جنگ واقع ہوئی اور ۲۹ مئی ۹۷۸ء بروز چہارشنبہ وہ مقابلے پر آئے اور لڑائی ہوئی جس میں عزالدولہ ۳۶ سال کی عمر میں قتل ہوا۔ اس کا سر ایک خوان میں رکھا گیا اور عضدالدولہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عضدالدولہ نے سر کو دیکھکر اپنی آنکھوں پر رومال رکھ لیا اور خوب رویا۔

عزالدین حسین۔ اس کو سلطان ابراہیم غزنی نے امیر حاجب کا منصب عطا کیا تھا جس عہدے پر اس کا طرز عمل اس قدر عمدہ رہا کہ بادشاہ نے غزنی خاندان کی ایک شہزادی سے اس کی شادی کر دی۔ روز بروز اس کی قدر و منزلت بڑھتی گئی۔ یہانتک کہ سلطان مسعود پسر ابراہیم نے اس کو صوبۂ غور پر قابض کر دیا۔ غزنی کی شہزادی سے اس کے سات بیٹے ہوئے۔ منجملہ اس کے ایک لڑکا فخرالدین مسعود بامیان کا بادشاہ ہوا۔ دوسرا لڑکا قطب محمد تھا۔ جس نے اپنے چچازاد بھائی کی شادی غزنی کے بادشاہ سلطان بہرام شاہ کی لڑکی سے کی تیسرا لڑکا علاء الدین حسن شاہزادہ غور تھا جس نے غزنی کو ۱۱۵۱ء میں غارت کیا عزالدین نے اپنی حیات میں سلجوقیوں اور غزنیوں کو خراج ادا کیا۔

عزالدین خالدخانی۔ کتاب دلائل فیروز شاہی کا مصنف ہے۔ جس کا اس نے فیروز شاہ کے حکم سے ایک ہندی کتاب سے ترجمہ کیا۔ جس میں علم حکمت و علم نجوم و علم الٰہی کا ذکر ہے۔

عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام دمشقی شیخ، شجرۃ المعارف کے مصنف ہیں سال ۱۲۶۲ء مطابق ۶۶۰ھ میں وفات پائی۔

عزّت۔ سید عبدالولی کا تخلص ہے ان کے والد کا نام سعداللہ تھا۔ جو نہایت نیک عالم اورنگ زیب کے معتمد الیہ تھے۔ عزت اپنے والد کی وفات کے بعد مرشد آباد آئے اور الہ وردی خاں نے ان کی مدد کی۔ اپنے مربی کی وفات کے بعد ۱۷۵۶ء میں یہ ملک دکن کو آگئے وہیں فوت ہوگئے یہ صاحب دیوان ہیں۔

عزت الدولہ مرزا محسن۔ برادر نواب صفدر جنگ ہندوستان پر نادر شاہ کے حملہ کرنے کے بعد شاہ محمد شاہ نے اس کو نادر شاہ کے پاس بطور سفیر فارس کو بھیجا تھا۔

عزیز۔ پورا نام عزیز اللہ خاں ہے دکن کا باشندہ تھا اس کا ایک دیوان بھی ہے اور ایک تصنیف نثر موسوم بہ "گلشن رنگ" ہے۔

عزیز الدین احمد قاضی۔ خان بہادر فیلو الہ آباد یونیورسٹی ممبر کورٹ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ۔ ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن۔ ۱۱ اپریل ۱۸۶۱ء کو بمقام بسواں ضلع سیتاپور

پیدا ہوئے۔ آپ خان بہادر قاضی سعید احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے فرزند اکبر ہیں۔ زمانۂ شاہی میں آپ کے بزرگ شاہان اودھ و دہلی کی سرکار میں معزز عہدوں پر رہے۔ اردو۔ انگریزی۔ اور ہندی میں بکثرت کتب اور رسالہ جات کے مصنف ہیں۔ گورنمنٹ کے حکم سے تاریخ دربار دہلی ۱۹۱۱ء کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو گورنمنٹ کے ایما سے لاہور میں رائے صاحب گلاب سنگھ نے شائع کی ہے جب ہز مجسٹی امیر افغانستان ہندوستان کی سیر کو تشریف لائے تھے تو بحکم گورنمنٹ آف انڈیا آپ اُن کے ہمراہ رکاب ہوئے۔ کل سفر ہندوستان میں ساتھ رہے۔

دہلی دربار ۱۹۱۱ء میں پریس کیمپ کا اہتمام آپ کے سپرد تھا جس کو بحسن وخوبی انجام دیا اور ۱۹۱۱ء میں امپریل سروس آرڈر کا خاص خطاب ملا۔ اس سے قبل ۱۹۰۷ء میں خان بہادری کا خطاب مل چکا تھا۔ جون ۱۹۱۸ء میں بجلدوئے خدمات جنگ بحکم وایسرائے ہند سند اعزاز عطا ہوئی۔ وزیر ریاست دتیا کے عہدہ پر ممتاز ہیں اور گورنمنٹ صوبہ متحدہ میں ڈپٹی کلکٹر تھے اب پنشن پاتے ہیں۔

عزیز اللہ زاہدی۔ یہ عموماً عزیز کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے ۱۸۰۱ء مطابق ۱۲۱۶ھ میں ایک مثنوی تصنیف کی۔

عزیز کوکہ مرزا۔ اکبر شاہ کا رضاعی بھائی تھا۔

عزیز مرزا۔ (مولوی۔ محمد) یہ لڑکپن ہی سے ذہین و ذکی تھے۔ علیگڑھ کالج سے بی۔ اے پاس کیا۔ حیدرآباد جاکر ہوم سکرٹری ہو گئے پھر اول تعلقدار اور جج ہائی کورٹ ہو کر اپنی سابقہ خدمات پر مامور کیے گئے۔ ایک نہایت متقی۔ دیانتدار خوش اخلاق اور ہمدرد قوم شخص تھے۔ حیدرآباد کی تعلیم پر اُنھوں نے خاص توجہ کی اور ریاست کی تعلیمی حالت پر ایک سبق آموز نوٹ لکھا ہے۔ اکثر علمی اور سوشل مجالس اور سوسائیٹیوں کے پریزیڈنٹ اور وائس پریسیڈنٹ رہے۔ اردو کانفرنس بدایوں میں بھی صدارت کی۔ تقریباً پچاس سال کی عمر پاکر ۲۶ فروری ۱۹۱۲ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ میں انتقال کیا۔ "خیالات عزیز" اور "کرم اردو" وغیرہ ان کی تصنیفات سے ہیں۔

عسجدی۔ سلطان محمود غزنوی کے دربار کا ایک زبردست شاعر۔ ماریہ کا باشندہ تھا عنصری کا شاگرد تھا۔ اپنی تصانیف میں بہت جدّت دکھائی جو کمیاب ہیں۔

عسقلانی (ملاحظہ ہو شہاب الدین ابو الفضل)

عسکری امام (ملاحظہ ہو حسن عسکری۔

عسکری مرزا۔ شہنشاہ بابر کا لڑکا ہے۔ جب اس کا بڑا بھائی ہمایوں دہلی کے تخت پر بیٹھا تو ضلع سرکار سنبھل اس کو بطور جاگیر کے دیا گیا۔ ہمایوں نے ایران سے واپسی کے بعد کچھ زمانے تک بجرم بغاوت مقید رکھا۔ بعد کو حج کے واسطے مکے جانے کی اجازت مل گئی۔ لیکن راستہ میں ۹۶۸ھ مطابق ۱۵۶۱ء عرب کے ریگستانوں میں فوت ہوا۔ اس کی ایک لڑکی تھی جس کی شادی مشہدی سے ہوئی۔

عشرت۔ قصۂ پدماوت اُردو منظوم کے آخر حصّہ کا مصنف ہے جس کو اس نے ۱۷۹۶ء میں پورا کیا۔

عشرت - مرزا علی رضا کا تخلص ہے جس نے ایک دیوان بہ عہد محمد شاہ ۱۷۴۷ء مطابق ۱۱۶۰ھ میں مرتب کیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد فوت ہوگیا

عشرتی - ایک شاعر کا تخلص ہے جو ایک چھوٹے سے دیوان کا مصنف ہے۔ اس کا نام آقا علی اصفہانی ہے وہ ہندوستان آیا تھا اور واپسی میں مشہد میں وفات پائی۔

عشق - تخلص شاہ رکن الدین جو شہنشاہ شاہ عالم کے عہد میں ہوا ہے۔

عشقی - ایک شاعر کا تخلص ہے جو بادشاہ محمد شاہ کے عہد میں ہوا ہے اور ایک دیوان کا مصنف ہے۔ وہ ۱۷۲۹ء مطابق ۱۱۴۲ھ میں فوت ہوا۔

عشقی - شیخ محمد وجیہہ بن غلام حسین مجرم ساکن پٹنہ کا تخلص ہے وہ دس سال تک سرکار انگریزی میں کہروار کا تحصیلدار رہا ۱۸۰۹ء مطابق ۱۲۲۴ھ میں حیات تھا۔ وہ ایک دیوان کے مصنف ہے

عصّار - شمس الدین محمد نام۔ عصار تخلص وطن تبریز۔ اس نے ایک مثنوی "مہر و مشتری" تصنیف کی جو ۲۰ فروری ۱۳۷۷ء مطابق ۱۰ شوال ۷۷۸ھ کو تکمیل کو پہنچی۔ ۱۳۸۲ء مطابق ۷۸۳ھ کو انتقال کیا

عصمت - خواجہ عصمت اللہ بخاری کا تخلص ہے۔ سلسلۂ نسب جعفر بن ابی طالب سے ملتا ہے۔ تمام اقسام نظم پر قادر تھا۔ امیر تیمور کے پوتے مرزا خلیل کو فن شاعری کی تعلیم دی۔ اور اسی کے عہد میں عروج پایا ۱۴۲۶ء مطابق ۸۲۹ھ میں وفات پائی۔

عصمت اللہ (ملا) سہارنپوری۔ ہندوستان کے علمائے مشاہیر میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر بینائی نہ تھی مگر مشہور ہے کہ باطن میں چشم بصیرت روشن تھی۔ اپنی تمام عمر تدریس و خدمت علم میں صرف کی۔ اکثر کتب آپ نے تصنیف کیں از انجملہ شرح خلاصۃ الحساب اور حاشیہ فوائد ضیائیہ یعنی شرح ملا جامی کے حواشی زیادہ مشہور ہیں۔ ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶۲۹ء میں وفات پائی۔

عضایری رازی - رے کا رہنے والا سلطان محمود غزنوی کے دربار کا عالم اور شاعر تھا۔ جس کے شاعرانہ مدحیہ قصائد کے صلہ میں سلطان نے چار ہزار درہم عطا کیے "مشرقی اقوام کی مذہبی رسوم کے لغت" میں عضایری رازی کا ذکر موجود ہے۔

عضد الدولہ - خاندان بنو امیہ کا بادشاہ تھا۔ ستمبر ۹۷۶ء مطابق ۳۶۶ھ میں فارس و عراق کی حکومت پر اپنے باپ رکن الدولہ کا جانشین ہوا۔ پھر اپنے چچا زاد بھائی عز الدولہ فخر الدولہ کو ۹۷۸ء مطابق ۳۶۷ھ میں قتل کیا اور اس کے بجائے خلیفۃ الطائع باللہ خلیفہ بغداد کے عہدۂ وزارت یا امیر الامرائی کا منصب دار ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا روضہ نجف اشرف میں تعمیر کرایا۔ اور بغداد اور دوسرے مقدس شہروں میں عالیشان عمارتیں بنائیں۔ دوشنبہ ۲۶ مارچ ۹۸۳ء مطابق ۸ شوال ۳۷۲ھ بعمر ۴۷ سال قمری انتقال کیا۔ اس کے جنازے کی نماز خلیفۂ وقت نے پڑھائی۔

عضد الدین شیرازی قاضی - اس کی متعدد تصانیف میں سے ایک کتاب موسومہ "مواقف عضدیہ" عربی میں فقہ پر ہے جو ابو اسحاق گورنر شیراز کے نام پر معنون کی گئی۔ گورنر موصوف کے زمانہ میں اس نے بہت شہرت حاصل کی ۱۳۵۵ء مطابق ۷۵۶ھ میں انتقال کیا۔

عطاء اللہ - بن محمد الحسینی - نیشاپوری "روضۃ الاحباب" تذکرۂ جناب رسول مقبول صلعم و اصحاب و دوازدہ امام اس کی تصنیف سے ہے - یہ کتاب بمقام ہرات ۱۴۹۱ء مطابق ۸۹۹ھ میں لکھی گئی اور امیر شیر علی کے نام پر معنون کی گئی - اس کا نام امیر جمال الدین عطاء اللہ بھی ہے - دوسری کتاب متعلق فن شاعری "تکمیل الصناعات" اسی کی مصنفہ ہے - یہ کتاب بھی میر شیر علی کے نام پر معنون کی گئی ہے - اس میں مصنف نے اپنے آپ کو عطاء الدین محمد الحسینی نیشاپوری لکھا ہے -

عطاء اللہ - تاج الدین محمد بن عطاء اللہ پورا نام ہے - یہ کتاب حکم العطیہ کا مصنف ہے یہ کتاب اسلامی فقہ میں مستند ہے اور شاہی کتب خانہ پیرس میں بہ نمبر ۶۷۲ موجود ہے

عطا بن ابی رباح - مکہ معظمہ کے مشہور تابعی تھے دو سو صحابہ کی خدمت میں رہے تھے اور اُن کے فیض صحبت سے اجتہاد کا رتبہ حاصل کیا تھا - مکہ معظمہ میں اِن کا حلقۂ درس نہایت وسیع تھا - بڑے بڑے ائمہ حدیث آپ کے شاگرد تھے - امام ابو حنیفہؒ نے بھی ان سے علم حدیث کی تعلیم حاصل کی تھی - ۱۱۵ھ مطابق ۷۳۳ء تک زندہ رہے -

عطا حسین خاں - اس کا تخلص تحسین تھا - اس نے چہار درویش کا ترجمہ موسوم بہ "نوطرز مرصع" کیا نواب آصف الدولہ کے عہد میں قریب ۱۷۷۵ء مطابق ۱۱۸۹ھ عروج پایا - چونکہ نوطرز مرصع میں بہت سے الفاظ و محاورات فارسی و عربی کے ہیں جس سے اِس کی اردو عام فہم اور بامحاورہ نہیں رہی اس لیے میر امن دہلوی نے ایک سلیس اور بامحاورہ ترجمہ ۱۸۰۲ء مطابق ۱۲۱۶ھ میں کیا جو باغ و بہار کے نام سے موسوم ہے -

عطّار - تخلص ہے فرید الدین عطار کا (ملاحظہ ہو فرید الدین)

عطا ملک - (عطاء الدین عرف عطا ملک ملاحظہ ہو)

عظمت اللہ شاہ - کتاب مظہر الاسرار کا مصنف ہے اس رسالہ میں الوہیت اور خلقت روح و دیگر دقیق مسائل تصوف پر پوری بحث کی گئی ہے -

عظمت علی - ساکن گدیا - ضلع بارہ بنکی - کچھ دن موضع مسولی ضلع بارہ بنکی میں رہے - حاجی وارث علی شاہ کے مرید تھے - مرشد نے رنگیلی شاہ نام رکھکر بابو پور ضلع بارہ بنکی میں بٹھا دیا تھا - اُس جگہ سے ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء مر کر اُٹھے - نماز روزہ کے پابند تھے - اچھے درویش تھے -

عظیم الامراء - نظام حیدر آباد کا وزیر تھا جو ۱۷۹۴ء میں رکن الدولہ کا جانشین ہوا -

عظیم الدولہ - نواب کرناٹک نواب امیر الامرا برادر حقیقی عمدۃ الامرا کا لڑکا تھا - عمدۃ الامرا کی وفات کے بعد انگریزوں نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لینا چاہی - مگر علی حسین نے جو قریبی وارث تھا انکار کیا - بدیں وجہ عظیم الدولہ کو جو متوفی کا بھتیجا تھا - گورنمنٹ برطانیہ نے ۳۱ - اگست ۱۸۰۱ء کو تخت نشین کیا ۲ - اگست ۱۸۱۹ء کو وفات پائی - بعدہٗ اس کا لڑکا عظیم جاہ ۳ فروری ۱۸۲۰ء کو نواب کرناٹک بنایا گیا -

عظیم الشان - بہادر شاہ بادشاہ دہلی کا دوسرا لڑکا تھا اِس کو عالمگیر نے بنگال کا گورنر مقرر کیا تھا - اِس نے پٹنہ کو دار السلطنت بنایا اور اُس کا نام عظیم آباد رکھا دادا کی وفات کی خبر سُن کر اپنے بیٹے فرخ سیر کو امور مملکت کے انتظام کے واسطے چھوڑا اور خود آگرے آیا - یہ ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۱۹ھ کی لڑائی میں جو اس کے باپ اور چچا اعظم شاہ کے درمیان ہوئی موجود تھا - اپنے باپ کی وفات کے بعد جو لڑائی جہاندار شاہ

اور اُس کے دوسرے بھائیوں کی مابین ہوئی اُس میں فروری ۱۲، ۱۷۱۲ء مطابق محرم ۲۴، ۱۱۲۴ھ کو مارا گیا۔

عظیم اللہ خاں ۔ مسٹر شیپرڈ (Shepfard) نے اپنے تذکرہ غدر میں لکھا ہے کہ ۱۸۳۷-۳۸ء کے قحط میں یہ لڑکا اور اس کی ماں فاقہ سے جاں بلب تھی۔ اُس وقت اُنھوں نے اِس کو اُٹھالیا۔ بعدہٗ کان پور فری اسکول میں بہ نگرانی مسٹر پیٹن Patan داخل کردیا گیا اور دس سال بعد خود بھی مدرس ہوگیا۔ چند سال بعد اس نے نانا صاحب کی ملازمت کرلی۔ جس نے اس کو انگلستان اِس غرض سے بھیجا کہ وہاں جاکر نانا صاحب کی حالت پر گورنمنٹ کو توجہ دلائے۔ وہ وہاں کی سوسائٹی میں ہر دلعزیز ہوگیا اور سیبسٹوپول کے لشکر کے دیکھنے کو گیا۔ پھر ۱۸۵۶ء میں ہندوستان واپس آیا۔ اِس نے شاہ دہلی سے سازش کی اور نانا صاحب کو باغی فوج کا ساتھ دینے کی ترغیب دی۔ کانپور کے قتل عام کا محرک اسی شخص کو بتایا جاتا ہے۔ جب کانپور پر قبضہ ہوا تو وہ بھاگ کر مفقود الخبر ہوگیا۔

عظیم بن مُلّا قائدی ۔ مُلّا نظیری کا بھتیجا اور نیشاپور کا فارسی شاعر ہے۔ ۱۶۳۳ء مطابق ۱۰۴۲ھ کے قریب گذرا ہے ایک دیوان اور مثنوی فوز عظیم اس کی تصنیف سے ہے۔

عظیم جاہ ۔ ارکاٹ کا نواب تھا۔ ۱۴ جنوری ۱۸۴۳ء کو انتقال کیا۔ ۷۴ سال کی عمر پائی۔ یہ عظیم جاہ نواب کرناٹک کا دوسرا لڑکا تھا۔ اور نواب غلام محمد غوث خاں مرحوم کا چچا تھا۔ ڈھائی ہزار روپیہ پنشن سرکار سے پاتا تھا۔

عظیم جاہ ۔ (نواب) سراج الامرا نواب کرناٹک عظیم الدولہ کا بیٹا تھا۔ گورنمنٹ نے ۳۔ فروری ۱۸۲۰ء کو تخت نشین کیا۔ ۱۲ نومبر ۱۸۲۵ء کو انتقال کیا۔ اس وقت اُس کی عمر ۳۴ سال کی تھی۔

عفیف (شمس سراج عفیف ملاحظہ ہو)

عقبہ بن ابی معیط ۔ بنو امیہ میں سے آنحضرت صلعم کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ نماز پڑھنے کی حالت میں ابو جہل کے کہنے سے آپ کے دوش مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی اسی نے لاکر ڈالی تھی۔

عقبہ بن نافع فہری ۔ امیر معاویہ کے زمانہ میں افریقہ کے گورنر تھے۔ زاہد مرتاض خدا پرست بزرگ تھے ۵۰ھ مطابق ۶۷۰ء میں ٹیونس کے جنوب میں ایک اسلامی چھاؤنی کی بنیاد ڈالی جس کا نام قیروان ہے اس سے اُن کی یہ غرض تھی کہ رومیوں کے بحری حملوں کی مدافعت اور جنگ جو اقوام بربری کی بغاوتوں کا خاتمہ ہوجائے۔ عقبہ نے بربریوں کو باعانہ اربہ تنجا۔ کی مشہور لڑائیوں میں شکست دی۔ ان کی فتوحات شمالی افریقہ میں بحر اٹیلانٹک تک پہنچ گئی تھیں۔ لیکن بربریوں نے انھیں چین سے نہ بیٹھنے دیا اُنھیں کے ہاتھ سے ایک لڑائی میں شہید ہوئے۔

عقیل ۔ ابن ابی طالب حضرت مولا علی۔ کے بھائی تھے

عکرمہ ۔ کنیت ابو عبد اللہ حضرت ابن عباسؓ کے غلام تھے۔ اُنھوں نے آزاد کردیا تھا۔ اس کے بعد ان کے شاگرد ہوئے وہ ایک بڑے عالم اور فقیہ گزرے ہیں ۱۰۵ھ مطابق ۷۲۵ء میں وفات پائی۔

علاء الدولہ (نواب) بنگال کا نواب تھا۔ (ملاحظہ ہو سرفراز خاں)

علاء الدولہ ۔ جنید بغدادی کے مریدانِ خاص میں سے تھا۔ بحالت جوانی ارغوں خاں بادشاہ فارس کی ملازمت میں آیا۔ اسی بادشاہ کے یہاں اس کا چچا شرف الدین سمنانی اُمرائے شاہی میں داخل تھا ۲۳۔ رجب المرجب ۷۳۶ھ مطابق ۸ ربیع ۱۳۳۶ء

ستر برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

علاء الدولہ میر۔ (ملاحظہ ہو کامی)

علاء الدولہ نواب۔ شاہ رخ مرزا کا پوتا تھا۔ اُس کی وفات پر ۸۵۰ھ ۱۴۴۷ء میں ہرات کا بادشاہ ہوا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد اُس کے چچا اُلغ بیگ نے اُس کو معزول کر دیا۔ ۸۵۳ھ ۱۴۴۹ء میں اُلغ بیگ کے مرنے پر سلطان بابر اُس کے بھائی نے اُسے قید کیا اور اندھا کر دیا۔ ۸۵۹ھ ۱۴۶۰ء میں فوت ہو گیا۔

علاء الدین۔ (حسن صباح ملاحظہ ہو)

علاء الدین اتسز۔ علاء الدین حسن غوری کا بیٹا تھا۔ بہاء الدین سام کو ۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء میں شکست دیکر غور کا بادشاہ ہوا۔ صرف چار برس سلطنت کی تاج الدین یلدرز کے مقابلہ میں ۶۱۱ھ ۱۲۱۴ء میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔

علاء الدین حسن گنگوہی بہمنی۔ خاندان بہمنی دکن کا پہلا بادشاہ تھا۔ دہلی کا باشندہ تھا پہلے ایک برہمن گنگوہ نامی کی ملازمت میں تھا۔ برہمن منجم تھا۔ شہزادہ محمد تغلق جو بعد کو بادشاہ دہلی ہوا۔ اُس کے ساتھ مہربانی کرتا تھا۔ اس برہمن نے علاء الدین کو یقین دلایا کہ اُس کے جنم پتر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کی مہربانی سے کسی زمانے میں کسی بڑے مرتبہ پر پہنچیگا۔ اس نے علاء الدین سے یہ وعدہ لیا کہ اگر کبھی وہ برسر حکومت ہو جائے تو اپنے نام کے ساتھ گنگوہ کا لفظ استعمال کرے گا اور اُسے وزیر خزانہ بنلے گا اتفاقات زمانہ سے دولت آباد کا حاکم و رعایا بادشاہ سے بگڑ بیٹھے۔ علاء الدین کو جو اُس وقت ظفر خاں کے لقب سے مشہور تھا۔ اپنا بادشاہ بنا لیا۔ بروز جمعہ بتاریخ ۳ اگست ۱۳۴۷ء مطابق ۲۴۔ ربیع الثانی ۷۴۸ھ بمقام گلبرگہ رسم تخت نشینی ادا کی گئی۔ اس نے علاء الدین حسن گنگوہ کا لقب اختیار کیا۔ گلبرگہ کو دار السلطنت بنا کر احسن آباد کے نام سے موسوم کیا۔ دس برس دس مہینے سات روز سلطنت کرنے کے بعد ۱۰ فروری ۱۳۵۸ء مطابق یکم ربیع الاوّل ۷۵۹ھ میں فوت ہوا۔ اس نے اپنے زمانہ میں تمام صوبجات دکن جو تخت دہلی کے تابع تھے۔ اپنی سلطنت میں شامل کر لیے۔ اس کے بعد محمد شاہ بہمنی جانشین ہوا۔ (خاندان بہمنیہ کے حکمراں جن کا دار السلطنت گلبرگہ رہا حسب ذیل گزرے ہیں:-

نام بادشاہ	سال تخت نشینی
علاء الدین حسن اوّل	۷۴۸ھ / ۱۳۴۷ء
محمد شاہ اوّل	۷۵۹ھ / ۱۳۵۸ء
مجاہد شاہ	۷۷۶ھ / ۱۳۷۵ء
داؤد شاہ	۷۸۰ھ / ۱۳۷۸ء
محمود شاہ	۷۸۰ھ / ۱۳۷۸ء
غیاث الدین	۷۹۹ھ / ۱۳۹۷ء
شمس الدین	۷۹۹ھ / ۱۳۹۷ء
فیروز شاہ الملقب بہ روز افزوں	۸۰۰ھ / ۱۳۹۷ء
احمد شاہ ولی	۸۲۵ھ / ۱۴۲۲ء
علاء الدین احمد دوم	۸۳۸ھ / ۱۴۳۵ء

اس کے بعد ہمایوں۔ نظام شاہ۔ محمد شاہ دوم محمود دوم۔ احمد شاہ دوم۔ علاء الدین سوم۔ ولی اللہ۔ کلیم اللہ یکے بادیگرے۔ برائے نام بادشاہ ہوئے اور کلیم اللہ سے نکلکر یہ سلطنت امیر برید کو جس کا دار السلطنت احمد آباد تھا پہنچی

علاء الدین حسن غوری۔ غور کا شہزادہ تھا۔ جہاں سوز

کے لقب سے مشہور تھا اُس کا بڑا بھائی قطب الدین غور کا بادشاہ تھا۔

علاء الدین حسین شاہ۔ سید اشرف کا بیٹا تھا۔ مظفر شاہ کو غور میں شکست دیکر ۸۹۹ھ مطابق ۱۴۹۳ء میں بنگال کے تخت پر بیٹھا۔ ۲۸ برس سلطنت کی۔ اس قدر طویل زمانہ سلطنت اُس کے کسی پیشرو کو نصیب نہیں ہوا۔ ۹۲۷ھ مطابق ۱۵۲۱ء میں عمر طبعی کو پہنچکر انتقال کیا۔ اُس کا بیٹا نصرت شاہ جانشین ہوا۔

علاء الدین خلجی۔ اس کو سکندر ثانی بھی کہتے ہیں۔ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا بھتیجا اور داماد تھا۔ اُس نے اپنے چچا سلطان جلال الدین کو کڑا مانک پور ضلع الہ آباد صوبہ متحدہ میں بتاریخ ۱۷ رمضان المبارک ۶۹۵ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۲۹۶ء قتل کردیا اور فوج لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ رکن الدین ابراہیم پسر فیروز شاہ کو شکست دیکر ذی الحجہ ۶۹۵ھ مطابق اکتوبر ۱۲۹۶ء میں خود تخت نشین ہوگیا۔ یہ پہلا مسلمان بادشاہ تھا جس نے دکن کو فتح کرنے کی کوشش کی اور ۱۳۰۳ء میں چتور کے قلعے پر قبضہ کرلیا۔ کہا جاتا ہے کہ دہلی کی سلطنت جس قدر اُس بادشاہ کے زمانہ میں عروج پر رہی اُس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ قلعے۔ حوض منارے۔ مساجد دار العلوم خانقاہیں اور دیگر شاندار شاہی عمارات کثرت سے اس بادشاہ کے وقت میں تعمیر ہوئیں۔ مشہور ہے کہ ہر وقت ستر ہزار معمار اور کاریگر موجود رہتے تھے جو دو تین روز میں ایک محل تیار کردیتے تھے۔ علماء فضلا۔ شعرا مشائخ۔ جو دہلی میں نامور ہوئے اُن میں سے اکثر اسی بادشاہ کے عہد سے تعلق رکھتے ہیں حضرت خواجہ امیر خسرو۔ خواجہ حسن صدر الدین علی فخر الدین خواص۔ حمید الدین راجہ۔ مولینا عارف شہاب الدین۔ صدر نشین۔ مولینا بدر الدین دمشقی مولینا شتابی۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی بدایونی۔ اسی بادشاہ کے زمانے میں گذرے ہیں۔ اس بادشاہ کے سال وفات میں اختلاف ہے صاحب تاریخ فرشتہ ۶ شوال ۷۱۶ھ مطابق ۱۳۱۶ء لکھتے ہیں اور حضرت امیر خسرو نے بقیہ نقیہ میں ۷۱۵ھ مطابق ۱۳۱۵ء لکھی اس نے اپنا مقبرہ اپنی حیات میں تعمیر کرایا۔ جو پرانی دہلی میں واقع ہے۔ ۲۰ برس سلطنت کی۔

علاء الدین خواجہ عطا ملک۔ شمس الدین محمد کا بھائی صاحب دیوان تھا۔ ایک تاریخ موسومہ جہاں کشا اس کی تصنیف سے ہے۔

علاء الدین سید بادشاہ دہلی۔ خاندان سادات کا آخری بادشاہ تھا۔ ۱۴۴۶ء میں اپنے باپ محمد شاہ کی جگہ تخت نشین ہوا اور ۸۵۲ھ مطابق ۱۴۴۸ء میں بدایوں چلا گیا۔ یہ بادشاہ ضعیف العقل اور انتظام سلطنت کے ناقابل تھا۔ جب ملک میں طوائف الملوکی رونما ہوئی۔ تو حسام خاں اور حمید خاں وزرائے سلطنت نے ملک بہلول لودی کو ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۱ء میں تخت پر بٹھا دیا۔ اس کے بعد ملک بہلول نے سلطان علاء الدین کو ایک عرضداشت بھیجی۔ جس میں اپنی اطاعت اور فرماں برداری کا اعتراف کیا۔ بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ مجھے تخت دہلی سے کچھ غرض نہیں ہے میں خود حکومت بدایوں پر قانع ہو کر تجھے سلطنت دہلی دیتا ہوں۔ اس وقت سے بہلول بے چون و چرا دہلی کا بادشاہ ہوگیا۔ اور علاء الدین اپنے مرتے دم

تک بدایوں اور نواح بدایوں میں سلطنت کرتا رہا دریائے گنگ کے کنارے سے دامن کوہ تک اس کی حکومت تھی۔ ۸۸۳ھ مطابق ۱۴۷۸ء علاء الدین فوت ہوا۔ مزار بدایوں میں ہے۔

علاء الدین صابر۔ (ملاحظہ ہو علی احمد صابر)

علاء الدین علی القریشی۔ ابن نفیس ۔ موجز قانون فی الطب کا مصنف تھا۔ ۱۲۸۸ء میں فوت ہوا۔

علاء الدین علی شاہ۔ مغربی بنگال کا بادشاہ تھا۔ فخرالدین مبارک شاہ کو شکست دیکر بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ اس کو ۷۴۶ھ مطابق ۱۳۴۵ء میں خواجہ الیاس نے مروا ڈالا۔ اور خود شمس الدین الیاس شاہ کا لقب اختیار کرکے جانشین ہوا۔

علاء الدین عماد شاہ۔ اپنے باپ فتح اللہ عماد شاہ کے مرنے پر ۱۵۱۳ء میں دکن میں برار کا بادشاہ ہوا۔ اس نے اسمٰعیل عادل شاہ کی بہن خدیجہ سے ۱۵۲۸ء میں شادی کی اور ۱۵۳۲ء میں فوت ہو گیا۔ دریا عماد شاہ اس کا لڑکا جانشین ہوا۔

علاء الدین کیقباد۔ سلجوقی خاندان کا شہزادہ تھا۔ جب سلطان ملک شاہ نے اناطولیہ کو ایشیائی ترکی میں شامل کرلیا۔ تو اُس نے وہاں کی حکومت سلیمان بن قطلمس کو دیدی جس کا خاندان اباقاخان بادشاہ فارس کے زمانہ تک حکمران رہا۔ علاء الدین کیقباد اسی سلیمان شاہ کی نسل سے تھا اور ۱۲۳۹ء میں فوت ہوا۔

علاء الدین مجذوب شاہ۔ یہ ایک مجذوب فقیر آگرہ میں گزرے ہیں۔ عام لوگ ان کو شاہ علاول بلاول کہتے تھے۔ ان کے باپ کا نام سید سلیمان تھا۔ اسلام شاہ بن شیر شاہ سور کے عہد میں ۱۵۴۶ء میں وصال ہوا۔ بمقام آگرہ محلہ نائی کی منڈی میں مزار ہے۔ ہر سال عرس میں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے۔

علاء الدین محمد السمرقندی۔ القدوری جس کو تحفۃ الفقہا بھی کہتے ہیں۔ ان کی تصنیف سے ہے۔ اس کتاب کی شرح ان کے شاگرد ابوبکر بن مسعود الکاشانی نے لکھی ہے جو البدائع والصنائع کے نام سے موسوم ہے۔ الکاشانی کا انتقال ۱۱۹۱ء مطابق ۵۸۷ھ میں ہوا۔

علاء الدین مسعود۔ شمس الدین التمش کا پوتا تھا۔ اور سلطان رکن الدین فیروز کا بیٹا تھا۔ بہرام شاہ کے قتل ہونے کے بعد ذیقعدہ ۶۳۹ھ مطابق ۱۲۴۱ء میں دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ چار برس سلطنت کی۔ ۲۳۔ محرم الحرام ۶۴۴ھ مطابق ۱۰ جون ۱۲۴۶ء کو فوت ہو گیا۔

علامہ حلی۔ (شیخ) شیعہ مذہب کے بڑے فقیہ گذرے ہیں۔ نام شیخ العلامہ جمال الدین حسن بن یوسف المتاخر حلی تھا۔ خلاصۃ الاقوال کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں اکابر شیعہ کے حالات درج ہیں۔ حدیث میں کتب معابیح الانوار دُرّ المرجان تصنیف کی ہیں۔ تلخیص الامرام۔ غایت الاحکام۔ تحریر الاحکام۔ مختلف الشیعہ ارشاد علامہ۔ مشہور تصانیف ہیں۔ ۱۳۲۶ء مطابق ۷۲۶ھ میں وفات پائی۔

علامہ دوانی (ملاحظہ ہو دوانی)

علامی۔ شیخ۔ ابو الفضل کا تخلص ہے۔ ملاحظہ ہو ابو الفضل۔

علامی شیرازی۔ شیراز کے ایک مشہور فلسفی اور عالم تھے۔ رباعیات میں اُن کی ایک کتاب دُرّ التاج کے نام سے مشہور ہے۔

علقمہ بن قیس - عبداللہ بن مسعود کا شاگرد رشید مشاہیر اہلِ علم میں تھا۔ سنہ ۶۸۱ء مطابق سنہ ۶۱ھ میں فوت ہوا۔

علوی خاں - (حکیم سید معتمد الملک)، دہلوی۔ اصل نام محمد ہاشم بن حکیم محمد ہادی ہے۔ محمد بن حنیفہ کی اولاد سے تھے۔ پیدائش رمضان سنہ ۱۰۸۰ھ مطابق سنہ ۱۶۶۹ء بمقام شیراز ہوئی سنہ ۱۱۱۱ھ میں ہندوستان آکر عالمگیر بادشاہ کے یہاں شاہزادہ محمد اعظم کی ملازمت پر متعین ہوئے۔ شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد میں "علوی خاں" کا خطاب پایا۔ محمد شاہ بادشاہ نے چاندی میں تول کر منصب شش ہزاری وخطاب "معتمد الملک" سے سرفراز کیا۔ نادر شاہ بہ اعزاز تمام اپنے ہمراہ لے گیا۔ وہاں سے حج بیت اللہ شریف کو گئے سنہ ۱۱۵۶ھ مطابق سنہ ۱۷۴۳ء میں دہلی واپس آکر ۲۵ رجب سنہ ۱۱۶۰ھ مطابق سنہ ۱۷۴۷ء کو انتقال کیا اور اپنی وصیت کے مطابق حضرت نظام الدین اولیاؒ کے جوار میں دفن کیے گئے "جامع الجوامع وخلاصہ التجارب" علم طب میں ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

علی (ملاحظہ ہو ملا ناصر علی)

علی (ملا)، محدث۔ تخلص طاری تھا۔ سنہ ۱۵۷۳ء مطابق سنہ ۹۸۱ھ میں انتقال ہوا۔ "ملا عالم" مادہ تاریخ ہے۔

علی ابراہیم خاں - پٹنے کا رہنے والا شاعر تھا۔ اردو شعراء کا ایک تذکرہ موسوم بہ گلزار ابراہیم سنہ ۱۷۸۲ء مطابق سنہ ۱۱۹۶ھ میں لکھا۔

علیؓ ابن ابو طالب - اسم مبارک علی کنیت ابوالحسن ابوتراب ہے۔ القاب مرتضیٰ اسد اللہ شاہ مرداں حیدر کرار وغیرہ ہیں۔ آپ ابو طالب بن عبدالمطلب کے لڑکے اور رسول اللہ صلعم کے حقیقی چچازاد بھائی ہیں۔ والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ بمقام مکہ معظمہ خاص خانہ کعبہ کے اندر بروز جمعہ بتاریخ ۱۳۔ رجب المرجب سال ہجری سے ۲۳۔ سال قبل یعنی سنہ ۵۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ لڑکوں میں سب سے پہلے بعمر ۱۲ سال اسلام قبول کیا۔ علوم ظاہرو باطن میں کامل واکمل ہوئے۔ صوفیہ کرام کے سلاسل آپ ہی سے شروع ہوتے ہیں۔ صاحب تصانیف بھی تھے۔ واقعہ ہجرت کے وقت کفار آنحضرت صلعم کو شہید کردینے کی فکر میں تھے۔ اُس وقت حضور مولا علی آنحضرت کے بستر پر چادر اوڑھ کر بلاخوف جان لیٹ گئے۔ اور آنحضرتؐ مدینے کو روانہ ہوئے اکثر غزوات اسلام میں آپ رسول خدا صلعم کے ساتھ رہے۔ قلعہ خیبر سنہ ۷ھ مطابق سنہ ۶۲۸ء میں آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ یہ لڑائی یہود سے ہوئی۔ خیبر میں متعدد مضبوط قلعے بنے ہوئے تھے۔ جن پر مسلمان قابض ہوگئے۔ آخری لڑائی قلعہ قاموس پر ہوئی تھی جس میں ایک قوی ہیکل مہیب صورت مشہور پہلوان مرحب نامی حضرت علی کی ذوالفقار سے مارا گیا۔ ہجرت کے تھوڑے دنوں بعد سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ دختر رسولِ خدا صلعم کے ساتھ شادی ہوئی۔ سنہ ۳۶ھ مطابق سنہ ۶۵۶ء میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد عام انتخاب سے آپ خلیفہ مقرر ہوئے خلفائے اولین کے عہد میں بھی آپ مشیر اعلیٰ کے طور پر کام کرتے تھے اور اُن کو اپنے مخلصانہ ودانشمندانہ مشوروں سے مدد دیتے تھے۔ بدقسمتی سے جب آپ کی خلافت کا زمانہ

آیا۔ کل ممالک اسلامیہ میں نالائق گورنروں کی بدعملیوں کی بدولت بدامنی پھیل گئی تھی۔ اور بنی اُمیّہ کی سازشیں شروع ہو گئی تھیں۔ جب آپ نے نالائق گورنروں کی معزولی کے احکام صادر کیے تو بعض نے سرکشی کی اور امیر معاویہؓ نے اُن کا ساتھ دیکر علم بغاوت بلند کیا۔ جنگ جمل و جنگ صفین مشہور لڑائیاں اسی عہد میں واقع ہوئیں آخر زمانے میں حضرت علی کرم اللہ وجہ نے بجائے مدینے کے کوفے کو دار الخلافت بنایا وہیں سنہ ۴۰ھ میں خارجیوں کی سازش سے عبدالرحمن ابن مُلجم نے مسجد کے اندر نماز فجر کی حالت میں ۱۹ رمضان سنہ ۴۰ھ مطابق ۲۲ جنوری سنہ ۶۶۱ء کو بروز جمعہ ایک زہریلی تلوار سے سر مبارک کو زخمی کیا۔ کئی روز بعد ۲۱ رمضان المبارک کو اسی زخم کی وجہ سے شہادت واقع ہوئی۔ چار سال نو ماہ ۳ یوم خلافت کی مہر خلافت میں "الملک للہ" کندہ تھا۔ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ مزار مقدس نجف اشرف میں واقع ہے۔ آپ سے دوازدہ امام کا سلسلہ چلتا ہے۔ جس کی فہرست یہ ہے۔ علی علیہ السلام۔ حسن علیہ السلام حسینؑ علیہ السلام۔ زین العابدین علیہ السلام۔ محمد باقر علیہ السلام۔ جعفر صادق علیہ السلام۔ موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ موسیٰ رضیٰ علیہ السلام۔ محمد تقی علیہ السلام علی نقی علیہ السلام۔ حسن عسکری علیہ السلام مہدی علیہ السلام۔ جناب سیدہ کے بعد اور بھی نکاح کیے۔ سب بیبیوں سے اٹھارہ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جناب سیدہؓ کے بطن سے تین صاحبزادے حضرت امام حسن۔ امام حسین اور حضرت محسن علیہم السلام پیدا ہوئے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت امام حسنؑ خلف اکبر جانشین ہوئے۔

علی ابراہیم خاں۔ پٹنے کا رہنے والا شاعر تھا خلیل تخلص تھا۔ اردو شعرا کا ایک تذکرہ موسوم بہ گلزار ابراہیم سنہ ۱۷۸۲ء مطابق سنہ ۱۱۹۶ھ میں لکھا

علی احمد شیخ۔ شیخ حسین نقشی کے لڑکے جہانگیر کے عہد میں ایک عالم تھے۔ فن مہر کنی کے ماہر تھے ۱۰ محرم سنہ ۱۰۱۸ھ مطابق سنہ ۱۶۰۹ء کو شہنشاہ جہانگیر کے حضور میں ایک غزل خواجہ حسن دہلوی کی گائی گئی۔ اُس کے ایک شعر کو سُن کر ان پر وجد طاری ہوا۔ اور اُسی حالت میں راہی دار البقا ہوئے

علی احمد صاحب صابر۔ لقب علاء الدین مخدوم صابری۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید عبدالرحیم عبدالسلام تھا۔ نسباً سید حسنی ہیں۔ سید عبدالرحیم آپ کے والد ماجد بتقریب تجارت بغداد سے ہرات میں آئے تھے۔ کوٹووال علاقہ دینا پور ضلع ملتان میں حضرت بابا گنج شکر فرید کے بلانے پر تشریف لائے اور وہیں بی بی ہاجرہ خاتون جمیلہ سے نکاح ہوا۔ ۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ مطابق سنہ ۱۱۹۵ء کو مخدوم صاحب بمقام ہرات پیدا ہوئے۔ سنہ ۶۰۰ھ مطابق سنہ ۱۲۰۴ء میں حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پاک پٹن میں حاضر ہوئے۔ تین برس تک علوم ظاہری کی تحصیل میں مصروف رہے۔ ۲۵ شوال سنہ ۶۰۳ھ مطابق سنہ ۱۲۰۶ء کو حضرت بابا صاحب کے مرید ہو کر فیض باطنی سے بہرہ یاب ہوئے۔ سنہ ۶۵۰ھ م سنہ ۱۲۵۲ء میں بابا صاحب کے حکم سے بمقام کلیر جوڑ کی کے قریب ضلع سہارنپور میں واقع ہے تشریف لائے آپ کا شمار بابا صاحب کے

خلفائے اجل میں تھا۔ آخر وقت تک کلیر میں مقیم رہ کر عبادت آلہی میں مشغول رہے۔ یہاں آپ کے اکثر خرق عادات جن سے شانِ جلالی پائی جاتی تھی ظاہر ہوئیں۔ جس جگہ آپ اول دفعہ اُترے تھے وہیں آپ کا مزار مقدس ہے اور جس درخت گولر کے نیچے آپ عبادت فرماتے تھے اُس کا نشان بھی ابھی تک موجود ہے کہا جاتا ہے کہ آپ ہمیشہ صائم رہتے تھے اور اس درخت کے گولر بلا نمک اُبال کر وقتِ افطار کھا لیتے تھے۔ ۱۳۔ ربیع الاوّل سنہ ۶۹۰ھ مطابق سنہ ۱۲۹۱ء تاریخ وصال ہے

علی اصغر۔ امام حسینؑ کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ جو عالم شیر خواری میں میدان کربلا میں دشمنوں کے تیر سے سنہ ۶۱ھ مطابق سنہ ۶۸۰ء میں شہید ہوئے۔

علی اصغر قنوجی۔ تفسیر قرآن شریف الموسوم بہ سواکب التنزیل کے مصنف سنہ ۱۱۴۰ھ مطابق سنہ ۱۷۲۷ء میں فوت ہوئے۔

علی اکبر۔ حضرت امام حسینؑ کے بڑے صاحب زادہ تھے۔ جو شکل وصورت میں پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے۔ شروع شباب میں بعمر ۱۸ یا ۱۹ سال میدان کربلا میں ۱۰۔ محرم سنہ ۶۱ھ مطابق ۱۰۔ اکتوبر سنہ ۶۸۰ء کو شہید ہوئے۔

علی اکبر۔ مجمع الاولیاء کے مصنف جو شاہجہانی عہد میں سنہ ۱۰۳۸ھ مطابق سنہ ۱۶۲۸ء میں لکھی گئی تھی جس میں اُس زمانہ تک کے تمام اولیا اللہ کے حالات درج ہیں اور شاہجہاں کے نام سے منسوب ہے۔

علی اکبر الہ آبادی۔ فصول اکبری واُصول اکبری و دیگر چند کتب کے مصنف ہیں۔

علی امجد حسین (مولوی۔ قاضی۔ امجد الافاضل) ابن مولوی فضل حسن۔ شیوخ صدیقی محمدی سے ساکن بدایوں تھے سنہ ۱۲۵۰ھ مطابق سنہ ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوئے اردو۔ فارسی۔ انگریزی سنسکرت میں شعر لکھتے تھے۔ تین دیوان اردو کے اور دو دیوان فارسی کے مطبوعہ ہیں۔ علاوہ ان دیوانوں کے اکثر کتب اور رسالے۔ اردو۔ فارسی۔ بھاشا میں تصنیف و تالیف کیے۔ مولانا مذاق بدایونی کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ سنہ ۱۳۰۶ھ مطابق سنہ ۱۸۸۹ء عرب و حجاز وغیرہ کا سفر کیا۔ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے زائر تھے۔ فریضۂ حج اور زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔ سلطان ایران کی طرف سے ان کو "امجد الافاضل" اور ان کے چھوٹے بھائی حکیم مولوی جعفر حسن کو جو ان کے ہمسفر تھے شمس الاطبا کا خطاب ملا۔ اپنے وطن بدایوں میں ایک امام باڑہ تعمیر کرا کے وقف کر دیا ہے۔ سرکار انگریزی کی طرف سے قاضی شہر تھے سنہ ۱۳۳۶ ہجری۔ مطابق سنہ ۱۹۱۸ء میں ان کی وفات ہوئی اور اپنے تعمیر کردہ امام باڑہ میں دفن ہوئے

علی بائی۔ اسلامی ممالک میں الامیر۔ الحکیم۔ الشریف۔ الفقیہہ۔ الحاج۔ علی۔ بائی۔ ابن عثمان بائی۔ العباس خادم بیت الحرام کے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ ان کو زبانِ عربی میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ اور علم ریاضیات وطبیعیات کا بھی مطالعہ کیا تھا۔ سنہ ۱۸۰۲ء میں انگلستان کا سفر کیا۔ اور جون سنہ ۱۸۰۳ء میں اسپین سے براہ

سمندر مرا کو پہنچے طرابلس - قبرس - مصر - عرب شام - ترکی کی سیاحت کی اور ایک مبسوط سفرنامہ لکھا - جو اشعار علی بالک کے نام سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر بمقام لندن ۱۸۱۶ء میں شائع ہوا - جزیرۂ قبرس میں اُنھوں نے اُن آثار قدیمہ کی تحقیقات کی جن پر اُن سے پہلے توجہ نہیں کی گئی تھی - اُنھوں نے اپنے سفرنامے میں خانۂ کعبہ کی تعمیر وغیرہ کا اس قدر تفصیلی حال لکھا ہے کہ اس سے پہلے کسی سیاح نے نہیں لکھا - اسی طرح سے بیت المقدس کے اندر داخل ہو کر وہاں کا حال بھی لکھا ہے -

علی بخش خاں (مولوی) بدایوں کے رہنے والے مولوی فیض احمد بدایونی کے شاگرد - مولینا شاہ عبدالمجید عین الحق بدایونی کے مرید تھے - صوبہ متحدہ میں صدر الصدور و صدر امین رہے - شاعر بھی تھے - شرر تخلص تھا - سر سید کے ہمعصر تھے اُن سے مذہبی معاملات میں چھیڑ چھاڑ ہوتی رہتی تھی - سر سید کے بعض مذہبی خیالات کی تردید میں دو رسالے تائید الاسلام و شہاب ثاقب لکھ کر اُس زمانہ میں خوب شہرت حاصل کی آخر عمر میں پنشن لیکر حج کو تشریف لے گئے - اپنے رسالوں کو جو سر سید کے خلاف لکھے تھے مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں جا کر تقسیم کیا اور اُن کی بنا پر سر سید کے خلاف کفر کے فتوے حاصل کیے - تائید الاسلام میں سر سید کے متعلق جو خلاف واقعہ باتیں لکھی گئی تھیں - سر سید نے اُن کو دافع البہتان میں دکھایا ہے - اسی زمانے میں سر سید نے مولوی صاحب موصوف کو مخاطب کر کے لکھا تھا کہ جو اتہام آپ نے مجھ پر لگائے ہیں جب تک میں معاف نہ کروں معاف نہیں ہو سکتے - پس مقتضائے ایمانداری یہ ہے کہ آپ حج در احمد کا احرام باندھیے اور گناہوں کی معافی چاہیے ورنہ روز جزا اپنے کرتوتوں کا مزا آپ کو معلوم ہو جائیگا - مولوی صاحب کا ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں بمقام بدایوں انتقال ہوا -

علی برید اوّل - اپنے باپ امیر برید کی جگہ احمد آباد بیدر ملک دکن کا ۱۵۴۲ء میں بادشاہ ہوا یہ اپنے خاندان میں پہلا شخص تھا جس نے بادشاہی کا لقب اختیار کیا ۱۵۶۲ء مطابق ۹۷۰ھ میں بیس برس حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا اُس کی جگہ ابراہیم برید اُس کا بیٹا تخت نشین ہوا

علی برید دوم - قاسم برید دوم کا بیٹا تھا ۱۵۸۷ء میں اپنے باپ کی جگہ احمد آباد بیدر کا بادشاہ ہوا ۱۶۰۹ء میں امیر برید دوم جو اسی خاندان سے تھا - اُس کو معزول کر کے خود بادشاہ بن گیا جو اس خاندان کا سب سے آخری بادشاہ ہوا -

علی بن احمد المشہور بہ واحدی - ایک عربی مصنف تھے تین تفسیریں جن کے نام وسیط - وکبیر البسیط ہیں - اور ایک کتاب نزول کے نام سے ہے ۱۰۷۵ء مطابق ۴۶۸ھ میں انتقال ہوا -

علی بن احمد بن ابوبکر کوفی - اوچھ کا رہنے والا - تحفۃ الکرام کے نام سے عربی زبان میں ایک تاریخ سندھ لکھی جس کا چچ نامہ کے نام سے فارسی ترجمہ کیا گیا - فارسی سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر ۱۸۳۶ء میں شائع ہوئی

علی بن الحسین مسعودی - مروج الذہب کے مشہور مصنف تھے - شیعہ مذہب تھے - انھوں نے ایک کتاب لکھی ہے - ۹۵۶ء مطابق ۳۴۶ھ میں فوت ہوئے

علی بن الرجال - علم نجوم میں بزبان عربی ایک کتاب موسوم بہ البارع احکام نجوم تصنیف کی

علی بن حسین واعظ - حسین واعظ کاشفی انوار سہیلی کے مشہور مصنف کے لڑکے تھے ان کو علی واعظ بھی کہتے ہیں۔ لطائف وظرائف کے مصنف ہیں۔ جس میں آنحضرت صلعم و دوازدہ امام و قدیم شاہان فارس و دیگر مشہور اشخاص کے حالات لکھے گئے ہیں۔ ایک کتاب الموسوم رشحات بھی ان کی تصنیف سے ہے جس میں شیوخ خاندان نقش بندیہ کے حالات ہیں۔ سنہ ۹۳۹ھ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۲ء میں انتقال ہوا۔

علی بن حمزہ - تاریخ اصفہانی کا مصنف تھا۔

علی بن عثمان - جیلان کے رہنے والے کتاب کشف المحجوب کے مصنف ہیں۔ جس میں صوفیائے کرام کے بارہ خانوادوں کے تفصیلی حالات لکھے گئے ہیں اور جو سنہ ۵۰۹ھ مطابق سنہ ۱۰۹۹ء میں تصنیف ہوئی۔ ان کو پیر علی ہجویری بھی کہتے ہیں۔

علی بن عیسیٰ - خلیفہ الامین کا سپہ سالار تھا۔ طاہر ابن حسین کے مقابلہ میں جو خلیفہ المامون کا سپہ سالار تھا ایک لڑائی میں سنہ ۸۱۱ء میں مارا گیا اس کا سر بطور تحفے کے خلیفہ کے پاس روانہ کیا گیا۔

علی بن مجاہد البرازی الکندی - ابومشر نجم کے تلامذہ میں تھے۔ امام حنبل نے ان سے روایت کی ہے۔ مغازی کے جامع اور مصنف ہیں۔ لیکن ارباب نقد کے نزدیک ان کی تصنیف اعتبار کے قابل نہیں اور سنہ ۳۸۱ھ مطابق سنہ ۹۹۶ء میں وفات پائی۔

علی بن محمد قوشنجی - شرح الجدید کا مصنف اور علم نجوم کا ماہر تھا سنہ ۲۶۵ھ مطابق سنہ ۸۷۹ء میں انتقال ہوا۔

علی بویہ - عماد الدولہ خطاب تھا۔ بادشاہان فارس اور عراق میں سب سے پہلا بادشاہ تھا۔ یہ پیشتر اپنے ملک کے گورنر کی ملازمت میں داخل ہوا تھا اور اس کی فوج کی سردار کی حیثیت سے یاقوت حاکم اصفہان کو شکست دی۔ اس لڑائی میں بہت ساز و مال ہاتھ آیا۔ جس کی وجہ سے وہ بہت طاقتور اور ذی اثر سمجھا جانے لگا۔ اس نے دوسری مرتبہ پھر یاقوت پر حملہ کر کے۔ صوبجات کرمان۔ خورستان عراق پر ۹۳۳ء میں قبضہ کر لیا۔ اور اب اس کا حوصلہ اس قدر بڑھ گیا کہ خلیفۂ بغداد کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مع اپنے دو بھائیوں حسن اور احمد کے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ خلیفہ الراضی باللہ اس کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گیا۔ لیکن بہت جلد اس کو سمجھا بجھا کر واپس بلا لیا گیا۔ خلیفہ نے واپس ہو کر پہلا کام یہ کیا کہ ان لوگوں کو جنھوں نے اس کی غیر حاضری میں دار الحکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔ بہت کچھ انعام و اکرام دیا۔ علی بویہ کو اس شرط پر فارس اور عراق کا حاکم بنایا کہ وہ چھ لاکھ دینار طلائی سالانہ خلیفہ کو ادا کیا کرے۔ اور امیر الامرا کا منصب اور عماد الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ اس کے چھوٹے بھائی احمد کو معز الدولہ کا خطاب ملا اور خلیفہ کی وزارت پر ممتاز ہوا۔ دوسرے بھائی حسن نے رکن الدولہ کا خطاب پایا۔ اور وہ علی بویہ کی ماتحتی میں تاحیات اس کے کام کرتا رہا بعدہٗ اس کا جانشین ہوا۔ علی بویہ نے شیراز کو اپنا دار الاقامت قرار دیا۔ ۱۱ر نومبر سنہ ۹۴۹ء

مطابق ۱۶ رجمادی الاول ۱۳۰۳ھ کو انتقال ہوا۔

علی بہادر خاں۔ یہ باندے کے آخری نواب ذوالفقار علی خاں کے لڑکے تھے۔ ایک دیوان اور مثنوی مہر اللہ انھوں نے اپنی یادگار چھوڑی۔ ۱۸۵۷ء میں ان پر سازش کا الزام لگایا گیا اور معزول کر دیے گئے۔

علی بیگ۔ عیسائی النسل تھا کم عمری کے زمانے میں تاتاری پکڑ کر لے گئے اور ترکوں کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ کم عمری سے مذہب اسلام میں پرورش پائی اور یہی مذہب اختیار کیا۔ ٹرکی میں وہ ایک نام آور شخص ہوا اور گورنمنٹ ٹرکی میں ترجمان کے عہدے پر مقرر ہو گیا۔ اس نے انجیل کا سب سے پہلے ترکی زبان میں ترجمہ کیا۔ اور ایک کتاب حج و نماز کے آداب و دیگر مذہبی عبادات پر ترکی زبان میں تصنیف کی۔ جس کو لاطینی زبان میں ڈاکٹر اسمتھ نے ترجمہ کیا۔ علی بیگ ۱۶۷۵ء میں فوت ہو گیا۔

علی بیگ مرزا۔ بدخشاں کا رہنے والا تھا۔ ملک ہندوستان میں پہنچکر اکبر کی ملازمت میں داخل ہوا۔ جہانگیر کے زمانہ میں چار ہزاری منصب پایا ایک مرتبہ وہ جہانگیر کے ساتھ خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ کو اجمیر میں گیا۔ وہاں شاہ باد خاں کمبوہ کی قبر دیکھی اور بے اختیار اس کو چپٹ گیا اور بہ آواز بلند کہا کہ آہ اس قبر میں سونے والا میرا پرانا اور محبوب ترین دوست تھا یہ کہکر ۱۱ر مارچ ۱۶۱۶ء مطابق ۲ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو جان بحق تسلیم ہو گیا۔

علی جاہ صحیح نام عالی جاہ ہے انگریزی مورخین علی جاہ کہتے ہیں نواب نظام علی خاں نظام حیدرآباد کے بڑے لڑکے تھے ۱۷۹۵ء م ۱۲۰۹ھ میں باپ سے بغاوت کی اور قید کر لیے گئے۔ بحالت اسیری اسی سال میں انتقال ہوا۔

علی حزین۔ (ملاحظہ ہو حزین)

علی حمزہ۔ مصنف جواہر الاسرار تھا یہ کتاب مفتاح الانوار کا خلاصہ ہے۔ ۱۴۳۶ء میں یہ کتاب لکھی گئی۔ اس کا تخلص آذری تھا۔

علی خوش جی۔ (ملا) شرح تجرید و حاشیہ کشاف کے مصنف ۱۴۰۵ء مطابق ۸۰۸ھ میں انتقال کیا۔

علی دردو۔ مولینا استرآبادی ملک فارس استرآباد کا رہنے والا۔ فارسی مشہور شاعر صاحب دیوان تھا۔ ۱۴۳۶ء میں زندہ تھا۔ جبکہ اس نے اپنی بی بی کا ایک مرثیہ تصنیف کیا تھا

علی شہاب ترشیزی۔ شاہ رخ مرزا کے عہد میں ایران کا ایک شاعر گزرا ہے۔ آذری شاعر کا ہمعصر تھا ۱۴۶۲ء مطابق ۸۶۶ھ میں فوت ہوا۔

علی شیر امیر۔ سلطان حسین مرزا حاکم خراسان کا وزیر۔ نظام الدین نام۔ چغتائی النسل تھا ۱۴۴۰ء میں پیدا ہوا۔ سلطان ابوالقاسم بابر۔ مرزا اس کے ساتھ محبت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو اپنا بیٹا کہتا تھا۔ اس نے ابتدا میں خراسان میں تعلیم پائی بابر مرزا کے مرنے پر مشہد چلا گیا اور وہاں بھی تعلیم جاری رکھی آخر میں سمرقند میں خواجہ فضل اللہ کے مدرسہ میں داخل ہوا۔ سلطان حسین مرزا جب بادشاہ ہوا تو اس نے علی شیر کو بڑی عزت سے بلاکر وزارت کے عہدہ پر ترقی دی۔ باوجود اہم امورات سلطنت کی مصروفیت کی اس کے درس کا سلسلہ ترک نہیں ہوتا تھا۔ آخر میں جب

امورِ سلطنت بہت زیادہ ہوگئے تو اس نے مجبوراً استعفا دیدیا اور بقیہ زندگی کے دن وزارت چھوڑ کر تالیف و تصنیف میں گزار دیئے۔ فارسی و ترکی زبان میں اکیس سے زائد تصنیفات کیں۔ منجملہ ان کے کتاب نوائے نظم بہت مشہور ہے جس میں ترکی زبان کے قصائد ہیں اُس کے اشعار کی تعداد دس ہزار کہی جاتی ہے۔ اُس نے فارسی میں نظامی کے پانچ قصیدوں کی تضمین بھی کی ہے۔ جس میں پینتیس ہزار اشعار ہیں۔ فارسی زبان میں اُس کے قصائد کا مجموعہ چھ ہزار اشعار کا قانی کے نام سے موسوم ہے ایک کتاب اس کی تصنیف سے مجالس النفائس بھی ہے۔ فن نقاشی اور مصوری کا بھی ماہر تھا۔ ۶۔ دسمبر سنہ ۱۵۰۰ء مطابق ۱۵۔ جمادی الاول سنہ ۹۰۶ھ کو فوت ہوا۔ سلطان حسین مرزا بادشاہ خراسان جو اس کا مربی تھا اس سے پانچ سال قبل مر چکا تھا

علی عادل شاہ بیجاپوری۔ کنیت ابو المظفر اپنے باپ ابراہیم عادل شاہ کے بعد سنہ ۱۵۵۸ء میں بیجاپور میں تخت نشین ہوا۔ ۲۲۔ برس سلطنت کی لاولد ہونے کی وجہ سے اپنے بھتیجے ابراہیم کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ ایک نوجوان خواجہ سرا کے ہاتھ سے ۲۳۔ صفر سنہ ۹۸۸ھ مطابق سنہ ۱۵۸۰ء کو قتل ہوا۔ بیجاپور میں اُس کا مقبرہ روضۂ علی کے نام سے مشہور ہے۔

علی عادل شاہ ثانی بیجاپوری۔ خورد سالی میں باپ نے انتقال کیا اور سنہ ۱۶۵۶ء میں کم عمری کی حالت میں بیجاپور کا بادشاہ بجائے اپنے باپ کے ہوا اس زمانہ میں سیواجی نے غدر مچا رکھا تھا اور کوکن کی کے قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا سیواجی نے اطاعت کا فریب دیکر بغلگیر ہوتے ہوئے افضل خاں کو چھری سے ہلاک کیا اور بعدہ رستم خاں کے ہاتھ سے شکست کھائی۔ غرض عادل شاہ کو مرہٹوں نے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ اور وہ سنہ ۱۶۷۲ء مطابق سنہ ۱۰۸۳ھ فوت ہوا۔

علی غلام استرآبادی۔ ایک شاعر تھا جو بادشاہان دکن کا ملازم رہا سنہ ۱۵۶۵ء میں جبکہ رام راج راجہ بیجانگر کو مسلمان شہزادگان دکن نے شکست دی تھی وہ زندہ تھا اس لڑائی کا اُس نے ایک قطعہ "تاریخ لکھا تھا۔

علی قلی بیگ (ملاحظہ ہو شیر افگن خاں)

علی قلی خراسانی۔ ایک تذکرہ اس کی تصنیف سے مشہور ہے۔

علی قلی نواب (ملاحظہ ہو گنا بیگم)

علی لالہ۔ شیخ رضی الدین نام۔ غزنین کے رہنے والے تھے۔ ان کے باپ سید لالا شیخ ثنائی کے چچا تھے۔ علی لالہ نجم الدین کبری کے شاگرد تھے اور اُس کا لقب شیخ الشیوخ تھا سنہ ۶۴۲ھ میں انتقال کیا۔ قمری حساب سے ۷۶ برس کی عمر پائی۔

علیم الدین محمد توفیق۔ (شیخ) طرابلس کا رہنے والا عالم ہے۔ مصر میں شغل درس و تدریس رکھتا تھا سنہ ۱۹۰۹ء میں وہاں سے غائب ہوگیا۔ اور سنہ ۱۹۱۱ء میں قاہرہ میں آکر نبوت کا دعویٰ کیا وہ کہتا تھا کہ میں کوئی جدید نبی نہیں ہوں بلکہ قرآن کی بشارت وہی میرا کام ہے مجھے لقب خاتم النبیین عطا کیا گیا ہے۔ اُس نے خدیو کو بھی اپنی بشارت پہنچائی۔ اُس کا قول ہے

کہ مجھے حکم ملا ہے کہ آستانہ جاؤں اور وہاں اپنی منادی کروں۔ گورنمنٹ مصر اُس کو زیر نگرانی رکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ مصارف سفر دیکے یہ بلا مصر سے ٹال دی جائے۔

علی محمد خاں ۔ والد کا نام سید دلاور علی تھا جو سید یعقوب علی بن سید دلدار علی بن سید یونس بن سید ابراہیم بن سید فتح محمد بن سید احمد بن سید حمزہ بن سید یوسف عرف سید گدن بن سید ابوطالب بن سید تاج الدین بن سید حسن عرف سید حسنی بن سید علی بن سید ہادی عرف سید ہدیا بن سید حسن فخر الدین بن سید محمد بن سید عبدل بن سید ابوالطن ۔ بن سید ابوالفتح بن سید ابوالفرح واسطی کی نسل سے تھا۔

یہ وہی ابوالفرح ہیں جن کی اولاد میں سادات بارہہ اور سادات مارہرہ وغیرہ ہیں۔ سید حسن فخر الدین جو سید ابوالفرح سے چوتھی پشت میں تھے سنہ ۱۷۸۸ء مطابق سنہ ۱۲۰۳ھ میں بمقام سنبلہیڑہ ضلع مظفر نگر آکر آباد ہوئے تھے وہیں ان کا مقبرہ موجود ہے۔

سید داؤد علی ایک لڑائی میں شہید ہوگئے تھے ان کا شیرخوار بچہ جس کا نام محمد علی تھا داؤد خاں روہیلہ کو جب وہ بانکولی پرگنہ کا بیرواقعہ سرکار سنبھل میں فوج کشی کے لیے جارہے تھے ہاتھ لگا داؤد خاں نے اس بچہ کو بیٹا بنا کر پرورش کیا۔

داؤد خاں راجہ کمایوں کی ملازمت میں داخل ہوگئے تھے۔ مراد آباد کے نواب عظمت اللہ خاں اور راجہ کمایوں سے جو لڑائی ہوئی تھی اُس میں راجہ کی طرف سے داؤد خاں برسر مقابلہ ہوئے تھے لیکن جب راجہ کو شکست ہوئی تو اُسے یہ خیال ہوا کہ داؤد خاں نواب سے سازش کرکے اس شبہ پر کمایوں کے راجہ نے داؤد خاں کو حیلہ سے طلب کرکے مع ہمراہیوں کے مروا ڈالا اُس وقت علی محمد خاں کی عمر ۱۴ سال کی تھی یہ سُن کر علی محمد خاں جن کے پاس داؤد خاں کی رہی سہی فوج اور دولت موجود تھی ۔ دامن کوہ سے مع اپنی جمعیت کے روانہ ہوکر نواب عظمت اللہ خاں کے پاس پہنچا جو بہت شفقت سے پیش آیا۔ علی محمد خاں عرصے تک نواب کی ملازمت میں رہ کر ترقی کرتے رہے ۔ یہانتک کہ پرگنہ آنولہ کے حاکم مقرر ہوگئے اور رفتہ رفتہ تمام کٹھیر پر جو اب روہیل کھنڈ کے نام سے موسوم ہے قابض و متصرف ہوگئے۔ یہ زمانہ محمد شاہ رنگیلے شاہ دہلی کا زمانہ تھا بادشاہ کو اُن کے عروج اور خودمختاری کی خبریں پہنچتی رہیں اور اسے خود اُن کے زیر کرنے کے لیے یہاں آنا پڑا اور قلعہ بن گڑھ میں جو بدایوں سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے پہنچکر مارچ سنہ ۱۷۴۵ء مطابق صفر سنہ ۱۱۵۸ھ میں مقابلہ ہوا۔

علی محمد خاں نے شکست کھائی اور بادشاہ اُس کو اپنے ساتھ دہلی لے گیا۔ وہاں پہنچکر بادشاہ نے اُن کو حاکم سرہند مقرر کردیا۔ اسی اثنا میں احمد شاہ درانی کا حملہ سرہند پر ہوا اس لیے بادشاہ نے مصلحتاً علی محمد خاں کو سرہند سے واپس بلا لیا اور وہ پھر آنولہ پہنچا یہاں اُنھوں نے اپنی حکومت کو بہت ترقی دی۔ مدارس و مساجد و خانقاہیں تعمیر کرائیں اسی اثنا میں محمد شاہ کا ۱۴ اپریل سنہ ۱۷۴۸ء مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ھ میں انتقال ہوگیا۔ اُس کے مرنے کے بعد چند ماہ تک بفراغت تمام

علی محمد خاں ملک کٹھیر پر حکومت کرتے رہے اور اسی سال ۱۷۴۸ء میں وہ بھی فوت ہو گئے عبد اللہ خاں۔ فیض اللہ خاں۔ سعد اللہ خاں تین لڑکے چھوڑے انہیں سے حافظ الملک رحمت خاں نے سعد اللہ خاں کو جن کی عمر اُس وقت آٹھ سال کی تھی جانشین بنایا۔

علی محمد (سید) نام عارف تخلص۔ میر انیس کی اولاد میں مشہور شاعر اور مرثیہ گو تھے ۱۴- اکتوبر ۱۹۱۶ء کو (ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ) کو لکھنؤ میں انتقال کیا۔

علی مراد خاں۔ خاندان زند سے ایران کا بادشاہ تھا۔ صادق کے بعد مارچ ۱۷۸۰ء میں تخت نشین ہوا اور وکیل کا لقب اختیار کیا۔ پانچ برس تک فارس پر حکومت کی۔ اُس کے وقت میں نہایت امن رہی اُس کے رقیب آکا محمد خاں کی کوششیں اُس زمانہ میں ماژندران تک محدود ہیں ۱۷۸۵ء میں علی مراد خاں فوت ہو گیا۔

علی مردان خاں۔ امیر الامرا خطاب۔ فارس کا باشندہ۔ بادشاہ فارس کی طرف سے قندھار کا گورنر مقرر ہوا تھا۔ لیکن بادشاہ کے ظلم سے خوف زدہ ہو کر گورنری کو ترک کر دیا۔ اور دہلی میں آکر پناہ لی۔ یہاں اُس کی بہت عزت ہوئی امیر الامرا کا خطاب ملا کشمیر و کابل کا گورنر مقرر کیا گیا۔ کشمیر جاتے ہوئے ۱۶- اپریل ۱۶۵۷ء مطابق ۱۲- رجب ۱۰۶۷ھ کو فوت ہو گیا۔ لاہور میں دفن ہوا۔ تین لڑکے ابراہیم خاں اسمٰعیل خاں و اسحٰق خاں چھوڑے ان لڑکوں میں سے دو آخر الذکر اُس لڑائی میں کام آئے جو دارا شکوہ اور عالمگیر کے درمیان بمقام دھولپور ۲۹- مئی ۱۶۵۸ء کو ہوئی تھی۔

علی ملقب بہ ابو الحسن۔ ابو الحسن علی ملاحظہ ہو۔

علی موسیٰ رضا۔ آٹھویں امام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد امجاد سے گزرے ہیں۔ امام موسیٰ کاظم رضہ کے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام ام سعید تھا ۷۶۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲- اگست ۸۱۸ء مطابق ۹- صفر ۲۰۳ھ کو وصال ہوا آپ کی بی بی صاحبہ اُم حبیبہ تھیں جو خلیفہ المامون کی لڑکی تھیں۔ مزار مقدس مشہد میں واقع ہے۔

علی مہائمی۔ مہائم صوبہ دکن کے رہنے والے شیخ احمد کے بیٹے تھے۔ تفسیر قرآن شریف موسومہ تفسیر رحمانی کے مصنف تھے۔ ۱۴۳۱ء مطابق ۸۳۵ھ میں فوت ہوئے

علی نقی۔ (امام) مولا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد امجاد سے دسویں امام۔ امام محمد تقی کے صاحبزادے تھے۔ کنیت ابو الحسن ثالث تھی۔ والدہ ام الفضل بنت مامون رشید خلیفہ بغداد تھیں ولادت رجب ۲۱۲ھ مطابق ۸۲۷ء وفات ۳- رجب ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۸ء بمقام سر من رائے جس کو سامرہ بھی کہتے ہیں۔ نواح بغداد میں ہوئی وہیں مزار ہے۔ مدت امامت ۳۳- برس ۶ ماہ ۲۴- روز ہے۔

علی نقی خاں۔ (نواب) وزیر اعظم اور خسر شاہ اودھ واجد علی شاہ کا تھا۔ یکم دسمبر ۱۸۷۱ء مطابق ۱۷- رمضان ۱۲۸۸ھ کو بہ مرض ہیضہ بمقام لکھنؤ فوت ہوئے۔

علی نواب بہادر نواب باندہ تھے۔ شمشیر بہادر اول کے بڑے لڑکے تھے۔ نانا فرنویس نے سنہ ۱۷۹۰ع میں ان کو بندیل کھنڈ کی حکومت دی تھی۔ بخت سنگھ راجہ باندہ سے لڑائی لڑکر انھوں نے باندہ اور دتیا کی ریاستوں پر بھی قبضہ کرلیا۔ تقریباً ۱۱ سال حکومت کی سنہ ۱۸۰۰ع یا سنہ ۱۸۰۲ع میں فوت ہوئے ان کا بڑا لڑکا شمشیر بہادر دوم اُس وقت پونا میں تھا۔ ذوالفقار علی چھوٹا بیٹا جانشین ہوا۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد شمشیر بہادر نے راج چھین لیا۔

علی نویدی۔ شاہ طاہر اندجانی کا شاگرد تھا۔ مشہور شاعر تھا۔ فارس سے ہندوستان آیا۔ ابوالفتح حسین نظام شاہ اول نے اُس کی قدردانی کی اور وہ اُس کے درباریوں میں شامل ہوگیا۔ کچھ دنوں کے لیے بادشاہ اُس سے ناخوش ہوگیا تھا۔ اس پر اُس نے اپنا تخلص نویدی سے تبدیل کرکے نا امیدی کردیا۔ سنہ ۱۵۶۷ع مطابق سنہ ۹۷۵ھ میں بمقام احمدنگر فوت ہوا۔

علی واعظ۔ حسین واعظ کاشفی ساکن ہرات کے بیٹے تھے (ملاحظہ ہو علی بن حسین واعظ)

علی وردی خاں۔ (ملاحظہ ہو اللہ وردی خاں)

علی ہمدانی۔ (ملاحظہ ہو سید علی ہمدانی)

علی یزدی۔ (ملاحظہ ہو شرف الدین علی یزدی)

عماد الدولہ علی بویہ (ملاحظہ ہو علی بویہ)

عماد الدین۔ لقب قرا ارسلان بن داود بن سقمان بن ارطق اُس کے بیٹے نور الدین احمد کو صلاح الدین سلطان مصر نے شہر عمدیا قرا سنہ ۱۱۸۳ع مطابق سنہ ۵۷۹ھ میں دیا تھا۔

عماد الدین کتاب "گلدستہ" کا مصنف جس کو اُس نے سنہ ۱۶۶۶ع مطابق سنہ ۱۰۷۵ھ میں تصنیف کیا تھا۔

عماد الدین۔ مصنف تاریخ سلجوقی۔

عماد الدین زنگی پسر اقسنقر۔ اتابکی نسل سے تھا وہ اُس سلسلے میں پہلا شخص تھا جس کے قبضہ میں موصل کی حکومت رہی۔ اُس نے سنہ ۱۱۲۷ع مطابق سنہ ۵۲۱ھ میں اس صوبے کی حکومت سلطان محمد بن سلطان ملک شاہ سلجوقی سے پائی تھی اور ۱۹ سال حکومت کی وہ سنہ ۱۱۴۵ع مطابق سنہ ۵۴۰ھ میں اپنے ایک غلام کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

عماد الملک۔ سید حسین بلگرامی۔ سی۔ ایس آئی۔ شمالی ہند کے سب سے پہلے مسلمان ہیں جو ریاست حیدرآباد کے عہدہ داروں میں داخل ہوئے۔ پیدائش سنہ ۱۸۴۴ع بمقام گیا۔ سید زین الدین خاں کے خلف اکبر تھے۔ سنہ ۱۸۶۱ع میں انٹرنس اور سنہ ۱۸۶۶ع میں گریجویٹ ہوئے۔ لکھنؤ کے کیننگ کالج میں عربی زبان کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۸۷۳ع میں سر سالار جنگ اعظم کے پرسنل اسسٹنٹ ہوئے۔ اُنھوں نے روم اور پیرس وغیرہ کی بھی سیر کی۔ اور آٹھ برس تک معتمد امور عامہ رہے سنہ ۱۸۸۲ع میں اعلیٰ حضرت نظام دکن کے پرائیویٹ سکریٹری مقرر ہوئے اور علی یار خاں بہادر مؤتمن جنگ کا خطاب ملا۔ ملکی خدمات کے صلہ میں عماد الدولہ اور پھر عماد الملک کا خطاب عطا ہوا۔ سنہ ۱۸۸۸ع سے

سنہ ۱۹۰۱ء تک صیغۂ تعلیمات حیدر آباد کے ڈائرکٹر رہے۔ پھر وظیفہ یاب ہوئے۔ علیگڑھ کالج کے ٹرسٹی اور وائسرائے کی کونسل میں رہے۔ پھر انڈیا کونسل میں بھیجے گئے۔ تاریخ دکن کا مجموعہ اور سوانح عمری سر سالار جنگ اول منجملہ اُن کی متعدد تصانیف کے زیادہ مشہور ہیں۔ قرآن شریف کا ایک مستند اور انگریزی ترجمہ آپ نے کیا ہے۔ عربی فارسی اور انگریزی کے لائق ادیب ہیں۔

عماد الملک - عرف فتح اللہ عماد شاہ دکن کے عماد شاہی خاندان کا بانی تھا۔ اور بیجانگر کی قوم کناری سے تھا۔ نو عمری میں اُس ملک کی لڑائیوں میں قید ہو کر خاں جہاں کے باڈی گارڈ میں داخل کیا گیا۔ جو صوبہ برار کا سپہ سالار اور صوبہ دار تھا۔ محمد شاہ بہمنی کے عہد میں خواجہ محمود گاواں کی ترغیب سے اُس نے عماد الملک کا خطاب پایا اور بعد کو سپہ سالار افواج کے عہدے پر برار میں ترقی پائی۔ اپنے محسن خواجہ محمود گاواں کو سنہ ۱۴۷۱ء مطابق سنہ ۸۷۶ھ میں قتل کر کے وہ سلطنت برار کو واپس آیا۔ سُلطان محمود بہمنی کی تخت نشینی پر اُس کو وزارت کا عہدہ عطا کیا گیا۔ جس پر وہ کچھ عرصہ تک قائم رہا۔ لیکن جلد ہی اہل دربار اُس سے متنفر ہو گئے۔ لہذا وہ اس عہدے سے دست بردار ہو گیا اور سنہ ۱۴۸۵ء مطابق سنہ ۸۹۰ھ اپنی خود مختاری کا اعلان کیا۔ اُس کا دار الخلافت ایلچپور رہتا۔ وہ تقریباً سنہ ۱۵۱۲ء مطابق سنہ ۹۱۹ھ میں فوت ہوا۔ اور اس کا لڑکا علاء الدین عماد شاہ اُس کا جانشین ہوا۔

(فہرست شاہان برار خاندان عماد شاہی،

فتح اللہ عماد شاہ۔

علاء الدین عماد شاہ بن فتح اللہ

عماد شاہ بن علاء الدین۔

برہان عماد شاہ۔

طفیل خاں وزیر اعظم برہان عماد شاہ دکنی اس نے برہان عماد شاہ کو بیدخل کر کے تخت چھین لیا لیکن احمد نگر کی طرف سے اُس کا مقابلہ کیا گیا۔ اور عماد شاہ اور طفیل شاہ کا خاندان سنہ ۱۵۶۸ء میں ختم ہو گیا)۔

عماد الملک - ملقب بہ غازی الدین خاں۔ جس نے اپنے آقا عالمگیر ثانی شہنشاہ دہلی کو قتل کیا۔ (ملاحظہ ہو غازی الدین خاں امیر الامرا)

عماد خواجہ - (ملاحظہ ہو عماد فقیہ)

عماد زنگی - (ملاحظہ ہو عماد الدین زنگی)

عماد فقیہ کرمانی خواجہ - آپ۔ ایک بزرگ عالم عہد شاہ شجاع شیراز میں گزرے ہیں۔ کتاب جواہر الاشعار میں آپ کی وفات سنہ ۱۳۹۱ء مطابق سنہ ۷۹۳ھ میں واقع ہونا درج ہے۔ لیکن بموجب اقوال الٰہی و دولت شاہ شعرا آپنے سنہ ۱۳۷۱ء مطابق سنہ ۷۷۳ھ میں وفات پائی جو تاریخ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ الٰہی یہ بھی لکھتا ہے کہ میں نے آپ کی تصنیف کے ۵۰۰ اجزا اشعار دیکھے ہیں۔ اور یہ بھی بیان کرتا ہے کہ آپ کتب محبت نامہ و محنت نامہ کے مصنف ہیں اور آپ نے کل پنج گنج یعنی پانچ مثنویاں تصنیف کیں کتاب حبیب السیر میں لکھا ہے کہ خواجہ عماد کے پاس ایک بلی تھی جو آپ کے

ساتھ نماز پڑھنے کے واسطے کھڑی ہوجایا کرتی تھی۔ اور خود بھی وہی حرکت کرتی تھی جو آپ کیا کرتے تھے۔ اس امر کو شاہ شجاع جناب خواجہ صاحب کی ایک کرامت سمجھتا تھا۔ لیکن خواجہ حافظ جو کہ آپ کے ہمعصر تھے اس بات کو عالم موصوف کی چالاکی سمجھتے تھے۔ چنانچہ اپنی ایک غزل کے ایک شعر میں اپنا خیال ظاہر فرماتے ہیں ؎

اے کبک خوشخرام کجا میروی بایست
غرّہ مشو کہ گربہ عابد نماز کرد

عماد خواجہ اپنے وطن کرمان میں دفن ہوئے

عمادی۔ لقب جمال الدین بن عماد الدین حنفی مصنف کتاب عربی موسومہ فصول العمادی ہیں

عمدۃ الامرا۔ محمد علی خاں نواب کرناٹک کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اکتوبر ۱۷۹۵ء میں اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ اور ۱۵ جولائی ۱۸۰۱ء کو مر گئے۔ ان کی وفات پر انگریزوں نے کرناٹک کی حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کا ارادہ کیا۔ علی حسین قریبی وارث تخت کو برطرف کر دیا۔ اور اپنے آوردہ عظیم الدولہ برادر زادہ نواب مرحوم کو اس شرط پر تخت نشین کیا کہ کرناٹک کی حکومت انگریزوں کو تفویض ہوجائے۔

عمدۃ الملک۔ نواب امیر خاں کا خطاب تھا۔

عمر المکسوس۔ خلیفہ معاویہ ثانی کے اُستاد تھے خلیفہ نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنی خلافت کے بارے میں اُستاد سے رائے لی۔ اُستاد نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنے کو مسلمانوں کے حق میں انصاف کرنے کے قابل سمجھتے ہیں تو آپ خلافت قبول کیجیے ورنہ نہیں۔ خلیفہ نے چھ ہفتے بھی حکومت نہ کی تھی کہ بار حکومت اُٹھانے میں اپنے آپ کو کمزور پا کر اس سے سبکدوش ہونے کا ارادہ کر لیا۔ اور بالآخر دستکش ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی اور اُس کی وفات بقول بعض طاعون سے جو سلطنت سے دستکشی کے بعد فوراً ہی پھیلا اور بقول بعض زہر سے ہوئی۔ بنی امیہ ان باتوں پر اس درجہ ناخوش ہوئے کہ انھوں نے عمر المکسوس کو سنہ ۶۸۳ء مطابق سنہ ۶۴ھ میں زندہ دفن کر دیا۔

عمر بن الخطاب۔ قریشی النسل عدی کی اولاد سے تھے۔ عدی کے دوسرے بھائی مرہ آنحضرت صلعم کے اجداد میں تھے۔ ہجرت نبوی سے چالیس سال قبل پیدا ہوئے۔ بعثت نبوی کے چھٹے سال میں اسلام قبول کیا۔ ان سے قبل صرف چالیس پچاس آدمی اسلام لا چکے تھے لیکن وہ لوگ اُس وقت تک مذہبی فرائض آزادی سے ادا نہیں کر سکتے تھے۔ آپ کے مسلمان ہوجانے کے بعد مسلمان کعبے میں جا کر علانیہ نماز پڑھنے لگے۔ اور اذان کا قاعدہ ان کے اسلام لانے کے بعد قائم ہو کر اذان آنحضرت صلعم کے حکم سے پکار کر کہی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر کی وفات کے بعد سنہ ۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء میں خلیفہ دوم مقرر ہوئے۔ آپ کا زمانہ خلافت دس سال چھ ماہ رہا۔ دمشق اور اس کے حوالی مقامات آپ ہی کے عہد میں فتح ہوئے۔ فارس اور مصر میں بھی آپ کی فتوحات نے ترقی کی۔ بیت المقدس۔ حلب۔ انطاکیہ۔ اسی زمانہ میں

مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ فتح اسکندریہ کے سلسلہ میں مشہور کتب خانۂ اسکندریہ کے جلا دینے کا واقعہ عیسائیوں کی گھڑنت ہی۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہی کہ سنہ ۶۴۲ء میں یہ کتب خانہ اتفاقیہ آگ لگ جانے سے جل چکا تھا۔ مسلمانوں کے فتح اسکندریہ کے وقت اُس کا وجود باقی نہ تھا۔ علاوہ فتوحات بالا کے اور بہت سے ملک فتح ہوئے۔ اس عہد میں اسلامی سلطنت نے بڑی وسعت حاصل کی اور جس قدر وسیع ہوئی اُسی قدر مستحکم اور پرامن ہو کر علوم و فنون زراعت و صنعت حرفت میں ترقی ہوئی۔ اس جلیل القدر اور فاتح خلیفہ کے زمانہ میں سلطنت کے ہر صیغہ میں مفید ایجادیں ہوئیں سب سے پہلے امیر المومنین کا لقب آپ ہی نے اختیار کیا۔ قیام بیت المال یعنی خزانہ و عہدہٗ قضا۔ فوجی دفتر و دفتر مال اور عدالتوں کی ترتیب تاریخ و سنہ ہجری۔ پیمائش مردم شماری۔ محکمہ پولیس۔ صیغہ نہر۔ محکمہ جیل و مکاتب مدارس وغیرہ کا اجرا اسی زمانہ میں ہوا۔ مورخین نے آپ کی ان ایجادات کو اولیات کے نام سے موسوم کیا ہے جس کی تفصیل کے لیے ایک دفتر کی ضرورت ہی۔ وہ باوجود امیر المومنین ہونے کے درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ خدا پرستی ہمدردی خلائق۔ زہد۔ قناعت کے ساتھ ساتھ شجاعت۔ سیاست۔ تدبّر۔ ملک گیری۔ عدالت اُن کا حِصّہ تھا۔ ایک مجوسی غلام فیروز نامی کے ہاتھ سے آپ ۲۶۔ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء میں بہ عمر ۶۳ سال شہید ہوئے اور نبی صلعم کے پہلو میں حجرہ عائشہ صدیقہ میں دفن ہوئے۔

آپ کے چھ بیٹے ہوئے۔ عبداللّٰہ۔ عبیداللّٰہ عاصم۔ عبدالرحمٰن۔ زید۔ مجیر۔ عبداللّٰہ فقہ اور حدیث میں رکن مانے گئے ہیں۔ عبیداللّٰہ شجاعت اور شہزوری میں نامور تھے۔ عاصم اتقا، علم و فضل کے لیے مشہور تھے۔

عمر بن راشد العصدی۔ امام زہری کے تلامذہ میں امام مالک کے بعد ان کا دوسرا درجہ ہے۔ ماہرین علم حدیث میں تھے۔ مغازی میں ایک کتاب ان کی تصنیف ہے جس کا نام ابن ندیم نے کتاب المغازی لکھا ہی سنہ ۱۵۲ھ مطابق سنہ ۷۶۹ء میں وفات پائی۔

عمر بن عبدالعزیز۔ مروان اول کے پوتے بنی امیہ کے نویں خلیفہ تھے سنہ ۹۹ھ مطابق سنہ ۷۱۷ء خلیفہ سلیمان کے مرنے پر تخت نشین ہوئے یہ خدا پرست فیاض۔ علم دوست اور منصف مزاج تھے۔ اسلامی دنیا میں ان کا لقب خلیفۃ الصالح مشہور رہی۔ اُنھوں نے تمام شاہی گھوڑے اپنی بیوی کے زیورات۔ جواہرات جو شاہی تعلق سے پیدا ہوئے تھے۔ حق عامہ سمجھ کر بیچ ڈالے اور اُن کی قیمت بیت المال میں داخل کر دی۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے وہ تمام گرجے اور صومعے واپس کر دیے جو شاہان ماسبق نے جبراً چھین لیے تھے۔ وہ بمقابلہ ملک گیری کے موجودہ ملک کو باامن اور خوش حال دیکھنا زیادہ پسند کرتے تھے ملکی اور مذہبی فساد جو آپس میں ایک دوسرے کو تباہ کر رہے تھے ان کے زمانہ میں بالکل دب گئے سلطنت میں جا بجا نئی مسجدیں۔ مدرسے کارخانے۔ محتاج خانے۔ یتیم خانے شفاخانے

کھل گئے زراعت۔ تجارت صنعت و حرفت اور علوم و فنون میں ان کے زمانہ میں خاصی ترقی ہوئی۔ ان کی زاہدانہ اور منصفانہ سلطنت اُن شریروں کے لیے ناگوار تھی جو فطرتاً ظلم پسند تھے۔ اس لیے چند شریر النفس بنو امیہ نے ایک غلام کو رشوت دیکر اس خدا ترس اور دیندار بادشاہ کو ۱۰۱ھ مطابق ۷۲۰ء میں شہید کرڈالا اور اُن کے بجائے یزید ثانی جانشین ہوا۔

عمر بن عبد العزیز ماجہ۔ حسام الشہید کے نام سے معروف ہیں۔ اُنھوں نے آداب القاضی کی شرح لکھی ہے۔ ۱۱۴۱ء مطابق ۵۳۶ھ میں قتل ہوئے۔

عمر بن عبد اللہ۔ ایک مشہور عربی شاعر تھے خلیفہ عبد الملک کے زمانہ میں گزرے ہیں۔

عمر بن عبید۔ بصرے کے رہنے والے باب کے لڑکے اور واصل ابن عطا کے مرید تھے۔ اور ان کے ساتھ ملکر آٹھویں صدی عیسوی میں معتزلیہ فرقہ کی بنا ڈالی۔

عمر خاں خلجی۔ سلطان علاء الدین خلجی کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ سات برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ اس کے باپ کے مرنے کے بعد ملک کافور خواجہ سرا نے اس کو دسمبر ۱۳۱۶ء مطابق شوال ۷۱۶ھ میں تخت پر بٹھایا۔ ملک کافور ۳۵ دن کے بعد ہلاک ہوا۔ اور فوراً عمر خاں کو مبارک خاں نے جو اس کا بھائی تھا معزول کردیا۔ اور خود جنوری ۱۳۱۷ء مطابق ۷۱۶ھ میں بادشاہ ہوا۔

عمر خیام۔ عمر خیام فارسی کے مشہور شاعر اصلاً خیمہ دوز تھے جیسا اُن کے تخلص "خیام" سے ظاہر ہے ان کی رباعیات اپنی خاص طرز میں مشہور رہیں جن کا یورپ تک شہرہ پہنچا ہے۔ اور انگریزی میں اس کا ترجمہ اور اصل کئی مرتبہ چھپ چکی ہیں۔ عمر خیام صرف شاعر ہی نہ تھے۔ بلکہ حکیمانہ خیال رکھتے تھے نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ حسن بن صباح کے ہمعصر تھے۔ علوم فلسفہ میں بلند پایہ رکھتے تھے رباعیات کے علاوہ علوم حکمت و ہندسہ میں اور تصانیف بھی ہیں۔ ان کی یادگار یورپ میں خاص طور پر قایم ہے۔ تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۱۱۲۳ء اور بعض نے ۱۱۲۱ء لکھی ہے۔

عمر سہلان قاضی ساوجی۔ منطق اور فلسفے میں بصائر ناصری ان کی تصنیف ہے۔ جو اُنھوں نے ناصر الدین محمود وزیر سلطان سنجر کو پیش کی

عمر شیخ مرزا۔ امیر تیمور کا دوسرا بیٹا۔ اپنے والد کے زمانہ میں فارس کا حاکم تھا۔ اور ایک جنگ میں ۱۳۹۴ء مطابق ۷۹۶ھ میں ۴۰ سال کی عمر میں قتل ہوا۔ پھر ان کا بیٹا بایقرا مرزا ان کا جانشین ہوا۔

عمر شیخ مرزا۔ سلطان ابو سعید مرزا ابن سلطان محمد ابن میراں شاہ بن امیر تیمور کے گیارہ بیٹوں میں سے ایک بیٹا بابر شاہ بادشاہ دہلی کا باپ تھا۔ ۱۴۵۶ء مطابق ۸۶۰ھ میں سمرقند میں پیدا ہوا۔ اور اپنے والد کے زمانہ میں اندجان کا حاکم تھا۔ اس نے اپنی حکومت میں فراغنہ کو شامل کرلیا۔ اپنے والد کے بعد جو ۱۴۶۹ء مطابق ۸۷۳ھ میں فوت ہوا

حکمراں ہو گیا۔ ۲۵ سال حکومت کر کے ۳۹ سال کی عمر میں ۹ جون ۱۴۹۴ء مطابق ۴ رمضان ۸۹۹ھ بروز دوشنبہ ایک بلند عمارت سے گر کر جہاں وہ کبوتروں کی اڑان کا تماشا دیکھ رہا تھا انتقال کیا۔ اُس وقت اُس کا لڑکا ظہیر الدین بابر گیارہ سال کی عمر میں اُمرا کی رائے سے تخت نشین ہوا۔

عمر محمدی۔ حجۃ الہند ان کی تصنیف ہے جو ۱۶۴۵ء میں لکھی گئی۔

عمر مرزا۔ میراں شاہ بن امیر تیمور کا بیٹا تھا ایک جنگ میں جو شاہ رخ مرزا سے ہوئی شکست کھا کر زخمی ہوا۔ اور چند دن کے بعد مئی ۱۴۰۶ء مطابق ۸۰۹ھ میں فوت ہوا۔

عنصری۔ ابو القاسم نام عنصری تخلص وطن بلخ تھا سلطان محمود غزنوی کے دربار کے مشاہیر میں سے تھے۔ یہ ابو الفرح سنجری کے شاگرد اور عسجدی اور فرخی شعرا کے اُستاد تھے۔ اپنے زمانہ میں قابلیت کے لحاظ سے اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ بہترین شاعر ہونے کے علاوہ ایک بڑے فلسفی بھی تھے اور اُس زمانے کے تمام علوم و فنون میں کامل تھے۔ غزنی کے دار العلوم کے طلبا کے علاوہ چار سو شاعر اور عالم ان کو اپنا اُستاد مانتے تھے عنصری کی تصانیف میں سے سلطان محمود کے بہادرانہ کارناموں کی ایک نظم ہے۔ ایک شب کو سلطان نے ناراض ہو کر اپنے غلام ایاز کی زلفیں کاٹ دیں اور صبح کو اس پر افسوس ظاہر کر کے منفعل ہوئے۔ اس موقع کے مناسب عنصری نے برجستہ بادشاہ کے سامنے چند اشعار کہے ان اشعار سے بادشاہ اتنے خوش ہوئے کہ تین بار جواہرات سے عنصری کا منہ لبریز کرنے کا حکم دیا۔ عنصری نے ۳۰ ہزار اشعار کا دیوان لکھا۔ اور عنصری بقول دولت شاہ سلطان مسعود اول بن سلطان محمود کے زمانے میں ۱۰۴۰ء مطابق ۴۳۱ھ میں فوت ہوئے۔ مگر بقول ڈاکٹر اسپرنگر ۱۰۴۹ء مطابق ۴۴۱ھ سال وفات ہے۔

عیاض (قاضی) بن موسیٰ۔ اِن کی تصانیف سے شرح صحیح مسلم شریف و مشارق الانوار اور چند دیگر کتابیں ہیں ۱۱۴۹ء مطابق ۵۴۴ھ میں وفات پائی۔

عیانی۔ صحیح نام ابو اسحاق ابراہیم ہے۔ آٹھویں صدی ہجری سے پہلے تھے۔ مثنوی انبیا نامہ اِن کی تصنیف سے ہے جس میں انبیائے سلف کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

عیش۔ محمد عسکری کا تخلص ہے۔ شاہ عالم کے زمانے کا شاعر تھا۔

عیشی۔ ایک شاعر تھا۔ مثنوی ہفت اختر اس کی تصنیف سے ہے۔ یہ مثنوی ۱۶۷۵ء مطابق ۱۰۸۶ھ میں لکھی گئی۔ اس میں سات سیاروں کا حال درج ہے۔

عین الدین (شیخ) بیجاپوری۔ ملحقات اور کتاب الانوار جس میں ہند کے اولیا اللہ کا تذکرہ ہے۔ انھیں کی تصنیف سے ہے یہ سلطان علاء الدین بہمنی کے عہد میں تھے

عین القضاۃ (مولانا سید) ابن سید محمد وزیر پیدائش بمقام حیدر آباد ۲۵۔ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ مطابق ۳۔ نومبر ۱۸۵۸ء تین یا چار سال کی

عمر میں اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کو گئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں ہوئی تقریباً ۱۱ سال مقیم رہے۔ پھر ہندوستان آکر مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کے حلقہ درس میں داخل ہوئے اور لکھنؤ میں سکونت اختیار کر لی۔ شروع میں درس بھی دیتے تھے۔ صاحب تصنیف بھی تھے تقریباً دس کتابیں مختلف علوم میں آپ کی تصنیف ہیں جس میں حاشیہ بر میبذی شرح ہدایت الحکمت آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ آخر عمر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ لکھنؤ میں ایک مدرسہ عالیہ فرقانیہ کی بنیاد ڈالی جو اب تک جاری ہے ۳۔ رجب ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۸۔ جنوری ۱۹۲۵ء کو وفات پائی لکھنؤ میں مدفون ہوئے۔

عین الملک ۔ (حکیم) شیراز کا باشندہ اور ایک زبردست عالم تھا شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں معزز عہدے پر ممتاز رہا فصیح شاعر تھا اور تخلص وفا کرتا تھا ۵۹۳ء مطابق ۱۰۰۳ھ ہجری میں وفات پائی۔

عین الملک (خواجہ) شاہان دہلی سلطان محمد شاہ تغلق اور اس کے لڑکے سلطان فیروز شاہ باربک کے دربار میں ممتاز امراء سے تھا۔ اس نے چند کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے ایک ترسیل عین الملکی بھی ہے۔ اور کتاب فتحنامہ بھی اس کی تصنیف سے کہی جاتی ہے۔ اس میں حالات فتوحات سلطان علاء الدین سکندر ثانی درج ہیں۔ سکندر ثانی نے ۱۲۹۶ء عیسوی لغایۃ ۱۳۱۶ء عیسوی سلطنت کی۔

ردیف - (غ)

غازی (یا الغازی) بن اورتک ترکمانوں کی اورتکی نسل میں پہلا شخص تھا۔ جس نے یروشلم پر قبضہ کیا اور شام میں حکومت کی۔ اس کے جانشینوں کے نام حسب ذیل ہیں:۔

حسام الدین تیمور تاش بن الغازی اپنے باپ کا جانشین ہوا) ۱۱۲۲ء مطابق ۵۱۶ھ

نجم الدین ابوالمظفر تیمور تاش ۱۱۵۲ء مطابق ۵۴۷ھ ہجری۔

قطب الدین الغازی بن البی ۱۱۷۶ء مطابق ۵۷۲ھ ہجری۔

حسام الدین یولق ارسلان بن قطب الدین ۱۱۸۴ء مطابق ۵۸۰ھ۔

ملک المنصور ناصر الدین اورتک ارسلان بن قطب الدین ۱۲۰۱ء مطابق ۵۹۷ھ

ملک السعید نجم الدین غازی بن ناصر الدین اورتک ۱۲۳۹ء مطابق ۶۳۷ھ۔

ملک المظفر قرا ارسلان بن نجم الدین ۱۲۵۵ء مطابق ۶۵۳ھ۔

شمس الدین داؤد ۱۲۹۱ء مطابق ۶۹۱ھ

ملک المنصور نجم الدین غازی ۱۲۹۳ء م ۶۹۳ھ

البی ملک العادل عماد الدین علی ۱۳۱۲ء مطابق ۷۱۲ھ

ملک الصالح شمس الدین صالح ۱۳۱۲ء مطابق ۷۱۲ھ

یہ اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔

غازی الدین حیدر۔ اودھ کا پہلا بادشاہ تھا نواب سعادت علی خاں نواب اودھ نے ۱۸۱۴ء مطابق ۱۲۲۹ھ میں انتقال کیا یہ اُن کا جانشین ہوا۔ پانچ برس کے بعد اس نے انگریزوں کی صلاح اور مدد سے بادشاہت کا اعلان کیا۔ تخت دہلی سے جو برائے نام رشتہ باقی رہ گیا تھا۔ وہ بھی قطع کر لیا۔ ۱۸۔ ذی الحجہ ۱۲۳۴ھ مطابق ۹۔ اکتوبر ۱۸۱۹ء کو ابوالمظفر معز الدین شاہ زمان غازی الدین حیدر بادشاہ کا لقب اختیار کیا۔ اور تاجپوشی کی رسم لکھنؤ میں نہایت دھوم سے ہوئی انگریزی ریزیڈنٹ نے مبارکباد دی۔ اور زر وجواہر نچھاور کیے گئے۔ ۱۳۔ برس تک حکومت کرنے کے بعد ۱۹۔ اکتوبر ۱۸۲۷ء مطابق ۲۷۔ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ کو ۵۸ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

غازی الدین خاں امیر الامرا۔ نظام الملک آصف جاہ اول کا (جس کو خان دوران کا خطاب بھی دربار بہادر شاہی سے حاصل تھا۔) بڑا بیٹا تھا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد اُس زمانہ میں جبکہ نادر شاہ ہندوستان سے واپس ہوا تھا۔ یعنی ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ میں محمد شاہ کے دربار سے اس کو امیر الامرا کا موروثی خطاب ملا۔ اور فیروز جنگ کا خطاب بھی حاصل ہوا۔ اس کا بڑا بھائی ناصر جنگ دکن میں آصف جاہ اول کا جانشین ہو چکا تھا۔ جب اُس کے انتقال کی خبر ملی تو یہ دہلی سے دکن کو روانہ ہوا کہ وہاں کی حکومت ہاتھ میں لے۔ لیکن اجل نے فرصت نہ دی۔

اور ۱۶۔ اکتوبر ۱۷۵۲ء مطابق ۷۔ ذوالحجہ ۱۱۶۵ھ کو راہ میں بمقام اورنگ آباد انتقال کیا اور نعش دہلی لاکر دفن کی گئی اس کے بعد اس کے بیٹے کو خطاب و منصب حاصل ہوا۔

غازی الدین خاں امیر الامرا۔ اصل نام شہاب الدین تھا۔ آصف جاہ اول کا پوتا تھا۔ ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۵ھ میں دربار احمد شاہ سے امیر الامرا کا منصب عطا ہوا اور موروثی خطاب کے علاوہ عماد الملک کا خطاب بھی مرحمت ہوا۔ احمد شاہ کے تخت نشین ہوتے ہی خانہ جنگی شروع ہو گئی اس کی حکومت کو چھ سال گزرے تھے کہ امیر الامرا نے اس کی آنکھیں نکلوا کر معزول کر دیا۔ اور جہاندار شاہ کے بیٹے کو عالمگیر ثانی کے لقب سے بادشاہ بنا دیا اور خود وزیر بنا۔ لاہور پر قبضہ کیا۔ اس دوران میں احمد شاہ دُرانی نے ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی کو تاخت و تاراج کیا۔ امیر الامرا نے احمد شاہ کے خلاف سازشیں کیں اور مرہٹوں کی مدد سے لاہور پر حملہ کیا۔ مگر کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی حتیٰ کہ اس شبہ میں کہ عالمگیر ثانی احمد شاہ سے سازش رکھتا ہے۔ اُس کو قتل کرا دیا۔ احمد شاہ ۱۷۶۱ء میں مرہٹوں پر غالب آیا اور غازی الدین خاں کی سازشوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اُس کو بھاگ کر سورج مل جاٹ کے پناہ لینی پڑی کہا جاتا ہے کہ کالپی میں ۱۸۰۰ء میں انتقال کیا۔ لیکن اِس کی تاریخ وفات کا صحیح پتا نہیں چلتا۔ بقول مآثر الامرا ۱۷۷۳ء مطابق ۱۱۸۷ھ میں دکن جانا اور مالوے میں جاگیردار ہونا بھی پایا جاتا ہے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی اُردو۔ شعر کہتا تھا۔ نظام تخلص تھا۔ ایک ضخیم فارسی دیوان چھوڑا۔

غازی الدین خاں فیروز جنگ۔ چین قلیچ خاں صدر الصدور کا بیٹا تھا۔ عالمگیر کے دربار سے ہفت ہزاری منصب اور غازی الدین خاں فیروز جنگ کا خطاب پایا۔ اس کے بعد بیجاپور کی فتح کے صلہ میں "فرزند ارجمند بے ریو رنگ" کے لقب سے ممتاز ہوا۔ ۱۱۱۲ھ میں عالمگیر نے بطور یادگار شاہی اس کو ایک انگوٹھی عطا فرمائی تھی۔ جس پر قلیچ خاں" کندہ تھا۔ بہادر شاہ کے عہد میں مالوے کا صوبیدار ہوا۔ ۱۷۱۰ء مطابق ۱۱۲۲ھ میں بمقام احمد آباد انتقال کیا۔ نعش دہلی گئی اور اجمیری دروازہ کے قریب اپنی ہی معمرہ خانقاہ میں دفن ہوا۔ اِن کی شادی نواب عمدۃ الملک سعد اللہ خاں (مدار المہام شاہ جہاں) کی بیٹی سے ہوئی تھی جس کے بطن سے نواب میر قمر الدین خاں نظام الملک آصف جاہ اول جن کی اولاد اب تک دکن میں حکمراں ہے پیدا ہوئے۔

غازی انور پاشا۔ ایک غریب خاندان میں ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے۔ معمولی تعلیم حاصل کرنے کے بعد قسطنطنیہ کے مشہور اسکول حربیہ میں داخل ہو کر کامیابی حاصل کی۔ اور فوج میں ملازم ہو کر بتدریج ترقی کرتے گئے اور ترکی کے خاص لوگوں میں شمار ہونے لگے ۱۹۰۵ء میں انور پاشا سالونیکا کی خفیہ کمیٹی میں

شامل ہوئے اور ۱۹۱۰ء میں علی الاعلان بادشاہ کے احکام کی مخالفت اور طلب دستور کی کوشش کرنے لگے۔ ۱۹۱۱ء کی جنگ طرابلس میں اُنھوں نے زیادہ حصہ لیا۔ شیخ سنوسی کے حلقہ میں شامل ہو کر اُن کے گروہ کو جنگ کے واسطے آمادہ و طیار کیا۔ اپریل ۱۹۱۲ء میں ان کی وفات کی خبر مشہور ہوئی جو بعد کو غلط ثابت ہوئی۔ جنگ بلقان میں انور پاشا کی سیاسیات اور تدبیروں کو بہت زیادہ دخل تھا ایڈریانوپل کی شاندار فتح کا سہرا بھی انور پاشا کے سر رہا۔ جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۹ء کے آخری حصہ میں انور پاشا ٹرکی سے رخصت ہو کر برلن پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد سے انور پاشا کے متعلق اکثر خبریں گشت کرنے لگیں کبھی کردستان کے بادشاہ ہوئے کبھی بالشویک سپاہ کے کمانڈر انچیف کبھی عراق عرب کو آزاد کرانے والے لیڈر ان کی وفات ہنوز تصدیق طلب ہے کیونکہ ۱۹۲۴ء میں بھی ایک خبر مشہور ہوئی تھی کہ وہ ابھی بقید حیات ہیں۔

غازی خاں۔ (افغان) اس نے شہنشاہ بابر کو ہندوستان آنے کی دعوت دی تھی اس کے پاس ایک عظیم الشان کتب خانہ تھا جس میں دیگر علوم کے علاوہ علم فقہ اور تصوف کی نادر کتابیں موجود تھیں۔ بابر کے ہندوستان پہنچنے پر غازی خاں منحرف ہو گیا تھا۔ اور اپنی سرکشی کی وجہ سے شاہی قید میں آگیا۔ ۱۵۲۵ء میں پانی پت کی مشہور لڑائی سے قبل بابر نے اس کتب خانہ کا معائنہ کیا تھا۔ اور اس میں سے چند کتابیں ہمایوں اور کامران کے پاس کابل بھیجی تھیں۔

غالب۔ میر فخر الدین کا تخلص ہے۔ ان کے فارسی قصائد مشہور ہیں جو ۱۷۲۳ء مطابق ۱۱۳۶ھ میں بعہد محمد شاہ لکھے گئے۔

غالب۔ شیخ اسد اللہ کا تخلص ہے جو شیخ محمد افضل الہ آبادی کے بھانجے تھے ۱۷۵۰ء مطابق ۱۱۶۳ھ میں وفات پائی۔

غالب۔ مرزا اسد اللہ خاں نام اور مرزا نوشہ عرف ہے۔ ۸۔ رجب ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۸۰۰ء ۱۷۹۷ء کو بمقام آگرہ پیدا ہوئے۔ عنفوان شباب میں دہلی آئے اور آخر عمر تک وہیں رہے جہاں ۷۲ برس کی عمر میں ۱۵۔ فروری ۱۸۶۹ء مطابق ۱۲۸۵ھ کو انتقال کر گئے۔ جوار حضرت نظام الدین اولیاء میں دفن ہوئے۔ اردو فارسی کے مسلم الثبوت استاد تھے اردو اور فارسی دیوان کے سوا ان کی بہت سی تصانیف موجود ہیں۔ جن میں پنج آہنگ۔ دستنبو۔ مہر نیمروز مشہور ہیں۔ اردو دیوان غالب کے نفیس ایڈیشن مشرح اور غیر مشرح حال میں نظامی پریس بدایوں نے شائع کیے ہیں۔ اردو نثر میں اسلوب کو مکالمے کی صورت میں لکھنے کی طرز سب سے پہلے انھیں نے ایجاد کی تھی۔ ان کے خطوط کا مجموعہ عود ہندی اور اردوئے معلٰی کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

غریب۔ شیخ نصیر الدین دہلوی کا تخلص ہے۔ فارسی میں ایک مختصر دیوان ان کی تصنیف ہے۔

غزالی۔ امام محمد غزالی کے چھوٹے بھائی تھے۔ شافعی فرقہ کے امام تھے اور قزوین میں

۱۱۲۳ء مطابق ۵۱۷ھ میں انتقال کیا اور بقول ابن خلکان ۵۲۰ھ مطابق ۱۱۲۶ء وفات پائی۔

غزالی امام محمدؒ۔ ابو حامد کنیت محمد زین الدین نام اپنے وطن کی نسبت کی وجہ سے محمد زین الدین الطوسی کے نام سے مشہور ہیں۔ مذہب اسلام کے مشہور امام اور جید عالم فلسفی ہیں۔ کیمیائے سعادت ان کی مشہور کتاب ہے جس کا ترجمہ اردو میں بھی ہو گیا ہے۔ ۹۹۔ تصانیف ہیں جن میں سے تفسیر جواہر القرآن عقائد غزالی۔ احیاء العلوم۔ تحفۃ الفلسفہ بہت مشہور ہیں ۱۰۵۸ء مطابق ۴۵۰ھ میں طوس کے ایک موضع غزالہ میں پیدا ہوئے اور ۱۸ دسمبر ۱۱۱۱ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۵۰۵ھ کو ۵۵ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

غزالی مولانا۔ اکبری عہد کے مشہور شعرا و مصنفین میں ان کا شمار ہے۔ روضۃ الصفا نامی اپنے ایک قصیدے میں انھوں نے اپنے حالات لکھے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۵۲۶ء مطابق ۹۳۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ مشہد سے دکن آئے۔ یہاں سے جونپور جا کر علی قلی خاں زماں حاکم جونپور کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ اسی زمانے میں نقش بدیع ایک مثنوی لکھی۔ جس کے ہر شعر پر خان زماں نے ایک اشرفی انعام میں دی۔ اکبر نے جب خان زمان کو شکست دیکر ۱۵۶۸ء مطابق ۹۷۵ھ میں قتل کیا تو یہ اکبر کے ہمراہ آگرے چلے گئے۔ اکبر نے ان کو ملک الشعرا کا خطاب دیا۔ ہندوستان میں یہ پہلے شخص تھے جن کو ملک الشعرائی کا مرتبہ حاصل ہوا۔ گجرات کی فتح کے وقت بھی اکبر کے ہمراہ تھے۔ ۵ دسمبر ۱۵۷۲ء مطابق ۲۷۔ رجب ۹۸۰ھ کو انتقال کیا اور احمد آباد میں دفن ہوئے دیوان کے علاوہ ان کی کئی مثنویاں کتاب اسرار۔ رشحۃ الحیات اور مراۃ الکائنات مشہور ہیں۔

غزاخاں۔ ہلاکو خاں کی چوتھی پشت میں تھا اس کے باپ کا نام ارغوں خاں تھا۔ بائدو خاں اپنے چچا کو معزول کرنے کے بعد اکتوبر ۱۲۹۵ء مطابق ذی الحجہ ۶۹۴ھ میں فارس کا ساتواں تاتاری بادشاہ ہوا چنگیز خاں کی اولاد میں یہ دوسرا بادشاہ تھا جس نے مذہب اسلام قبول کیا۔ یہ تنہا مسلمان نہیں ہوا بلکہ اس کا تمام جمعیت نے جس کی تعداد ایک لاکھ کہی جاتی ہے کلمہ توحید پڑھا۔ اُس نے مسلمان ہو کر سلطان محمد کا لقب اختیار کیا اور خاقان تاتار کی حکومت سے جو اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا آزاد ہو کر خود مختاری کا اعلان کر دیا اور حکم دیا کہ آیندہ خاقان کے نام کا سکہ مسکوک نہ کیا جاوے۔ اس کی حکومت ۹ برس کے قریب رہی۔ ۱۷ مئی ۱۳۰۴ء مطابق ۱۱۔ شوال ۷۰۳ھ کو قزوین میں وفات پائی۔ تبریز کی ایک مسجد میں جو اُسی کی معمرہ تھی۔ مدفون ہوا۔ الجائیتو اس کا بھائی محمد خدابندہ کے لقب سے جانشین ہوا۔

غضنفر خاں۔ اللہ وردی خاں اول کا بیٹا اور اللہ وردی خاں ثانی کا بھائی بھتاجہ

شاہجہاں اور عالمگیر کے زمانہ کا ایک امیر تھا
تین بار مختلف اوقات میں سہارنپور اور ٹھٹھے
کا حاکم مقرر ہوا۔ ٹھٹھے میں یکم مئی ۱۶۶۶ء مطابق
۱۷۔ ذیقعدہ ۱۰۷۶ھ کو فوت ہوا اور وہیں پر
دفن کیا گیا۔

غلام احمد مرزا۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور
پنجاب کے رہنے والے تھے۔ اُنھوں نے
اسلام میں ایک نئے فرقہ کی بنا ۱۸۹۰ء
میں ڈالی جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے
اس سے پہلے آپنے ۱۸۸۰ء میں ایک کتاب
"براہین احمدیہ" کے نام سے تصنیف کی جس
میں اسلام کی حقانیت اور سچائی ثابت کی گئی
تھی۔ اسی کتاب میں اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ
کیا تھا۔ آریہ۔ عیسائی اور اسلام کے دیگر فرقوں سے
اکثر مناظرے کیے۔ آپ ۸۰ کتابوں کے
مصنف تھے جو سب مذہبی مناظرے کا
رنگ لیے ہوئے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں ۶۸ برس
کی عمر میں بعارضہ اسہال لاہور میں وصال ہوا
اور قادیان میں دفن کیے گئے۔ آپ کو مسیح موعود
اور مہدی معہود ہونیکا دعوے تھا۔ لیکن پھر بھی
آپ نے اپنی آخری تقریروں میں یہ فرمایا کہ
میرا کوئی دعویٰ نبوت کا نہیں ہے صرف مجدد
ہوں۔ چنانچہ آپ کے مقلدین کا ایک گروہ
ایسا بھی ہے جو آپ کو صرف مجدد سمجھتا ہے۔

غلام الثقلین۔ خواجہ غلام عباس کے بیٹے باشندہ
پانی پت (کرنال) علیگڑھ کالج سے ۱۸۹۳ء
میں بی۔ اے پاس کیا۔ عصر جدید ایک ماہوار
رسالہ نکالا جو مسلمانوں کو اصلاح رسوم اور
کفایت شعاری کا سبق دیتا تھا۔ صوبہ متحدہ کی
کونسل کے ممبر رہے اور یہاں عدم بندی سود
کے متعلق کوششیں کیں۔ اسلامی ممالک
کی سیاحی کی اور اپنے تمام سفر کے حالات
نہایت مفید اور دلچسپ طریقے میں مرتب
کر کے روزنامچہ سیاحت کے نام سے شائع
کیے جس میں عراق عرب۔ ایران کاکیشیہ
قسطنطنیہ شام۔ مدینہ منورہ اور مصر کے
دلچسپ حالات درج ہیں اور ان ملکوں کی
تمدنی اور پولیٹیکل حالت پر نتیجہ خیز بحث کی
گئی ہے۔ دوسری کتاب جو تاریخ مسئلہ سود ہے
آپ نے انگریزی زبان میں لکھی۔ جس میں
ہندوستان کی اقتصادی حالت کا اندازہ
کر کے بتایا گیا ہے کہ اس ملک میں سود کے
متعلق کس قانون کی ضرورت ہے اور موجودہ
قانون سے ملک کو کیا نقصان پہنچ رہا ہے
۳۔ دسمبر ۱۹۱۵ء کو تقریباً ۵۴ سال کی عمر میں
طویل علالت کے بعد اپنے وطن پانی پت میں
انتقال کیا اور وہیں درگاہ میر جی صاحب
متصل عیدگاہ میں دفن ہوئے۔

غلام حسین خاں۔ تاریخ بنگال موسومہ ریاض السلاطین
کے مصنف ہیں جو ۱۷۸۸ء میں تصنیف ہوئی
اپنے علم و فضل و دیانت کے سبب مشہور تھے۔
نواب علی ابراہیم خاں نے ان کو اپنی عدالت میں
قاضی کا عہدہ عطا کیا تھا۔

غلام حسین خاں نواب سید طباطبائی۔
ہدایت علی خاں بہادر اسد جنگ کے بیٹے تھے
طباطبائی کی اولاد میں تھے۔ اسی وجہ سے طباطبائی
کہلاتے تھے۔ تاریخ سیر المتاخرین ان کی تصنیف
ہے جو ۱۷۸۱ء مطابق ۱۱۹۴ھ میں لکھی گئی۔

جس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ ان کی ایک مثنوی بشارات الامامات کے نام سے مشہور ہی۔

غلام عظیم شاہ۔ بن شاہ ابو المعالی بن شاہ اجمل الہ آبادی۔ الہ آباد کے دائرہ شاہ اجمل کے نامور بزرگوں میں ان کا شمار ہی۔ دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہے۔

غلام علی۔ شاہ عالم نامہ اس کی تصنیف ہے یہ شاہ عالم کے زمانہ کی تاریخ ہی۔ اس کا انتقال ۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ھ میں ہوا۔

غلام علی خاں۔ لمعۃ الطاہرین اس کی تصنیف ہی جو حمد و نعت میں لکھی گئی تھی اور شہنشاہ عالمگیر کے نام پر معنون کی گئی تھی۔

غلام علی مولینا۔ دہلوی حضرت علی کی نسل سے عارف کامل اور جامع علوم ظاہر و باطن تھے پیدائش ۱۱۵۶ھ مطابق ۱۷۴۳ء ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸۲۴ء کو انتقال کیا اور اپنے مرشد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

غلام علی میر آزاد۔ (ملاحظہ ہو آزاد)

غلام قادر خاں۔ ضابطہ خاں کا لڑکا اور نجیب الدولہ روہیلہ سردار کا پوتا تھا اس ظالم اور بیرحم نے اپنے آقا شہنشاہ دہلی کی آنکھیں نکال لیں اور بیدار بخت کو تخت پر بٹھایا جو احمد شاہ کا لڑکا اور محمد شاہ کا پوتا تھا۔ یہ واقعہ ۱۰ اگست ۱۷۸۸ء مطابق ۷ ذی قعدہ ۱۲۰۲ھ کو ہوا۔ مہاراجہ سیندھیا وزیر شاہ عالم کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی اُس نے غلام قادر کو گرفتار کرنا چاہا مگر وہ فرار ہو گیا۔ آخر میں میرٹھ سے راجہ نے پنجرے میں بند کر کے ناک کان ہاتھ پانوں کٹوائے اور اس ہیئت سے دہلی بھجوا دیا۔ مگر راستہ میں بماہ دسمبر ۱۷۸۸ء مطابق ۱۲۰۳ھ مر گیا۔ اس کی قبر بمقام اول ضلع آگرہ ہے بادشاہ نے اندھے ہونے کے بعد عالم مایوسی میں ایک مشہور قصیدہ لکھا تھا جس میں اس نمک حرام سردار کا اس طرح ذکر کیا ہے

داد افغاں بچہ شوکت شاہی برباد
کیست جز ذات منزہ کہ کند یاری ما

غلام قطب الدین شاہ الہ آبادی۔ مطیع تخلص۔ شیخ محمد فاخر کے بیٹے تھے نان و قابہ ان کی تصنیف ہے جس کو "نان و جابوہ" کے جواب میں لکھا ہے۔ ۲۹ اگست ۱۷۲۵ء مطابق پہلی محرم ۱۱۳۸ھ کو پیدا ہوئے حج کے لیے مکہ شریف گئے وہاں ۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۱۸ھ میں انتقال کیا۔

غلام محمد۔ سلطان ٹیپو والی میسور کا پوتا تھا۔ یہ غلام محمد وہ شخص ہیں جو ٹیپو سلطان کے قتل کے بعد عہد طفولیت میں انگریزوں کی قید میں آگیا تھا۔ خدا کی قدرت کہ عالم ضعیفی میں انگریزوں نے ایک معزز خطاب سے ممتاز کیا۔ بمقام کلکتہ ۱۱ اگست ۱۸۷۲ء کو ۸۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

غنی۔ مرزا محمد طاہر کا تخلص ہے۔ ان کا وطن کشمیر تھا۔ فارسی ادب میں غنی کشمیری کے نام سے مشہور ہیں۔ شیخ محسن فانی کے مشہور تلامذہ میں تھے۔ ان کا دیوان عام طور پر دستیاب ہوتا ہے۔ شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ میں تھے ان کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ

سیف خاں ناظم کشمیر کے ذریعہ سے بادشاہ نے ان کو اپنے حضور میں طلب کیا تھا۔ انھوں نے جانے سے انکار کر دیا۔ اور سیف خاں سے کہہ دیا کہ وہ بادشاہ کو اُن کی طلبی کے جواب میں یہ معروضہ بھیجے کہ غنی مجنون ہو گیا ہے وہ بادشاہ کی حضوری کے ناقابل ہے۔ ناظم نے جواب دیا کہ میں ایک عقلمند شخص کی نسبت ایسا کس طرح لکھ سکتا ہوں یہ سُنکر غنی پر جذبہ کی حالت طاری ہو گئی اور اُس کے تیسرے دن وہ جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ یہ واقعہ سنہ ۱۶۶۸ء مطابق سنہ ۱۰۷۹ھ کا ہے۔ اُن کے اُستاد محسن فانی اُس وقت زندہ تھے اُن کا انتقال سنہ ۱۶۷۱ء میں ہوا ہے۔ غنی کا جس وقت انتقال ہوا ہے تو وہ جوان تھے اور ان کی شاعری عروج پر تھی۔ کبھی کبھی طاہر بھی تخلص کرتے تھے۔

غنیمت۔ محمد اکرم کا تخلص ہے۔ عہد عالمگیری کے شاعر تھے۔ ایک فارسی دیوان اور مثنوی غنیمت الموسوم بہ نیرنگ عشق ان کی تصنیف سے مشہور ہے۔ یہ مثنوی عرصہ تک فارسی درس میں شامل رہی ہے۔

غواصی یزدی۔ اصل نام عزیز الدین تھا۔ شہر یزد کے رہنے والے تھے۔ پانچسو اشعار روزانہ لکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اپنی زندگی میں ایک لاکھ اشعار تصنیف کیے۔ اپنی ایک کتاب میں جو سنہ ۱۵۴۳ء مطابق سنہ ۹۵۰ھ میں لکھی گئی لکھتے ہیں کہ انھوں نے نظم میں مسمی روضۃ الشہدا۔ تاریخ طبری قصص الانبیا۔ کلیلہ و دمنہ۔ ذخیرہ خوارزم شاہی وغیرہ جیسی مشہور کتب فارسی کو نظم کیا ہے۔

غوث اعظم (دیکھو عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

غوث العالم۔ ایک مشہور صوفی تھے (دیکھو محمد غوث اگوالیاری)

غوث محمد خان۔ محتشم الدولہ ان کا خطاب ہے سنہ [illegible]ء میں جاورے کے نواب تھے۔
اس ریاست کے بانی سوات (افغانستان) کے [illegible]

غیاث الدین۔ غیاث اللغات ان کی تصنیف ہے (دیکھو محمد غیاث الدین)

غیاث الدین بلبن سلطان۔ دہلی کا بادشاہ تھا۔ ابتدائی زمانہ میں جب اس کے شباب کے آثار نمایاں ہو چکے تھے بطور غلام کے خرید کیا گیا تھا۔ التمش اس پر نہایت مہربان تھا۔ رفتہ رفتہ وہ اس کے امرائے سلطنت میں داخل ہو گیا اور آخر میں بادشاہ نے اس کو اپنی فرزندی میں لے لیا۔ ناصر الدین محمود کے بادشاہ ہونے پر اس کو منصب وزارت عطا ہوا۔ سنہ ۱۲۶۶ء مطابق سنہ ۶۶۴ھ میں جب سلطان ناصر الدین مر گیا تقدیر نے اس کو بادشاہ بنا دیا اور نہایت کامیابی کے ساتھ بیس سال تک ہندوستان کا بادشاہ رہا سنہ ۱۲۸۶ء مطابق سنہ ۶۸۵ھ میں بعمر ۸۰ سال انتقال کیا۔ معز الدین کیقباد جو ناصر الدین بغرا خاں کا لڑکا اور غیاث الدین کا پوتا تھا اس کا جانشین ہوا۔

غیاث الدین بہمنی سلطان۔ سلطان محمود شاہ اول کا بڑا بیٹا تھا۔ اپریل سنہ ۱۳۹۷ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۷ سال کی عمر میں دکن کا بادشاہ ہوا۔ اس کی حکومت کو صرف ایک ماہ

۲۰ دن گزرے تھے کہ ایک ترکی غلام نے جو وزارت کے عہدے کا متمنی تھا۔ اپنی خواہش میں مایوس ہو جانے کے بعد بادشاہ کو اندھا کرنیکے بعد ساگر کے قلعہ میں محبوس کر دیا۔ اور ۱۴۔ جون ۱۳۹۷ء مطابق ۱۷۔ رمضان ۷۹۹ھ کو اُس کے بھائی کو تخت نشین کیا۔

غیاث الدین پوربی۔ ۱۳۶۷ء مطابق ۷۶۹ھ میں اپنے والد کی جگہ بنگال کا بادشاہ ہوا اور ۷ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۳۷۳ء میں فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا سلطان السلاطین اس کا جانشین ہوا۔

غیاث الدین تغلق (اول سلطان، غازی کے لقب سے بھی مشہور ہے۔ اس کا باپ تغلق۔ ایک ہندی عورت کے بطن سے سلطان بلبن کے ایک ترک غلام کا بیٹا تھا۔ غیاث الدین ۲۶۔ اگست ۱۳۲۰ء مطابق یکم شعبان ۷۲۰ھ کو خسرو شاہ کو قتل کر کے دہلی کے تخت کا مالک بن گیا۔ اُس نے نہایت بے لوثی اور نیک نفسی سے تین سال کچھ ماہ حکومت کی۔ کئی سال کی بدعملی سے ملکی نظم و نسق میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ حتی الامکان اُن کو دور کیا۔ مشرقی بنگال کے حاکم نے بغرا خاں کی اولاد سے انحراف کیا تو وہ خود مہم لیکر گیا واپسی میں ترہٹ (بنگال) کے باغی راجہ کو بھی مغلوب کیا۔ اس خوشی میں بادشاہ کی واپسی پر ایک منزل پہلے استقبال کا سامان کیا گیا تھا۔ اور بادشاہ کی دعوت کی غرض سے اُس کے لڑکے الغ خاں نے ایک عارضی خوشنما عمارت بطور کوشک کے تیار کرائی تھی۔ بادشاہ اس عمارت میں کھانا کھا رہا تھا کہ یکایک چھت گر پڑی اور اس نیک دل بادشاہ نے اس صدمے سے فروری ۱۳۲۵ء مطابق ربیع الاول ۷۲۵ھ میں انتقال کیا امیر خسرو مشہور شاعر اسی بادشاہ کے وقت میں گزرے ہیں جنھوں نے تغلق نامہ لکھا۔ اس کے جانشینوں کی فہرست یہ ہے محمد شاہ فیروز شاہ غیاث الدین دویم۔ ابوبکر شاہ محمد شاہ دویم۔ علاء الدین سکندر شاہ۔ نصرت خاں محمود شاہ اقبال خاں۔ محمود خاں علی الترتیب تغلق خاندان کے بادشاہ ہوئے۔

غیاث الدین خلجی سلطان۔ سلطان محمود خلجی کا لڑکا تھا۔ مئی ۱۴۶۹ء مطابق ذیقعدہ ۸۷۳ھ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت گجرات پر بیٹھا۔ اس کی حکومت کے تینتیسویں سال میں جب اس کے قویٰ میں بھی ضعف کے آثار پیدا ہو گئے تھے اس کے دونوں لڑکے جو بادشاہ ہونے کے لیے باپ کے مرنے کی دعائیں مانگتے تھے۔ طمع حکمرانی سے اندھے ہو کر ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے لڑکے نصیر الدین نے اپنے بھائی شجاعت خاں کو بتاریخ ۲۲۔ اکتوبر سنہ ۱۵۰۰ء مطابق ۲۴۔ ربیع الثانی ۹۰۶ھ قتل کر دیا اور خود بادشاہ ہو گیا۔ اس واقعہ کے تھوڑے دنوں کے بعد محل شاہی میں شاہ غیاث الدین کو بھی مردہ پایا گیا۔ اُس وقت عام طور پر یہ کہا گیا کہ ناصر الدین نے بادشاہ بن بیٹھنے کے لیے اپنے بڈھے باپ کا زہر سے کام تمام کر کے راستہ صاف کیا ہے۔

غیاث الدین کردھگسا اول۔ کردوں کا چوتھا بادشاہ بادشاہ تھا اپنے بھائی ملک

فخرالدین کرد کی وفات پر ۱۳۰۷ء مطابق ۷۰۶ھ میں اس کا جانشین ہوا۔ ہرات بلخ اور غزنی پر ۲۱ سال حکومت کر کے ۱۳۲۹ء مطابق ۷۲۹ھ میں فوت ہوا اس کا بیٹا ملک شمس الدین کرد جانشین ہوا

غیاث الدین کرد ملک ثانی۔ آٹھواں اور آخری بادشاہ تھا۔ ۱۳۷۰ء مطابق ۷۷۱ھ میں اپنے والد یا دادا معزالدین کے بعد بادشاہ ہوا۔ ہرات غور۔ سرخس اور نیشاپور پر ۱۲ سال حکومت کی اور طاس اور جام کو فتح کیا۔ سبزوار کے سربداروں اور "جانی قربانی" کے سرداروں سے کئی لڑائیاں لڑیں یہ بادشاہ اپنی سفاکی میں مشہور تھا ۱۳۸۱ء مطابق ۷۸۳ھ میں امیر تیمور نے اس کو شکست دیکر ہرات کو فتح کر لیا۔ غیاث الدین کو اُس کے بیٹے اور بھائیوں سمیت گرفتار کر کے قتل کرا دیا۔ اس خاندان نے بحساب قمری ایک سو ۱۹ سال دو ماہ حکومت کی۔

غیاث الدین محمد سلطان۔ (ملاحظہ ہو محمد سلطان)

غیاث الدین محمد غوری۔ غزنی اور غور کا بادشاہ تھا بہار الدین سام کا بیٹا تھا۔ اور علاء الدین حسن جہاں سوز کا بھتیجا تھا۔ ملک سیف الدین کی وفات کے بعد ۱۱۶۳ء میں غور اور غزنی کا بادشاہ ہوا۔ غزنی کی حکومت اپنے بھائی شہاب الدین عرف معزالدین محمد کو تفویض کی اس مشہور سپہ سالار نے خراسان۔ اور ہندوستان کا زیادہ حصہ فتح کیا۔ غیاث الدین نے ان مقبوضات کو اپنی مملکت میں ملحق کر لیا۔ ۱۲۔ مارچ ۱۲۰۳ء مطابق ۲۷۔ جمادی الاول۔ ۵۹۹ھ کو غیاث الدین نے انتقال کیا۔ اس کا بھائی شہاب الدین اس کا جانشین ہوا۔ غیاث الدین کی زندگی بھی سلطنت کے تمام انتظامات خاصکر جنگی مہمات شہاب الدین ہی کی سپرد تھیں یہ دونوں بادشاہ برادرانہ یک جہتی کے لیے ہندوستان بلکہ ایشیا کی تاریخ میں مشہور ہیں

غیاث الدین محمود۔ غیاث الدین محمد غوری کا بیٹا تھا۔ اپنے چچا شہاب الدین کے بعد ۱۲۰۶ء مطابق ۶۰۲ھ میں غور و غزنی کی بادشاہت کا مالک ہوا۔ ۴ سال حکومت کرنے کے بعد محمود علی شاہ کے طرفداروں نے ۳۱۔ جولائی ۱۲۱۲ء مطابق ۷۔ صفر ۶۰۹ھ کو ہلاک کر دیا۔ پہلے یہ فیروزکوہ کے نامی قلعے میں جو اس کا پایہ تخت تھا۔ دفن ہوا۔ مگر بعد کو اس کی نعش ہرات میں لا کر سپرد خاک کی گئی۔ اس کا بیٹا بہار الدین سام بادشاہ ہوا۔ جس کو تین مہینے کے بعد علاء الدین اتسیز (پسر علاء الدین جہاں سوز) نے شکست دیکر تخت سے اُتار دیا۔ اتسیز نے غیاث الدین محمود پر فتح پانے کے بعد غور اور غزنی کے صوبوں پر اُس وقت تک حکومت کی جبتک کہ ملک ناصر الدین حسین امیر شکار نے اُس کو شکست دیکر ۱۲۱۴ء مطابق ۶۱۱ھ میں قتل نہ کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد علاء الدین محمد بن ابو علی برادرزادہ ملک غیاث الدین محمد تاج الدین ہلاکو کی مدد سے تخت و تاج کا مالک ہو گیا۔

غیرت خاں۔ عبداللہ خاں فیروز جنگ کا بھتیجا تھا اور سردار خاں کا بیٹا تھا۔ بادشاہ شاہجہاں کا معتمد علیہ تھا۔ خان جہاں لودی کے قتل پر مامور کیا گیا۔ ۱۶۳۱ء میں اس کام کو پورا کر کے۔ خاں جہان مذکور کا

سر اُتار کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ جس کے صلہ میں غیرت خاں کا خطاب ملا۔ اور دو ہزاری منصب عطا ہوا۔ آخر زمانے میں ٹھٹھے کا ناظم بنایا گیا۔ وہیں انتقال ہوا۔ جہانگیر نامہ اسی کی تصنیف سے ہی۔

ردیف (ف)

فارابی ابونصر (فارابی اپنے وطن کی نسبت سے مشہور رہی جو ترکی میں ایک شہر ہے) اسلامی دنیا کے مشاہیر فلسفیوں میں تھا۔ قدرتی جودت و ذہانت پائی تھی۔ اپنی فیاضی کے لیے بھی مشہور تھا۔ بوسینا کی پیدائش سے ۳۰ سال پہلے سنہ ۹۵۰ء مطابق سنہ ۳۳۹ھ میں قزاقوں کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ احمد بن محمد اور عماد الدین محمود مصنفین بھی فارابی کے نام سے مشہور ہیں۔

فارض - ابن فارض۔ بو حفص شرف الدین عمر بن الاسدی بن المرشد بن احمد الاسدی نام ہے۔ عربی کا ایک نہایت مشہور شاعر تھا۔ بمقام قاہرہ سنہ ۱۱۸۱ء مطابق سنہ ۵۷۶ھ میں پیدا ہوا اور وہیں سنہ ۱۲۳۴ء مطابق سنہ ۶۳۲ھ میں فوت ہوا۔

فارغ - ایرانی شاعر تھا۔ مثنوی فارغ اس کی یادگار ہے جو سنہ ۱۵۹۲ء مطابق سنہ ۱۰۰۱ھ میں فتح گیلان کے موقع پر تصنیف ہو کر شاہ عباس فاتح کے نام پر معنون کی گئی۔

فاضل خاں - بادشاہ عالمگیر کا وزیر اعظم ۱۱ ذی قعدہ سنہ ۱۰۷۳ھ مطابق سنہ ۱۶۶۲ء کو خلعت وزارت سے سرفراز ہوا تھا۔ وہ نام ہی کا فاضل نہ تھا۔ بلکہ فی الحقیقت فاضل اجل اور جامع علوم دینی و دنیوی تھا۔ خاصکر علم نجوم میں کامل دستگاہ تھی اکثر احکام از روئے علم نجوم ایام شاہزادگی میں بادشاہ کو لکھ دیے تھے وہ پورے اُترے جو

واقعہ مہم دکن میں خواص پورہ کے مقام پر پیش آیا۔ فاضل خاں نے برسوں پہلے اس کی پیش گوئی کر دی تھی۔ منصب وزارت پر سرفراز ہونے سے دس روز بعد پیام اجل آیا اور ۲۷ ذی قعدہ سنہ ۱۰۷۱ھ کو فوت ہو گیا۔ اُس مقبرہ میں جو اُس نے پہلے سے اپنے لیے بنا لیا تھا لاہور میں دفن ہوا۔ بادشاہ کو اپنے اس قابل وزیر کے مرنے کا نہایت افسوس ہوا۔

فاطمہؓ۔ بی بی خدیجہ کے بطن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں فاطمہؓ نام زہرا لقب تھا۔ سنہ ولادت میں اختلاف ہے۔ اس پر اکثر مورخین کا اتفاق ہے کہ نبوت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں آپ کا عقد ۱۵ سال کی عمر میں حضرت علیؓ کے ساتھ ہوا۔ حضرت علیؓ نے آپ کی زندگی میں کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے ۳۔ رمضان سنہ ۱۱ھ مطابق ۲۳۔ نومبر سنہ ۶۳۲ء کو آنحضرت کی وفات سے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔ پانچ اولادیں ہوئیں جن میں سے حضرت محسن کا بچپن میں انتقال ہو گیا حضرت امام حسنؑ و امام حسین علیہ السلام صاحبزادے اور حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم صاحبزادیاں تاریخ اسلام میں مشہور ہیں۔

فاطمہ بنت اسد۔ عاش بنت ہاشم کی بیٹی۔ ابو طالب کی بی بی اور حضرت علیؓ کی والدہ تھیں

فاطمہ سلطان۔ عمر شیخ مرزا کی زوجہ اور شاہزادہ میر محمد جہانگیر کی والدہ۔

فانی۔ محسن فانی کا تخلص ہے (ملاحظہ ہو محسن فانی)

فانی۔ خواجہ معین الدین بن محمد بن محمود دہدار فانی کا تخلص ہے۔ فن تصوف میں متعدد کتب کا مصنف ہے

شرح خطبہ حاشیہ رشحات۔ حاشیہ نفحات حاشیہ گلشن راز اور البیان۔ اس کی تصانیف کثیرہ میں مشہور ہیں۔ ایک دیوان فارسی اور ایک مثنوی الموسوم بہ ہفت نے لیپ جمی اس کی تصنیفات سے ہے آخر الذکر مثنوی شہنشاہ اکبر کے نام پر معنون کی گئی تھی۔

فائض۔ شیخ محمد فائض تلمیذ حضرت محمد سعید اباز ایک مختصر دیوان اس سے یادگار ہے ۱۱۴۲ھ میں بقید حیات تھا۔

فائق۔ مخزن الفوائد کا مصنف جس کا اصلی نام محمد فائق تھا۔

فتح اللہ شیرازی امیر۔ اپنے زمانہ کے متبحر عالم تھے۔ شیراز سے دکن میں آئے اور سلطان علی عادل شاہ بیجاپور کی وفات کے بعد دکن چھوڑ کر سنہ ۱۵۸۳ء مطابق سنہ ۹۹۱ھ میں دہلی چلے آئے اور اکبری ملازمت میں داخل ہو کر عضد الدولہ کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ بدھ کے دن ۳۔ شوال سنہ ۹۹۷ھ (۳۴ سنہ جلوس اکبری) مطابق ۶۔ اگست سنہ ۱۵۸۹ء کو کشمیر کے پایہ تخت سری نگر میں (جہاں وہ اکبر کے ساتھ آئے تھے) انتقال کیا اکبر کو اس واقعہ سے بہت رنج ہوا اور شیخ فیضی نے اس موقع پر ایک مرثیہ لکھا۔

فتح اللہ عماد شاہ۔ ملاحظہ ہو عماد الملک۔

فتح اللہ مستوفی۔ اس کا نام فخر الدین ہے ایک اچھا شاعر تھا۔ خواجہ رشید الدین فضل اللہ اور اُس کے بیٹے غیاث الدین محمد کا منشی رہا۔ خواجہ حمد اللہ مستوفی کا بھائی تھا۔ جو سنہ ۱۳۴۹ء میں فوت ہوا۔

فتح پوری محل۔ شاہجہاں کی بیگم تھی۔ دہلی میں فتح پوری

مسجد تعمیر کی جو اب تک موجود ہے۔

فتح خاں - سلطان فیروز شاہ تغلق شاہ دہلی کا بیٹا اور ظفر خاں کا بھائی تھا۔

فتح خاں - دوست محمد خاں امیر کابل کا بھائی تھا محمود حاکم ہرات کا مشہور وزیر اور بارک زئی قبیلے کا مشہور سردار تھا۔ جس کے خاندان نے احمد شاہ ابدالی کی اولاد کو کابل سے نکال دیا۔

فتح خاں (دکنی) احمد نگر کے حبشی سردار ملک عنبر کا بیٹا تھا۔ ۱۶۲۶ء مطابق ۱۰۳۵ھ میں اپنے والد کی وفات کے بعد اُس کا جانشین ہوا۔ اور نظام شاہی حکومت پر اس کا وہی اقتدار ہوا جو اُس کے باپ کا تھا یہ زمانہ مرتضیٰ نظام شاہ ثانی کا تھا۔ بادشاہ نے اس کی دست درازیوں سے تنگ آکر اس کو قید کر لیا۔ لیکن یہ موقع پاکر فرار ہوگیا۔ اور پھر گرفتار ہو کر دولت آباد کے قلعے میں محبوس ہوا۔ لیکن اپنی بہن کی سفارش پر جو بادشاہ کی والدہ تھیں رہا کر دیا گیا۔ اور وہ سپہ سالار بنایا گیا۔ لیکن حفظ ماتقدم کے خیال سے اس نے بادشاہ کو پاگل مشہور کرکے قید کر لیا اور بہت سے امیر قتل کرا دیے یہ زمانہ شاہجہاں کی حکومت کا تھا۔ اور شاہ جہاں کو نظام شاہیوں کی سرکشی سے اندیشہ لگا رہتا تھا۔ فتح خاں نے پھر شاہجہاں کو ان واقعات کی اطلاع اس پیرایہ میں دی کہ بادشاہ کے مقابلہ میں بغاوت کا سدباب کرنے کی غرض سے اُس نے سرکشوں کو اس طرح سزا دی ہے بادشاہ نے اس پر اظہار پسندیدگی کیا اور یہ ایما کیا کہ نظام شاہ کو بھی قتل کیا جائے چنانچہ مقید بادشاہ کو ۱۶۳۱ء مطابق ۱۰۴۰ھ میں قتل کر دیا گیا۔ شاہ جہاں کو اس موقعہ پر دس لاکھ روپیہ نذرانہ دیا گیا۔ اور آئندہ خراج گزاری کا وعدہ کیا گیا۔ اور ان شرائط پر نظام شاہی حکومت کی حدود برقرار رہیں۔ لیکن ۱۶۳۴ء میں نظام شاہی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ فتح خاں نے مغل بادشاہ کی اطاعت قبول کر لی حسین نظام شاہ آخری بادشاہ قید کرکے گوالیار بھیجا گیا۔ فتح خاں کو لاہور میں رہنے کی اجازت دی گئی۔ جہاں وہ آخر عمر تک گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتا رہا۔ اور دو لاکھ روپیہ وظیفہ پاتا رہا۔

فتح سنگھ (رانا۔ اُدیپور۔ ہز ہائی نیس مہارانا سر فتح سنگھ بہادر جی۔ سی۔ ایس آئی۔ جی سی۔ آئی۔ یہ مشہور راجپوتوں کے سردار ہیں۔ ان کی ریاست میں آثار قدیمہ بکثرت ہیں۔ اس ریاست کی بنا ۱۵۵۹ء میں پڑی تھی۔ آمدنی ریاست کی ساڑھے چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ انتظام ریاست خود مہارانا مدار المہام ریاست کی مدد سے کرتے ہیں

فتح شاہ پوربی - فتح شاہ ۱۴۸۲ء مطابق ۸۸۷ھ میں بنگال کے تخت پر یوسف شاہ کا جانشین ہوا اور ۸ سال کی حکومت کے بعد خواجہ سرا سلطان شاہزادہ کے ہاتھ سے ۱۴۹۱ء مطابق ۸۹۶ھ میں قتل ہوا۔

فتح علی حسینی - تذکرۂ شعرائے ہند اس کی تصنیف ہے اس کتاب میں ۱۰۰ ہندی اور اُردو شعراء کا حال درج ہے۔ اور اُن کے کلام کا انتخاب بھی ہے

فتح علی شاہ - ترکمانی الاصل قبیلہ قاجار سے فارس کا بادشاہ تھا۔ اپنے چچا آقا محمد خاں کی جگہ ۱۷۹۷ء مطابق ۱۲۱۲ھ میں تخت نشین ہوا

علم دوست تھا اور خود بھی صاحب کمال تھا۔ علماء کا قدردان تھا۔ شعر خاصہ کہتا تھا

فتح نائک۔ میسور اور سرنگاپٹم کے سلطان حیدر علی خاں کا باپ تھا ۱۷۳۸ء میں وفات پائی اور کولار میں دفن ہوا جو ستائیس پرگنوں کا صدر مقام تھا اور بنگلور سے مشرق کی طرف ۳۵۔ میل کے فاصلہ پر ہے

فتحی۔ اردستان کا ایک شاعر تھا۔ ۱۳۴۵ء مطابق ۷۴۵ھ میں وفات پائی۔

فخر الاسلام بزدوی۔ بن علی اصول الدین اصول الفقہ اور چند دیگر کتب کے مصنف تھے ۱۰۸۹ء میں انتقال ہوا۔

فخر الدولہ۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے زمانہ میں پٹنے کا گورنر ۱۷۳۵ء تک رہا اس کے بعد نواب شجاع الدولہ اس عہدے پر مامور کیے گئے

فخر الدین ابو محمد بن علی الزائلی۔ تفسیر کنز الدقائق کی شرح تبئین الحقائق ان کی تصنیف سے ہے اور اسی وجہ سے جہاں ہندوستان میں حنفی مسلمان بکثرت ہیں مقبول ہے۔ ۱۳۴۲ء مطابق ۷۴۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

فخر الدین احمد (مولوی) الہ آبادی شاہ رفیع الزماں الہ آبادی کی اولاد میں شرفائے شہر الہ آباد سے تھے۔ پیدائش ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۸۱۵ء لکھنؤ جاکر علمائے عصر کی خدمت کرکے علوم متعارفہ حاصل کیے۔ پھر وطن واپس آکر پیری مریدی کا سلسلہ جاری کردیا۔ حج بیت اللہ شریف سے بھی مشرف ہوئے۔ غرضکہ بڑی شہرت کی وجہ سے حکیم بادشاہ کا لقب پایا اکثر خلیفہ اور شاگرد ان کے فیض کی برکت سے نامی گرامی ہوگئے۔ مثلاً" مولوی مسیح الدین احمد خاں وخلیفہ ومولوی محمد عبد السبحان احمد آبادی وغیرہ ۲۳۔ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۵ء کو بروز جمعہ انتقال کیا اور محلہ یحییٰ پور (الہ آباد) میں مدفون ہوئے ان کی مشہور تصانیف" رسالہ تفرقۃ البدعۃ والسنۃ کف الانسہ عن تکفیر الفرقۃ الرفضۃ رسالہ بشیر ونذیر۔ رسالہ مولد شریف۔ مناسک الحج فاتحہ وغیرہ ہیں۔

فخر الدین بہمن ملک۔ کرد خاندان کا تیسرا بادشاہ اور ملک شمس الدین کرد دوم کا بیٹا تھا۔ ۱۳۰۵ء مطابق ۷۰۵ھ میں ہرات بلخ اور غزنی کا بادشاہ ہوا۔ سلطان الجیتو المشہور بہ خدابندہ کا ہمعصر تھا۔ خدابندہ بادشاہ فارس نے ایک فوج فخر الدین کے مقابلہ کو بھیجی۔ لیکن شکست کھائی۔ فخر الدین ۱۳۰۶ء مطابق ۷۰۶ھ میں فوت ہوا۔ اُس کا بھائی ملک غیاث الدین جو اُس کے بعد بادشاہ ہوا تھا ۱۳۲۹ء میں فوت ہوا

فخر الدین جوناں ملک۔ سلطان غیاث الدین تغلق اول کا بڑا بیٹا تھا۔ سلطان نے الغ خاں کے خطاب سے سرفراز کرکے اس کو اپنا ولیعہد قرار دیا تھا۔ بادشاہ کے فوت ہونے پر ۱۳۲۵ء مطابق ۷۲۵ھ میں تخت نشین ہوا اور محمد شاہ تغلق کا لقب اختیار کیا۔

فخر الدین خالدی مولنا شرح فرائض کے مصنف ہیں اور بہشتی کے نام سے تاریخ میں مشہور ہیں مولنا معین الدین جوینی کے اُستاد تھے۔

فخر الدین سلطان۔ المعروف بہ فخرا۔ سنار گاؤں واقع بنگال متصل ضلع پنڈوا کا بادشاہ تھا۔ لکھنوتی کے بادشاہ شمس الدین نے ۱۳۵۶ء میں ان کو قتل کرکے ملک پر قبضہ کرلیا۔

فخرالدین محمد امیر - بن فخرالدین امیر یمین الدین اپنے والد کے نام کی رعایت سے ابن یمینی تخلص کرتا تھا - اور اسی نام سے مشہور رہے - سنہ ۱۳۴۴ء میں فوت ہوا - سربدالی شہزادوں کی مدح میں بہت سے قصائد چھوڑے - قطعات ابن یمین فارسی ادب میں خصوصیت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں -

فخرالدین محمد رازی امام - مذہب شافعی کے مشہور امام گزرے ہیں - اِن کے والد کا نام ضیاالدین بن عمر تھا - سنہ ۱۱۵۰ء مطابق سنہ ۵۴۴ھ میں بمقام رے جو طبرستان میں واقع ہے پیدا ہوئے اور اسی وجہ سے رازی مشہور ہوئے - فلسفے اور علم الہٰیات کے جید عالم تھے - حدائق الانوار ان کی مشہور کتاب ہے - اس کتاب کو آپ نے خوارزم کے بادشاہ سلطان علاء الدین کی نذر گزرانا تھا - آپ کی ایک اور کتاب رسالہ ہیئت ہے جو سلطان بہاء الدین غوری کے نام پر معنون کی گئی تھی - ۶۲ سال کی عمر میں بمقام ہرات سنہ ۱۲۱۰ء مطابق سنہ ۶۰۶ھ میں وفات پائی - خواجہ نصیرالدین طوسی ان کے صاحبزادے تھے -

فخرالدین مرزا - مغلیہ خاندان کا شہزادہ بہادر شاہ دوم بادشاہ دہلی کا لڑکا تھا - سنہ ۱۸۵۶ء میں فوت ہوا -

فخرالدین مولٰنا - بن نظام الحق - اولیائے کرام سے تھے - شعر و سخن سے بھی ذوق تھا - سید الشعراء کے لقب سے مشہور رہیں - بہت سی تصانیف یادگار ہیں جن میں نظام العقائد رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن مشہور ہیں - سنہ ۱۷۸۵ء میں ۷۳ سال کی عمر وفات پائی - مزار مہرولی (دہلی قدیم) میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی درگاہ کے قریب سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جس پر ان کا نام اور تاریخ وفات کندہ ہے -

فخر اللہ اسعد جرجانی - سلجوقی عہد کا ایک ایرانی شاعر تھا - ویس اور رامن کے قصے کو پہلوی زبان سے فارسی میں ترجمہ کیا -

فخرالنساء بیگم - نواب شجاعت خاں کی بیوی تھی جس نے دہلی میں ایک مسجد اپنے شوہر کی یادگار میں سنہ ۱۷۲۸ء مطابق سنہ ۱۱۴۱ھ میں تعمیر کرائی جو آجتک فخر المساجد کے نام سے مشہور ہے

فخری - ہرات کے مولٰنا سلطان محمد امیری کا لڑکا تھا - جواہر العجائب اس کی تصنیف ہے جس میں مستورات کا کلام اور حالات درج ہیں یہ کتاب تذکرۃ النساء کے نام سے بھی مشہور رہی ہے اور تحفۃ الحبیب بھی اس کی تصنیف ہے جس میں مشہور شعرائے فارسی کا منتخب کلام جمع کیا گیا ہے

فدائی خاں - عظیم خاں کوکہ کا خطاب تھا (ملاحظہ ہو عظیم خاں)

فدوی - لاہور کا رہنے والا شاعر تھا - اٹھارہویں صدی کے آخر میں گزرا ہے - یہ ایک ہندو سوداگر کا لڑکا تھا جس کو صابر علی شاہ نے مسلمان کر لیا - اور رحما لطف خاں کا مصاحب ہوا - بمقام مراد آباد - سنہ ۱۷۸۰ء میں انتقال ہوا اس نے یوسف و زلیخا کا قصہ اردو میں نظم کیا تھا جو اب تک موجود ہے - میر فتح علی شیدا نے اس کی ہجو لکھی جس میں اس کی تصنیف کو طنزاً بوم نقال کے لقب سے موسوم کیا ہے -

غیاث الدین محمد سلطان (ملاحظہ ہو محمد سلطان)

فراغی میر - حکیم فتح اللہ خاں کا بھائی اکبری عہد کے شعرا میں تھا جب سنہ ۱۵۶۳ء مطابق سنہ ۹۷۱ھ

ہیں اکبر نے رنتھمبور کا قلعہ فتح کیا تو اس نے ایک مادۂ تاریخ فی البدیہہ لکھکر بادشاہ کی نذر گزرانا۔

فرامرز۔ فارس کے مشہور پہلوان رستم کا لڑکا تھا اس کو بادشاہ فارس بہمن المشہور بہ دراز دست نے اپنے حکم سے قتل کرادیا تھا۔ محمد بن فرامرز ایک مصنف بھی گزرا ہے۔ جس کا تخلص شاہد تھا۔

فرائی۔ اصلی نام ابو ذکریا یحییٰ تھا۔ عربی صرف ونحو کا مشہور مصنف تھا۔ ۸۲۲ء مطابق ۲۰۷ھ میں وفات پائی۔

فرحت۔ فرحت اللہ ابن شیخ اسد اللہ کا تخلص ہے۔ اس نے اردو میں ایک دیوان لکھا اور ۱۷۷۷ء مطابق ۱۱۹۱ھ میں بمقام مرشد آباد فوت ہوا۔

فرخی۔ ایک ایرانی شاعر تھا جو امیر کیکاؤس کی ملازمت میں تھا۔ اور قصہ وامق وعذرا کو نظم میں لکھا تھا۔

فرخ زاد۔ ساسانی خاندان کا ایرانی شاہزادہ تھا (دیکھو توران دخت)

فرخ زاد۔ سلطان مسعود اول غزنوی کا بیٹا تھا جب اُس کا بھائی سلطان عبد الرشید مارچ ۱۰۵۳ء مطابق ۴۴۴ھ میں فوت ہوا۔ فرخ زاد تخت حکومت پر بیٹھا اور ۶ سال حکومت کرکے ۱۰۵۹ء میں انتقال کیا اور اُس کا بھائی سلطان ابراہیم جانشین ہوا۔

فرخ سیر۔ مغلیہ خاندان کے آخری بادشاہوں میں تھا۔ ۱۱۲۴ھ مطابق ۱۷۱۳ء میں سید عبد اللہ خاں و سید حسین علی خاں کی مدد سے جہاندار شاہ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ یہ دونوں بھائی ہندوستان کی تاریخ میں بادشاہ گر کے نام سے مشہور ہیں۔ تخت نشینی کے وقت فرخ سیر نے جہاندار شاہ کے طرفداروں کو نہایت بیرحمی سے قتل کرادیا۔ سید عبد اللہ خاں کو قطب الملک یار وفادار کا خطاب دیکر وزیر بنایا اور سید حسین علی خاں کو میر بخشی بناکر امیر الامرا کے خطاب سے سرفراز کیا۔ راجہ اجیت سنگھ والئ مارواڑ کی شہزادی شہنشاہ کے عقد میں آئی۔ بادشاہ نے وزیر کے پنجے سے آزاد ہونا چاہا اس پر وزیر نے ناراض ہو کر بادشاہ کو اندھا کردیا اور قید کرلیا اور ۱۶ مئی ۱۷۱۹ء مطابق ۲۱۔ رجب ۱۱۳۱ھ کو قتل کرادیا۔ اور رفیع الدرجات کو قید سے نکالکر بادشاہ بنادیا فرخ سیر کے زمانہ میں انگریزوں کو بغیر محصول کے تجارت کرنے کی آزادی اور بنگال میں ۳۷ اضلاع خرید کرنے کی اجازت مل گئی تھی۔

فرخ فال۔ ماہ چوچک بیگم کے بطن سے ہمایوں کا لڑکا تھا۔ کابل میں ۱۵۵۵ء مطابق ۹۶۲ھ میں پیدا ہوا۔

فرخی۔ شاہان سیستان کی اولاد میں تھا۔ محمود غزنوی کے زمانہ کا ایک اچھا شاعر اور عنصری کا شاگرد تھا۔

فرد۔ شاہان شاہ نعمت اللہ ولی کے لڑکے ابو المحسن کا تخلص تھا۔ ۱۴۴۸ء میں وفات پائی اور ایک دیوان اپنی یادگار چھوڑا۔

فردوسی التہیل۔ ترک۔ مورخ تھا۔ اُس نے ترکی زبان میں ایک شاہنامہ لکھا جو شرق کے

قدیم بادشاہوں کی تاریخ ہے۔ اس کو بایزید کے نام پر معنون کیا گیا۔ ابتداءً تین سو جلدوں میں لکھا گیا تھا۔ لیکن بایزید نے حکم دیا کہ اس کا خلاصہ کر کے ۶۰ جلدیں کر دی جائیں۔ فردوسی کو اس تجویز پر بہت رنج ہوا اور وہ وطن چھوڑ کر خراسان چلا گیا۔ یہ فردوسی سنہ ۱۶ء میں زندہ تھا

فردوسی طوسی ۔ ایران کا مشہور شاعر گزرا ہے طوس کا رہنے والا تھا۔ اس لیے فردوسی طوسی کے نام سے مشہور ہے۔ محمود غزنوی کا زمانہ پایا۔ عنصری پہلے سے محمود کے دربار میں بحیثیت شاعر داخل تھا۔ اُسی کے ذریعہ سے فردوسی کی بھی دربار سلطانی میں رسائی ہوئی۔ فردوسی کا اصلی نام ابوالقاسم حسن بن شرف شاہ ہے۔ مسلمانوں سے پہلے فصل ساسانی کے آخری بادشاہ یزدجرد نے تمام قدیم شاہان فارس کا حال یکجا جمع کیا تھا اور اس کا نام باستان نامہ یا سیر الملوک رکھا تھا۔ جب محمود غزنوی نے ایران فتح کیا تو شاہی کتب خانہ میں یہ نادر کتاب بھی ہاتھ آئی۔ جب محمود ایران کا بادشاہ ہوا تو اُس کو اس کتاب کے نظم کرانے کا شوق دامنگیر ہوا۔ اور اس خدمت کو اپنے درباری شاعر عنصری کو سپرد کیا۔ ادھر فردوسی اپنے وطن کی محبت میں ایران کے قدیم عظمت و جلال کو زندہ کرنے کے لیے اسی کتاب کو نظم کر رہا تھا۔ فضل بن احمد وزیر محمود کے ذریعہ سے فردوسی کی اس کوشش کی خبر سلطان تک پہنچائی گئی۔ داستان سیاوش جو ایک ہزار بیت میں نظم کی گئی تھی۔ سلطان کے حضور میں پیش کی گئی اس نظم کے پسند آنے پر پورے باستان نامہ کی تکمیل فردوسی کو سپرد کر دی گئی اور سلطان نے فی شعر ایک دینار دینے کا وعدہ کیا۔ تین برس کی محنت کے بعد شاہنامہ تیار ہوا جو ۶۰ ہزار بیت پر مشتمل تھا۔ سلطان نے شاہ نامہ بہت پسند کیا۔ مگر جب صلے کا وقت آیا تو ۶۰ ہزار دینار کی بجائے ۶۰ ہزار درم بھیجے فردوسی کو یہ امر ناگوار گذرا کہا جاتا ہے کہ اس پر فردوسی نے سلطان کی ہجو لکھکر اپنے دل کا بخار نکالا۔ اس ہجو کے بارے میں مختلف روایات ہیں مختلف نسخوں میں اختلاف تعداد کے ساتھ اس کے اشعار ملتے ہیں۔ ہجو نے سلطان پر بڑا اثر کیا اور حسب وعدہ اُس نے ۶۰ ہزار دینار اور خلعت فاخرہ فردوسی کو بھیجا۔ مگر جب قاصد صلہ لیکر طوس پہنچا راستہ میں فردوسی کا جنازہ ملا۔ یہ افسانہ فارسی ادب میں آجتک مشہور ہے۔ لیکن تاریخی تنقید پر پورا نہیں اُترتا تاریخ سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ فردوسی کے دل کو سلطان کی ناقدردانی سے صدمہ ضرور پہنچا تھا۔ لیکن فردوسی کی شریف طبیعت اور بلند حوصلگی سے یہ کبھی توقع نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ عامیانہ زبان جو اس ہجو میں فردوسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے استعمال کرے۔ مختلف نسخوں میں ہجو کا مختلف تعداد اشعار کے ساتھ مندرج ہونا بتا رہا ہے کہ بہت سے اشعار رفتہ رفتہ الحاق کیے گئے۔ وسط قرن ششم میں اس ہجو میں صرف چھ یا سات ابیات تھیں اور اب اگر موجودہ نسخوں کو ملا کر کل ہجو یکجا کی جاوے تو ابیات کی تعداد دو سو سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ شاہنامہ فردوسی نہایت مقبول ہوا۔ بادشاہوں کے محل۔ خطیبوں کے ممبر

جنگ کے میدان میں اس کے اشعار کی گونج سنائی دیتی تھی۔ آج بھی اس کتاب کا شمار فارسی کے بہترین رزمیہ ادب میں کیا جاتا ہے۔ ۸۹ برس کی عمر میں ۴۱۱ھ مطابق ۱۰۲۰ء میں بمقام طوس مصنف شاہنامہ کا انتقال ہوا۔ "ابیات فردوسی" شاہنامہ کے علاوہ دوسری تصنیف بھی مشہور ہے۔ عسجدی۔ فرخی۔ عنصری وغیرہ اس کے ہمعصر تھے۔

فرزدا قلی۔ اس نے عربی۔ فارسی۔ اور ہندی کتب کی فہرست طیار کی جس میں تقریباً ۲ ہزار کتابیں درج ہیں۔ کلیات سودا بھی اس فہرست میں درج ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہرست ۱۸۱۰ء کے بعد مرتب ہوئی۔ کیونکہ کلیات سودا اسی سال میں شائع ہوا تھا۔ اس میں مصطفےٰ نامے کا بھی ذکر ہے جو شاہ نامے کی بحر میں لکھا گیا ہے۔ جس میں مسلمانوں کے زمانہ سے طہماسپ شاہ صفوی کے زمانہ تک فارس کی تاریخ ۱۴۰۰۰ ابیات میں درج ہے اور اس میں مقامات حریری کے ایک فارسی ترجمہ کا ذکر بھی ہے۔

فرزدق بن غالب۔ دمشق میں خلیفہ عبدالملک بن مروان اول کے عہد میں ایک مشہور عربی شاعر اور حافظ قرآن تھے۔ صرف اس بات پر کہ انھوں نے حضرت امام زین العابدین کی شان میں ایک قصیدہ لکھا تھا۔ خلیفہ نے شاعر کو قید کر لیا اور جب ولید جانشین ہوا تو شاعر کو رہائی نصیب ہوئی۔ دیوان فرزدق عراق و عرب میں بہت مقبول ہے۔ شاعر کا انتقال بعمر ۹۰ سال ۷۲۸ء مطابق ۱۱۰ھ میں ہوا۔

فرسی۔ حسین علی شاہ کا تخلص ہے۔ نسبت نامہ شہریاری کا مصنف ہے جو ۱۸۶۰۰ ابیات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں گولکنڈے کے شاہان قطب شاہی کی تاریخ لکھی گئی ہے۔ جو محمد قلی قطب شاہ کے زمانہ کے حالات پر ختم ہوتی ہے بادشاہ مذکور کا انتقال ۱۶۱۲ء مطابق ۱۰۲۰ھ میں ہوا۔

فرشتہ۔ محمد قاسم نام تھا۔ تاریخ فرشتہ کا مصنف ہے۔ استراباد میں بحر خضر کی حدود پر پیدا ہوا۔ سال پیدائش ۱۵۷۰ء یا ۱۵۵۰ء مطابق ۹۷۸ھ یا ۹۵۸ھ کے درمیان تھا۔ اس کے والد ایک عالم تھے اور ان کا نام غلام علی ہندو شاہ تھا۔ جو اپنے وطن کو خیرباد کہہ کر ہندوستان چلے آئے تھے۔ کم سنی کے زمانہ میں اپنے والد کے ہمراہ بعہد مرتضیٰ نظام شاہ اول احمد نگر دکن میں پہنچے اور شہزادہ حسین کے فارسی کے استاد مقرر ہوئے۔ لیکن اپنا کام شروع کرنے سے پہلے چل بسے۔ محمد قاسم کو یتیم چھوڑا۔ محمد قاسم مرتضیٰ نظام شاہ کی وفات پر ۱۵۸۹ء مطابق ۹۹۸ھ میں بیجاپور کو چلا آیا اور یہاں دلاور خاں کی مدد سے ابراہیم عادل شاہ دوم کے دربار میں داخل ہوا۔ اس کی مشہور تاریخ فرشتہ ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۶۰۶ء میں اسی بادشاہ کے حکم سے لکھی گئی اور اس کی نسبت سے مصنف نے اس کتاب کا نام تاریخ ابراہیمی رکھا۔ اس کا دوسرا نام نورس نامہ بھی ہے جو ابراہیم عادل شاہ کے جدید محل نورس نامی کے نام پر رکھا گیا ہے۔ اس عمارت

کی تعمیر سنہ ۱۵۹۰ء میں شروع ہوئی تھی)، اس کتاب کے انگریزی ترجمے بھی ہو گئے ہیں۔ مکمل ترجمہ جنرل برگس کا ہے جو سنہ ۱۸۲۹ء میں ہوا۔ مورخ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بقول جنرل برگس سنہ ۱۶۱۲ء مطابق سنہ ۱۰۲۱ھ میں ہوئی۔

فرصت۔ محمد بیگ کا تخلص ہے جو شاہ عباس ثانی کا نوکر تھا۔ شاہ سلیمان شاہ فارس کے زمانہ میں وفات پائی۔ غزلیات کا ایک دیوان چھوڑا

فرغانی۔ فرغانی احمد۔ یا محمد ابن کثیر الفرغانی ساکن فرغان ایک عربی نجومی گذرا ہے جو الفرغان کے نام سے مشہور رہا ہے سنہ ۸۳۳ء میں خلیفہ المامون کے زمانہ میں فن نجوم کی ایک کتاب کا مقدمہ لکھا۔ یہ کتاب سنہ ۱۶۶۹ء میں امسٹرڈم میں مع حاشیہ کے طبع کی گئی ہے۔

فرقتی۔ اس کا نام ابو تراب ہے۔ ایک شاعر تھا سنہ ۱۶۱۷ء مطابق سنہ ۱۰۲۶ھ میں وفات پائی

فروغی کشمیری ایک شاعر تھا سنہ ۱۶۶۶ء مطابق سنہ ۱۰۷۶ھ میں وفات پائی۔

فروغی مولانا۔ ایران میں دسویں صدی ہجری میں مشہور شاعر گزرا قزوین کا رہنے والا تھا۔ عطاری پیشہ تھا۔ شاہان سیستانی کی اولاد میں تھا عباس اعظم صفوی کے زمانہ کا شاعر۔ اور عنصری کا شاگرد تھا۔

فرہاد۔ فارسی اور نیز اردو شعرا کے کلام میں عشق و محبت کے تذکروں میں جس طرح لیلی و مجنوں کا نام آیا ہے اسی طرح فرہاد و شیریں کا قصہ بھی شعرا کے بیان کا ایک ہر دلعزیز مضمون رہا ہے۔

یہ قصہ یوں مشہور ہے کہ فرہاد شیریں کو جو خسرو پرویز بادشاہ فارس کی کنیز تھی چاہتا تھا خسرو نے اس کو دیدینے کا اس شرط پر وعدہ کیا تھا کہ وہ فارس کی مشہور پہاڑی بیستون کو تراش کر اس میں سے ایک چشمہ نکالدے۔ چنانچہ وہ عرصے تک اپنی محبوبہ کے حکم کی تعمیل کرتا رہا۔ اپنے مقصد کے قریب پہنچا ہی چاہتا تھا کہ خسرو پرویز نے اس خوف سے کہ مبادا فرہاد کامیاب نہ ہو جائے۔ ایک بڑھیا کے ذریعہ سے اس تک یہ خبر پہنچائی کہ شیریں چل بسی۔ اس خبر کو سُن کر فرہاد نے اپنی جان دیدی

فریاد۔ صاحب رائے کا تخلص ہے جو قوم کا کالیستھ اور لکھنؤ کا رہنے والا تھا۔ اس کا تخلص قربان تھا۔ مگر بعد کو فریاد کر لیا۔ سنہ ۱۷۸۲ء مطابق سنہ ۱۱۹۶ھ میں زندہ تھا۔

فرید الدین احول۔ ایران کا ایک شاعر تھا۔ اسفرائن ملک خراسان کا رہنے والا۔ امامی ہروی کا ہمعصر تھا۔ خواجہ نظام الدین ابو بکر وزیر عز الدین سعد اس کے مربی تھے۔ اصفہان میں انتقال ہوا اور ۵ ہزار بیت کا دیوان چھوڑا۔

فرید الدین باباشکر گنج رح۔ فرید۔ شیخ۔ ہندوستان کے مشہور اولیاء کرام سے تھے۔ حضرت نظام الدین اولیا کے پیر تھے۔ ان کے والد شیخ جلال الدین سلیمان فرخ شاہ کابلی کی اولاد میں فاروقی شیخ تھے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور شیخ سعد الدین حمویہ سیف الدین خرزی اور بہار الدین زکریا کے ہمعصر تھے سنہ ۱۱۷۳ء مطابق سنہ ۵۶۹ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور سنیچر کے دن ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۱۲۶۵ء مطابق ۵ محرم سنہ ۶۶۴ھ کو ۹۴ برس کی عمر میں وصال ہوا۔ آپ کا

مزار جودھن (پنجاب) میں ہو جواب ضلع ملتان میں پاک پٹن کے نام سے مشہور ہے۔ آپکا سالانہ عرس ۵ محرم کو ہوتا ہے۔ آپ کی ریاضتیں مشہور ہیں۔ مدتوں تک کاٹھ کی ٹکیا پیٹ کو باندھ کر صرف نمک کی ایک ڈلی اور چلو بھر پانی پر قناعت کی ہے۔ شیخو پور ضلع بدایوں میں آپ کی اولاد اس وقت تک موجود ہے یہاں ۵ محرم کو آپ کے زمانہ کے تبرکات (جس میں مذکورۂ بالا چوبی ٹکیا بھی کہی جاتی ہے) حاضرین کو دکھائے جاتے ہیں۔

فریدالدین عطار شیخ۔ عطار تخلص تھا۔ جو عطر فروشی کے پیشے کی نسبت سے اختیار کیا تھا۔ بمقام شادباغ جو نیشاپور کا ایک گانوں تھا۔ نومبر ۱۱۱۹ء مطابق شعبان ۵۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ صوفیائے کرام میں ان کا شمار ہے۔ معرفت اور تصوف میں بہت سی تصانیف ہیں۔ ایک دیوان چالیس ہزار ابیات کا چھوڑا۔ ۱۱۲ برس کی عمر پائی۔ نیشاپور کے قتل عام میں جو چنگیز خاں کے حکم سے ۲۶ - اپریل ۱۲۳۰ء مطابق ۱۰ جمادی الثانی ۶۲۷ھ کو ہوا تھا شہید ہوئے۔ ذیل کی تصانیف جو سب کی سب نظم میں ہیں مشہور ہیں۔

اسرار نامہ اشتر نامہ اوسط نامہ بے سر نامہ بلبل نامہ گل وخسرو یا ہرمز حیدر نامہ۔ ہفت وادی۔ حقائق الجواہر حلاج نامہ۔ جواہر الذات۔ خسرو نامہ۔ کنز المخفیہ۔ گنجت کنزاً مخفیہ۔ الٰہی نامہ خیاط نامہ۔ کنز الحقائق۔ لسان الغیب منصور نامہ۔ مفتاح الفتوح۔ مظہر العجائب۔ منطق الطیر۔ مختار نامہ۔ مصیبت نامہ۔ پندنامہ سیاہ نامہ۔ دلہ نامہ اور وصیت نامہ۔ اِن کے علاوہ نثر میں تاریخ الاولیا بھی اِن کی تصنیف سے ہے۔

فریدالدین کاتب۔ فرید کاتب کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ انوری کا شاگرد تھا۔ ایک اچھا شاعر اور سلطان سنجر کے مصاحبوں میں داخل تھا۔ جب قراخطائی کے بادشاہ نے سلطان سنجر کو ۱۱۴۰ء مطابق ۵۳۵ھ میں شکست دی اور سلطان سنجر چند ہمراہیوں کے ساتھ خراسان کو بھاگ گیا۔ فرید نے اس موقعہ پر ایک غزل لکھکر بادشاہ کو گزرانی جس میں دنیا کی بے ثباتی اور خدا کے لازوال ہونے کا مرقع کھینچا گیا تھا۔ اُس کا منشا یہ تھا کہ اُس صدمے کو جو اس شکست سے ہوا تھا کم کرے۔

فرید بخاری۔ (شیخ) اکبر کے انتقال کے وقت یہ شہر آگرہ کی فوج کا سردار تھا۔ خدمات کے صلے میں عہد جہانگیری میں بہت کچھ مناصب اور مراتب پائے۔ اس پر فالج گر پڑا تھا جس کی وجہ سے شاہی خدمات بجالانے کے ناقابل ہوگئے۔ اس کی ناقابلیت کا رکے سبب اعتماد الدولہ و الد نورجہاں اس کا کام کرنے لگے جو رفتہ رفتہ ان کی ترقی کا باعث ہوا۔ فرید بخاری نے ۱۶۱۶ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں انتقال کیا۔

فریدوں (بادشاہ) زمانۂ قدیم میں فارس کا بادشاہ تھا شعرا کا مبالغہ ہے کہ اس کا دورِ حکومت پانچسو برس رہا۔ ضحاک ظالم بادشاہ ایران کو

قتل کر کے سلطنت حاصل کی تھی- اس کا دور حکومت نہایت عمدگی اور خوش حالی سے گذرا- سام- تور- اور ایرج اس کے بیٹے تھے- بیٹوں میں خانہ جنگی ہوئی، اور ان کے قتل ہو جانے سے- منوچہر اس کا پوتا جانشین ہوا-

فریدون جی جمشید جی- ڈاکٹر جمشید جی کے بڑے بیٹے ہیں- ستمبر ۱۸۶۹ء کو بمقام ضلع اورنگ آباد پیدا ہوئے ۱۸۸۳ء میں ریاست حیدر آباد کے بندوبست اور سروے کے کمشنر ہوئے- سر سالار جنگ ثانی- سر آسمان جاہ بہادر کے- سی- آئی- ای- سر وقار الامراء بہادر کے سی- آئی- ای وزراء ریاست حیدر آباد کے پرائیویٹ سکرٹری کی خدمات انجام دیں- اس کے بعد اسی گورنمنٹ میں مختلف عہدوں پر ممتاز رہے- باب حکومت کے صدر اعظم بھی رہے- اب وظیفہ خوار ہیں گورنمنٹ انگریزی سے سی ایس آئی کے سی آئی ای سی بی- ای اور سلطنت آصفیہ سے نواب فریدون الملک کا خطاب ہے- رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹن واٹرلینڈ اور کوبڈن کلب کے لائف ممبر ہیں-

فریدون شاعر- ایک ترکی شاعر تھا- دیوان حافظ کی شرح ترکی زبان میں لکھی-

فارس الشدیاق Faris el Shidiac

۱۸۰۴ء میں پیدا ہوا- شامی الاصل عیسوی مذہب عربی کا ادیب- عربی زبان میں شعر بھی اچھا کہتا تھا- اس کا دیوان عربی ادب کے لحاظ سے پسند کیا جاتا ہے- اور بہت سی کتابیں اس کی تصنیف سے ہیں- انجیل کا عربی ترجمہ کیا جو لندن میں شائع ہوا تھا- سنہ ۱۸۶۰ء تک زندہ تھا-

فصیحی- فصیح الدین محمد ابن احمد علی الحسینی نام ہے شہر فص کے رہنے والے ہیں اور اسی سبب سے فصیحی مشہور ہوئے- ایک بڑے مصنف اور شہر مکّہ کے قاضی تھے- ۱۴۲۹ء مطابق ۸۳۳ھ میں انتقال کیا-

فصیح الدین محمد نظامی (مولنا) شرح چغمنی کے مصنف ہیں-

فضل الرحمٰن (مولنا) والد کا نام اہل اللہ بن محمد فیاض تھا- وطن قدیم قصبۂ ملاواں ضلع اناؤ- مسکن قصبۂ گنج مراد آباد ضلع اناؤ- پیدائش ۱۲۰۸ھ مطابق ۱۷۹۳ء اساتذۂ وقت مولنا شاہ عبد العزیز و مرزا حسن علی کبیر و مولوی محمد اسحاق دہلوی سے تحصیل علوم درسیہ کی نہایت متقی اور فقہ و حدیث کے تبع حنفی المشرب تھے- حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی و حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے بیعت اور خلافت حاصل کی- ان کے مریدین کا حلقہ نہایت وسیع تھا- شغل باطنی کی وجہ سے تدریس ظاہری کا اتفاق نہ ہوا- ۲۲- صفر ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء کو وفات ہوئی- مزار گنج مراد آباد میں ہے سالانہ عرس ہوتا ہے-

فضل اللہ- خواجہ رشید الدین نام تھا قزوین کا رہنے والا ایک ایرانی مورخ تھا- جس نے اپنے آقا سلطان فارس کے حکم سے مغلوں کی ایک تاریخ ۱۲۹۴ء میں لکھی ۱۳۱۸ء میں قتل ہوا-

فضل اللہ خاں (نواب) دربار بابری کا

ایک امیر تھا۔ دہلی میں ۱۵۲۹ء مطابق ۹۳۶ھ
میں ایک مسجد تعمیر کی جو ابھی تک موجود ہے۔

فضل اللہ (مولانا) امیر تیمور کا طبیب تھا اور اپنے زمانہ کا نہایت قابل اور کامل الفن تھا

فضل امام (مولینا) خیر آبادی۔ شیخ فاروقی شاگرد رشید مولوی سید عبد الواحد خیر آبادی سرکار انگریزی کی طرف سے دہلی کی صدر الصدوری پر ممتاز تھے۔ علوم عقلیہ میں اپنے معاصر علما سے سبقت لے گئے تھے۔ ۵۔ ذی قعدہ ۱۲۴۳ھ کو انتقال کیا۔ میر زاہد رسالہ و میر زاہد ملا جلال پر حاشیہ لکھے آمد نامہ لکھا اور چند کتب کے ترجمے کیے جو مبتدیوں کے لیے از بس مفید ہیں

فضل برمکی۔ جعفر البرمکی وزیر ہارون الرشید خلیفہ بغداد کے وزیر کا بیٹا تھا۔

فضل حق (مولوی) خیر آبادی عمری۔ حنفی۔ ماتریدی۔ چشتی۔ پیدائش ۱۲۱۲ھ م ۱۷۹۷ء شاگرد و خلف الرشید مولوی فضل امام۔ حدیث شریف مولنا عبد القادر دہلوی سے پڑھی۔ چار ماہ میں قرآن مجید حفظ کر کے تیرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ شاہ دھومن دہلوی کے مرید تھے۔ علوم منطق و حکمت و فلسفہ و ادب و کلام و اصول عروض وغیرہ جملہ علوم معقولات میں معاصرین سے فوقیت لے گئے۔ ان کے اشعار چار ہزار سے زائد ہیں۔ غدر کے زمانہ میں انگریزوں نے ان کو رنگون میں قید کر دیا۔ وہیں ۱۲۔ صفر ۱۲۷۸ھ م ۱۸۶۱ء کو وفات پائی تصانیف الجنس الحالی فی شرح الجواہر الحالی۔ حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک حاشیہ افق المبین رسالہ تحقیق العلم و المعلوم تاریخ ہندوستان وغیرہ ہیں۔

فضل خاں۔ آگرہ کا قلعہ دار تھا۔ سورجمل جاٹ نے ان کو نکال کر خود قلعے پر قبضہ کر لیا۔ اور قلعہ کو خوب لوٹا۔

فضل رسول (مولوی) بدایوں کے رہنے والے شاہ عبد المجید صاحب کے بیٹے۔ عثمانی شیوخ سے تھے۔ عربی کے فاضل۔ فن طب میں کامل تھے شاعر بھی تھے۔ مست تخلص کرتے تھے۔ ماہ صفر ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۸ء پیدا ہوئے تعلیم سے فارغ ہو کر ملازمت سرکاری میں داخل ہوئے۔ اپنے ضلع میں جبکہ اس کا صدر مقام سہسوان تھا قبل ۱۸۵۷ء سررشتہ دار کلکٹری رہے۔ وہاں سے قطع تعلق کرنے پر سیاحی میں مصروف ہوئے۔ حیدر آباد وغیرہ کا سفر کیا۔ اور حج بھی کیا۔ رد وہابیہ میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ بوارق محمدیہ۔ المعتقد سیف الجبار وغیرہ مشہور ہیں ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء میں بعمر ستتر سال انتقال کیا۔ آخر عمر میں بینائی جواب دے گئی تھی۔ اپنے والد حضرت شاہ عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ خلافت پہنا اور سجادہ نشین ہوئے اور سلسلۂ بیعت جاری کیا۔

فضل علی خاں۔ محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ کا شاعر تھا ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ میں زندہ تھا

فضل علی خاں۔ ان کا خطاب نواب اعتماد الدولہ ضیاء الملک سید فضل علی خاں بہادر سہراب جنگ تھا۔ غازی الدین حیدر شاہ اودھ کے وزیر تھے ۱۸۲۹ء میں زندہ تھے۔

فضولی بغدادی۔ ۱۵۶۲ء مطابق ۹۷۰ھ

میں انتقال کیا۔ فارسی اور ترکی زبان میں ایک دیوان چھوڑا۔

فضیل ایاز۔ ایک زاہد مسلمان تھے۔ ان کا وطن یا تو کوفہ تھا۔ یا خراسان یا سمرقند۔ یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد اور بشر حنفی اور سری سقطی کے اُستاد تھے۔ مکہ میں نماز کی حالت میں یہ اتفاق سے گر گئے اور وہیں جنوری ۸۰۳ء مطابق محرم ۱۸۷ھ میں فوت ہوئے۔

فضیلی۔ فارسی مثنوی شاہ و ماہ اس کی تصنیف ہے جس میں ۱۲۲۶۰ ابیات ہیں۔ اس مثنوی کا زمانہ تصنیف ۱۰۵۱ھ مطابق ۱۶۴۱ء ہے۔

فطرت۔ میر معز الدین محمد موسوی خاں کا تخلص ہے عالمگیر کے زمانہ میں منصبدار اور صوبہ بہار کے دیوان تھے۔ یہ سید تھے اور امام علی موسی رضا کی اولاد میں تھے۔ اس لیے موسوی کہلاتے تھے ۱۶۴۰ء مطابق ۱۰۵۰ھ میں فارس میں پیدا ہوئے اور ہندوستان آکر شعرائے ہندوستان میں بہت کچھ ناموری پیدا کی اور فن تنقید میں بھی خاصی شہرت حاصل کی۔ تذکرۂ گلشن فطرت اس کی تصنیف ہے۔ صاحب دیوان ہے ۱۷۰۹ء مطابق ۱۱۲۱ھ میں وفات پائی۔

فطیون۔ آنحضرت صلعم کی ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں جس کا نام اُس وقت یثرب تھا یہودیوں کا دور دورہ تھا۔ یہ شخص انھیں یہودیوں کا سردار تھا نہایت عیاش و بدکار واقع ہوا تھا۔ اس نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جو دوشیزہ لڑکی بیاہی جائے پہلے اُس کے خلوت کدہ میں حاضر کی جائے۔ اُس کے بھائی بند یہودی اس حکم کی تعمیل کرتے لیکن اسی زمانہ میں ایک شخص مالک ابن عجلان (سردار انصار) کی بہن کی شادی ہوئی جب اُس کی بہن اس دستور کے مطابق فطیون کی خلوت میں گئی تو مالک بھی زنانہ لباس پہن کر بطور سہیلی کے اُس کے ساتھ گیا اور اُس نے فطیون کو قتل کر کے اس نابکار کا قصہ پاک کر دیا۔

فغان۔ اشرف علی خاں بن مرزا علی خاں کا تخلص ہے جو احمد شاہ بادشاہ دہلی کا کوکا تھا۔ اُردو زبان میں ایک دیوان اس کی تصنیف ہے جس میں ۲ ہزار اشعار ہیں۔ یہ بمقام پٹنہ ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱۸۶ھ میں فوت ہوا اور وہیں دفن ہے۔

فغفور۔ یزدی حکیم۔ فارس کا مشہور طبیب تھا۔ شعر سے بھی ذوق رکھتا تھا۔ یزد میں پیدا ہوا۔ ایک دیوان چھوڑا ۱۶۰۳ء مطابق ۱۰۱۲ھ میں ہندوستان آکر شہزادہ پرویز کی ملازمت میں داخل ہوا۔ ۱۶۱۹ء مطابق ۱۰۲۸ھ میں بمقام الہ آباد انتقال کیا۔

فقیر۔ نوازش علی بلگرامی کا تخلص ہے۔ جن کا انتقال ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۶ھ میں ہوا۔

فقیر۔ میر شمس الدین دہلوی۔ فقیر کے سوا مفتون بھی تخلص تھا۔ ۱۷۶۵ء میں دہلی سے لکھنؤ چلا گیا۔ ایک دیوان اور مثنوی موسوم بہ تصویر محبت اپنی یادگار چھوڑی۔ اس مثنوی میں رام چند ایک پان فروش کے لڑکے کا قصہ ۱۷۴۳ء مطابق ۱۱۵۶ھ میں نظم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۷۶۷ء کے قریب دریا میں غرق ہو گئے۔

فقیر بیگ مرزا۔ لکھنؤ کے رستم نگر محلہ میں مکان تھا۔ ان کے ہاں ایک علم حضرت عباس رضی اللہ عنہ

رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب تھا۔ جس کی بہت سی کرامتیں مشہور رہیں۔ ایک خام مکان میں رہتا تھا۔ سنہ ۱۲۱۵ھ مطابق سنہ ۱۸۰۰ء میں نواب سعادت علی خاں شاہ اودھ نے عالیشان عمارت بنوادی جس کو درگاہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مرزا قتیل نے اس کی تاریخ کہی ع

ایں گنبد جدید بنائے سعادت است

فکری۔ سید محمد بروی کا تخلص ہے پارچہ بافی کا پیشہ کرتا تھا۔ اس لیے جامہ باف کے نام سے مشہور رہی۔ اصناف سخن میں رباعی خوب کہتا تھا۔ ۱۵۶۱ء مطابق ۹۶۹ھ میں ہرات سے ہندوستان آیا۔ لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی میں خاص قابلیت تھی۔ اکبر کے دربار میں اسی وجہ سے رسائی پائی تھی۔ ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۳ھ میں وفات پائی۔

فلکی۔ فارسی کا مشہور شاعر تھا۔ ابو نظام محمد جلال الدین شروانی نام تھا۔ اپنے زمانہ کا شمس الشعرا اور ملک الفضلا تھا۔ اس کے کلام کا پایہ خاقانی جیسے شاعر کے کلام سے اعلیٰ سمجھا جاتا تھا۔ بقول احمد اللہ مستوفی فلکی خاقانی کا استاد تھا۔ لیکن شیخ آذری اپنے جواہر الاسرار میں لکھتے ہیں کہ فلکی اور خاقانی دونوں ابو العلیٰ گنجوی کے شاگرد تھے۔ ایک دوسرا فلکی بھی ہوا ہے جس کا نام ابو الفضل تھا اور ۱۱۴۱ء مطابق ۵۳۶ھ میں وفات پائی۔ منوچہر شروانی اس کے مربیوں میں تھا۔

فغانی۔ شمس الدین محمد بن حمزہ کا تخلص ہے سنہ ۸۳۴ھ میں وفات پائی۔

فواد محمد پاشا۔ ایک ترکی مدبر اور ادیب تھا۔ عزت ملا کی بیٹی مشہور ترکی شاعرہ لیلیٰ خاتون کا بھتیجا تھا۔ ۱۸۶۸ء میں زندہ تھا۔ اور یورپ کے بادشاہوں نے ان کو ادبی خدمات کے صلے میں بہت سے اعزاز عطا کیے۔

فوجی۔ مرزا محمد مقیم کا تخلص ہے۔ شیراز میں پیدا ہوا اور شاہ جہاں کے زمانہ میں ہندوستان آیا۔ اس کے بیٹے شاہ شجاع کے پاس ملازم تھا۔ ہندوستان میں بہت دنوں رہنے کے بعد اپنے وطن کو واپس اور وہاں پہنچنے کے تھوڑے عرصہ بعد انتقال کیا۔ ۱۶۹۵ء مطابق ۱۱۰۵ھ تک یہ زندہ تھا۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

فورک۔ ابوبکر محمد بن حسن فورک نام ہے۔ زیادہ تر ابن فورک مشہور ہو۔ علم کلام کا بہت بڑا ماہر اور نہایت عالم تھا۔ اسی وجہ سے متکلم کہلاتا ہے۔ اصفہان میں پیدا ہوا اور بمقام نیشاپور ملک خراسان ۱۰۱۵ء مطابق ۴۰۶ھ میں فوت ہوا۔

فولاد خاں شیدی۔ محمد شاہ کے زمانہ میں ۱۷۳۲ء مطابق ۱۱۴۵ھ کو توال تھا جس کی سودا نے ہجو لکھی۔ اس نے آگرے میں ایک عمدہ باغ بنایا تھا۔ جس کا اب کوئی پتہ نہیں ملتا۔

فہمی کرمانی۔ مولینا صدر الدین محمد نام تھا۔ ایک مثنوی "صورت و معنی" اور بہت سی غزلوں قصیدوں اور ہجو وغیرہ کا مصنف ہے۔ جب ترکوں نے طبریز کا محاصرہ کیا تو اسی زمانہ میں اس نے شہر مذکور میں ۱۵۸۴ء میں انتقال کیا

فیاض - دیکھو عبد الرزاق لاہجانی)

فیروز - آگرہ کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔ عقائد صوفیہ ان کی تصنیف ہے جو ۱۶۲۶ء مطابق ۱۰۳۶ھ میں لکھی گئی۔

فیروز آبادی - مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد نام ہے۔ ایرانی الاصل عالم تھے۔ نواح شیراز کے مقام فیروز آباد میں پیدا ہوئے۔ قاموس جو عربی کی مکمل اور مستند لغت ہے ان کی مصنفہ ہے اس لغت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو باوجود ایرانی الاصل ہونے کے عربی ادب کے نکات پر کامل عبور تھا۔ ۱۴۱۴ء مطابق ۸۱۷ھ میں وفات پائی۔

فیروز اول - ایران کا ساسانی النسل بادشاہ یزدجرد ثانی کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اپنے چھوٹے بھائی ہرمز کا جانشین ہوا۔ جس کو اس نے معزول کر کے ۴۵۸ء میں قتل کر دیا۔ ۲۶ سال کی حکومت کے بعد ۴۸۴ء میں ماوراء النہر کے بادشاہ سے مقابلہ کرتے ہوئے جان دی۔ بالاس اس کا بیٹا جانشین ہوا اور اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی قباد جانشین ہوا۔

فیروز جنگ خاں - پٹنہ میں جو قدیم قلعہ شاہی زمانہ کا بنا ہوا ہے اس کی تعمیر اس سے منسوب کی جاتی ہے۔ جو کتبہ اس پر نصب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰۴۲ھ مطابق ۱۶۳۲ء میں یہ قلعہ تعمیر ہوا۔

فیروز خاں خواجہ سرا - شاہجہاں کے زمانہ میں سہ صدی منصبدار تھا۔

فیروز شاہ بہمنی سلطان - دکن کا بادشاہ تھا سلطان داود کا بیٹا تھا۔ سلطان شمس الدین کو معزول اور قید کر کے پندرہ نومبر ۱۳۹۷ء مطابق ۸۰۰ھ تخت نشین ہوا۔ اور سلطان فیروز شاہ "روز افزوں" کا لقب اختیار کیا۔ اس کے زمانہ میں خاندان بہمنی انتہائے عروج کو پہنچ گیا۔ تخت نشین ہوتے پر اپنے بھائی احمد خاں امیر الامرا کو خانخاناں کا خطاب دیا۔ اور اپنے استاد میر فیض اللہ انجو کو ملک نائب کے خطاب سے سرفراز کر کے وزیر السلطنت مقرر کیا۔ ۲۵½ سال حکومت کی۔ اور ۲۵۔ دسمبر ۱۴۲۲ء مطابق ۱۵۔ شوال ۸۲۵ھ کو وفات پائی۔ مرنے سے دس دن پہلے اپنا تاج اپنے بھائی احمد خاں کو سپرد کر دیا تھا۔ جو سلطان احمد شاہ ولی بہمن کے لقب سے بادشاہ ہوا

فیروز شاہ پوربی - بنگال کا بادشاہ تھا۔ اس کا پہلا نام ملک اندل تھا۔ یہ ایک حبشی سردار تھا۔ جو سلطان شہزادہ خواجہ سرا کو قتل کرنے کے بعد ۱۴۹۱ء میں فیروز شاہ کے نام سے بنگال کا بادشاہ ہوا۔ اور شہر لکھنوتی کو از سر نو آباد کیا۔ اور غور کے نام سے اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ ۱۴۹۴ء مطابق ۸۹۹ھ میں وفات پائی۔

فیروز شاہ تغلق - سلطان فیروز شاہ باربک بھی کہلاتا ہے۔ یہ سالار رجب کا بیٹا۔ سلطان غیاث الدین تغلق کا حقیقی بھائی اور سلطان محمد تغلق کا چچا زاد بھائی تھا۔ ۲۰ مارچ ۱۳۵۱ء مطابق ۲۱ محرم ۷۵۲ھ میں بمقام ٹھٹھہ تخت نشین ہوا۔ ایک عادل اور عالم شہزادہ تھا۔ اس کے انتظام سے رعایا اور فوج یکساں خوش تھی۔ کسی نے اس کے زمانہ

ہیں ظلم کرنے کی ہمت نہ کی فتوحات فیروزشاہی اس کی تصنیف ہے۔ اگست ۱۳۸۷ء م ۷۸۹ھ میں اُس نے اپنے بھائی نصیر الدین محمد کو تاج و تخت دیدیا اور خود گوشہ نشین ہوگیا لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد یہ دیکھکر کہ شاہزادہ عیش وعشرت میں مشغول ہونے کی وجہ سے فرائض حکمرانی کو صحیح طریقے پر ادا نہیں کرتا ہے اس کو رعایا کے فلاح وبہبود کی خاطر زمام حکومت پھر اپنے ہاتھ میں لینی پڑی۔ ۳۸ سال کی حکومت کے بعد ۲۱۔ستمبر ۱۳۸۸ء مطابق ۱۸۔ رمضان ۷۹۰ھ ۸۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ اس نے کئی شہر اور نہریں تعمیر کیں پرانی دہلی میں فیروزآباد کا قلعہ اس کا بنایا ہوا ہے "وفات فیروز" سے اس کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔ مہرولی (دہلی قدیم) میں اپنے بنائے ہوئے حوض خاص کے کنارے دفن ہے اور اس کا جانشین اس کا پوتا غیاث الدین بن فتح خاں ہوا۔ جو ۵ ماہ کے بعد قتل ہوگیا۔ اس کا بعد دوسرا پوتا جانشین ہوا جس کا نام سلطان ابوبکر بن ظفر خاں تھا۔ اس نے ایک سال چھ ماہ حکومت کی اس کی چچا ناصر الدین محمد شاہ بن فیروزشاہ نے اس کو معزول کردیا اور خود اگست ۱۳۹۰ء مطابق ۷۹۳ھ میں دہلی کا بادشاہ ہوا۔

فیروزشاہ خلجی۔ سلطان۔ جلال الدین نام قائم خاں کا بیٹا تھا۔ ۱۲۸۳ء مطابق ۶۸۸ھ میں سلطان معزالدین کیقباد کے قتل کے بعد تخت دہلی پر بیٹھا۔ ۸ سال حکومت کی اس کے بعد اپنے داماد اور بھتیجے علاءالدین حاکم کڑا مانک پور کو جو اس سے باغی ہوگیا تھا سزا دینے کے لیے گیا۔ علاءالدین کو جب یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ دہلی سے روانہ ہوگیا تو وہ گنگا کو عبور کرکے کڑا مانک پور کے قریب دوسرے کنارے پر خیمہ زن ہوا۔ جب بادشاہ قریب پہنچا تو علاءالدین تنہا استقبال کو بڑھا اور قدموں پر گر پڑا۔ بادشاہ نے اُٹھا کر سینے سے لگایا اور اپنی کشتی کی طرف لیچلا۔ اس اثناء میں اس نمکحرام نے اپنے محافظ کو بادشاہ کا سر اُتار لینے کا اشارہ کیا فوراً سر سلطانی قلم کرلیا گیا۔ جس کی تشہیر شہر کے کوچہ و بازار میں کرائی گئی۔ علاءالدین ۱۲۹۶ء مطابق ۶۹۵ھ میں سکندر ثانی کے لقب سے بادشاہ ہوا۔ خاندان خلجی کے بادشاہ حسب ذیل گذرے ہیں۔

فیروزشاہ خلجی

علاءالدین خلجی۔

شہاب الدین عمر۔

مبارک شاہ خلجی جو اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ ملک خسرو پیارے غلام نے ۱۳۲۱ء میں اس کو قتل کردیا۔ اور خود بادشاہ ہوگیا۔ مگر جلد غیاث الدین تغلق شاہ نے جو تیسری شاخ خاندان افغانیہ کا پہلا بادشاہ ہوا اُسے قتل کرادیا)

فیروزشاہ سور۔ سلیم شاہ کا بیٹا تھا۔ بارہ برس کی عمر میں اپنے باپ کا جانشین ہو کر تخت دہلی پر متمکن ہوا۔ تین ماہ یا تین روز حکومت کرنے پایا تھا کہ اُس کا ماموں مبارک خاں اُس کو قتل کرکے ۲۔مئی ۱۵۵۳ء مطابق ۲۹۔

بجمادی الاول سنہ [illegible]ھ کو بادشاہ بن بیٹھا۔ اور محمد شاہ عادل کا لقب اختیار کیا۔

فیض۔ ملا محسن کاشانی نام المعروف اخوند فیض شاہ عباس ثانی بادشاہ فارس کے عہد میں گزرا ہے۔ بہت سی کتابوں کا مصنف ہے کتاب آصفی اور کتاب صافی قرآن شریف کی تفسیرات خاص طور پر مشہور ہیں۔ شاہ سلیمان کے زمانہ میں کاشان میں انتقال کیا۔ اس کا مزار زیارتگاہ خاص و عام ہے۔

فیض۔ دہلی کا اردو شاعر میر فیض علی کا تخلص ہے۔ میر محمد تقی المتخلص بہ میر مشہور شاعر کا بیٹا تھا دہلی میں سنہ ۱۸۰۴ء مطابق سنہ ۱۲۱۹ھ تک بقید حیات تھا۔

فیض۔ مرزا قتیل کا شاگرد تھا۔ سنہ ۱۸۴۳ء میں محمد علی شاہ کے زمانہ میں لکھنؤ میں زندہ تھا۔ ایک عاشقانہ دیوان اس کی تصنیف سے ہے۔

فیض۔ مولوی فیض الحسن سہارنپوری کا تخلص ہے تحفہ صبا لقبیہ عربی اور روضۃ الفیض کے مصنف ہیں۔ سنہ ۱۸۶۷ء میں اس کو تصنیف کیا۔ بہت مشہور ادیب اور عالم تھے۔ اورنٹیل کالج لاہور میں پروفیسر تھے۔ وضع نہایت سادہ تھی۔ مولانا شبلی نعمانی اور محمد اسمٰعیل میرٹھی اور مولوی عبداللہ ٹونکی آپ کے ممتاز تلامذہ میں تھے۔ سنہ ۱۸۸۷ء میں انتقال ہوا۔

فیض احمد رسوا۔ آپ مولانا محمد علی صاحب بدایونی کے پوتے۔ مولانا حافظ حکیم غلام احمد صاحب کے فرزند تھے۔ سنہ ۱۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ سر ولیم میور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر صوبہ آگرہ و اودھ کے استاد اور سررشتہ دار تھے غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں بمقام آگرہ ترک علائق کیا پھر کسی کو یہ پتا نہ چلا کہ کہاں گئے۔ آپ کی تصانیف زمانہ غدر میں تلف ہو گئیں۔ صرف علم کلام میں تعلیم الجاہل۔ شرح صدرا التعلیقات۔ علے خصوص الفارابی پائی جاتی ہیں۔

فیض اللہ انجو میر۔ محمود بہمنی والئ دکن کے زمانہ میں جو سنہ ۱۳۷۸ء سے سنہ ۱۳۹۷ء تک رہا۔ قاضی شہر اور مشہور شاعر تھا۔ خواجہ حافظ شیرازی کا ہمعصر تھا۔ ان کو ایک غزل کے صلہ میں بادشاہ نے خوش ہو کر ایک ہزار اشرفیاں دیں اور بہت سے انعام و اکرام کے بعد اپنے وطن شیراز جانے کی اجازت دی۔

فیض اللہ خاں۔ روہیلوں کے سردار علی محمد خاں روہیلہ کے بیٹے تھے۔ سنہ ۱۷۷۴ء میں حافظ رحمت خاں کی مشہور لڑائی کے بعد جو بمقام کٹرہ ضلع شاہجہانپور ہوئی۔ کمایوں کے پہاڑوں میں چلے گئے۔ کرنل چیمپین سے جو عہدنامہ ہوا تھا اُس کی رو سے اُس کو ۱۴ ل سالانہ کی آمدنی کی جاگیر ملی۔ رامپور میں بلا کسی مزاحمت کے ۲۰ سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۱۷۹۴ء میں انتقال کیا اور بڑے لڑکے محمد علی خاں کو تخت کا وارث چھوڑا۔ لیکن محمد علی خاں کو اُس کے چھوٹے بھائی غلام محمد نے مروا ڈالا۔ اور خود نواب بن گئے۔ انگریزوں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ اُنھوں نے محمد علی خاں کے نابالغ لڑکے احمد علی کو تخت نشین کیا اور غلام محمد کو بھوڑا ہیں شکست دیکر قید کیا۔ مگر نواب احمد علی خاں سنہ ۱۸۳۹ء مطابق

سنہ ۱۲۵۵ھ میں فوت ہوئے اُن کی جگہ نواب محمد سعید خاں مسند نشین ہوئے ان کے بعد نواب یوسف علی خاں سنہ ۱۸۵۵ء مطابق سنہ ۱۲۷۲ھ میں تخت پر بیٹھے ۔ نواب کلب علی خاں ان کے جانشین ہوئے ۔ (دیکھو کلب علی خاں)

فیضی کرمانی ۔ اکبری عہد کا ایک شاعر تھا جس نے تذکرۂ دولت شاہ کو نثر سے نظم کا جامہ پہنایا

فیضی سرہند کا باشندہ تھا ۔ فیضی تخلص تھا مدار الافاضل نامی ایک فارسی لغت کی تصنیف ہے ۔ اصلی نام الہ داد تھا ۔

فیضی شیخ ۔ پورا نام ابو الفیض تھا شیخ مبارک کا لڑکا تھا ۔ اس کا بڑا بھائی ابو الفضل اکبر شاہ کا وزیر تھا ۔ سنہ ۱۵۴۷ء میں پیدا ہوا اور ۱۲ ۔ جلوس اکبری میں دربار میں پیش ہوا چھ سال بعد ابو الفضل بھی دربار میں داخل ہوگیا ملک الشعراء غزالی مشہدی کے انتقال کے بعد سنہ ۱۵۷۲ء میں یا بقول مآثر الامراء سنہ ۳۳ جلوس اکبری میں ملک الشعراء بنائے گئے اور شہزادوں کی اتالیقی کا کام بھی سپرد رہا تاریخ فلسفہ طب انشا پردازی میں کمال حاصل تھا ۔ سنسکرت زبان کا بھی عالم تھا مختلف مذاہب کی تعلیم پر عبور رکھتا ۔ فارسی کا بلند پایہ شاعر تھا ۔ عربی زبان میں بھی دستگاہ کامل رکھتا تھا ۔ ہندوستان کا سب سے بڑا مصنف سمجھا جاتا ہے ۔ ایک سو ایک کتابیں اس کی تصنیف کہی جاتی ہیں ۔ مشہور خمسۂ نظامی کے نمونہ پر اُس نے پانچ کتابوں کا ایک مجموعہ لکھا جس میں مرکز الادوار ۔ سلیمان و بلقیس نل دمن ۔ ہفت کشور اور اکبر نامہ شامل ہیں قصۂ نل دمن ۔ مہا بھارت سے لیا گیا ہے ۔ جس کو اس نے اکبر کے حکم سے فارسی میں ترجمہ کیا تھا ۔ سنسکرت کی نظم گیتا کے علاوہ اُس نے بیجا گنیتا اور لیلاوتی جیسی مشہور علم ریاضی و جبر و مقابلہ کی سنسکرت کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کیا ۔ قرآن شریف کی تفسیر بے نقط موسومہ سواطع الالہام اسی کی تصنیف سے ہے ۔ ایک اور تفسیر بھی لکھی جس کا نام موارد الکلام ہے اس کی انشائے فیضی بھی مشہور ہے فیضی کو دمہ کا عارضہ لاحق ہوگیا تھا اور اسی مرض میں ۴۹ سال کی عمر پاکر سنہ ۱۵۹۵ء مطابق سنہ ۱۰۰۴ھ میں بمقام آگرہ انتقال کیا ۔

ردیف ق

قابوس۔ خراسان کا شہزادہ تھا۔ اس کا لقب شمس المعالی تھا۔ علمی و ادبی قابلیت کے لیے مشہور تھا۔ کمال البلاغت اس کی تصنیف ہے شمگیر بادشاہ خراسان جس کا پایہ تخت رے تھا اس کا مورث تھا۔ جس کے بعد یہ تخت رے کا مالک ہوا۔ منوچہر اس کا بیٹا تھا۔ جس نے ۱۰۱۲ء مطابق ۴۰۳ھ میں اس کو باغی سرداروں کی مدد سے مروا ڈالا اور خود بادشاہ ہو گیا۔ سلطان محمود غزنوی کی اطاعت کرلی اور سلطان نے اپنی لڑکی کی شادی بھی اس کے ساتھ کر دی ۱۰۳۱ء مطابق ۴۲۳ھ میں فوت ہوا۔ گیلان شاہ اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

قادر۔ وزیر خاں کا تخلص ہے آگرہ کا رہنے والا تھا عالمگیر کے دربار میں صاحب رسوخ تھا۔ ۱۷۲۴ء مطابق ۱۱۳۶ھ میں وفات پائی۔ ایک دیوان چھوڑا

قادر۔ وزیر خاں کا تخلص ہے آگرے کا رہنے والا تھا۔ عالمگیر کے دربار میں صاحب رسوخ تھا۔ ۱۷۲۴ء مطابق ۱۱۳۶ھ میں وفات پائی۔ ایک دیوان چھوڑا۔

قادر۔ عالمگیر کے بیٹے شاہزادہ محمد اکبر کے منشی کا تخلص ہے۔ اس کا نام شیخ عبدالقادر تھا۔ اس کی تصنیف ایک دیوان ہے۔

قادر باللہ۔ دیکھو القادر باللہ

قاورد۔ جعفر بیگ داؤد کا بیٹا اور الپ ارسلان سلجوقی کا بھائی تھا۔ ان کو اُن کے چچا طغرل بیگ نے ۱۰۴۱ء مطابق ۴۳۳ھ میں مسند نشین کیا۔ کرمان کے سلجوقی خاندان کا یہ پہلا بادشاہ ہوا۔ جہاں اس نے ۳۲ سال حکومت کی ۱۰۷۲ء مطابق ۴۶۵ھ میں ملک شاہ نے زہر دیکر مار ڈالا۔ سلاطین کرمانیہ حسب ذیل گذرے ہیں۔

نام سلطان	سال تخت نشینی
(۱) قاورد بن جعفر بیگ داؤد	۱۰۴۱ء مطابق ۴۳۳ھ
(۲) سلطان شاہ بن قاورد	۱۰۷۲ء مطابق ۴۶۵ھ
(۳) توران شاہ برادر سلطان شاہ	۱۰۷۴ء م ۴۶۷ھ
(۴) ایران شاہ بن توران شاہ	۱۰۹۶ء م ۴۸۹ھ
(یہ بادشاہ نہایت بیرحم اور ظالم تھا ۱۱۰۱ء مطابق ۴۹۴ھ میں قتل کیا گیا)	
(۵) ارسلان شاہ بن کرمان شاہ۔ ۴۲ سال حکومت کی ۱۱۰۱ء مطابق ۴۹۴ھ۔	
(۶) مغیث الدین محمد بن ارسلان	۱۱۴۱ء م ۵۳۶ھ
(۷) طغرل شاہ بن محمد	۱۱۵۶ء م ۵۵۱ھ
(۸) بہرام ارسلان و توران شاہ پسران طغرل	۱۱۶۹ء م ۵۶۵ھ

(۹) محمد شاہ بن بہرام شاہ اپنے والد کی اور چچا کی وفات کے بعد کرمان کے تخت پر بیٹھا۔ ملک دینار نے ۱۱۸۷ء مطابق ۵۸۳ھ میں بیدخل کر دیا۔ ملک دینار قبیلہ غز کا ترک تھا جس نے سلجوقی خاندان کرمانیہ کا خاتمہ کر دیا۔

قادر شاہ۔ ہمایوں کے سرداروں میں تھا۔ جب ہمایوں نے مالوہ فتح کیا تو مالوے کی حکومت کے لیے اپنے چند سرداروں کو جن میں قادر خاں بھی تھا چھوڑ کر آگرہ چلا آیا۔ ملو خاں نے جو خلجی خاندان کا طرفدار تھا بغاوت کر دی۔ اور ہمایوں کے سرداروں سے ایک سال تک برسرپیکار رہا۔ ایک سال کے

بعد قادر شاہ نے اس کو شکست فاش دی اور خود مانڈو کے مقام پر قادر شاہ کے لقب سے مالوہ کا بادشاہ بن گیا ۱۵۴۲ء مطابق ۹۴۹ھ تک حکومت کی اس کی حکومت کا خاتمہ شیر شاہ نے کر دیا اور شیر شاہ نے اس کو معزول کر کے شجاع خاں اپنے وزیر کو مالوے کا صوبہ دار مقرر کیا۔

قادری۔ شیخ عبد القادر بدایونی کا تخلص ہی (دیکھو عبد القادر)

قادری۔ دارا شکوہ کا تخلص ہی۔ (دیکھو دارا شکوہ)

قاسم۔ حکیم میر قدرت اللہ کا تخلص ہی ایک تذکرہ شعرا اس کی تصنیف ہے۔

قاسم ارسلان (مشہدی)۔ مشہد کا رہنے والا محمود غزنوی کے سپہ سالار ارسلان جاذب کی اولاد ہیں۔ اکبری زمانہ کا مشہور شاعر تھا اور بادشاہ اس پر بہت عنایت کرتا تھا۔ ۱۵۸۷ء مطابق ۹۹۵ھ میں انتقال کیا اور ایک دیوان یادگار چھوڑا۔ جب بادشاہ نے خان زماں کی بغاوت کو الہ آباد جاکر فرو کیا اور اس پر کامل فتح پائی تو اس نے "مبارک فتح اکبر"، مادہ تاریخ لکھا جس سے ۹۷۴ھ نکلتے ہیں

قاسم اکبر آبادی۔ ظفر نامہ اکبری اس کی تصنیف ہی۔ اس میں اکبر خاں پسر دوست محمد خاں کی فتوحات کا ذکر ہے جس کو قاسم نے ۱۸۴۶ء مطابق ۱۲۶۲ھ میں ختم کیا۔ یہ جنگ کابل کی جو انگریزوں سے ہوئی منظوم تاریخ ہی۔

قاسم انوار سید۔ ان کا نام معین الدین علی بھی ہی تبریز میں پیدا ہوئے۔ خاندان سادات سے تھے۔ شیخ صدر الدین موسی اردبیلی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ تصوف اور معرفت سے ان کا کلام لبریز ہے۔ قاسم تخلص کرتے تھے۔ گیلان۔ خراسان وغیرہ میں رہ کر بہت شہرت حاصل کی۔ ہرات میں مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور نے یہ دیکھکر کہ قاسم کے مریدوں اور پیروں کا حلقہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے۔ مبادا ملک میں کوئی رخنہ اندازی ہو اس نے سید صاحب کو ہرات سے باہر چلے جانے کا حکم دیا۔ شاہ رخ کا بیٹا بایسنغر علم دوست و شریف الطبع شہزادہ تھا اُس نے نہایت خوش اسلوبی سے سید صاحب کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ اب وہ ہرات سے باہر جاکر مخلوق خدا کو اپنے فیض سے مستفیض کریں چنانچہ وہ بلخ اور سمرقند کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد پھر ہرات واپس آئے اور ۱۴۳۱ء مطابق ۸۳۵ھ میں بمقام خرجرد مضافات جام (ہرات) انتقال کیا۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

قاسم برید شاہ اول۔ دکن میں خاندان بہمنیہ کے زوال کے بعد بیدر میں خاندان بریدشاہی کی حکومت قائم کی یہ ترکی غلام تھا اور محمود شاہ بادشاہ دکن کا وزیر ہوگیا تھا ۱۴۹۲ء مطابق ۸۹۸ھ میں خود مختار ہوگیا اور شہر احمد آباد اور قلعہ کی حکومت محمود شاہ کو چھوڑ کر تمام علاقہ پر قابض ہوگیا اور اپنے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کر دیا۔ بارہ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۵۰۴ء مطابق ۹۱۰ھ میں انتقال کیا اور اُس کا لڑکا امیر برید جانشین ہوا۔ اس کے عہد میں بادشاہ کے رہے سہے اختیار بھی سلب کر لیے گئے۔ اس خاندان کے بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

قاسم برید شاہ اول	سنہ ۱۴۹۲ع
امیر برید	سنہ ۱۵۰۴ع
علی برید	سنہ ۱۵۴۲ع
ابراہیم برید شاہ	سنہ ۱۵۶۲ع
قاسم برید شاہ دوم	سنہ ۱۵۶۹ع
علی برید شاہ دوم	سنہ ۱۵۷۲ع
امیر برید شاہ دوم	سنہ ۱۶۰۲ع

قاسم برید شاہ دوم - بریدشاہی حکومت دکن کا پانچواں بادشاہ تھا۔ قاسم برید شاہ کی جگہ۔ سنہ ۱۵۶۹ع مطابق سنہ ۹۷۷ھ میں احمدآباد بیدر کا حکمراں ہوا۔ تین سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۱۵۷۲ع میں فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ مرزا علی برید دوم بادشاہ ہوا۔ ۲۰ برس حکومت کرنے کے بعد معزول کر دیا گیا اور امیر برید دوم سنہ ۱۶۰۹ع میں تخت پر بیٹھا جو اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا

قاسم بیگ حالتی - (دیکھو حالتی)

قاسم خاں - اکبر کے زمانہ میں صوبہ دار کابل تھا۔ محمد زماں نے جو اپنے کو شاہ رخ مرزا کا لڑکا کہتا تھا۔ اور جو بدخشاں پر قابض ہو گیا تھا عبداللہ خاں ازبک سے شکست پانے کے بعد کابل پر حملہ کیا۔ قاسم خاں نے اُس کو قید کر لیا لیکن سنہ ۱۶۰۱ع میں قاسم خاں اُس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بعد کو محمد ہاشم پسر قاسم خاں نے محمد زماں کو قتل کر کے اپنے باپ کے خون کا بدلا لیا

قاسم خاں جوینی (نواب) جہانگیر اور شاہجہاں کے دربار کا ایک امیر اور پنج ہزاری منصب دار شہر سبزوار کا رہنے والا تھا۔ ایک ایرانی خاتون منیژہ بیگم خواہر نور جہاں بیگم کے ساتھ شادی ہوئی تھی اور اسی وجہ سے بعض درباری اس کو مذاق کے طور پر قاسم خاں منیژہ کہتے تھے۔ ایک دیوان اس کی تصنیف سے ہے۔ قاسم تخلص تھا۔ جہانگیر کے زمانہ سے پرتگالیوں نے ہگلی کے موقعہ پر اپنی ایک تجارتی کوٹھی کے نام سے ایک جنگی قلعہ بنا رکھا تھا۔ جس میں سامان حرب جمع رہتا تھا۔ یہ لوگ اس نواح کے مسلمانوں اور اپنے ہمسایوں پر نہایت ظلم کرتے تھے جبراً عیسائی بناتے تھے۔

شاہجہاں جب باپ سے ناراض ہو کر ایام شہزادگی میں بنگال گیا تو اُس نے پرتگالیوں کے مظالم دیکھ کر عہد کیا تھا کہ تخت نشینی کے بعد سب سے پہلا کام یہ کرونگا کہ مخلوق خدا کو ان کے مظالم سے نجات دلاونگا۔ چنانچہ اُس نے پہلی سال حکومت سنہ ۱۰۳۷ھ مطابق سنہ ۱۶۲۷ع قاسم خاں کو صوبہ داری بنگالہ پر فدائی خاں کی جگہ مامور کیا اور پرتگالیوں کے استیصال اور اُن کے قلعہ کی تسخیر کا حکم دیا۔ چنانچہ بادشاہی افواج کو ساڑھے تین ماہ تک اس قلعہ کا محاصرہ کرنا پڑا اور نہایت معرکہ کی لڑائی ہوئی جس میں دس ہزار پرتگالی مارے گئے اور ہگلی کا شہر پرتگالی آبادی سے بالکل پاک ہو کر شاہی قبضہ میں آگیا لیکن اس فتح کے تین دن بعد سنہ ۱۰۴۲ھ مطابق سنہ ۱۶۳۲ع میں قاسم خاں راہی ملک عدم ہو گیا

قاسم خاں شیخ فتحپوری - شیخ فتح خاں کہلاتا تھا۔ اسلام خاں کا بھائی تھا۔ جہانگیر کے زمانہ میں چار ہزاری منصبدار ہوا۔ اسلام خاں کی وفات کے بعد سنہ ۱۶۱۳ع مطابق سنہ ۱۰۲۲ھ میں صوبہ داری بنگال پر مامور ہوا۔

قاسم خاں نے آسام پر حملہ کیا لیکن آسامیوں نے ایک رات میں اچانک اس کی فوج پر شب خون مار کر کثیر نقصان پہنچایا۔ اس پر بادشاہ نے اس کو واپس بلا لیا اسکے کچھ ہی دنوں کے بعد وہ فوت ہوگیا۔

قاسم دیوانہ۔ ایک شاعر تھا جو غالباً سنہ ۱۷۲۴ء مطابق سنہ ۱۱۳۶ھ میں زندہ تھا۔ وہ ایک دیوان کا مصنف ہے۔

قاسم شیرازی۔ شیراز کا رہنے والا تھا۔ تیمور نامے کا مصنف ہے۔ جس میں امیر تیمور کی فتوحات نظم کی ہیں۔

قاسم علی خاں۔ اکبر نے جب بادل گڈھ یا بادل کوٹ (فی الحال آگرہ) کو دار السلطنت بنایا تو نوسو اٹھتر ہجری میں (سنہ ۹۷۸ھ مطابق سنہ ۱۵۷۰ء) آٹھ سال کی مدت میں اکبر آباد کی عمارتیں اس شخص کے اہتمام سے تعمیر ہوئیں اور پینتیس لاکھ روپیہ صرف ہوا۔

قاسم علی خاں میر۔ میر قاسم بھی کہلاتے ہیں میر جعفر علی خاں نواب بنگال کے داماد تھے۔ نہایت لائق اور محب وطن تھے۔ صیغہ مالیہ میں نہایت ہوشیار اور کامل وقفیت رکھتے تھے۔ انگریزوں نے میر جعفر کو معزول کر کے ستمبر سنہ ۱۷۶۰ء میں ان کو بنگالہ کا نواب بنا دیا۔ اُنھوں نے انگریز عہدہ داروں کو بے تحاشا زر و جواہر دینے کے بعد بردوان مدناپور اور چٹاگانگ کے زرخیز علاقے دیدیے انگریزوں نے اس کے عوض میں میر قاسم کو فوجی مدد دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اپنی حکومت کے آخری زمانہ میں یہ دیکھکر کہ انگریزوں نے جو معاہدہ کیا تھا اُس کا ایفا نہیں کرتے اور تجارتی معاہدہ کے متعلق میرے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں انگریزوں پر فوج کشی کی اودوانالہ کے قریب ۲۔ اگست سنہ ۱۷۶۳ء کو شکست کھائی۔ انگریزوں نے ان کے بجائے میر جعفر کو پھر نواب بنا دیا۔ میر قاسم بھاگ کر پٹنہ آئے اور وہاں سے مع اپنے فوج اور خزانہ کے وزیر اودھ کے یہاں پناہ لی۔ اور نواب وزیر کی طرف سے بندیلکھنڈ میں لڑتے رہے۔ اس کے بعد انگریزوں نے ان کی گرفتاری کے لیے اودھ پر چڑھائی کی مگر میر قاسم روہیل کھنڈ چلے گئے اور وہاں سے ریاست گوہد میں کچھ مدت بسر کرنے کے بعد ریاست جودھپور میں چلے آئے سنہ ۱۷۷۴ء میں شاہ عالم کی ملازمت کرنے کے لیے دہلی پہنچے لیکن کامیابی نہ ہوئی اور وہیں موضع کوتوال میں نہایت بے کسی کے عالم میں سنہ ۱۷۷۷ء مطابق سنہ ۱۱۹۱ھ میں انتقال کیا اور اس طرح سے بنگال کے صوبہ داروں کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

قاسم قادری شیخ۔ ان کا مقبرہ چنار میں ہے اس کے متعلق کچھ جاگیر موقوفہ اور مدد معاش کے طور پر پنشن شاہی وقت سے اب تک چلی آتی ہے۔ ان کے بیٹے شاہ کبیر تھے۔ جو قنوج میں بالا پیر کے نام سے مشہور ہیں وہیں ان کا مزار ہے سنہ ۱۶۴۴ء مطابق سنہ ۱۰۵۴ھ میں قنوج میں ان کا وصال ہوا تھا۔

قاسم کاہی مولنا۔ نام نجم الدین۔ کنیت ابو القاسم مولنا جامی کے شاگرد تھے۔ مرزا کامران کے ساتھ ہرات کو گئے سنہ ۱۵۹۰ء

مطابق ۹۶۴ھ میں بہ عہد اکبری ہندوستان آئے۔ ہندوستان میں زیادہ قیام بنارس اور آگرہ میں رہا۔ علم تفسیر۔ ہئیت۔ تصوف علم و کلام و فن موسیقی سے بہرہ ور تھے فن موسیقی میں چند تصانیف چھوڑیں۔ ان کا فارسی دیوان مشہور ہے۔ مثنوی گلعشاں بوستان سعدی کے طرز پر لکھی جس میں ہر شعر کو بوستاں کے قوافی پر لکھا ہے۔ مطلع یہ ہے۔

جہاں آفریں راجہاں آفریں
بجاں آفریں صد جہاں آفریں

ملا عبدالقادر بدایونی نے ان کو گمراہ و ملحد بتایا ہے بمقام آگرہ۔ ۱۱۰ برس کی عمر میں ۱۷ اپریل ۱۵۸۰ء مطابق ۲۔ ربیع الثانی ۹۸۸ھ کو انتقال کیا اور وہیں مدار دروازہ میں دفن ہیں۔

قاسمی۔ آپ کا اصل نام مولنا مجدالدین ہے۔ وجنۃ الخلد آپ کی تصنیف ہے۔ جو گلستان سعدی کے طرز پر لکھی ہے۔ آپ کا مولد و مسکن خواف نواح خراسان میں تھا۔

قاسمی تونی۔ تون۔ ملک فارس کے ساکن فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور شعر بھی لکھتے تھے۔ نویں سنہ ہجری میں تھے۔

قاضی خاں — امام فخرالدین حسن بن منصور الاوزجندی الفرغانی نام ہے۔ فتاوائے قاضی خاں ان کی تصنیف ہے۔ جس میں ہر قسم کے فتوے جمع کیے گئے ہیں۔ فقہ میں یہ مجموعہ مستند سمجھا جاتا ہے۔ یوسف بن جنید نے فتاوائے قاضی خاں کا خلاصہ کیا ہے ۱۱۹۵ء مطابق ۵۹۲ھ میں انتقال کیا۔

قاضی محمود۔ اکبر کے عہد میں لکھنؤ کے دیوان تھے اکبری دروازہ۔ سرائے اکبری اور پل پختہ اکبر کے نام پر لکھنؤ میں بنوایا۔

قاہر باللہ۔ (دیکھو القاہر باللہ۔)

قائلی۔ سبزوار کا رہنے والا۔ تذکرہ شعرا اس کی تصنیف ہے ۱۵۵۷ء مطابق ۹۶۵ھ میں وفات پائی۔

قائم۔ قائم خاص کا تخلص ہے۔ وزیر محمد خاں بن امیر خاں نواب ٹونک کی ملازمت میں کپتان تھا۔ ایک اردو دیوان کا مصنف ہے جو ۱۸۵۳ء مطابق ۱۲۷۰ھ میں تصنیف ہوا۔

قائم باللہ۔ خلیفہ بغداد تھا (دیکھو القائم باللہ۔)

قائم بامراللہ۔ فاطمی خلفائے قاہرہ کا سب سے پہلا خلیفہ مہدی کا بیٹا تھا ۹۲۴ء مطابق ۳۱۵ھ میں شہر مصیلہ تعمیر کرایا۔ اور اس کا نام محمدیہ رکھا ۹۰۹ء مطابق ۲۹۷ھ لغایۃ ۹۳۴ء مطابق ۳۲۲ھ تک حکومت کی

قائم شیخ۔ محمد قائم نام تھا۔ قصبہ چاند پور ضلع بجنور (روہیل کھنڈ) کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے اردو شعراء میں مشہور تھے۔ مرزا رفیع سودا کے شاگرد تھے۔ اپنے وطن میں ۱۷۹۴ء مطابق ۱۲۰۸ھ میں انتقال کیا۔ ایک دیوان ان سے یادگار ہے۔

قائم خاں۔ قائم جنگ۔ محمد خاں بنگش نواب فرخ آباد کا بیٹا تھا۔ جون ۱۷۴۳ء مطابق جمادی الاول ۱۱۵۶ھ میں مسند نشین ہوا قصبہ قائم گنج اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔ وزیر الممالک نواب صفدر جنگ کے ایما سے روہیلوں پر حملہ کیا اور حکومت کھیر پر قبضہ کرنا چاہا۔ روہیلوں کی فوجی قوت کم تھی۔ قائم خاں کے ہمراہ ۶۰ ہزار سوار۔ چار سو ہاتھی۔ اور بیشمار

پیدل فوج تھی۔ موضع دونری نروتم پور ضلع
بدایوں (بدایوں سے ۲ میل ہے) پر مورچہ بندی
ہوئی۔ نومبر ۱۷۴۸ء مطابق ۱۱۶۲ھ قتل کر دیا
گیا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ وزیر موصوف
نے اس کی ریاست ضبط کر لی اور لواحقین کو قید
کر کے الہ آباد بھیج دیا۔ اور علاقہ کو راجہ نول رائے
کی سپردگی میں دیدیا۔ قائم خاں پابند صوم و صلوٰۃ
فن سپہگری کا شائق اور نیزہ بازی میں کامل
مہارت رکھتا تھا۔ ضلع فرخ آباد میں جو "قائم خانی"
جوتہ بنا کرتا تھا وہ اسی کا اختراعی تھا۔

قباد۔ اس کے والد کا نام فیروز اوّل تھا خاندان
ساسانی سے فارس کا بادشاہ ۴۸۸ء میں
اپنے بھائی پالاش کا جانشین ہوا۔ ۴۳ سال
حکومت کی۔ روم کے عیسائی بادشاہ سے جنگ
کی جس میں فتح حاصل ہوئی۔ ۵۳۱ء میں فوت ہوا۔
نوشیرواں اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

قباد۔ اس کا لقب کیقباد رائے ہے۔ ساسانیوں نسل کا
انیسواں بادشاہ تھا۔ اس کے عہد میں وزیر
سوخرا (پدر بزرجمہر) کا پورا دخل تھا جب وہ بہت
حاوی ہو گیا تو قباد نے سپہ سالار شاپور کی مدد سے
اس کو قتل کیا۔ حکومت کے دس برس بعد مزدک کا ظہور
ہوا۔ اس بادشاہ کو عمارت سے خاص ذوق تھا۔
اس کے عہد میں۔ شاہ جودہ۔ کازرون۔ حلوان۔
ارغان۔ شہر آباد۔ بروع۔ گنجہ۔ شہر آباد کیے گئے
موصل کی تجدید کی۔ شہر آمل کو مستحکم کیا۔ طبرستان
میں متعدد عمارتیں بنائیں۔ اناسطاسیس
قیصر روم سے متعدد لڑائیاں لڑا۔ اور کامیاب
رہا۔ آٹھ بیٹے تھے۔ نوشیرواں۔ فیروز۔ سہم
زرداد۔ آردشیر۔ کاوس۔ یزدگرد۔ زربر
مگر سب سے زیادہ نامور نوشیرواں ہوا۔ ۴۳
برس سلطنت کر کے ۱۱۳۶ء م ۵۳۱ھ میں فوت ہوا۔

قبادی۔ شیبش بن ابراہیم کا لقب ہے۔ ایک عربی
مصنف تھا ۱۲۰۲ء مطابق ۵۹۹ھ میں
فوت ہوا۔

قبلا قاآن۔ منگو خاں شاہ تاتار کا بیٹا۔ اور
چنگیز خاں کا پرپوتا تھا۔ اپنے والد کے حکم سے
سنہ ۱۲۵۰ء میں کوریا اور چین کی تسخیر کو روانہ ہوا۔
اور شمالی چین کو فتح کیا۔ اس نے سونگ خاندان
کو تباہ کر دیا۔ جنوبی چین کو فتح کرنے کے بعد
اس کی سلطنت بحر منجمد سے آبنائے ملاکا تک اور
کوریہ سے ایشیائے کوچک تک وسعت پذیر ہو گئی
تھی۔ یہ سلطنت اتنی بڑی تھی کہ اس سے پہلے
کسی ایک بادشاہ نے اتنی بڑی سلطنت پر حکومت
نہیں کی تھی اور اس کے بعد بھی کسی کو اتنی بڑی
سلطنت پر حکمراں ہونا نصیب نہیں ہوا۔ اس
شہزادہ کے زمانہ تک مغل ظالمانہ اور جابرانہ طرز
حکومت کے لیے مشہور تھے۔ لیکن انھوں نے
چین کے ملک میں آکر اور وہاں کی تہذیب سے
متاثر ہو کر سلطنت کا رنگ بدل دیا تھا۔ انھوں نے
اپنی سلطنت میں تاخت و تاراج اور قتل و غارت
سے بہت کچھ پرہیز رکھا۔ قبلائی خاں نے خود مذہب
اسلام نہیں اختیار کیا۔ لیکن انندا نے جو اس کا
پوتا تھا۔ اور صوبہ کانسو کا حاکم تھا اسلام قبول
کر لیا تھا۔ ۱۲۹۴ء مطابق ۶۹۳ھ میں وفات پائی۔

قبلان بیگ۔ قیچی خاندان کا ترک ہے۔ وہ ملک
ہندوستان میں پیدا ہوا۔ خانخاناں کی ماتحتی
میں دکن میں ناموری کے ساتھ ملازمت کی۔ جہانگیر
کے یہاں مورد عنایات رہا۔ ایک دیوان چھوڑا

اور ایک مثنوی ماہ و دوست بھی ان کی یادگار ہے جس میں رستم و دردایہ کا قصہ نظم کیا ہے۔

قتلغ خاں۔ اتابک ابوبکر بن سعد زنگی کا لقب ہے

قتلغ نگار خانم۔ یونس خاں شاہ مغلستان کی لڑکی محمود خاں کی جو چنگیز خاں کی اولاد میں تھا بہن عمر شیخ مرزا کی زوجہ اور بابر شاہ کی والدہ تھی کابل میں ۴ جون ۱۵۰۵ء مطابق یکم محرم ۹۱۱ھ کو وفات پائی۔

قلمش۔ سلجوقی کی اولاد میں ہے۔ ملک شاہ سلجوقی نے اس کو قید کر لیا تھا اس کا بیٹا سلیمان اناطولیہ کی حکومت سلجوقیہ کا بانی ہوا

قتیبہ مفری۔ عبدالملک خلیفہ کے زمانہ میں خراسان میں نائب سلطنت تھا اور بنی مفر کا ایک مشہور سردار تھا۔ ماوراء النہر کے باشندوں نے بغاوت کی قتیبہ کو اس کے ساتھ مسلسل دس سال تک جنگ کرنی پڑی۔ بالآخر قتیبہ نے تمام ماوراء النہر کو کاشغر تک اسلامی سلطنت میں ملحق کر لیا سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں ستمبر ۷۱۵ء مطابق ذی الحجہ ۹۶ھ میں قتل ہوا۔

قتیل۔ مرزا احمد حسن کا تخلص ہے۔ دہلی کے رہنے والے اصلاً کھتری تھے۔ بعد کو مذہب اسلام قبول کر لیا تھا۔ فارسی اور اردو میں بھی شعر کہتے تھے۔ نسخہ شجرۃ الامانی۔ نہر الفصاحت۔ چہار شربت۔ دیوان قتیل فارسی زبان میں مشہور تصانیف ہیں۔ دہلی سے لکھنؤ چلے آئے تھے۔ وہیں بعہد نواب غازی الدین حیدر ۱۸۱۷ء مطابق ۱۲۳۲ھ میں انتقال کیا۔

قدر۔ مولوی غلام حسنین ولد میر خلف علی کا تخلص تھا بلگرام ضلع ہردوئی کے باشندے۔ نسباً زیدی سادات ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں بمقام بلگرام پیدا ہوئے۔ علوم عربیہ لکھنؤ میں حاصل کیے۔ ابتدائے شاعری میں برق و سحر سے اصلاح لی۔ بعدہ شیخ امداد علی بحر سے تلمذ کیا۔ غدر کے بعد دہلی چلے آئے اور مرزا غالب کے شاگرد ہوئے۔ آخر عمر میں سرکار آصفیہ میں ملازم ہو گئے۔

"قواعد العروض"، اور "اعجاز خسروی" کا حاشیہ لکھا۔ صنائع و بدائع و عروض سے کافی واقفیت تھی پنگل۔ یعنی عروض ہندی بھی جانتے تھے۔ ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء لکھنؤ میں انتقال ہوا۔

قدرت۔ شاہ قدرت اللہ دہلوی کا تخلص ہے اردو اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔ نتائج افکار اور ایک دیوان یادگار ہے۔ دہلی سے مرشد آباد چلے گئے تھے وہیں ۱۷۹۱ء مطابق ۱۲۰۵ھ میں انتقال کیا۔ ان کے دیوان میں بیس ہزار بیت ہیں۔

قدرت اللہ شیخ ریاست بھوپال میں محکمہ اسٹامپ کے افسر تھے۔ نظم و نثر کی چند کتابیں ان کی تصنیف سے ہیں ۱۸۹۳ء میں یہ کتابیں مصنف کی زندگی میں طبع ہو چکی تھیں بیالکم کی تاریخ کو انھوں نے نظم کیا ہے۔ جو ماجرائے قدرت کے نام سے موسوم ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کے حالات بھی تماشائے قدرت کے نام سے نظم کیے ہیں۔

قدر خاں۔ ملک ختن کا بادشاہ۔ سلطان محمود غزنوی کا ہمعصر تھا۔ ۱۰۰۵ء اور ۱۰۲۴ء کے درمیان میں گذرا ہے۔ اس کو گانے کا بہت شوق تھا۔ اس کی آرام گاہ کے چاروں طرف ہر وقت توڑوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا۔ اور گانا سنا کرتا تھا۔ اور محظوظ ہو کر گانے والوں کو

نقدی لٹایا جاتا تھا۔

قدسیہ بیگم۔ آصف خاں وزیر اعتماد الدولہ کی بیٹی شاہجہان کی بی بی نورجہاں بیگم کی بھتیجی شاہ عالمگیر کی والدہ تھی۔

قدوری۔ ابوالحسین احمد بن محمد کا لقب ہے۔ آپ بغداد کے ایک مشہور حنفی عالم تھے ۱۰۳۶ء مطابق ۴۲۸ھ میں فوت ہوئے مختصر القدوری ان کی ایک مشہور مستند تصنیف ہے۔ فقہ حنفی کے مسائل اس میں درج ہیں جن کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ ہے اور اس کی ایک تفسیر بھی ہے جس کا نام الجوہر النیرات ہے

قرا ارسلان۔ ترکی زبان میں اس کے معنی سیاہ شیر کے ہیں۔ اس کا نام عماد الدین ہے داود کا بیٹا اور سقمان بن آرتک کا پوتا ہے۔ نور الدین محمود اس کا بیٹا تھا۔ جن کو صلاح الدین فاتح نے شہر عمدیا قراجو عراق میں ہے ۱۱۸۳ء مطابق ۵۹۰ھ میں دیا۔

قراچار نویاں۔ چنگیز خاں کا داماد تھا۔

قراخاں (دیکھو صدر الدین بن یعقوب)

قراغز۔ اناطولیہ کا باشندہ۔ بیگلر بیگ نام تھا شاہ قلی نے بایزید ثانی کی حکومت میں قراحصار کے قریب اس کو ہلاک کروا دیا۔

قرا محمد ترکمان۔ ایشیائے کوچک میں ترکمانوں کے دو قبیلے قراکونیلو اور آق کونیلو کے نام سے گزرے ہیں۔ ان قبیلوں کے یہ نام ان کے قومی جھنڈوں کے نشان کی رعایت سے مشہور ہیں قراکونیلو ترکی زبان میں گوسپند سیاہ اور آق کونیلو گوسپند سپید کو کہتے ہیں۔ قرا محمد اول الذکر قبیلہ قراکونیلو کے بانی تھے۔ اس کی محدود حکومت کا دار السلطنت وان تھا۔ اس کا جانشین اس کا بیٹا قرا یوسف ہوا جو اگرچہ طاقتور بادشاہ گزرا ہے۔ لیکن امیر تیمور نے اس کو شکست دیکر بھگا دیا۔ امیر تیمور کی وفات پر سلطان احمد جلائر حاکم بغداد پر فتح پائی اور اس کو قید کر کے ۱۴۱۰ء مطابق ۸۱۳ھ میں قتل کرایا اس کے بعد ایک لاکھ فوج جمع کر کے سلطان شاہ رخ بن امیر تیمور پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں تبریز کے پاس ۱۴۲۰ء مطابق ۸۲۳ھ میں فوت ہوگیا۔ سکندر ترکمان اُن کا بیٹا تخت نشین ہوا مگر شاہ رخ نے اُن کو ۱۴۲۱ء مطابق ۸۲۴ھ میں شکست دی۔ سکندر ترکمان نے اپنے دشمن سے کئی لڑائیاں لڑیں مگر اس کے بیٹے قباد نے ۱۴۳۷ء مطابق ۸۴۱ھ میں اس کو قتل کرا دیا۔ اور شاہ رخ نے اسے اپنی حکومت میں ملا لیا۔ اور تبریز سکندر کے بھائی جہاں شاہ کو دیدیا۔ جہاں شاہ کی حکومت کو تیس سال گزر چکے تھے کہ عزن حسن نے جو آقا کونیلو کے قبیلہ کا سردار تھا اس پر حملہ کیا اور وہ اس لڑائی میں ۱۴۶۷ء مطابق ۸۷۲ھ میں کام آیا۔

قرا یوسف۔ دیکھو قرا محمد

قرۃ العین۔ ایران کی اُس مشہور خاتون کا لقب ہے جس نے محمد باب بانی فرقہ بابیہ کی سب سے پہلے پیروی کی اور اس مذہب کی تبلیغ میں مدد دی۔ شعر بھی کہتی تھی۔ طاہرہ و زرین تاج کے نام سے بھی مشہور ہے ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۶۶ھ میں جب باب اور اُس کے ساتھیوں کے قتل کا فتویٰ دیا گیا تو بمقام آذربائجان یہ بھی قتل کی گئی

قرمط۔ دیکھو ابوذر قرمطی۔

قزل ارسلان۔ اتابک ایلدغز کا دوسرا بیٹا تھا ترکی میں اس کے معنی سرخ شیر کے ہیں۔ اس کا بھائی

اتابک محمد سلطان طغرل ثالث کا وزیر تھا۔ بھائی کے فوت ہونے پر ۱۱۸۶ء مطابق ۵۸۲ھ قلمدان وزارت اس کو سپرد ہوا۔ ناصر خلیفہ بغداد کی مدد سے طغرل کو قید کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ ہنوز تاجپوشی کی باضابطہ رسم عمل میں نہیں آئی تھی کہ اس سے ایک روز پہلے ۱۱۹۱ء مطابق ۵۸۷ھ میں قتل کیا گیا۔ اتابک ابوبکر بن اتابک محمد جانشین ہوا۔

قزل باش خاں چار ہزاری منصبدار شاہجہانی تھا۔ ۱۶۳۹ء مطابق ۱۰۴۹ھ میں فوت ہوا

قزل باش خاں ہمدانی۔ اس کا اصلی نام محمد رضا تھا شاہنشاہ بہادر شاہ کے زمانہ میں ہندوستان آیا اور قزل باش خاں کا خطاب ملا۔ مبارز خاں حاکم حیدرآباد اور بعد وفات اس کے نظام الملک کی ملازمت میں رہا۔ بمقام دہلی ۱۷۴۶ء مطابق ۱۱۵۹ھ میں فوت ہوا۔ موسیقی سے خوب واقف تھا۔ اس نے اکثر ہندی دوہے اور فارسی غزلیں جو موسیقی پر پوری اترتی ہیں تصنیف کی ہیں۔ امید تخلص تھا۔

قزوینی۔ عجائب المخلوقات اس کی تصنیف ہے۔

قسطلانی۔ احمد بن علی الخطیب نام ہے قسطلان کے رہنے والے ہیں۔ قسطلانی فارس میں ایک شہر ہے مواہب لدنیہ ان کی مشہور تصنیف ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل بعثت چہل سالانہ زندگی کے حالات درج ہیں۔ یہ کتاب سیر میں نہایت مستند سمجھی جاتی ہے۔ ان کا انتقال ۱۵۱۷ء مطابق ۹۲۳ھ میں ہوا۔

قطب الدین ایبک۔ دہلی کا بادشاہ تھا۔ اصل میں شہاب الدین غوری کا غلام تھا۔ جس نے اس کو فوج میں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور کیا اور ۱۱۹۲ء مطابق ۵۸۸ھ میں پتھورا کی فتح بعد ہندوستان میں اسکو اپنا نائب کر دیا تھا اسی سال قطب الدین نے میرٹھ اور دہلی کو فتح کیا۔ اور بنگال کی حکومت کی توسیع کی ۱۲۰۶ء مطابق ۶۰۲ھ میں شہاب الدین کے جانشین غیاث الدین محمود بادشاہ غور نے اس کو باقاعدہ لوازمات شاہی عطا کیے۔ اور سلطان کا خطاب دیا۔ دہلی پایۂ تخت مقرر کیا قطب الدین نے بادشاہ غور کی نیابت میں ۱۴ سال تک حکومت کی اور ۴ سال خودمختار بادشاہ رہا۔ ہندوستان کا پہلا اسلامی بادشاہ یہی ہے۔ اور اہل تاریخ جس پہلے خاندان شاہی کو خاندان غلامان سے یاد کرتے ہیں اس کا یہی بانی تھا۔ اس نے رائے پتھورا کے سنگین اور مستحکم محل کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا تھا۔ اور محل کے اندر جو محل تھا۔ اس کے اندر ایک عالیشان مسجد قطب الاسلام کے نام سے تعمیر کرائی۔ جسے قوۃ الاسلام بھی کہتے ہیں۔ اس مسجد کے آثار اب تک موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو نئی طرز پر بنایا گیا تھا۔ اس مسجد کے مشرقی گوشے کی طرف قطب صاحب کا مینار ہے مینار اور مسجد دونوں سلطان غور شہاب الدین فاتح کی یادگار میں بڑے بڑے عربی کتبے کندہ ہیں بمقام لاہور گھوڑے سے گر کر ۱۲۱۰ء مطابق ۶۰۷ھ میں انتقال کیا۔ اس خاندان کے بادشاہ حسب ذیل گزرے ہیں۔

نام بادشاہ	سال تخت نشینی
قطب الدین ایبک	۱۲۰۶ء م ۶۰۲ھ
آرام شاہ بن قطب الدین	۱۲۱۰ء م ۶۰۷ھ
شمس الدین التمش	۱۲۱۰ء م ۶۰۷ھ

رکن الدین فیروز بن التمش سنہ ۱۲۳۶ء م سنہ ۶۳۳ھ
سلطان رضیہ بنت التمش سنہ ۱۲۳۶ء م سنہ ۶۳۴ھ
بہرام شاہ بن التمش سنہ ۱۲۴۰ء م سنہ ۶۳۷ھ
علاء الدین مسعود بن فیروز سنہ ۱۲۴۲ء م سنہ ۶۳۹ھ
ناصر الدین محمود بن التمش سنہ ۱۲۴۶ء م سنہ ۶۴۴ھ
غیاث الدین بلبن غلام التمش سنہ ۱۲۶۶ء م سنہ ۶۶۴ھ
کیقباد نبیرہ التمش آخری بادشاہ خاندان غلامان سنہ ۱۲۸۶ء مطابق سنہ ۶۸۵ھ۔

قطب الدین بختیار کاکی خواجہ۔ عام طور پر قطب صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ خاندان چشتیہ کے برگزیدہ اولیا میں داخل ہیں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ آپ کے خلیفہ تھے۔ قطب صاحب کا وطن قریہ اوش نواح اندجان فارس میں تھا۔ مزار دہلی قدیم (مہرولی) میں واقع ہے۔ اور اس وقت تک زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا وصال ۲۷۔ نومبر سنہ ۱۲۳۵ء مطابق ۱۴۔ ربیع الاول سنہ ۶۳۳ھ کو ہوا۔

قطب الدین عبد الکریم بن عبد النور۔ شرح صحیح بخاری اور تاریخ مصر کا مصنف ہے سنہ ۱۳۳۳ء مطابق سنہ ۷۳۳ھ میں وفات پائی۔

قطب الدین خاں۔ شمس الدین اوکا کا بھائی شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں پنج ہزاری امیر اور بھڑوچ کی صوبہ داری پر سرافراز تھا۔ سلطان مظفر شاہ گجرات کے ہاتھ سے سنہ ۱۵۸۳ء مطابق سنہ ۹۹۱ھ میں قتل ہوا۔

قطب الدین خاں بہادر (نواب) محدث دہلوی۔ پیدائش سنہ ۱۲۱۹ھ فقیہ و محدث و مفسر اور شرک و بدعت کے دور کرنے والے تھے۔ علوم دینیہ بالخصوص حدیث و اصول مولوی محمد اسحٰق دہلوی سے حاصل کیے اور علمائے حرمین شریفین کے فیض تلمذ سے بھی مشرف ہوئے سنہ ۱۲۸۹ھ مطابق سنہ ۱۸۷۲ء میں بمقام مکہ معظمہ وفات پائی۔ مظاہر حق۔ جامع التفاسیر۔ ظفر جلیل۔ تحفۂ سلطان۔ وظیفہ مسنونہ۔ رسالہ مناسک۔ حقیقۃ الایمان۔ تذکرۃ صیام وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔

قطب الدین خان کوکلتاش۔ شیخ سلیم چشتیؒ کے نواسے تھے۔ جہانگیر نے ان کی ماں کا دودھ پیا تھا۔ اسی وجہ سے کوکلتاش کا خطاب ملا تھا۔ ان کو خوبو بھی کہتے ہیں۔ اکبر کے زمانہ میں بدایوں کے ناظم مقرر ہوئے سنہ ۱۵۷۱ء میں بدایوں کی آتشزدگی کا مشہور و تاریخی واقعہ ان کی نظامت کا سانحہ ہے اس آتشزدگی سے جامع مسجد شمسی بدایوں کا وسطی گنبد ضائع ہوگیا تھا۔ اس کی تعمیر از سر نو قطب الدین نے اپنی جیب خاص سے کرائی جس کا پتہ جامع مسجد کے موجودہ کتبوں سے چلتا ہے۔ قطب الدین خاں کی اولاد اب تک نواح بدایوں (شیخوپور) میں آباد اور عہد انگریزی میں بھی برسراقتدار رہے۔ جہانگیر کے بادشاہ ہونے پر پنج ہزاری منصب عطا ہوا۔ بنگالہ اور اوڑیسہ کے صوبہ دار بنائے گئے اور ہر قسم کے عطیات شاہی کے مورد قرار پائے جہانگیر کے بادشاہ ہونے سے پہلے جب اکبر اس سے ناخوش تھا۔ قطب الدین اس شہزادہ ولیعہد کے خاص رفقا میں تھے۔ جہانگیری عہد کا اعزاز اسی رفاقت کا صلہ تھا۔ شیر افگن خاں کو جہانگیر نے بردوان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ یہ وہ شیر افگن خاں تھے جن کو مہر النسا، جو بعد کو نور جہان بیگم ہوئی بیاہی گئی تھی اور شیر افگن نے جہانگیر کی خودسری کے زمانہ میں اُس کا ساتھ دیکر علی قلی سے

شیرافگن کا خطاب اور بردوان کی حکومت حاصل کی تھی لیکن شیرافگن کے مظالم کی شکایت جہانگیر کے کان تک پہنچی۔ بادشاہ نے انہیں قطب الدین خاں کو جو ناظم بنگالہ تھا اُس کی فہمائش کی ہدایت کی۔ لیکن شیرافگن نے قطب الدین کو دھوکے سے قتل کروڈالا اور قطب الدین کے ساتھیوں نے اس فعل نازیبا پر اُس کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیے یہ واقعہ ۱۶۰۷ء مطابق ۱۰۱۶ھ میں بمقام بردوان ہوا

قطب الدین سلطان، قطب شاہ بھی مشہور ہے محمد شاہ گجرات کا بیٹا ہے۔ جب اس کے والد نے فروری ۱۴۵۱ء مطابق محرم ۸۵۵ھ میں انتقال کیا۔ قطب شاہ گجرات کا بادشاہ ہوا۔ ۸ سال حکومت کی اور ۲۵۔ مئی ۱۴۵۹ء مطابق ۲۳ رجب ۸۶۳ھ کو انتقال کیا اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوا اس کا چچا داؤد اس کا جانشین ہوا جو تھوڑے عرصہ تک حکومت کرنے کے بعد معزول ہو گیا۔

قطب الدین علامہ - ایک مشہور شاعر سعدی شیرازی کے ہمعصر تھے۔ ان کی چند تصانیف ہیں تحفہ شاہی، شرح کلیات قانون اور شرح مفتاح العلوم تبریز میں اتوار کے دن ۲ فروری ۱۳۱۱ء مطابق ۱۷ رمضان ۷۱۰ھ کو انتقال کیا۔

قطب الدین محمد- اس کے والد کا نام انوشتگین تھا جو سلطان سنجر سلجوقی کا جام بردار تھا سلطان نے اس کو ۱۰۹۷ء میں خوارزم کا حکمراں کیا اور ان کا خاندان خوارزم شاہی مشہور ہوا اس خاندان کے بادشاہ حسب ذیل ہیں:۔

قطب الدین محمد۔
اتسیز بن قطب الدین محمد الپ ارسلان بن اتسیز
سلطان شاہ بن الپ ارسلان۔
علاء الدین تکش خان بہادر سلطان شاہ
سلطان محمد بن تکش (چنگیز خاں نے اس کو ۱۲۲۱ء میں شکست دی) جلال الدین بن سلطان محمد
اس خاندان کا آخری بادشاہ ۱۲۳۱ء میں قتل ہوا

قطب الدین محمود لنگاہ ملتان کے قبیلہ لنگاہ کا دوسرا بادشاہ تھا۔ اس نے شیخ یوسف کو جو اُس کے پہلا بادشاہ اور اُس کا داماد تھا قید کر کے دہلی بھیج دیا اور خود بادشاہ بن گیا۔ ۱۶ سال حکومت کی ۱۴۶۹ء مطابق ۸۷۴ھ میں فوت ہوا اس کا لڑکا حسین لنگاہ اس کا جانشین ہوا۔

قطب الدین محمد غوری- عزالدین رئیس غور کا بیٹا اور بہرام شاہ بادشاہ غزنی کا داماد تھا۔ فیروزکوہ نامی قلعہ اس کا پایہ تخت تھا۔ اپنے خسر پر حملہ کیا۔ لیکن بہرام نے اس کو قتل کرا دیا قطب الدین کے بھائی علاء الدین جہاں سوز نے بھائی کے خون کا بدلہ لینے کے لیے بہرام پر سلسلہ وار حملے کیے جو غزنی اور غور کی مشہور تاریخی لڑائیاں سمجھی جاتی ہیں۔ آخر ش ۱۱۵۲ء / ۵۴۷ھ میں غزنی فتح ہوا بہرام ہندوستان بھاگ آیا علاء الدین نے غزنی اور اُس کے تمام علاقے جلا کر خاک سیاہ کر دیے [illegible] غزنوی کی قبر [illegible] کے قریب [illegible] ء میں [illegible] نے اس کو مخطوطات تاریخی کی فہرست میں داخل کیا ہے

قطب الدین محمود بن محمد شیرازی- غرۃ التاج اور دوسری کتابیں تصنیف کیں ۱۳۱۱ء مطابق ۷۱۰ھ میں وفات پائی۔

قطب الدین (ملا) سہالوی (سہالی توابع لکھنؤ ہے) ایک فقیہ ہیں، ان کا سلسلہ نسب سیدنا ابو ایوب انصاری تک پہنچتا ہے ان کے بزرگ مدینہ شریف سے بتدریج ہرات اور دہلی مقیم رہ کر سہالی آ گئے ملا دانیال چوراسی

(جو اس ملک اودھ میں ایک قصبہ ہے) اور قاضی گھاسی سے علوم اخذ کیے۔ اکثر علمائے ہند کو ان سے تلمذ ہے۔ معاصرین سے سبقت لے گئے۔ ۱۱۰۳ھ مطابق ۱۶۹۱ء میں شیوخ عثمانی جو بوجہ مشارکت زمینداری نزاع موروثی رکھتے تھے رات کے وقت گھر میں گھس آئے۔ اور قطب الدین کو مار ڈالا۔ مکان کو جلا دیا۔ مسودہ حاشیہ شرح عقائد دوانی اسی ہنگامہ میں تلف ہوگیا۔ کتاب تلویحات ان کی تصنیف ہے۔

قطب الدینؒ منور شیخ۔ ہانسی کے ایک مشہور ولی ہیں۔ آپ شیخ جمال الدین احمد کے پوتے ہیں سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے زمانہ میں تھے اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے ہمعصر تھے۔ یہ دونوں بزرگ شیخ نظام الدین اولیا کے مرید تھے۔ اور دونوں کا اسی سال میں وصال ہوگیا۔ شیخ نصیر الدین ۱۶ ستمبر ۱۳۵۶ء مطابق ۱۰ رمضان ۷۵۷ھ اور شیخ قطب الدین ۲۲ نومبر ۱۳۵۶ء مطابق ۲۶ ذی قعدہ ۷۵۷ھ کو انتقال کر گئے۔ شیخ نصیر الدین دہلی میں اور شیخ قطب الدین ہانسی میں دفن ہیں۔

قطب عالم۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال بخاری کے پوتے تھے۔ گجرات کے اولیاء کرام میں داخل ہیں۔ اصلی نام سید برہان الدین تھا۔ نواح گجرات میں قطب عالم میاں کے نام سے زیادہ مشہور رہیں۔ ۹ دسمبر ۱۴۵۳ء مطابق ۸ ذی الحجہ ۸۵۷ھ کو وصال ہوا۔ احمد آباد سے ۶ میل کے فاصلہ پر ایک قریہ باتوہ واقع ہے وہیں ان کا مزار ہے۔ ان کے بیٹے شاہ عالم بھی ولی گزرے ہیں۔ ان کا مزار بھی احمد آباد گجرات میں ہے۔

قطب عالم۔ اصلی نام شیخ نور الدین احمد تھا لاہور میں پیدا ہوئے۔ مہار کو اپنی سکونت کے واسطے پسند فرمایا۔ تمام عمر ذکر و شغل میں گزاری بمقام موضع پنڈ دادن (مہار) ۱۴۴۴ء مطابق ۸۴۸ھ میں واصل بحق ہوئے۔ شیخ حسام الدین جو کڑا مانک پور کے قطب تھے۔ انھیں کے خلیفہ تھے۔

قطران بن منصور اجلی۔ تبریز کا ایک مشہور شاعر تھا۔ رشید وطواط شاعر کا ہمعصر تھا۔ قوس نامہ ایک نظم اس کی تصنیف ہے۔ یہ نظم امیر احمد یا محمد بن امیر قماج حاکم بلخ کو جو سلطان سنجر کا ہمعصر تھا معنون کی گئی تھی۔

قلانسی۔ نام عبد اللہ بن محمد ایک عربی مصنف تھا ۱۱۲۱ء مطابق ۵۱۵ھ میں وفات پائی۔

قلق۔ خواجہ ارشد علی خاں بن خواجہ بہادر حسین فراق کا تخلص تھا۔ لکھنؤ مولد و مسکن تھا خواجہ وزیر علی لکھنوی کے خواہرزادہ اور شاگرد رشید تھے۔ تاجدار اودھ واجد علی شاہ کے مصاحب اور درباری شاعر تھے ۱۸۸۰ء تک زندہ تھے۔ ایک اردو دیوان "دیوان قلق" اور ایک مثنوی "طلسم الفت" ان کی یادگار ہیں۔

قلندر۔ صراط المستقیم ان کی تصنیف ہے جو ۱۴۶۵ء مطابق ۸۷۰ھ میں تصنیف ہوئی۔ اور ابو المظفر حسین شاہ بن محمود شاہ بن ابراہیم شاہ جونپوری کو معنون کی گئی تھی۔

قلیچ خاں۔ خواجہ عابد خاں کا لقب ہے جو سمرقند سے شاہجہاں کے زمانہ میں ہندوستان آئے اور چار ہزاری منصبدار مقرر ہوئے۔ جب عالمگیر تانا شاہ سے معرکہ آرا تھا تو گولکنڈہ

کے محاصرے میں توپ کے گولہ سے ۷ر فروری ۱۶۸۶ء مطابق ربیع الاول ۱۰۹۷ھ کو فوت ہوا نظام الدین خاں فیروز جنگ اول کے والد تھے اور مشہور نظام الملک آصف جاہ حیدرآباد کے دادا تھے۔ اس کا مقبرہ قلیچ خاں کے مقبرہ کے نام سے نواح قلعہ گولکنڈہ میں موجود ہے۔

قلیچ خاں اندجانی۔ اکبری عہد کا چار ہزاری منصبدار تھا۔ جہانگیر کا بھی زمانہ دیکھا الفتی تخلص تھا۔ قلیچ خاں ترکمانی اکبر کے زمانہ میں ہندوستان آیا۔ مالوہ۔ سنبھل پنجاب وغیرہ کا گورنر رہا۔ کابل کی بغاوت فرو کرنے کے لیے تعینات ہوا۔ لیکن ناکام واپس آیا۔ اور معتوب ہوکر ملازمت سے علیحدہ کردیا گیا۔ جب شہزادہ دانیال جو قلیچ خاں کا داماد تھا الہ آباد کا حاکم ہوا تو یہ اس کا نائب مقرر ہوا۔ شاہجہاں کے شروع عہد حکومت یعنی ۱۶۳۱ء تک ملازمت شاہی میں داخل رہا ۱۶۳۲ء میں بقیہ زندگی بسر کرنے کے لیے جونپور کا گوشہ عزلت پسند کیا اور دریائے گومتی کے کنارے ایک عالیشان بارہ دری کی بنا ڈالی ہنوز وہ تکمیل کو نہ پہنچی تھی کہ ۱۶۵۵ء مطابق ۱۰۶۵ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اسی بارہ دری میں مدفون ہوا۔

قلی قطب شاہ اول سلطان۔ گولکنڈہ کے خاندان قطب شاہیہ کا بانی شیعہ مذہب رکھتا تھا سنہ ۸۶۰ھ مطابق ۱۴۵۵ء میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ قطب الملک ترکی الاصل تھا اور دکن میں آکر محمد شاہ بہمن کی ملازمت میں داخل ہوا تھا۔ بادشاہ نے اس کو قطب الملک کا خطاب دیا تلنگانہ کی نظامت تفویض کی تھی اور باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ نے پدری اعزاز ومناصب اس کو عطا کیے ۱۵۱۲ء مطابق ۹۱۸ھ میں بہمنی خاندان کے زوال پر تلنگانہ کا بادشاہ بن بیٹھا۔ ۵۰ برس تک حکومت کی ۲ ستمبر ۱۵۴۳ء مطابق ۲ جمادی الاول ۹۵۰ھ کو ایک غلام نے مار ڈالا۔ اس خاندان نے ۱۸۰ سال حکومت کی جس کے بادشاہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) قلی قطب شاہ۔
(۲) جمشید قطب شاہ
(۳) ابراہیم قطب شاہ۔
(۴) محمد قلی قطب شاہ۔
(۵) محمد قطب شاہ۔
(۶) عبداللہ قطب شاہ۔
(۷) ابوالحسن تاناشاہ۔

قلی قطب شاہ ثانی سلطان۔ محمد قلی قطب شاہ بھی مشہور ہے۔ ابراہیم قطب شاہ کا بیٹا تھا ابراہیم قطب شاہ کے بعد جون ۱۵۸۰ء مطابق ربیع الثانی ۹۸۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس کا زمانہ جنگ وجدل کا زمانہ تھا۔ عادل شاہ بیجاپور سے جنگ کرکے ۱۵۸۰ء میں صلح کی۔ اور اپنی بہن بیاہ دی اور متعدد راجاؤں کو اپنا باجگذار بنایا اہل علم وکمال کی اس دربار میں خوب قدر تھی اور بادشاہ نے نہایت الوالعزمی کے ساتھ حکومت کی۔ عباس شاہ ایران نے یہ خبریں سنکر اپنا ایلچی مع گراں بہا تحائف کے قطب شاہ کے دربار میں بھیجا۔ بعد کو قطب شاہی قاصد بھی قیمتی تحائف لیکر ایران گیا اور دونوں بادشاہوں میں رابطہ اتحاد قائم ہوگیا۔ گولکنڈہ کی آبادی

خراب ہونے کی وجہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر سنہ ۱۵۹۱ء مطابق سنہ ۹۹۹ھ میں ایک نیا شہر بسایا اور اس کا نام حیدرآباد رکھا اور اسی نے شہر کو پایہ تخت قرار دیا اور اس میں عمدہ اور عالیشان عمارتیں بنوائیں جن میں سے کچھ اب بھی باقی ہیں۔ بالخصوص چار مینار وہ عمارت ہے جس کی تصویر آج بھی دکن کے سکوں پر مسکوک کیا جاتا ہے۔ مشہور رہے کہ ابتداءً بادشاہ نے نئے شہر کا نام اپنی محبوبہ بھاگمتی کے نام پر بھاگ نگر رکھا تھا۔ اور مشہد مقدس کے نمونے پر تعمیر کیا تھا۔ بعدہ اس نام کو حیدرآباد سے تبدیل کر دیا۔ آج بھی ساہوکاران حیدرآباد کی بہیوں میں بھاگ نگر کا نام زندہ ہے۔ لیکن بعض تاریخوں میں ہے کہ بھاگمتی کے نام پر قطب شاہ نے یہ نام نہیں رکھا تھا۔ بلکہ اس نام کا قریہ پہلے سے یہاں پر آباد تھا۔ اس علم دوست بادشاہ کو علم ادب سے ذوق تھا۔ کلیات قطب شاہ آج بھی کتب خانہ آصفیہ میں ادبی قابلیت کی یاد دلاتا ہے جس میں ہندی۔ فارسی۔ دکنی زبان میں غزلیں موجود ہیں۔ ۳۱ سال نہایت کامیابی کے ساتھ سلطنت کی۔ اور ۱۱ جنوری سنہ ۱۶۱۲ء مطابق ۱۷ ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ کو انتقال کیا۔ سلطان دکن میں یہ بادشاہ بہترین گزرا ہے۔ اس کا بھتیجا محمد قطب شاہ جانشین ہوا کوئی بیٹا نہ تھا۔

قمر الدین خاں (وزیر) نواب شہاب الدین فیروز جنگ کے بڑے صاحبزادہ تھے عالمگیری عہد میں سنہ ۱۰۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ عالمگیر نے چین قلیچ خاں کا خطاب عطا کیا تھا۔ بہادر شاہ کے عہد میں خان دوراں خاں کا خطاب ملا۔ فرخ سیر نے فتح جنگ نظام الملک کا خطاب دیا اور صوبہ داری دکن پر سرافراز کیا۔ محمد شاہ کے تخت نشین ہونے پر مالوے کی صوبیداری تفویض ہوئی۔ اعتماد الدولہ کے انتقال کے بعد محمد شاہ نے ان کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ نواب صاحب نہایت دلیر شجاع و ذی علم تھے شاعری کا بھی شوق تھا فن تعمیر سے دلچسپی تھی۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔ بہت سی لڑائیوں میں شرکت کی اور اکثر کامیاب ہوئے سنہ ۱۷۴۸ء مطابق سنہ ۱۱۶۱ھ میں انتقال ہوا اور خلد آباد میں دفن ہوئے۔

قمر الدین میر۔ ان کا تخلص منت ہے۔
(ملاحظہ ہو منت۔ ردیف م)

قنبری (نیشاپوری) نیشاپور کا ایک شاعر تھا۔ سلطان بابر کے زمانہ میں حیات تھا۔ سنہ ۱۵۵۷ء مطابق سنہ ۹۶۴ھ میں انتقال کیا۔

قندھاری بیگم۔ شاہجہاں کی پہلی بی بی تھیں۔ مظفر حسین مرزا صفوی بادشاہ فارس کی لڑکی تھی۔ جب اکبر شاہ نے اپنی حکومت کے تیسری سال میں قندھار کو عباس شاہ فارس کے حوالہ کر دیا۔ اُس نے اپنے بھتیجے سلطان حسین مرزا کو اس کی حکومت دیدی اور اُس کی وفات پر اُس کا بیٹا مظفر حسین مرزا مسند نشین ہوا سنہ ۱۵۹۲ء یعنی اڑتیسویں سنہ جلوس اکبری میں مرزا حسین کے تین بھائی ہندوستان آئے۔ اور ان کے بعد خود مرزا مظفر حسین بھی ہندوستان چلے آئے اور اکبری عنایات اور اکرام سے سرافراز ہوئے۔ پنج ہزاری منصب اور سنبھل میں جاگیر عطا ہوئی۔ ان کی دختر قندھاری بیگم کی شادی شاہجہاں کے ساتھ سنہ ۱۰۱۸ھ مطابق

رجب ۱۰۱۹ھ میں ہوئی۔ اور قندھاری بیگم کا خطاب اس نسبت سے عطا ہوا تھا کہ وہ قندھار میں پیدا ہوئی تھی۔ اس کا مقبرہ آگرے میں ہے جو قندھاری باغ کے نام سے مشہور رہی۔ یہ عمارت اب ایک کوٹھی کا کام دے رہی ہے جو راجہ بھرت پور کے قبضہ میں ہے۔

قوام الدین حاجی۔ شاہ شیخ ابواسحٰق بادشاہ شیراز کا وزیر تھا۔ ۱۲ اپریل ۱۳۵۳ء مطابق ۸ ربیع الاول ۷۵۴ھ کو مبارز الدین محمد ظفر مظفر شاہ کے محاصرہ شیراز میں کام آیا۔ نہایت علم دوست اور فیاض امیر تھا۔ خواجہ حافظ شیرازی اسی کے زمانہ میں گزرے ہیں۔ خواجہ کے دیوان میں بعض اشعار میں اس کا ذکر آیا ہے مثلاً اس شعر میں ؎

دریائے اخضر فلک و کشتیٔ ہلال
ہستند غرق نعمت حاجی قوام ما

اس شعر میں ایک دعوت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب دعوت میں خواجہ کے جام شراب میں فلک اور ماہ ناتمام کا عکس پڑا تو بطور مطائبہ فی البدیہ یہ شعر کہکر وزیر میزبان کو سنایا تھا۔

قوام الدین خواجہ۔ صاحب عیار لقب تھا شاہ شجاع بن مبارز الدین محمد ظفر شاہ کا اہم وزیر اور مصاحب مقرب تھا۔ اگست ۱۳۶۳ء مطابق ذی قعدہ ۷۶۴ھ میں شاہ شجاع کے ہاتھ سے جو اس سے ناخوش ہو گیا تھا مارا گیا۔

قنبری۔ دیکھو نجم الدین ابوالحسن۔

قیس بن صائب مخزومی۔ بعثت سے پہلے آنحضرت صلعم کے ساتھ کاروبار تجارت میں شریک رہے ہیں۔ مجاہد بن جبر جو مشہور مفسر گزرے ہیں انھیں کے غلام تھے۔

قیصر پرنس خورشید قدر کا تخلص ہے شاہ عالم بادشاہ دہلی کے خاندان کے شہزادہ تھے۔

ردیف ک

کاتبی ترشیزی۔ مولینا شمس الدین محمد بن عبد اللہ نیشاپوری و ترشیزی کا تخلص ہے بہت بڑے خوش نویس تھے۔ اسی وجہ سے کاتبی کہلاتے تھے۔ بایسنغر مرزا کے عہد میں ہرات آئے اور سلطان ابراہیم شروانی کے دربار میں اپنی شاعری کی بدولت رسائی حاصل کی ایک قصیدے کے صلے میں بادشاہ نے دس ہزار دینار انعام دیا تھا۔ فارسی زبان میں اکثر تصانیف ہیں۔ مجمع البحرین جس میں ناصر و منصور کا قصہ نظم کیا گیا ہے اور ذوبحرین ہے یعنی اس کو دو مختلف بحروں میں پڑھا جاتا ہے۔ انھیں کی تصنیف ہے آخر عمر میں استرآباد میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ اور وہیں ۱۴۳۵ء مطابق ۸۳۹ھ میں فوت ہوئے

کاشفی مولینا۔ حسین بن علی کا تخلص ہے۔
(ملاحظہ ہو حسین واعظ مولینا)

کاشی راؤ ہلکر۔ مرہٹہ سردار تکاجی ہلکر کا بڑا بیٹا تھا۔ ۱۷۹۷ء میں کاشی اور ملہار راؤ کے

درمیان جھگڑا ہوا۔ سندھیا نے کاشی کے طرفداری کی اور تخت پر بٹھا دیا اور خود اُس کی طرف سے حکمرانی کرنے لگا۔ اس پر کاشی کا بھائی اور بھی ناراض ہو گیا۔ اور جنگ کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ جو ۱۸۰۲ء میں ختم ہوا۔

کاشی مُلّا۔ لقب کمال الدین عبدالرزاق بن جمال الدین نام ایک مشہور عالم و صوفی گزرے ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں۔ تقریباً ۱۳۳۲ء مطابق ۷۳۲ھ میں نو عمری میں انتقال کیا۔

کاظم حکیم۔ ایک طبیب تھے حاذق الملک خطاب تھا۔ سید حیدر علی نجفی مجتہد کے بیٹے تھے۔ فرخ نامہ فاطمہ ان کی تصنیف ہے جو ۱۸۳۰ء مطابق ۱۲۴۶ھ میں لکھا گیا۔

کاظم زربابیہ۔ اصفہان کا ایک شاعر تھا۔ ۱۵۸۴ء مطابق ۹۹۲ھ میں فوت ہوا۔

کاظم علی خاں طبیب۔ عہد بادشاہان لودی میں مشہور طبیب تھے۔ آگرہ میں جمنا کے کنارے ایک باغ ۱۵۰۵ء میں لگایا تھا جس کے نشانات ابتک موجود ہیں۔ اور حکیم کے باغ کے نام سے مشہور ہے۔

کافور ملک۔ علاء الدین خلجی کے خواجہ سرا کا نام ہے جو وزارت کے عہدہ تک پہنچ گیا تھا۔ ہندو نسل سے تھا۔ جب اس کا آقا بادشاہ دنیا سے رخصت ہو گیا تو اُس نے شاہی خاندان کے ساتھ نمک حرامی کرنے پر کمر باندھ لی اور سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بادشاہ کے دو بیٹوں خضر خاں اور شادی خاں کی آنکھیں نکلوا لیں اور ایک نابالغ شہزادہ کو جس کا شہاب الدین نام تھا۔ تخت پر بٹھا دیا اور خود اُس کے نام سے حکومت کرنے لگا لیکن اس واقعہ کو ۳۵ دن سے زیادہ نہ گزرنے پائے تھے کہ امرا نے سازش کر کے جنوری ۱۳۱۷ء مطابق ۷۱۶ھ میں اس کو قتل کر دیا اور شہزادہ مبارک کو تخت پر بٹھا دیا۔

کافی۔ تقی الدین علی بن علی کا تخلص ہے جو عربی زبان میں شعر لکھتا تھا۔ ۱۳۵۵ء مطابق ۷۵۶ھ میں فوت ہوا۔

کالیداس۔ مشہور ہندو شاعر راجہ بکرماجیت کے دربار کے نورتن میں داخل تھا۔ ہندوستان میں کالیداس کو بزم علم میں وہ رتبہ حاصل ہے جو ایران میں فردوسی کو انگلستان میں ملٹن کو۔ اس کی ناٹک اور رزمیہ نظمیں آجتک لاثانی سمجھی جاتی ہیں۔ رگھو بنسا۔ میگھ دت اور شکنتلا اس کی مشہور تصانیف ہیں۔

کالے صاحب۔ عرف غلام نصیر الدین مولٰنا قطب الدین بن مولٰنا فخر الدین ابو ظفر بادشاہ دہلی کے مرشد تھے۔ ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۶۸ھ میں فوت ہوئے۔ دہلی میں ان کا مکان (کالے صاحب کی حویلی) ابتک مشہور ہے۔

کام بخش شہزادہ۔ شہنشاہ عالمگیر کا سب سے چھوٹا بیٹا اودے پوری محل کے بطن سے تھا۔ عالمگیر کی وفات پر شہزادوں میں خانہ جنگی شروع ہوئی۔ بہادر شاہ بادشاہ ہوا۔ شاہزادہ کام بخش کو عالمگیر کی وصیت کے مطابق بہادر شاہ نے صوبجات حیدر آباد اور بیجاپور اس شرط پر دیے کہ وہ حکومت دہلی کے تابع رہیں۔ کام بخش نے اطاعت منظور نہ کی جنگ شروع ہو گئی۔ ۱۷۰۸ء مطابق ۱۱۲۰ھ میں حیدر آباد کے قریب کام بخش کام آ

این گنبدِ عالی در زمان دولت نواب معلی القاب
بہادر خاں ابن دریا خاں افغان غوریہ خیل داؤد
زئی عمارت پذیرفت۔
دوسرے کتبے میں ہے:۔
این گنبدِ عالی در سنہ ۱۰۵۷ھ ہزار و پنجاہ ہفت ہجری
در عہد سلطنت ابو المظفر شہاب الدین محمد
صاحبقران ثانی شاہجہاں بادشاہ غازی خلد اللہ
ملکہ و سلطانہ تعمیر پذیرشد۔
تیسرا کتبہ ہے۔

شدہ ز ہجری سال ہزار و پنجہ و چار
دوشنبہ دہ و دو بود از مہ رمضان
کہ پیر کامل و قطب زمانہ شیخ کبیر
سپہر علم و عمل بحر دانش و عرفان
بگفت داعیِ حق را اجابت لبیک
روانہ کرد رواں را بروضۂ رضوان

چوتھا کتبہ ہے

روضۂ فیض بخش شیخ کبیر
درحقیقت بود بہشت بریں
یافت توفیق ایں عمارتِ خوش
شیخ مہدی سپہر صدق و یقیں
ہست در لفظ نغز تاریخش
بیگماں۔ الف و سبعہ و خمسیں

کرامت علی (مولوی) جونپوری صدیقی نہایت متقی باشرع عالم۔ واعظ مصنف کتب کثیرہ سید احمد بریلوی کے مرید تھے۔ تمام ہندوستان بالخصوص ڈھاکہ اور بنگال کے لوگ ان سے مستفیض ہوئے اور اس نواح میں مذہب اسلام کی اشاعت انھیں کی ذات بابرکات سے ہوئی۔ ۲ ربیع الآخر سنہ ۱۲۹۰ھ مطابق سنہ ۱۸۷۳ء بروز جمعہ وفات پاکر بمقام رنگپور مدفون ہوئے اُن کی تصانیف سے اکثر کتابیں مثلاً مفتاح الجنۃ زاد التقویٰ۔ راحت روح فیض عام۔ تنویر القلوب۔ ہدایۃ الرافضین۔ زینۃ القاری۔ ترجمہ مشکوٰۃ جلد اوّل القول الثابت۔ رسالہ مجموعہ وغیرہ وغیرہ زیادہ مشہور مقبول ہیں۔

کرشن بہت سے ہندو ان کو خدا کا اوتار مانتے ہیں۔ لیکن وید پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایشور دیہہ دھارن نہیں کرتے (جسم اختیار نہیں کرتے) اس لیے بہت سے ہندو ان کی بحیثیت ہیرو (Hero) پوجا کرتے ہیں۔ مہابھارت کی لڑائی میں انھوں نے جو مذہبی تعلیم ارجن کو دی وہ آج "بھگوت گیتا" کی شکل میں تمام دنیا کے سامنے ہے۔ انھوں نے ایک لڑائی میں کنس کو قتل کیا تھا۔

کرشنا راج اُوڈاور۔ میسور کا راجہ تھا حیدر علی نے ریاست میسور پر جب اپنا تسلط کر لیا۔ یہ خاندان قدیم گمنامی کی حالت میں پڑ گیا ٹیپو سلطان اور انگریزوں کے درمیان ۱۷۹۹ء میں جنگ ہوئی۔ ٹیپو کام آیا۔ اُس کی وفات نے لڑائی کا فیصلہ کر دیا۔ آصف جاہ نظام حیدرآباد اس لڑائی میں انگریزوں کے شریک تھے۔ مقبوضات میسور حضور نظام اور انگریزوں کے درمیان تقسیم ہوگئے۔ مگر میسور کا موروثی راج سابق حکمراں خاندان کو واپس کیا گیا۔ اور کرشن راج راجہ بنایا گیا۔ اُس وقت راجہ کی عمر تین سال کی تھی۔ حیدر علی سابق وزیر مال پورنیا میسور مقرر کیا گیا۔ راجہ نے ۴۲ بنٖر

کامراج ولد نین سکھ بھپوند ضلع اٹاوہ اس کا وطن تھا۔ شہزادہ محمد اعظم کی سرکار میں مالوے میں اس کو حاضری کا موقع ملا۔ اعظم کے نام سے کامراج نے شہزادہ کی لڑائیوں کے حالات لکھے۔ کامراج دیباچہ میں لکھتا ہے کہ بہت سے واقعات خود شاہی وقائع نگار نے اس کتاب کے لیے بہم پہنچائے۔ اس مصنف نے نہایت اخلاص اور عقیدتمندی کے ساتھ اپنے کو تیموری دربار کا تین پشت سے نمک خوار بنایا ہے۔

کامران مرزا - سلطان بابر بادشاہ کا دوسرا پسر اور سلطان ہمایوں کا بھائی تھا۔ ہمایوں نے سنہ ۱۵۳۰ء میں مطابق سنہ ۹۳۷ھ میں تخت نشین ہو کر اُس کو کابل و قندھار و غزنی و پنجاب کی حکومت عطا کی لیکن وہ اس پر قانع نہ تھا اس لیے توسیع ملک کے خیال سے وہ ہمایوں سے برابر لڑتا رہا ہمایوں نے تنگ آکر اُس کو اندھا کر دیا۔ اس کے بعد وہ مکہ معظمہ چلا گیا۔ اور سنہ ۱۵۵۶ء مطابق سنہ ۹۶۳ھ میں فوت ہوا۔

کامل - چراغ نامے کا مصنف ہے جس میں ہر غزل کی ردیف چراغ ہے اور غزلوں کی ابتدا بہ ترتیب حروف تہجی رکھی گئی ہے۔ مثلاً پہلی غزل کے شعر الف سے شروع ہوتے ہیں اور دوسری غزل کے سب شعر ب سے وعلیٰ ہذا۔

کامی - نام مرزا علاء الدولہ۔ وطن قزوین ہے اور کتاب نفائس المآثر کا مصنف ہے جس میں ایرانی شعرا کے حالات اور کلام درج ہیں یہ تذکرہ اکبر کے نام پر معنون کیا گیا تھا۔ سنہ ۱۵۷۱ء مطابق سنہ ۹۷۹ھ میں ختم ہوا تھا۔

کبیر - مشہور ہندی شاعر۔ پارچہ بافی کا پیشہ کرتے تھے سکندر شاہ لودی کے زمانہ میں گزرے ہیں۔ ہندوؤں میں کبیر پنتھی نامی فرقے کی بنیاد رکھی۔ اس پنتھ میں بہت سے اسلامی عقائد کو داخل کر لیا گیا تھا۔ ہندو اور مسلمان دونوں اِن کے معتقد تھے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سکھ فرقے کی بنیاد بھی بعد میں اسی کے اصولوں پر رکھی گئی تھی۔ کبیر نے کاشی (بنارس) گیا۔ جگنناتھ کی تیرتھوں میں اپنی زندگی بسر کی۔ تاریخوں میں وفات کے صحیح سال کا پتہ نہیں چلتا۔ ریتی پور میں۔ قبر کہی جاتی ہے۔ اُن کی نظمیں نہایت سادہ پر اثر اور اخلاقی پند و نصائح سے مملو ہیں جو اب تک لوگوں کی زبان پر چڑھی ہوئی ہیں۔

کبیر الدین بن تاج الدین عراقی سلطان علاء الدین بادشاہ دہلی کے زمانہ میں ایک مصنف تھا۔ جس نے اسی بادشاہ کے زمانہ کی تاریخ قلمبند کی ہے۔

کبیر شیخ عرف بالا پیر - ان کے والد کا نام شیخ قاسم قادر ہے جن کا مزار چنار ضلع مرزا پور میں ہے۔ شیخ کبیر قنوج میں بالا پیر کے نام سے مشہور ہیں سنہ ۱۶۴۴ء مطابق سنہ ۱۰۵۴ھ میں وفات پائی اُن کا مقبرہ قنوج میں ہے جس کو ان کے بیٹے شیخ مہدی نے تعمیر کروایا۔ جو خود بھی اسی مقبرے میں سنہ ۱۶۷۷ء مطابق سنہ ۱۰۸۸ھ میں دفن ہوا۔ مقبرہ کے دروازہ پر فارسی میں چار کتبے مندرجہ ذیل موجود ہیں :-

سال کی عمر میں ۱۸۶۸ء میں وفات پائی۔ سرکار انگریزی سے اس کو کے۔ جی۔ سی ایس۔ آئی کا خطاب ملا تھا۔ اس راجہ کے بعد اس کا متبنی بیٹا چم راجندر وڈیار بحالت نابالغی جانشین ہوا۔ دسمبر ۱۸۹۴ء میں اس کا انتقال ہوا۔ اور اس کے نابالغ بیٹے موجودہ مہاراجہ سر کرشن راجہ اودیار بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ فروری ۱۸۹۵ء میں جانشین ہوا۔ لیکن اُن کی والدہ وانی والاسا سنی دھنا ایک کونسل کی مدد سے حکومت کرتی تھی۔ اس دوران میں ۱۸۹۳ء کا جدید عہد نامہ حکومت میسور اور سرکار انگریزی کے باہم مکمل ہوا۔ جس کی رو سے دونوں حکومتوں کے تعلقات زیادہ قریب ہوگئے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں مہاراجہ سن بلوغ کو پہنچے اور حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

کرشنانند۔ پنڈت آنند کشن کا بیٹا تھا۔ اس نے تاریخ شاہان ہند کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اس کی وفات کے ٹھیک ٹھیک زمانہ کا پتہ نہیں لگا۔ لیکن سنہ ۱۸۳۰ء یعنی تقریباً سنہ ۱۲۴۶ھ میں اس کا زندہ رہنا تاریخ سے ثابت ہے۔

کرشن دیو۔ رایان وجیانگر میں سب سے بڑا فرمانروا گزرا ہے۔ ۱۵۰۹ء میں تخت نشین ہو کر شاہان گولکنڈہ اور عادلشاہی سلاطین سے لڑا اور متعدد بار شکست دی سال وفات سنہ ۱۵۲۹ یا سنہ ۱۵۳۰ء مطابق سنہ ۹۳۷ھ ہے۔

کرم۔ کتاب حملۂ حیدری اس کی تصنیف ہے جو سنہ ۱۸۲۳ء مطابق سنہ ۱۲۳۸ھ میں لکھی گئی۔

کرمانی۔ معدودے چند ایسے شعرا گزرے ہیں۔ جنھوں نے شہر کرمان کی نسبت سے کرمانی تخلص اختیار کیا ہے۔ لیکن یہ کرمانی جو زیادہ مشہور ہے وہ یعقوب بن ادریس تھا جس کی وفات سنہ ۱۴۳۰ء مطابق سنہ ۸۳۳ھ میں واقع ہوئی۔

کریم۔ میر محمد کاظم بن فکر کا تخلص تھا جو قطب شاہ اولی دکن کے عہد میں گزرا ہے۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

کریم خاں۔ ایک پنڈاری سردار تھا۔ جس نے بتاریخ ۱۵۔ فروری سنہ ۱۸۱۸ء سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کی۔ گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے ایک گانوں ضلع گورکھپور میں عطا ہوا جو سنہ ۱۸۵۷ء تک اُس کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔

کریم خاں زند۔ قبیلہ زند سے ایران کا ایک سردار تھا۔ اُس نے ایک فوج جمع کر کے افغانیوں سے مقابلہ کیا اور اُن کو شکست دی۔ اُس وقت نادر شاہ کی اولاد کا دور دورہ تھا۔ کریم خاں نے سلطنت کو پارہ پارہ کر دیا۔ جنوبی ایران کا خود بادشاہ بن گیا۔ خراسان کا کچھ حصہ نادر شاہ کی اولاد کے قبضہ میں رہا بحیرہ خضر کے کنارے کا ملک محمد حسن خاں قاچار حاکم مازندران کی حکومت کا جزو بنا رہا کریم خاں نے ۲۶ سال حکومت کی اپنی حکومت کے آخری بیس سال میں وہ بلامزاحمت کے کل ایران پر حکومت کرتا رہا۔ شیراز اس کا پایہ تخت تھا۔ ۲ مارچ سنہ ۱۷۷۹ء مطابق ۱۳ صفر سنہ ۱۱۹۳ھ کو ۸۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

اُس کے بعد خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ اور زکی خاں اور علی مراد خاں لطف علی خاں کے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے۔ آقا محمد خاں قاچار نے جن کے خاندان میں اب حکومت ایران ہے۔ لطف علی خاں کو ۱۷۹۴ء میں قتل کر دیا۔

کسائی حکیم۔ مرو واقع ایران کا مشہور طبیب اور شاعر تھا۔ ۲۳ مارچ ۹۵۳ء مطابق ۲ شوال ۳۴۱ھ کو پیدا ہوا۔ تاریخ وفات کا پتہ نہیں چلا۔ ایک اور دوسرے شخص ابوالحسن نامی بھی جو مشہور سات قاریوں میں شمار کیے جاتے ہیں تاریخ ایران میں کسائی کے نام سے مشہور رہیں لیکن وہ شاعر نہ تھے اُن کا انتقال ۸۰۶ء مطابق ۱۸۹ھ میں ہوا۔

کشفی۔ مفتی مولوی سلامت اللہ نام بدایوں کے رہنے والے۔ صدیقی۔ عبدالرحمانی شیخ تھے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ شاہجہان پور کے مشہور مولوی مدن سے بھی کچھ تعلیم حاصل کی تھی۔ اپنے زمانے کے علماء میں ممتاز تھے۔ کانپور میں سکونت اختیار کر لی تھی وہیں انتقال ہوا۔ ہندوستان میں اکثر شاگرد چھوڑے۔ فارسی دیوان یادگار ہے اور بھی کتابیں ان کی تصنیف سے ہیں۔ اردو میں ایک مستند رسالہ میلاد شریف موسومہ "خدا کی رحمت" ان کا بہت مشہور رہی۔ ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء میں انتقال ہوا۔

کشفی۔ میر محمد شاہ کا تخلص ہے۔ عہد جہانگیر کا ایک شاعر تھا۔ ترجیع بند موسومہ بہ مجموعۂ راز اس کی تصنیف سے ہے جو ۱۶۲۱ء مطابق ۱۰۳۰ھ میں تصنیف ہوا۔ یہ مصنف ۱۶۵۰ء مطابق ۱۰۶۰ھ میں آگرے میں فوت ہوا اور وہیں قبر ہے۔

کشن چند اخلاص کھتری۔ شاہجہان آبادی شاگرد مرزا عبدالغنی کشمیری۔ اس کا باپ اجل داس فارسی کا شاعر تھا۔ کشن چند نے ہمیشہ بہار کے نام سے ۱۱۳۶ھ مطابق ۱۷۲۳ء میں تذکرۂ شعراء لکھا۔ اس میں اکبر سے لیکر محمد شاہ کے عہد تک کے فارسی کے شعراء کے حالات و سوانح ہیں یہ تذکرہ اس قدر مستند ہے کہ علامہ آزاد بلگرامی خزانۂ عامرہ کی تالیف میں اس کو اپنا ماخذ قرار دیتے ہیں اور اس سے استفادہ کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس کتاب کے نسخے بانکی پور اور حیدر آباد کے کتب خانوں میں ہیں۔

کشن سنگھ (ہز ہائی نس مہاراجہ وریجت درسوائی) بھرت پور کے موجودہ والیٔ ملک پیدائش ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ چورامن جاٹ بانیٔ ریاست کی نسل سے ہیں۔ مہاراجہ نے ولایت میں تعلیم پائی ہے۔ موجودہ جنگ یورپ شروع ہونے پر ریاست نے اپنی فوج (امپریل سروس) کو میدان جنگ میں بھیجا۔ مہاراجہ نے خود کمان کرنے کی درخواست کی لیکن اُن کی کم عمری کی وجہ سے اجازت نہیں دی گئی۔

کشن سنگھ کچھواہا۔ کشن گڑھ کے راجہ راجہ سورج سنگھ راٹھور کا سب سے بڑا بھائی تھا۔ جہانگیر کے دربار میں بہت معزز تھا۔ اُس کی بہن جہانگیر کے عقد میں تھی۔ اُس کے بطن سے شاہجہاں پیدا ہوا۔ ۱۶۱۵ء مطابق ۱۰۲۴ھ میں سورج سنگھ نے اس کو قتل کر دیا۔

کشور خاں۔ نواب قطب الدین خاں شیخ خوبو

گورنر بنگالہ کا لڑکا۔ شیخ ابراہیم نام تھا۔ سالِ اول جلوس جہانگیری یعنی ۱۶۰۵ء میں منصب ہزاری عطا ہوا اور کشور خاں کا خطاب ملا۔ ۳ جلوس جہانگیری میں رہتاس کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ اور ۴ جلوس جہانگیری میں دوہزاری منصب پایا۔ ۱۶۱۳ء میں انتقال کیا۔ بدایوں میں اس کے والد ناظم تھے۔ اپنے زمانۂ نظامت میں بدایوں کا محلہ براہم پورہ اپنے بیٹے ابراہیم خاں کے نام پر آباد کیا تھا۔ اور ابراہیم خاں اپنے باپ کی طرف سے جامع مسجد شمسی بدایوں کی تعمیر کے مہتمم رہے تھے۔ جس کا پتہ کتبۂ جامع مسجد کو سے چلتا ہے۔

کعب بن اشرف۔ قوم اوس کا ایک مشہور شاعر اور بنی نضیر کا طرفدار تھا۔ مشرکوں۔ یہودیوں کو اپنی آتشیں غزلوں سے مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا کرتا تھا۔ مکہ والوں کو اپنی جوشیلی نظموں سے بھڑکا کر لڑائی پر آمادہ کیا تھا۔ اور مکہ مدینہ میں ہی نہیں بلکہ سارے عرب میں اس کی نظموں نے بدامنی پھیلا دی تھی۔ آخرش لوگوں نے سعد بن معاذ سے مشورہ کیا جو اسی قوم کا سردار تھا اُس نے اُس کو قبل ۳ھ ۶۲۴ء قتل کرا دیا۔

کعبؓ بن زہیر مزنی۔ ایک نامور اور با اثر شاعر تھے۔ قصائد بانت السعاد ان کی مشہور تصنیف ہے یہ قصائد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھے گئے ہیں۔ اسلام لانے سے پہلے یہ اسلام کے خلاف اشتعال آمیز اشعار اور حضور پیغمبر اسلام کے ہجو لکھا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد فرار ہو گئے تھے۔ لیکن حضور کے عفو اور رحم کی شہرت سُنکر خود بخود خدمت مبارک میں حاضر ہو کر معافی چاہی اور آپ کی مدح میں اشعار پڑھے۔ آنحضرت صلعم نے خوش ہو کر معافی دی اور اپنی چادر مبارک شانوں سے اُتار کر بخش دی۔

کعبؓ بن ملک صحابی تھے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حضور نبی اکرم صلعم کے ساتھ تشریف نہ لے جا سکے تھے۔ جس کی وجہ سے سخت نادم تھے۔ لیکن پچاس راتیں گزرنے کے بعد جب اُن کو اُس قصور کی معافی کی بشارت ہوئی تو خوشی سے پھولے نہ سمائے اور اس خوشی میں اپنا تمام مال خیرات کر دیا۔ ۹ھ مطابق ۶۳۰ء کا یہ واقعہ ہے

کلب حسین خاں مرزا۔ اٹاوہ میں ڈپٹی کلکٹر رہے پسر احترام الدولہ دبیر الملک کلب علی خاں بہادر چار دیوانوں کے مصنف ہیں اور ایک کتاب تذکرہ موسوم بہ شوکت نادری بھی ان کی تصنیف سے ہے۔ ۱۸۶۴ء مطابق ۱۲۸۱ھ میں حیات تھے۔

کلب علی خاں (نواب)، نواب سید علی محمد خاں کی اولاد میں تھے۔ روہیل کھنڈ کی مشہور ریاست رام پور کے نواب یوسف علی خاں کے بعد فرمانروا ہوئے۔ ۲۲ ۱/۲ سال تک حکومت کی۔ ان کے زمانہ میں رام پور مشرقی علوم کا مرکز تھا۔ لکھنؤ اور دہلی کے تمام کاملین علوم و فنون جمع کر لیے تھے۔ نہایت علم دوست ہنر پسند اور مربی و قدر دان علم و فن رئیس تھے۔ شعر و شاعری سے بھی کمال ذوق تھا۔ اُردو اور فارسی دیوان یادگار ہیں۔ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۷ء کو وفات ہوئی۔

کلثوم بن ہدم۔ یہ وہ شخص ہیں کہ جب ہجرت کے بعد آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے اور قبا میں

ٹھہرے تو سب سے پہلے انھیں کے مکان میں اُترے تھے۔

کلہانا۔ راج ترنگنی کا مصنف ہے۔ راج ترنگنی کشمیر کی تاریخ ہے جو سنسکرت میں سلطان زین العابدین والیِ کشمیر کے زمانہ میں لکھی گئی تھی۔ یہ سلطان ۸۲۶ھ مطابق ۱۴۲۲ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ اکبر جب کشمیر گیا ہے تو یہ کتاب اس کے دربار میں پیش کی گئی اور اُس کے حکم سے اس کا فارسی میں ترجمہ ہوا۔ ابوالفضل کا بیان ہے کہ اس سے کشمیر کی قدیم تاریخ کا پتہ چلتا ہے اور اس میں پانچ ہزار برس قبل کے حالات درج ہیں۔ اصل کتاب فرانس اور ہندوستان میں چھپی ہے۔ فارسی نسخہ بھی مطبوعہ ملتا ہے۔

کلیان راجہ۔ راجہ ٹوڈرمل کا بیٹا۔ عہد جہانگیری میں نواب اسلام خاں صوبہ دار بنگال کی ماتحتی میں تعینات تھا۔ ۶ سنہ جلوس جہانگیری میں منصب ہزار پانصدی ذات ہشت صد سوار پر سرفراز ہوا۔ پھر منصب ہزار و ہفتصدی ذات ہزار سوار پر مفتخر ہو کر اڑیسہ کا حاکم بنایا گیا۔ ۱۲ سنہ جلوس جہانگیری میں چند شکایتیں ہونے پر دربار میں طلب ہوا۔ مگر قصور ثابت نہ ہونے پر سعادت ملازمت حاصل ہوئی۔ اس وقت سو اشرفیاں ایک ہزار روپیہ ایک لڑی مروارید ایک پہنچی ایک سونے کا مرصع گھوڑا پیش کش گزرانا۔ بعدہ خانخاناں مہابت خاں کے ساتھ مہم بنگش پر متعین ہوا۔ یہ واقعہ ۱۶۱۷ء کا ہے۔

کلیان سنگھ مہاراجہ۔ کلیان سنگھ کا دادا رائے ہمت سنگھ دہلی کا ایک کایستھ تھا جو امیر الامرا صمصام الدولہ کی سرکار میں دیوان تھا۔ اس کے بیٹے شتاب رائے نے بڑا عروج حاصل کیا۔ دربار شاہی سے ممتاز الملک مہاراجہ شتاب رائے بہادر منصور جنگ کے نام سے مخاطب ہوا۔ اور سلطنت کی طرف سے صوبہ بہار کا ناظم (گورنر) مقرر ہوا۔ خود بھی فاضل تھا اور فضلائے وقت کی قدر کرتا تھا۔ ۱۱۸۶ھ مطابق ۱۷۷۲ء میں اُس نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا انتظام الملک ممتاز الدولہ مہاراجہ کلیان سنگھ بہادر تہور جنگ کے نام سے صوبہ کی نظامت (گورنری) پر مامور ہوا یہ بھی اپنے باپ کی طرح علم دوست تھا۔ خلاصۃ التواریخ اس کی تصنیف ہے جس میں امیر تیمور سے لیکر اپنے زمانہ تک کے حالات لکھے ہیں۔ اس کی دوسری تصنیف "واردات قاسمی" ہے جو نظامت بنگالہ کی تاریخ ہے۔

کلیم اللہ۔ بہمنی خاندان کا آخری بادشاہ دکن تھا اُس کے وزیر امیر برید نے ۱۵۲۷ء میں اُس کو معزول کر دیا اور خود تخت پر بیٹھ گیا۔

کلیم اللہ۔ مولوی۔ جہان آبادی شیخ یحییٰ مدنی کے مرید ایک دانشمند اور متبحر عالم تھے۔ علم حقائق اور مختلف علوم میں کتب معتبرہ تصنیف کیں۔ سواء السبیل اور کشکول اور مرقع ان کی بہترین تصانیف سے ہیں۔ ۱۱۴۰ھ مطابق ۱۷۲۷ء میں انتقال کیا۔

کمال۔ تخلص میر کمال علی نام ساکن گیا۔ بانپور فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے کمال الحکمت فن فلسفہ کے مصنف ہیں۔ چہار دہ درو دکو بھی انھوں نے نظم میں لکھا سنہ ۱۸۰۰ء مطابق ۱۲۱۵ھ سال وفات ہے اور لفظ "دریغا" سے

ان کی تاریخ وفات ۶۱۵ھ مطابق ۱۲۱۸ء نکلتی ہے۔

کمال الدین اسمٰعیل۔ بن جمال الدین محمد عبدالرزاق اصفہانی ایران کا ملک الشعراء تھا۔ ایک دیوان یادگار ہے ۱۲۳۷ء مطابق ۶۳۵ھ میں جب اقتائی خاں پسر چنگیز خاں نے اصفہان میں قتل عام کیا۔ اس میں یہ بھی کام آیا۔

کمال الدین السِواسی۔ تمام اور ابن تمام بھی کہلاتے ہیں۔ تفسیر ہدایہ موسوم بہ فتح القدیر۔ عجز الفقران کی تصنیف ہے۔ ہدایہ کی اس شرح میں انھوں نے بہت سے فتاووں کا اضافہ کیا ہے۔ اس وجہ سے کتاب نہایت کار آمد و مقبول ہے۔ ۱۴۵۷ء مطابق ۸۶۱ھ میں انتقال ہوا۔

کمال الدین خجندی شیخ اپنے زمانہ کے ایک شاعر و صوفی گزرے ہیں۔ معرفت الٰہی میں ان کا کلام خاص چاشنی رکھتا ہے۔ حافظ شیرازی کے ہمعصر تھے۔ کمال خجندی کے نام سے مشہور رہیں۔ خجند جہاں کی آب وہوا ایران میں نہایت خوش گوار سمجھی جاتی ہے ان کا مولد تھا۔ لیکن تبریز میں سکونت اختیار کی تھی سلطان اویس جلائر کا زمانہ پایا۔ منگو خاں نبیرہ چنگیز خاں کے قیدی بن کر ۴ برس تک قپچاق میں رہے اور پھر تبریز واپس آئے اور سلطان اویس نے ان کے لیے ایک مکان بنوا دیا۔ ان کے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ انھوں نے کبھی اپنی عمر میں کسی بادشاہ کی مدح و ثنا نہیں لکھی اور اسی وجہ سے ان کا کلام صرف غزلیات تک محدود ہے۔ ان کے دیوان میں قصیدے یا مثنوی کا نشان نہیں ملتا۔ ۱۳۹۰ء مطابق ۷۹۲ھ میں انتقال ہوا اور بمقام تبریز دفن ہوئے۔ ان کا ایک قلمی دیوان جو ایران کے شاہی کتب خانہ سے منتقل ہو کر شہر وائنا (پایۂ تخت آسٹریا) کے شاہی کتب خانہ میں پہنچا ہے۔ اب تک موجود ہے۔ اس دیوان میں اشعار کی توضیح تصاویر سے کی گئی ہے جو نہایت عمدہ۔ صحیح اور نہایت چھوٹے پیمانے پر بنائی گئی ہیں یہ پیمانہ ½ انچ سے زیادہ نہیں ہے۔

کمال الدین خواجہ۔ بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ ۱۸۷۰ء کے قریب لاہور میں پیدا ہوئے ان کے آباؤ اجداد کشمیر سے آئے تھے۔ یہ مشن کالج لاہور سے ۱۸۹۳ء میں بی۔ اے پاس کر کے اسلامیہ کالج لاہور میں پروفیسر ہوئے اور ۱۸۹۷ء میں ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا اسی زمانہ میں قادیان جانے کا اتفاق ہوا اور جہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ملاقات ہوئی اور اُن کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ابتداءً پشاور میں وکالت کا کام شروع کیا اور ۱۹۰۴ء تک پشاور میں رہے بعدہ لاہور میں پریکٹس کی اور اگست ۱۹۱۲ء تک لاہور قیام رہا۔ مسلم یونیورسٹی کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ پنجاب اور سندھ کے اکثر مقامات پر اس کی تائید میں پرزور تقریریں کیں۔ ۱۹۱۱-۱۲ء کے جلسۂ مذاہب کلکتہ و الہ آباد میں بطور نمایندہ اسلام شریک ہوئے۔ ستمبر ۱۹۱۲ء میں انگلستان تشریف لے گئے۔ اور اشاعت اسلام میں مصروف ہوئے

ایک انگریزی ماہوار رسالہ بنام اسلامک ریویو اور مسلم انڈیا جاری کیا۔ اُس زمانہ سے اب تک آپ کا مستقل قیام بہ حیثیت مبلغ اسلام اور امام مسجد دوکنگ انگلستان میں رہتا ہے۔ مسجد دوکنگ لندن سے چند میل کے فاصلہ پر وہ مسجد ہے جس کو ہزہائی نس جناب شاہ جہاں بیگم والیہ بھوپال نے بنوایا تھا۔ اور ۱۹۲۵ء میں اس کی توسیع ان کی جانشین ہزہائی نس نواب سلطان جہاں بیگم نے فرمائی ہے خواجہ صاحب اکثر کتب کے مصنف ہیں۔ راز حیات توحید فی الاسلام اسوہ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی براہین میرہ آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

کمال الدین شیخ محمد خواجہ۔ ابن غیاث الدین شیرازی۔ سلطان ابراہیم کے زمانہ میں ایک طبیب اور شاعر گزرا ہے۔ ابن غیاث تخلص تھا۔

کمال الدین عبد الرزاق شیخ۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے چند نام حسب ذیل ہیں:۔ تفسیر تاویلات و کتاب اصلاحات صوفیہ۔ شرح فصوص الحکم وغیرہ۔ یہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ کے معصر تھے ۱۳۳۵ء مطابق ۷۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

کمال الدین محمد عبد المنعم جوجاری (شیخ) زبان عربی کا ایک مصنف گزرا ہے جو ۱۴۸۴ء مطابق ۸۸۹ھ میں فوت ہوا۔

کمال الدین مسعود مولانا شروانی ایک مشہور منطقی شرح حکمت العین کا حاشیہ لکھا ہے۔

کمال الدین۔ (ملا) سہالوی۔ مولانا نظام الدین ابن ملا قطب الدین سہالوی کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول اور علمائے معاصرین سے افضل ترین تھے۔ منجملہ اکثر تصانیف کے عروۃ الوثقی شرح کبریت احمر۔ حاشیہ کمالیہ بر شرح عقائد جلالیہ تعلیقات حاشیہ زاہدیہ بر شرح تہذیب جلالی زیادہ مشہور ہیں۔

کمال الدین موسیٰ ابن یونس بن ملک ایک مشہور عالم گزرے ہیں۔ ان کا شمار متقدمین فقہا میں

کمال خاں گکھر۔ گکھر خاندان کا سردار تھا اس کا ملک بھٹ اور سندھ کی پہاڑیوں کے درمیان ہے جو پہلے کشمیر کی حدود میں شامل تھا۔ شیر شاہ کے زمانہ میں کمال خاں کے دادا ملک خاں دوم سے لڑائی ہوئی جس میں ملک خاں قید ہو کر قتل ہوا اور کمال خاں بھی قید کر کے گوالیار بھیجدیا گیا۔ اس اثنا میں گکھروں کے ملک پر سلطان اعظم نے جو کمال خاں کا چچا تھا قبضہ کر لیا اکبر کے عہد میں کمال خاں کی رسائی دربار میں ہو گئی۔ پنجہزاری منصب پایا اور شاہی مدد سے اپنا ملک واپس لے لیا۔ سلطان اعظم قید کر لیا گیا۔ اور کمال خاں مغلیہ بادشاہ کا باجگزار ہو کر اپنے ملک پر حکمرانی کرنے لگا۔ ۱۵۶۳ء مطابق ۹۷۰ھ میں فوت ہوا۔

کمال غیاث مولانا شیرازی سلطان ابراہیم کے عہد میں ایک طبیب اور شاعر گزرا ہے۔

کندن لال (راجہ)، اپنے زمانہ کا بڑا فاضل تھا۔ فلسفی کے لقب سے مشہور رہے دہلی وطن تھا۔ ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۸۲۱ء میں قسطاس لکھی جو اس کی ایک تاریخی تصنیف ہے

تنقیح الاخبار ہے جس میں زیادہ تر اپنے حالات خود لکھے ہیں۔

کنشک۔ ۱۲۵ء میں تخت نشین ہوا۔ قدیم تاریخ ہندوستان میں اشوک کے بعد اسی بادشاہ کی شہرت ہے۔ پشاور اس کا دارالسلطنت تھا۔ اس کے زمانہ میں کشن اقتدار کو پہنچ گیا تھا سنہ ۱۵۰ء میں فوت ہوا۔

کوراٹل چودھری۔ قصّہ کامروپ کا مصنف ہے جو فارسی نظم میں لکھا گیا ہے۔ بتاریخ ۱۶ مئی سنہ ۱۸۴۸ء فوت ہوا۔

کوکب۔ منشی مہدی کا تخلص ہے جو نادر شاہ کی ملازمت میں تھا۔ دُرۂ نادرہ و تاریخ نادری و نظم نادر نامہ اس کی تصانیف ہیں۔

کولا دیوی۔ راجہ کرن راجہ گجرات کی رانی تھی۔ جو اپنے حسن و جمال کی وجہ سے مشہور تھی۔ جب سلطان علاؤالدین خلجی نے ۱۲۹۷ء مطابق سنہ ۶۹۷ھ میں گجرات فتح کیا یہ رانی سلطانی اسیر ہوئی۔ اُس کی صورت دیکھکر سلطان دل کو ہاتھ سے دے بیٹھا۔ اور بعد کو اسے حرم میں داخل کر لیا۔ سنہ ۱۳۰۶ء مطابق سنہ ۷۰۶ھ میں دیول دیوی جو کولا دیوی کی لڑکی تھی قید کرکے دربار میں لائی گئی۔ یہ بھی اپنی خوبصورتی میں بے مثل تھی۔ شاہزادہ خضر خاں کی نظر اُس پر جا پڑی اور وہ اُن کی زوجیت میں آگئی۔ اس قصے کو امیر خسرو نے نظم کیا ہے جو کلیات خسرو میں موجود ہے۔ حکومت کی خانہ جنگی میں خضر خاں اپنے بھائی مبارک شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور بیگم دیول دیوی مبارک شاہ کے محل میں داخل کر لی گئی۔

کھانڈے راؤ گیکواڑ۔ راجہ بڑودا سنہ ۱۸۵۶ء میں فوت ہوا۔ ملہار راؤ اُس کا بھائی جانشین ہوا۔ جس کو سنہ ۱۸۷۵ء میں معزول کرکے بنارس میں نظر بند کر دیا گیا۔

کھانڈے راؤ ہلکر۔ ملہار راؤ ہلکر کا اکلوتا پسر تھا۔ ڈیگ کی لڑائی میں سنہ ۱۷۵۴ء میں کام آیا۔ یہ لڑائی ملہار راؤ کی وفات سے بہت پہلے سورج مل جاٹ کے مقابلہ میں ہوئی تھی۔ مالے راؤ کھانڈے راؤ کا اکلوتا بیٹا تھا جو اپنے دادا کا جانشین ہوا۔ اور ۹ ماہ حکومت کرکے فوت ہو گیا

کھرک سنگھ مہاراجہ۔ حاکم لاہور و پنجاب۔ مہاراج رنجیت سنگھ کا بڑا بیٹا تھا۔ ۲۷ جون ۱۸۳۹ء مطابق سنہ ۱۲۵۵ھ کو اپنے باپ کے بعد جانشین ہوا۔ ایک سال چار ماہ حکومت کی اور بتاریخ ۵ نومبر سنہ ۱۸۴۰ء مطابق سنہ ۱۲۵۶ھ ۴۴ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اس کا پسر نونہال سنگھ تخت پر بیٹھا۔ یہ راجہ اپنے باپ کی کریا کرم کر کر پلٹ رہا تھا کہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۸۴۰ء کو۔ اتفاقاً لاہوری دروازہ کے قریب ایک عمارت پھٹ گئی اور راجہ پر گر پڑی راجہ ہلاک ہو گیا۔

ریاست کا انتظام رانی چاند کنور کے ہاتھ میں آگیا۔ دو ماہ کے بعد راجہ شیر سنگھ مسند نشین ہوا اور رانی سے انتظام نکال لیا۔ ۲ سال ۸ ماہ حکومت کرنے پایا تھا کہ سردار اجیت سنگھ نے اُس کو اور اُس کے بیٹے راجہ پرتاب سنگھ کو قتل کر دیا۔ راجہ دلیپ سنگھ جو رنجیت سنگھ کا دہ ساله بیٹا تھا سنہ ۱۸۴۳ء میں تخت نشین ہوا یہ وہ زمانہ تھا جبکہ پنجاب میں سکھوں کے اندرونی جھگڑوں کی وجہ سے اُن کی حکومت کی بنیاد متزلزل ہو رہی تھی۔ اس نے انگریزوں سے

چار مقابلے کیے اور شکست کھائی۔ مجبوراً ۱۸۴۶ء کے عہدنامے کی رو سے بیاس تک کا علاقہ انگریزوں کو دیدیا اور اسی عہدنامے کی رو سے پہلی مرتبہ انگریزی ریزیڈنٹ اور فوج لاہور میں رہنے لگی اور بالآخر لارڈ ڈلہوزی کے آخری فیصلہ کن جنگ کے بعد ۱۸۴۹ء میں پنجاب انگریزی مقبوضات میں شامل ہوگیا اور راجہ دلیپ سنگھ جس کی عمر دس سال کی تھی تخت سے اوتار کر ولایت بھیجدیا گیا۔ اُس کی ذاتی املاک ومحلات وقیمتی ظروف وزیور وخزانہ وغیرہ سب ضبط کرلیا گیا۔ اس مال غنیمت میں وہ قیمتی کوہ نور ہیرا بھی تھا جو اس وقت تک انگلستان کے تاج میں سب سے زیادہ قیمتی مانا جاتا ہے یہ ہیرا زمانہ کے انقلاب سے اورنگ زیب کے پاس سے نادر شاہ اور شاہ شجاع کے پاس ہوتا ہوا رنجیت سنگھ کے پاس پہنچکر برسوں تک اُس کا مایہ افتخار رہا تھا۔ دلیپ سنگھ کا ۱۲ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ مقرر کردیا گیا تھا۔ جو بالغ ہونے پر بڑی کوشش کے بعد ۲۵ ہزار کردیا گیا۔

کھیمس وار۔ اُس کا عہد غالباً دسویں صدی عیسوی ہے۔ سنسکرت میں ایک ڈراما اس سے یادگار ہے۔ راجہ مہوپال کے دربار میں شامل تھا اور قنوج میں رہتا تھا

کیجتو۔ سلطان ابقاخاں بن ہلاکوخاں تاتاری شاہ ایران کا دوسرا بیٹا تھا۔ اپنے بھائی ارغون خاں کی وفات کے بعد مارچ ۱۲۹۱ء مطابق ربیع الاول ۶۹۰ھ میں امرا کی مدد سے تخت پر بیٹھا۔ بیدوخاں ہلاکوخاں کا پوتا اُس سے باغی ہوگیا اور کیجتو کو قید کرلیا اور ماہ جنوری ۱۲۹۵ء مطابق ماہ صفر ۶۹۴ھ میں قتل کردیا۔ بیدوخاں اُس کا جانشین ہوا۔

کیخسرو۔ فارس کے خاندان کیانی کا تیسرا بادشاہ اور کیکاوس کا پوتا تھا۔ کیکاوس نے عزلت نشینی اختیار کرلی تھی اور اپنی زندگی میں اُس کو اپنا جانشین بنادیا تھا۔ اس کے زمانہ میں افراسیاب شاہ توران سے بہت لڑائیاں ہوئیں۔ جس میں شاہ توران کو شکست ہوئی اور قید ہوکر قتل کیا گیا۔ اس کے بعد کیخسرو تخت سے دست بردار ہوکر تارک الدنیا ہوگیا۔ کابل زابلستان اور نیمروز کے صوبے رستم کے حوالہ کیے گیے اور کیکاوس کے داماد لہراسپ کو جس کو اُس نے متبنیٰ کیا تھا تخت ایران کا مالک بنادیا۔ اور خود چند امرا کی معیت میں ایک چشمہ کی طرف جس کو اُس نے اپنی عزلت نشینی کے لیے منتخب کیا تھا روانہ ہوگیا اور وہاں پہنچکر ہمیشہ کے لیے غائب ہوگیا جو لوگ اُس کے ہمراہ تھے اُن کو ایک طوفان نے تباہ کردیا۔ ۹۰ سال کی عمر پائی اور ۶۰ سال حکومت کی۔

کیخسرو۔ شہزادہ محمد خاں بن سلطان غیاث الدین بلبن کا بیٹا تھا دلی کے بادشاہ سلطان غیاث الدین نے اپنے نزع کے وقت وصیت کی تھی کہ اُس کو تخت وتاج کا مالک بنایا جائے۔ لیکن امرائے سلطانی نے خسرو کو اُس کے باپ کی جگہہ بمہمت ملتان پر بھیج دیا اور بغراخاں کے بیٹے معزالدین کو جو سلطان متوفی کا دوسرا پوتا تھا۔ بادشاہ بنادیا۔ کیخسرو کو ملک نظام الدین وزیر معزالدین نے سلطنت کا دعویدار سمجھکر ۱۲۸۷ء میں قتل

کردیا۔ اور پھر معز الدین بے کھٹکے سلطنت کرنے لگا

کیرت سنگھ۔ مرزا راجہ جے سنگھ کا دوسرا بیٹا تھا۔ شہنشاہ عالمگیر کی ملازمت میں داخل تھا اور اپنے باپ کی وفات کے بعد سہ ہزاری منصب پر سرفراز ہوا۔ ۱۶۷۳ء مطابق ۱۰۸۴ھ میں دکن میں زندہ تھا۔

کیشب چندر سین۔ (بابو) ۱۹۔ نومبر ۱۸۳۸ء کو کلکتے میں پیدا ہوئے۔ کالج میں ۱۸۵۵ء تک زبان انگریزی کی تعلیم پائی۔ فلسفے کی تعلیم سے اُن کو سچے مذہب کی تلاش پیدا ہوگئی تھی۔ برہمو سماج کے اصولوں کو اُنھوں نے اچھا سمجھا اور ۱۸۵۷ء میں برہمو سماج میں داخل ہوگئے۔ اُس وقت راجہ رام موہن رائے بانیٔ برہمو سماج کے انتقال سے یہ سماج نازک حالت میں تھی۔ صرف مہارشی دیوندرو ناتھ ٹگور اُس کے سردار تھے اُنھوں نے کیشب چندر سین کو سماج کا اچاریہ مقرر کیا۔ جس کے بعد اُس مذہب کی اشاعت کی غرض سے کیشب چندر سین نے ایک لمبا دورہ کیا۔ وہ اعلیٰ درجہ کے مقرر تھے۔ اُن کے انگریزی لکچروں کا اہلِ زبان لوہا مانتے تھے۔ دیوندروناتھ ٹگور سے ۱۸۶۶ء میں اختلاف پیدا ہوا اُن سے علیحدہ ہوکر ایک نئی سماج برہمو سماج آف انڈیا کے نام سے قائم کی اور وسیع پیمانہ پر برہم دھرم کی اشاعت جاری رکھی۔ ۱۸۶۷ء میں نگر کیرتن کا طریقہ اختیار کیا۔ اور اسی سال میں برہمو میرج بل[1] پاس کرایا۔ ۱۸۷۰ء میں ولایت کا سفر کیا۔ ۱۸۷۸ء میں اپنی لڑکی کی شادی مہاراجہ کوچ بہار کے ساتھ کی جس میں اُن کی قائم کردہ برہم دھرم کے اُصولوں کے خلاف عمل ہوا۔ اُن کے بہت سے معتقدین اور چیلوں کو یہ بات ناپسند ہوئی۔ اس پر اُنھوں نے اپنی علیحدہ سادھارن برہمو سماج قائم کرلی۔ ۱۸۷۹ء میں اُنھوں نے چھ سو میل کا آخری دورہ کیا۔ ۸۔ جنوری ۱۸۸۴ء کو کلکتے میں فوت ہوئے۔

کیشوداس۔ راٹھور۔ جمیل میرٹھیہ کا بیٹا۔ عہد اکبری میں منصب سہ صدی پر سرفراز تھا جہانگیر نے ۱۶۰۵ء میں پہلی سال جلوس میں منصب ہزار و پانصدی پر سرفراز کرکے صوبۂ بنگالہ میں تعینات کیا۔ ۵ سنہ جلوس جہانگیری میں سرکار اڑیسہ میں جاگیر مع ایک گھوڑے کے مرحمت ہوئی۔ ۱۰ سنہ جلوس مذکور میں دربار میں طلب ہوا۔ اور منصب دو ہزار کا پایا۔ ۱۱ سنہ جلوس جہانگیری میں صوبۂ دکن میں متعین ہوا۔ ۱۳ سنہ جلوس مذکور میں دربار میں طلب ہوا۔ موضع جلوت میں جو اُس کی موروثی جاگیر تھا۔ اُس نے عمارات و باغات تعمیر کرائے۔ اور اسی سنہ میں ایک نہایت خوش قطع باؤلی بنوائی۔ یہ کمال عقیدت و اخلاص سے خدمات شاہی کو بجا لاتا تھا۔ جہانگیر اس پر خاص نظر عنایت رکھتا تھا۔

کیقباد۔ معز الدین نام غیاث الدین بلبن کا پوتا تھا۔ سلطان نے وصیت کی تھی کہ اُس کے بعد بڑے شہزادہ محمد خاں کے لڑکے کو جانشین کیا جاوے۔ اُمرا نے سلطانی وصیت کو پس پشت ڈال دیا اور دوسرے بیٹے کے لڑکے یعنی معز الدین کو دہلی کا بادشاہ بنا دیا۔ کیخسرو پسر محمد خاں قتل ہوا۔ یہ واقعہ ۱۲۸۶ء میں ہوا معز الدین نے پھر اپنے باپ بغرا خاں پر فوج کشی کی اور

[1] برہمو سماج کے معتقدین کی شادی کا قانون۔

تمام عمر عیاشی میں مصروف رہا۔ تین سال کی حکومت کے بعد فیروز ملک خلجی نے اُس کو بمقام کیلو گرھی سنہ ۱۲۹۰ء میں بدہوشی کے عالم میں محل کے اندر قتل کرا دیا۔ اور خود جلال الدین کے لقب سے سریر آرائے مملکت ہوا اور نئے خلجی خاندان کی بنا ڈالی۔ کیقباد کے زمانہ میں حضرت امیر خسرو مشہور شاعر ہندوستان المعروف بہ طوطیِ ہند نے اپنی مشہور کتاب قران السعدین لکھی جس میں کیقباد اور بغرا خاں کی ایک ملاقات کا جو دریائے گھاگرا کے کنارہ پر ہوئی تھی حال نظم کیا ہے۔

کیقباد۔ خاندان کیانی جو فارس کا دوسرا حکمران خاندان ہے پہلا بادشاہ تھا۔ منوچہر کی اولاد میں گزرا ہے۔ شاہ نامے میں اس کا ذکر بھی آیا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ کوہ البرز کی طرف فرار ہو گیا تھا رستم بن زال نے اُس کو وہاں سے فارس لا کر بادشاہ بنایا اور رستم و افراسیاب کی لڑائی اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ ایک سو بیس سال سلطنت کی اور چار بیٹے چھوڑے

کیکاؤس۔ فارس کے کیانی خاندان کا دوسرا بادشاہ اور کیقباد کا بیٹا ہے۔ اس نے اپنی ضعیفی کے زمانہ میں اپنے پوتے کیخسرو کو جانشین کر دیا تھا۔ شاہنامہ میں فردوسی نے کیکاؤس کے متعلق بہت سی روایتیں لکھی ہیں جن میں رستم اور سہراب کی لڑائیاں عجیب و غریب ہیں۔

کیکاؤس امیر۔ قابوس بادشاہ جرجان کا پوتا تھا۔ اور سلطان مودود نبیرہ سلطان محمود کے دربار میں داخل تھا۔ قابوس نامے کا مصنف ہے۔

کیوک قاآن۔ اوقتائی قاآن بن چنگیز خاں کا بیٹا تھا۔ ماہ جنوری سنہ ۱۲۴۲ء مطابق سنہ ۶۳۹ھ میں سلطنت تاتار پر اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اُس کا چچا چغتائی قاآن سلطنت ماوراء النہر و بدخشاں و کاشغر کا مالک ہوا اُس نے ایک سال حکومت کی اور تقریباً سنہ ۱۲۴۲ء مطابق سنہ ۶۴۰ھ میں فوت ہوا اور منگو قاآن تولی خاں بن چنگیز خاں کا بڑا بیٹا جانشین ہوا جس نے ۹ سال حکومت کی۔

کیول رام (رائے) ولد رگھناتھ داس اگروال اطراف دہلی میں قصبہ کرنا اس کا وطن تھا۔ سنہ ۱۱۹۴ھ مطابق سنہ ۱۷۸۰ء میں تذکرۃ الامرا نام ایک کتاب لکھی۔ دیباچہ میں بیان کیا ہے کہ یہ کتاب شاہی روزنامچوں اور وقائع ناموں سے مرتب کی گئی ہے۔

کیومرث۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے۔ خاندان پیشدادیان کا جو فارس کا پہلا حکمران ہے۔ بادشاہ تھا۔ اس حکمران نے اپنی رعیت کی تہذیب و شائستگی بہت ترقی دی۔ تیس برس سلطنت کی اور ہوشنگ جو اس کا پوتا تھا جانشین ہوا۔ اس خاندان کے بادشاہ حسب ذیل گزرے ہیں:-

کیومرث۔ ہوشنگ۔ طہمورث۔ جمشید۔ ضحاک۔ فریدوں۔ منوچہر۔ نوذر۔ افراسیاب شاہ ترکستان۔ زاب برادر نوذر گرشاسپ

ردیف گ

گاندھی - ملاحظہ ہو موہن لال کرم چند گاندھی۔

گجپتی - جنوبی بہار میں جگدیش پور کا راجہ تھا عرصہ تک اپنے بھائی بیری سال کے ساتھ ملکر بہار پر اکبری فوجوں کی پیشقدمی کو روکتا رہا۔ آخر میں شاہی فوجیں غالب آئیں۔

گج سنگھ (راٹھور کچھواہا) جودھپور کے راجہ سورج سنگھ کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ ۱۸ برس حکومت کی سنہ ۱۶۳۸ء میں بمقام گجرات فوت ہوا۔ سنہ ۱۶۴۴ء میں ان کے بیٹے امر سنگھ نے صلابت خاں کو قتل کیا تھا۔ شہزادہ پرویز نے گج سنگھ کی بہن کے ساتھ شادی کی تھی اور شہزادہ سلیمان شکوہ پسر پرویز کو سنہ ۱۶۵۵ء میں اس کی لڑکی بیاہی تھی۔

گرامی - ایک شاعر کا تخلص ہی جس کا دیوان سلطان ٹیپو کے کتب خانہ میں ملا تھا۔

گرامی (شاہ یا مرزا) دہلی کا ایک شاعر تھا۔ جو قلندروں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا۔

گردھاری لال - مولف تاریخ ظفر دکن ہے اس کا قلمی نسخہ کتبخانہ آصفیہ میں ہی۔ یہ مصنف فلسفی کے لقب سے مشہور تھا۔ اس کے مزید حالات اور اس کتاب کے سنہ تالیف کا پتہ نہیں ملا۔

گردھر داس - دہلی کا رہنے والا تھا۔ سنہ ۱۷۲۲ء میں رامائن کا منظوم ترجمہ کیا۔ رامائن کا دوسرا ترجمہ ہوا سنسکرت سے تلسی داس کا مشہور ہی جو بھاشا میں ہی ایک اور ترجمہ اردو میں خوشتر شاعر نے کیا ہی جو نظم میں ہی۔

گردھر سنگھ - جو گردھر بھی مشہور رہا ہے۔ ایک راجپوت سردار تھا۔ محمد شاہ کے زمانہ میں مالوے کا حاکم تھا۔ سنہ ۱۷۲۹ء میں مرہٹوں کے حملہ میں کام آیا۔ اس کا بھتیجا دیارام جو اس کا جانشین ہوا۔ عرصے تک مرہٹوں کے سد راہ بنا رہا اور ایک جنگ میں سنہ ۱۷۳۲ء میں چمناجی پیشوا کے بھائی نے دیارام کو شکست دی اور ہلاک کیا۔

گروگوبند - تیغ بہادر مشہور سکھ سردار کے بیٹے تھے۔ جب تیغ بہادر کو سنہ ۱۶۷۵ء میں عالمگیر بادشاہ نے قتل کرا دیا تو یہ اپنی جماعت کو لیکر اطراف پنجاب میں لوٹ مار کرنے لگے۔ لیکن ان کے دو بیٹوں کے قتل ہونے سے ان کا دل ٹوٹ گیا۔ اور گوشہ نشین ہوگیا۔ اپنے پیروں کو انھوں نے نیلا کپڑا پہننے داڑھی بڑھانے اور سر کے بال رکھانے کی تعلیم دی تھی۔ جس پر سکھ لوگ آجتک عمل کرتے ہیں۔ بندہ ان کا جانشین ہوا۔

گشتاسپ - خاندان۔ کیانی سے ایران کا پانچواں بادشاہ گزرا ہی۔ اس کے عہد میں زردشت نے ملک میں نیا مذہب جاری کیا جو آتش پرستی کی تعلیم دیتا تھا۔ ۶۰ برس حکومت کرنے کے بعد اپنے پوتے بہمن کے لیے تخت خالی کر دیا۔ اس کا بیٹا اسفندیار شاہنامہ فردوسی کا ہیرو گزرا ہی جس کو رستم نے مار ڈالا۔

گلاب سنگھ - انگریزی عہدنامے کے مطابق سنہ ۱۸۴۶ء میں سکھوں کی لڑائی کے بعد جموں اور کشمیر کا راجہ ہوا۔ ۲۔ اگست سنہ ۱۸۵۷ء کو فوت

ہوگیا۔ راجہ رمبیر سنگھ اس کا جانشین ہوا۔

گلبدن بیگم۔ بابر شاہ کی بیٹی۔ ہمایوں کی بہن۔ اور اکبر کی پھوپی۔ شہزادہ خضر خاں کاشغری کو بیاہی تھی۔ ۱۵۵۵ء مطابق ۹۶۳ھ میں خضر خاں لاہور کا ناظم مقرر ہوا۔ اور بعد کو بہار کی نظامت ملی وہیں ۱۵۵۹ء مطابق ۹۶۶ھ میں فوت ہوا۔

گلچہرہ بیگم۔ بابر شاہ کی لڑکی اور ہمایوں کی سب سے چھوٹی بہن تھی۔ ہمایوں نے اس کی شادی کابل میں عباس سلطان ازبک شاہزادہ کے ساتھ ۱۵۴۰ء میں کردی۔

گل رخ بیگم۔ کامران مرزا کی بیٹی۔ اکبر کی چچازاد بہن اور ابراہیم حسین مرزا کی بیگم تھی ابراہیم حسین مرزا امیر تیمور کی اولاد میں محمد سلطان مرزا کا بیٹا تھا اور اس نے اپنے بھائیوں کے ساتھ ملکر اکبر سے بغاوت کی اور تمام ملک میں فتنہ پیدا کردیا۔ اس پر اکبر نے ۱۵۷۳ء مطابق ۹۸۱ھ میں اس کو قید کرکے مروا ڈالا۔ گلرخ بیگم اس سانحے کے بعد ۱۶۱۴ء تک آگرے میں زندہ رہی۔

گل رخ بیگم۔ ایک مشہور شہزادی گزری ہے جو پہلے بیرم خاں خانخاناں کے نکاح میں آئی اور اس کے مرنے پر ۱۵۶۱ء میں اکبری حرم میں داخل ہوئی۔ گلرخ بیگم۔ گلبرگ بیگم اور گلرنگ بیگم بھی کہلاتی ہے۔ سلیمہ سلطان اس کے بطن سے پیدا ہوئی تھی۔

گلشن۔ شیخ سعد اللہ کا تخلص ہے۔ عارفانہ شعر کہتے تھے۔ کئی سال تک دہلی میں رہے۔ اور ایک لاکھ اشعار کا دیوان چھوڑا۔ شیخ عبدالاحد سرہندی کے مرید تھے اور ان کے ساتھ حج کے ارادہ سے تشریف لے گئے۔ ۱۷۲۸ء مطابق ۱۱۴۱ھ میں فوت ہوئے۔ ولی ان کے مشہور شاگرد تھے۔

گل محمد خاں ناطق۔ دہلی کا ایک شاعر تھا جو ۱۸۴۸ء مطابق ۱۲۶۴ھ میں فوت ہوا اس کا تخلص ناطق ہے۔

گنا بیگم۔ نواب علی قلی خاں کی بیٹی اور مشہور شہزادی ہے اپنے ذاتی کمالات اور اپنی جودت طبع۔ اور شعر گوئی کے سبب آج تک اس کا نام تاریخ میں مشہور ہے۔ سوز سودا اور ہنر سے اپنی غزلوں میں اصلاح لیتی تھی۔ اس کی اردو غزلیں ابتک گائی جاتی ہیں بعض کا ترجمہ انگریزی مورخوں نے اپنی کتابوں میں دیا ہے۔ یہ بیگم پہلے نواب شجاع الدولہ سے منسوب ہوئی تھی۔ مگر بعد کو اس کی شادی عماد الملک غازی الدین خاں وزیر دہلی کے ساتھ ہوئی۔ چولا سرائے سے دو میل دھولپور کے قریب موضع نور آباد سے ملحق ایک باغ میں جس کو عالمگیر بادشاہ نے ۱۶۸۰ء میں تعمیر کرایا تھا اس کی قبر موجود ہے۔ اس کی وفات ۱۷۷۵ء مطابق ۱۱۸۹ھ میں ہوئی۔ "آہ غم گنا بیگم" اس کی وفات کا مادہ تاریخ ہے جو قبر پر کندہ ہے۔

گنگا بائی۔ جھانسی کی رانی اور راجہ گنگادھر راؤ کی بیوہ تھی۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں انگریزوں کے خلاف باغیوں کی رہنمائی کی اور ان کے ساتھ ہوکر لڑی۔ جھانسی میں قتل عام ہوا اس وقت یہ موجود تھی۔ آخر گوالیار کے میدان میں انگریزوں نے اس کو شکست دی اور ۱۷ جون ۱۸۵۸ء کو میدان جنگ میں کام آئی۔ یہ رانی

نہایت دلیر تھی۔ مرتے مرتے باوجود زخمی ہونے کے اُس وقت تک ہمت نہ ہاری جب تک کہ آخری گولی نے جو سینہ پر لگی کام تمام نہ کر دیا۔

گنگا سنگھ۔ ہز ہائی نس مہاراجہ سر گنگا سنگھ بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی آئی ای ایڈیکانگ ملک معظم ریاست بیکانیر کے موجودہ راجہ۔ پیدائش ۱۸۸۰ء میں ہوئی۔ آپ نے اپنی تجویز سے امپیریل سروس کیمل کور (یعنی شتر سواروں کی فوج) ترتیب دی چین اور سومالی لینڈ کی لڑائیوں میں اس فوج نے کام کیا خود راجہ صاحب نے کمان کی۔ ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۸ء میں اس ریاست میں سخت قحط ہوا راجہ صاحب نے مخلوق کی جان بچانے میں بیحد کوشش کی جس کے صلہ میں تمغہ قیصر ہند درجہ اول کا عطا ہوا۔ کیمبرج یونیورسٹی کے آنریری ایل ایل۔ ڈی ہیں یورپ کی جنگ عظیم میں فوج وسامان سے مدد کی اور خود میدان جنگ میں گئے پرنس چیمبر کے نائب صدر رہیں۔

گوپال سنگھ بھدوریا۔ راجہ مہاسنگھ بھدوریا عہد محمد شاہ تک خدمات شاہی میں سرگرم رہا۔ گوپال پور (قریب آگرہ) اس کی گڑھی کے نشانات ہنوز موجود ہیں اور گڑھی بھدوریا کے نام سے مشہور رہیں۔ ریاست بھدوار اگرچہ مرہٹوں کے عروج کے زمانہ میں ختم ہوگئی۔ لیکن گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے اس خاندان کو کچھ گاؤں معافی میں ملے ہوئے ہیں۔ راجگان بھدوار کے تعمیر کیے ہوئے اکثر عالیشان قلعے ابتک موجود ہیں۔ رئیس نابالغ کا علاقہ آجکل کورٹ آف وارڈس

کے انتظام میں ہے۔

گوپال نایک۔ علاء الدین سلطان سکندر ثانی کے عہد میں ایک مشہور مُغنّی گزرا ہے جو فن موسیقی میں کامل دکنی الاصل تھا۔ دکن سے دہلی چلا آیا تھا۔ امیر خسرو بھی اُس زمانہ میں زندہ تھے۔ جب پہلی مرتبہ بادشاہ کے دربار میں رسائی ہوئی تو اُس نے اپنے فن کے جوہر اس دعوے سے دکھائے کہ اُس کے لب و لہجہ کی کوئی شخص ہمسری نہیں کر سکتا۔ بادشاہ نے امیر خسرو کو اپنے تخت کے نیچے چھپا دیا تھا کہ وہ اُس کے گانے کو غور سے سُنیں امیر خسرو کی ذہانت نے اُن کو کامیاب بنایا اور دوسرے دن وہی ترانہ جو گوپال نایک نے سُنایا تھا اُسی دھن میں امیر خسرو نے برسر دربار سُنا دیا جس پر ہر چہار طرف سے داد ملی اور گوپال نایک کا دعویٰ غلط ہو گیا۔ اور اس طرح دربار شاہی سے وہ محروم گیا۔ چودھویں صدی عیسوی کے وسط میں فوت ہوا۔

گوجر۔ پیشوا رگوجی بھونسلا کا نواسہ تھا۔ آپا صاحب کی معزولی کے بعد ۱۸۱۸ء میں ناگپور کا راجہ ہوا۔

گوردھن سورج دھج (رائے) ابتداءً کچہری میں وثیقہ نویس تھا۔ پھر خواجہ حسن دیوان جہانگیر کی کچہری میں پچیس روپیہ کی ملازمت مل گئی۔ انتقال خواجہ کے بعد پچاس روپیہ پانے لگا۔ رفتہ رفتہ سرکار شاہی کا پیشکار دیوان ہو گئے اور رائے کا خطاب پایا۔ ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵ء میں جبکہ مہابت خاں نے جہانگیر کو قید قبضہ میں کیا تو یہ ساتھ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مگر نور جہاں کی حُسن لیاقت سے بادشاہ رہا ہوا

تو آصف خاں نے رائے موصوف کو قید کردیا۔ جہاں کچھ عرصہ بعد نمک حرامی کا داغ لیکر دنیا سے رخصت ہوگیا۔

گوشیار۔ ایک عالم علم ہیئت تھا جس کا نام ابوالحسن تھا۔

گوکھلے (مسٹر) گوپال کرشن نام۔ ایک غریب برہمن خاندان میں دکن میں ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ اور تمام عمر اپنے وطن ہندوستان کی خدمت میں گزاری جس کی وجہ سے ہندوستانی ان کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں وائسرائے کی کونسل کے ممبر تھے۔ ویلبی کمیشن میں گواہی مفت ابتدائی تعلیم کی تحریک انجمن خادمان ہند کا قیام اور اس کے ذریعہ سے نوجوان ہندوستانیوں کی پولیٹیکل تعلیم کی بنیاد ان کی خاص خدمات ہیں گورنمنٹ کے سی ایس آئی کا خطاب دینا چاہتی تھی۔ مگر اُنھوں نے شکریہ کے ساتھ واپس کردیا۔ ۱۹۱۵ء میں انتقال ہوا۔

گوہر شاد بیگم۔ مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور کی بی بی تھی۔ یہ خاتون دنیا کی قابل ترین خواتین میں سمجھی جاتی تھی۔ بعض مورخوں نے اس کو امیر تیمور کی لڑکی بتایا ہے جو غلط ہے۔ ہرات میں ابوسعید مرزا سے اُس نے بغاوت کی جس کی وجہ سے ملک میں بےچینی پھیل گئی تھی۔ سلطان نے ۱۴۵۷ء مطابق ۸۶۱ھ میں اس کو قتل کرادیا۔ اس کا مقبرہ اب تک دریائے انجیر کے کنارے ہرات میں موجود ہے جس پر سونے کا کلس چڑھا ہوا ہے۔

گوہر علی شاہ سید۔ آپ کا مزار سیپری علاقہ گوالیار میں راجہ نل والے نرور کے شکستہ محلوں کے نیچے ایک قبرستان میں ہے۔ وہیں ایک طرف ایک شکستہ قبر ہے تاریخ وفات معلوم نہیں ہوئی۔

گویا۔ حسام الدولہ نواب فقیر محمد خاں لکھنوی کا تخلص ہے۔ نواب واجد علی شاہ کا زمانہ پایا تھا۔ ۱۸۵۰ء مطابق ۱۲۶۶ھ میں انتقال ہوا۔ ان کا دیوان ۱۸۸۱ء میں طبع ہو کر شائع ہوا

گویا۔ مرزا کامران برادر جویا کا تخلص ہے۔

گھسیٹی بیگم۔ شہامت جنگ کی بیگم تھی نواب سراج الدولہ اس کی بہن آمنہ بیگم کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ ان دونوں بہنوں کو میراں پسر نواب جعفر علی خاں نے جہانگیر نگر کے قریب جون ۱۷۶۰ء میں دریا میں غرق کرادیا۔ یہ دونوں مہابت جنگ نواب بنگال کی بیٹیاں تھیں۔

گیسو دراز (دیکھو محمد گیسو دراز)

ردیف ل

لاجپت رائے (لالہ) سنہ ۱۸۶۵ء میں جگراؤں ضلع لودھیانہ میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام منشی رادھا کشن۔ وکالت اور مختاری کا امتحان بھی پاس کیا۔ چیف کورٹ پنجاب لاہور میں وکالت کی سنہ ۱۸۸۰ء میں سوامی دیانند کے پنجاب آنے پر آریہ سماج میں داخل ہو گئے۔ اور دیانند اینگلو ویدک کالج کے پریسیڈنٹ مقرر ہوئے سنہ ۱۹۰۵ء میں امریکہ گئے ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کو جبکہ اجیت سنگھ لاہور سے راولپنڈی بلا یا گیا اور اُس نے مغویانہ تقریریں کر کے لوگوں کو جوش دلایا اور راولپنڈی میں بلوہ ہو گیا اور جب لاہور میں بلوے کی نوبت آئی تو پولیس نے نہایت مستعدی سے بلوے کو دفع دفع کیا۔ لالہ لاجپت رائے کو گرفتار کر کے مانڈلے (برہما) کے قلعے میں نظربند کر دیا گیا۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں رہا کر دیا گیا۔ اُنھوں نے اکثر ہندوؤں مثلاً دیانند سرستی سیواجی۔ سری کرشن وغیرہ کی سوانح عمریاں لکھی ہیں اور لاہور سے ایک اخبار بندے ماترم نکالتے ہیں۔ سنہ ۱۹۲۱ء کے آخری مہینوں میں جب گاندھی جی نے ترکِ موالات کے نام سے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت کی تحریک جاری کی تو یہ اُن کے رفقا میں داخل ہو گئے۔

لاڈلی بیگم۔ شیخ مبارک ناگوری کی دختر اور ابوالفضل وزیر اکبر کی بہن تھی۔ اُس کی شادی نواب اسلام خاں سے ہوئی تھی۔ جو سنہ ۱۶۰۸ء مطابق سنہ ۱۰۱۷ھ میں بنگال کا صوبیدار تھا۔ لاڈلی بیگم آگرہ میں فوت ہوئی اور وہیں اپنے باپ کے مقبرے میں دفن ہوئی جس کو اب روضۂ لاڈلی بیگم کہتے ہیں۔

لال۔ ایک مشہور ہندو شاعر بادشاہ اورنگزیب کے زمانہ میں تھا۔ اُس نے تاریخ چترسال لکھی تھی جس کا نام چتر پرکاش تھا۔

لال یا للو۔ اٹھارہویں صدی کے شروع میں گجراتنا کا ایک برہمن تھا۔ پریم ساگر کا مصنف ہے۔

لال جی داس۔ بابا لال گرو شاہجہاں کے زمانہ میں ایک عارف جوگی تھے۔ شہزادہ داراشکوہ ان کا معتقد تھا۔ لال جی داس بابا لال گرو کے چیلے تھے۔ بابا کی پیدائش سنہ ۱۰۲۴ھ مطابق سنہ ۱۶۱۴ء ہے۔ سنہ ۱۰۸۵ھ مطابق سنہ ۱۶۷۵ء تک بابا کا زندہ ہونا پایا جاتا ہے۔ لال جی داس نے سنہ ۱۰۸۵ھ مطابق سنہ ۱۶۷۵ء میں گرو کے حالات و ملفوظات کو فارسی میں جمع کیا۔ گورنمنٹ کلکتہ لائبریری میں اس کا نسخہ سنہ ۱۲ جلوس عالم شاہی کا لکھا ہوا موجود ہے۔

لال خاں۔ ہندوستان کا ایک مشہور گویا تھا جو عہد جہانگیری کے چوتھے سال یعنی سنہ ۱۶۰۹ء مطابق سنہ ۱۰۱۸ھ میں فوت ہوا۔

لال رام۔ باپ کا نام دولہ رام اور دادا کا نام رائے کنجمن رائے۔ کنجمن رائے عالمگیر کے عہد حکومت میں کسی عہدہ پر ممتاز اور رائے کے خطاب سے مشرف تھا۔ دولہ رام بھی رائے کے خطاب سے مخاطب اور عہدہ داران شاہی میں داخل تھا۔ خود لال رام محمد شاہ کی سرکار میں نوکر تھا۔ سنہ ۱۱۴۸ھ مطابق سنہ ۱۷۳۵ء میں تحفۃ الہند ایک مستند تاریخی کتاب لکھ کر دربار شاہی میں پیش کی۔

لال سنگھ ۔ راجہ ۔ ایک سکھ سردار تھا جس کو رنجیت سنگھ کی بیوہ نے منہ چڑھا لیا تھا راجہ جواہر سنگھ وزیر کے مرنے کے بعد اس کو اپنا وزیر بنا لیا۔ پنجاب کی لڑائی کے بعد انگریزوں نے اس کو قید کر لیا تھا۔ سنہ ۱۸۶۷ء میں بمقام ڈیہرہ دون فوت ہوا۔

لال کنور ۔ ایک رقاصہ تھی جس پر جہاندار شاہ بادشاہ دہلی فریفتہ تھا۔ اور اس وجہ سے اسی عورت کا خاندان دربار شاہی میں رسائی پا گیا تھا جس سے امرائے دربار ناراض تھے کیونکہ اکثر موقعوں پر اس خاندان نے بر سر دربار ان کی توہین کی تھی۔

لال کوی ۔ چھترپرکاش (بندیل کھنڈ کی منظوم تاریخ) اس کی تصنیف سے ہے غالباً اٹھارہویں صدی عیسوی کے شروع میں اس کا زمانہ تھا۔

لائق ۔ نظم موسوم بہ "دستور ہمت" کے مصنف کا تخلص ہے جس میں قصۂ کامروپ فارسی نظم میں درج ہے۔ یہ کتاب اس نے اپنے مربی ہمت خاں بہادر کے نام پر معنون کی تھی۔ اس کتاب کو اس نے سنہ ۱۶۸۰ء مطابق سنہ ۱۰۹۶ھ میں تصنیف کیا تھا۔ اور اس کی تاریخ تصنیف "ہمت خاں" سے نکالی تھی۔

لبید ۔ ایام جاہلیت کا مشہور عربی شاعر ہے یہ ان سات شاعروں میں سے ہے جنھوں نے خانہ کعبہ پر سبع معلقہ آویزاں کیے تھے۔ اس کی کنیت ابو عاقل تھی۔ ربیع کا بیٹا تھا۔ سبع معلقہ کے واقعہ کے بعد سورۂ برات نازل ہوئی اور خانہ کعبہ پر آویزاں کی گئی جس کو پڑھ کر لبید انگشت بدنداں رہ گیا اور اسلام لے آیا۔ ۱۴۰ سال کی عمر پائی اور سنہ ۴۱ھ مطابق سنہ ۶۵۸ء میں بمقام کوفہ انتقال کیا۔

لبید ساحر ۔ ایک یہودی تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فتح خیبر کے بعد مدینہ واپس آنے پر جادو کیا تھا۔ جس کا حال آپ کو وحیٔ الٰہی سے روشن ہو گیا تھا۔ اور خدا کے حکم سے جادو کا اثر باطل ہو گیا۔

لچھمی نراین ۔ بنارسی تذکرہ گل رعنا جس میں شعرا کے حالات اور کلام درج ہے اس کی تصنیف سے ہے۔

لچھمی نراین شفیق ۔ لاہور وطن تھا۔ اس کا دادا عالمگیر کے ساتھ مہم دکن میں گیا اور وہیں دکن میں سکونت اختیار کر لی۔ اس کا باپ رائے منسا رام نواب آصف جاہ کا دیوان تھا۔ لچھمی نراین شفیق ان ہندو فضلا میں سے ہیں جن کی قابلیت اور علم پر زمانہ فخر کر سکتا ہے علامہ آزاد بلگرامی کے شاگرد اور عالی جاہ بہادر کے ملازمین میں داخل تھا۔ تاریخ کا ذوق استاد آزاد سے وراثت میں پایا تھا۔ چنانچہ اس فن میں اس کی متعدد تالیفات ہیں جس میں گل رعنا اور شام غریباں دو شعرا کے تذکرے مشہور ہیں۔ سنہ ۱۲۰۴ھ میں حقیقتہائے ہندوستان لکھی۔ خلاصۃ الہند بھی اسی کی تصنیف ہے۔ تواریخ آصفی اس کی پانچویں تالیف ہے۔ لیکن سب سے بہتر اور عمدہ تصنیف بساط الغنائم ہے جس میں اس نے مرہٹوں کی تاریخ قلمبند کی ہے۔

لسانی مولانا ۔ وجیہ الدین عبداللہ شیرازی کا تخلص تھا۔ تبریز میں پیدا ہوئے سنہ ۱۵۸۳ء مطابق سنہ ۹۹۱ھ میں وفات ہوئی۔ ایک دیوان چار ہزار اشعار کا یادگار ہے۔

لشکر خاں۔ جہانگیر اور شاہ جہاں کا درباری تھا پنج ہزاری منصب حاصل تھا۔ اُس نے اپنا مکان نائی کی منڈی کے قریب آگرے میں بنایا تھا۔ جس کا اب نام و نشان تک باقی نہیں۔

لطافت خاں۔ نواب آصف الدولہ کا خواجہ سرا اور سپہ سالار تھا۔ نواب نے اس کو اُس فوج کا سردار بنا کر بھیجا تھا جو شاہ عالم کی مدد کو اودھ سے ۱۷۷۵ء میں روانہ ہوئی تھی۔ ۱۷۸۳ء میں مرزا شافی نے اُس کو قید کر کے اندھا کر دیا۔

لطف۔ میراثن کا تخلص ہے۔ انگریزی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں جب فورٹ ولیم کالج۔ کلکتہ میں ہندوستانی زبان کو ترقی دینے کے لیے مشرقی علوم کے ماہر جمع ہوئے تھے۔ میر صاحب بھی اسی خدمت پر مامور تھے۔ نو طرز مرصع کا اردو ترجمہ باغ و بہار کے نام سے انھیں کے زور طبع کا نتیجہ ہے جو ۱۸۰۲ء مطابق ۱۲۱۷ھ میں کیا گیا ہے

لطف اللہ خاں۔ بن سعد اللہ خاں وزیر سلطان شاہجہاں ۱۶۵۶ء مطابق ۱۰۶۶ھ میں اس کے والد کا انتقال ہوا۔ اس وقت اس کی عمر گیارہ برس کی تھی اور اسی زمانہ سے شاہجہاں نے اس کو مناصب اور اعزاز شاہی سے سرفراز کرنا شروع کر دیا تھا۔ پہلے ہفت صدی منصب سے ممتاز ہوا۔ عہد عالمگیری میں مہم دکن میں مصروف تھا۔ اور قلعہ گنڈانہ فتح ہونے کے قریب تھا کہ ۲۸۔ دسمبر ۱۷۰۱ء مطابق ۱۰۔ شعبان ۱۱۱۳ھ کو انتقال ہوا۔

لطف اللہ مالوی۔ مالوے کے رہنے والے تھے۔ ۷۔ رجب ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۸۰۲ء کو دھارانگر (مالوہ) میں پیدا ہوئے۔ شاہ کمال الدین رحمۃ اللہ کی اولاد میں ہیں جو صوبہ مالوہ کے مشہور اولیا سے تھے۔ اور رسمی سلطان محمد خلجی کے پیر تھے۔ میر جعفر علی خاں خویش نواب افضل الدین نواب سورت کی معیت میں بطور پرایویٹ سکرٹری کے مارچ ۱۸۴۴ء میں انگلستان کو گئے ۱۸۵۲ء میں وہاں سے واپسی پر اپنا سفرنامہ اور اپنی سرگزشت زبان انگریزی لکھی جو جون ۱۸۵۷ء میں شائع ہوئی تھی۔

لطف اللہ محمد محارث بن احمد۔ عالمگیری عہد میں مشہور مصنف گزرے ہیں۔ تذکرۂ دولت شاہ کو نئی ترتیب کے ساتھ نظم کر کے اس میں بجائے دس کے بارہ دور قائم کیے۔ اور بارہ برجوں کی مناسبت سے اس کا نام آسمان سخن رکھا ان سے پہلے اکبر کے زمانہ میں فیضی کرمانی نے بھی اس تذکرہ کو نظم کیا ہے۔

لطف اللہ مولانا۔ نیشاپور (ایران) کے رہنے والے ایک فارسی شاعر تھے۔ امیر تیمور کا زمانہ پایا تھا۔ تاریخ شاہرخ جس میں امیر تیمور کے زمانہ کی تاریخ کا خلاصہ لکھنے کے بعد اس کے بیٹے شاہ رخ مرزا کے ابتدائی ۹ سالہ حکومت کا بیان بھی درج ہے اور جو شہزادہ موصوف کے نام پر معنون کی گئی تھی۔ انھیں کی تصنیف سے ہے ۱۴۱۳ء مطابق ۸۱۶ھ میں جس سال اس تصنیف کو ختم کیا۔ مصنف کا انتقال ہو گیا۔

لطف اللہ مولوی۔ باشندہ علیگڑھ عالم اجل تھے۔ عرصہ تک حیدرآباد دکن میں مفتی عدالت عالیہ رہے۔ ندوۃ العلماء کے رکن رکین تھے ۸۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو تقریباً ۸۰ برس کی عمر پا کر

بمقام علیگڑھ انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

لطف علی خاں جعفر خاں شاہ فارس کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔ سنہ ۱۷۸۹ء میں تخت پر بیٹھا آقا محمد خاں قاچار کی فوج سے بہت سی لڑائیاں لڑیں مگر شکست کھائی اور گرفتار کرلیا گیا۔ بعد سنہ ۱۷۹۵ء میں قتل کردیا گیا۔ یہ خاندان زند کا آخری بادشاہ تھا۔

لقمان حکیم حبش کے رہنے والے بعض ان کو نبی کہتے ہیں۔ ایک قول ہے کہ ان کو صرف علم و حکمت عطا ہوا تھا۔ بتبار نسل کے ان کو حضرت ابراہیم کے باپ کی اولاد میں بتاتے ہیں اور بعض حضرت ایوب پیغمبر کا رشتہ دار کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ غلام سیہ فام تھے اور کسی نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ ان کا زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ بتایا جاتا ہے۔ یہ مسلم ہے کہ وہ عقلمند حکیم اور زمرۂ صلحا میں تھے۔ قرآن پاک میں بھی ان کا ذکر آیا ہے ایک سورہ ۳۱ سورہ لقمان کے نام سے اکیسویں پارہ میں موجود ہے جس میں خدا نے فرمایا ہے۔ " ولقد آتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر اللّٰہ (اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ اللہ کا شکر کرو) ایک مفسر کا قول ہے کہ حضرت لقمان کے دس ہزار مقولے ہیں جو علم و حکمت سے پُر ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک مقولے کی قیمت کل دنیا کی قیمت سے زیادہ ہے۔

لونکرن کچھواہہ (رائے)، پرگنہ سانبھر کا موروثی زمیندار تھا۔ اکبر کے منظور نظر ہو کر خطاب رائے سے ممتاز ہوا۔ سنہ ۲۱ جلوس اکبری میں کنور مان سنگھ کے ساتھ رانا اودے پور کی مہم پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۵۸۶ء مطابق سنہ ۹۹۴ھ میں راجہ بیربر کے ساتھ راجہ ڈونگر پور کے پاس گیا۔ راجہ مذکور اپنی بیٹی کو بیگم محل شاہی بنانے میں متذبذب تھا۔ اس نے اپنے حسن سفارت و درایت سے اس کو حرم شاہی میں داخل کرادیا۔ سنہ ۳۰ جلوس اکبری میں راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ مہم بنگالہ میں جان فرسا خدمات بجالایا۔ سنہ ۲۸ جلوس اکبری میں مرزا عبدالرحیم خانخاناں کے ساتھ مہم گجرات پر متعین ہوا۔ سنہ ۴۰ اکبری تک منصب چار صدی پر مامور تھا۔ فارسی اچھی جانتا تھا۔ شاعر بھی تھا مشہور ہے اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

لہراسپ - کیکاؤس کا جانشین کیخسرو شاہ ایران کا داماد تھا۔ خاندان کیانی کا پوتا تھا۔ اس نے تاتار اور چین کی سلطنتوں کو مملکت ایران میں شامل کرلیا تھا۔ لہراسپ نے ۱۲۰ سال حکومت کی۔ گشتاسپ اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

لہراسپ - اصل نام مہابت خاں تھا۔ مشہور مہابت خاں جہانگیری کا دوسرا بیٹا تھا۔ سلطان عالمگیر کے عہد میں صوبیدار کابل رہا لیکن سنہ ۱۶۷۶ء میں دربار میں واپس بلا لیا گیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد مہاراجہ جے سنگھ کی بجائے دکن کی فوج کی سپہ سالاری پر جانے کا حکم دیا گیا اور جے سنگھ واپس بلا لیا گیا۔

لیاقت حسین (مولوی) کلکتے کے رہنے والے گورنمنٹ انگریزی کے خلاف جوش پھیلانے والی تقریریں کیا کرتے ہیں سنہ ۱۹۱۶ء میں جب ان کو ایک ماہ کی قید ہوئی تو ایک بنگالی اخبار نے لکھا تھا۔ کہ "بوڑھا لیاقت حسین جیل خانہ کے لیے پیاسا ہوا ہے" اس وقت ان کی عمر قریب ۷۰ سال کے تھی۔

لیث ۔ سجستان میں ایک ادنیٰ درجہ کا شخص گزرا ہی جو کانسے پیتل کے برتن بنایا کرتا تھا۔ شاہان درہم اُس وقت سجستان میں حکمراں تھے۔ لیث اپنی بہادری اور قابلیت کی وجہ سے دربارِ حکومت میں بہت ممتاز ہوگیا۔ اس نے تین لڑکے۔ یعقوب۔ عمرو۔ و علی چھوڑے یعقوب خاندان سفرویہ کا نائب ہوا جو تاریخ میں یعقوب ابن لیث کے نام سے مشہور رہی۔

لیلاوتی ۔ ملاحظہ ہو۔ بھاسکر آچاریہ۔

لیلیٰ ۔ عربی۔ فارسی اور اردو ادب میں مجنوں کے ساتھ لیلیٰ کا نام بھی مشہور رہی بعض لوگ ان دونوں ناموں کو فرضی بتاتے ہیں۔ لیکن مشرقی افسانہ جات میں ان دونوں کے عشق کی دلچسپ داستان اس طرح مشہور رہی گویا یہ واقعہ سچا ہی۔ کہا جاتا ہی کہ مجنوں جس کا نام قیس ہی۔ خلیفہ ہاشم بنی امیہ کے زمانہ میں ۷۰۰ء کے قریب گزرا ہی۔ اس کے عشق کا جولانگاہ نجار کا ریگستان تھا۔ لیلیٰ بھی مجنوں کو دل سے چاہتی تھی۔ اُس کے والدین نے جب اُس کی نسبت دوسری جگہ ٹھہرائی۔ تو مایوسی کے عالم میں مجنوں زندگی سے گزر گیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد لیلیٰ بھی مرگئی اور اس طرح سے دونوں عاشق و معشوق نام کر گئے۔

ردیف م

مادھوجی بھونسلہ ۔ بھونسلہ اوّل کا بیٹا تھا رانوجی اپنے بڑے بھائی کے بعد ۱۷۷۲ء میں برار کا تیسرا راجہ ہوا۔ ۲۹۔ مئی ۱۷۸۸ء کو فوت ہوا۔ رگھوجی بھونسلہ دوم اس کی جگہ راجہ ہوا۔ اس کا پایہ تخت ناگپور تھا۔

مادھو سنگھ کچھواہہ ۔ اشرفی سنگھ والیٔ جے پور کا ۱۷۵۰ء میں جانشین ہوا۔ ۱۰ برس حکومت کی ۱۷۶۸ء میں فوت ہوا۔ پرتھی راج سنگھ اس کا نابالغ بیٹا راجہ ہوا۔ جس کو معزولی جلد نصیب ہوئی اور اس کا بھائی پرتاب سنگھ راجہ بن گیا جو ۱۸۰۳ء میں فوت ہوا۔

مادھو رام ۔ انشائے مادھورام کا مصنف ہے اس کتاب میں فارسی خطوط کے نمونے ہیں۔ یہ انشا عرصہ تک فارسی درس میں داخل رہی

مادھو راؤ ۔ رانوجی سیندھیا کا بیٹا۔ جیا پا سیندھیا کے بعد ۱۷۵۹ء میں اپنی پدری ریاست گوالیار کا راجہ ہوا۔ اس ریاست کا صدر مقام پہلے اُجین تھا۔ اس کے وقت میں ریاست کی حدود بہت وسیع ہوگئیں۔ مالوے اور ہندوستان کا کچھ حصہ اس کے قبضہ میں آگیا۔ شاہ عالم بادشاہ دہلی کا وزیر تھا اور جب غلام قادر نے بادشاہ کی آنکھیں نکالکر اُس کو قید کرلیا تو اسی وزیر نے بادشاہ کو قید سے رہائی دی اور نمکحرام غلام قادر کو لوہے کے پنجرے میں بند کرکے طرح طرح کی تکلیفیں دیکر مار ڈالا۔ شاہ عالم نے اپنی مصیبت کا نقشہ جس قصیدے میں کھینچا ہے اُس کے ایک شعر میں

اپنے اس وزیر کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے ؎

مادھوجی سیندھیا فرزند جگر بند من است
ہست مصروف تلافی ستمگاری ما

۱۲- جنوری ۱۷۹۴ء کو لاولد فوت ہوا۔ اور دولت راؤ سیندھیا اس کا پسر متبنی جانشین ہوا

مادھوراؤ اول بلال پیشوا۔ بالاجی راؤ پیشوا کا دوسرا بیٹا تھا ۱۷۶۱ء میں جانشین ہوا۔ لیکن برائے نام راجہ رہا۔ اس کا چچا رگھوناتھ راؤ اصلاً حکومت کرتا تھا ۱۷۷۲ء میں فوت ہوا۔ نرائن راؤ اس کا بھائی اس کی جگہ راجہ ہوا۔

مادھوراؤ ثانی پیشوا مرہٹہ۔ اس کے باپ نرائن راؤ پیشوا کو ۱۷۷۳ء میں رگھوناتھ راؤ نے قتل کر دیا اور خود راجہ بن گیا۔ لیکن چند ماہ کے بعد نرائن راؤ کی بیوہ کے بطن سے مادھوراؤ پیدا ہوا اس کو تخت نشین کیا گیا لیکن عین جوانی کے عالم میں بتاریخ ۲۷۔ اکتوبر ۱۷۹۵ء زینہ سے گر کر قضا کی۔ رگھوناتھ راؤ کا چھوٹا بیٹا جمناجی آپا جانشین ہوا۔

مازنی۔ ابوعثمان نام تھا۔ عربی صرف ونحو کے ماہرین میں تھا۔ ۸۶۳ء مطابق ۲۴۹ھ میں فوت ہوا

ماشاء اللہ۔ ایک شاعر کا تخلص ہے جس کو المصری بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک یہودی کا نام بھی ہے جو اپنے زمانہ کا بڑا نجومی تھا اور خلیفہ المنصور اور المامون کے عہد میں گزرا ہے۔

مالدیو راؤ۔ ماڑوار کا راجہ تھا۔ راجہ جودھا راؤ بانی ریاست جودھپور کی نسل سے تھا ۱۵۳۲ء میں راجپوتانہ میں کافی طاقت اور شہرت حاصل کر لی تھی۔ اکبر کے زمانہ میں مغلوں کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اودے سنگھ راجہ ہوا۔

مالک بن انس امام۔ ائمہ اربعہ مجتہدین اہل سنت والجماعت میں سے ہیں۔ ان کے مقلدین کو مالکی کہتے ہیں۔ ۷۱۴ء مطابق ۹۵ھ میں مدینہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ان کو امام دارالہجرت بھی کہتے ہیں۔ حضرت سہیل بن سعد مشہور صحابی نبی اکرم سے انھوں نے بہت استفادہ حاصل کیا اور بہت سی احادیث صحیحہ معلوم ہوئیں۔ موطا ان کی مشہور تصنیف ہے جس میں احادیث صحیحہ جمع کی گئی ہیں۔ صحاح ستہ کے بعد موطا مستند سمجھی جاتی ہے۔ ۲۰- جون ۷۹۵ء مطابق ۷- ربیع الثانی ۱۷۹ھ کو ہارون رشید کے عہد میں بمقام مدینہ منورہ انتقال کیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ عرب اور افریقہ میں آپ کے متبعین زیادہ ہیں

مامون۔ بن ہارون رشید۔ ملاحظہ ہو المامون۔

مان سنگھ۔ سلطان سکندر لودی اور اس کے پسر ابراہیم لودی کے عہد میں گزرا ہے گوالیار کا راجہ تھا۔ تقریباً ۱۵۱۸ء مطابق ۹۲۴ھ میں فوت ہوا۔ دلیری اور قابلیت میں مشہور ہے۔ اس کا بیٹا بکرماجیت جانشین ہوا۔ جو بابر بادشاہ کی ابتدائی فتوحات ہند کے زمانہ میں زندہ تھا۔

مان سنگھ۔ راجہ امبر۔ بھگوانداس کچھواہہ راجہ امبر (جے پور) کا بیٹا تھا۔ عہد اکبری میں ایک ممتاز سردار اور دلیر سپہ سالار تھا۔ کابل اور بنگال کا صوبیدار رہا ہے راجہ کا خطاب اور ہفت ہزاری منصب ملا۔ سنہ ۹ جلوس جہانگیری یعنی ۱۶۱۴ء مطابق ۱۰۲۳ھ میں بمقام برار

فوت ہوا۔

مان سنگھ راجہ جودھپور۔ راجہ جسونت سنگھ راٹھور کی اولاد میں تھا۔ راجہ بھیم سنگھ کے بعد سنہ ۱۸۰۳ء یا سنہ ۱۸۰۴ء میں مسند نشین ہوا۔ اچھا حکمراں ثابت نہ ہوا۔ ۲ ستمبر سنہ ۱۸۴۳ء مطابق سنہ ۱۲۵۹ھ کو فوت ہو گیا۔ اس کے بعد تخت سنگھ راجہ ہوا۔ جودھپور کا دوسرا نام مارواڑ بھی ہے۔ یہ قصہ بہت مشہور ہے کہ اس راجہ کے عہد میں اجڑی ہوئی دہلی کے ایک شاعر نے جودھپور آکر ایک فارسی کا قصیدہ لکھا۔ اس کا صرف ایک مطلع سنکر مہاراج نے اس کو روک دیا اور ایک لاکھ روپیہ انعام کا دیکر رخصت کر دیا۔ مطلع یہ ہے۔

"کان نمک کہ ہست بہ سرکار مارواڑ
زاں گشتہ جملہ ہند نمک خوار مارواڑ"

مانی۔ فارسی شعرا کے یہاں مانی اور بہزاد دو نام فن مصوری کے اعلیٰ کمال دکھانے کے لیے ضرب المثل ہیں۔ مانی کو فن مصوری سے فطری طور پر مناسبت تھی اور اس فن میں کمال حاصل تھا۔ شاپور بادشاہ ایران کے زمانہ میں گزرا ہے جو سنہ ۲۷۱ء کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

مانی نے ایک نئے مذہب کے بانی ہونے کا ادعا کیا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کے بعد جس تسلی دہندہ کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے وہ میں ہوں۔ عوام نے اس کی بات کو یقین کیا اور اس کے مقلد بن گئے۔ بادشاہ اس حرکت پر ناراض ہو گیا۔ مانی چین کی طرف بھاگ گیا اور عرصے تک غائب رہا۔ اس کے مقلدین یہ یقین کرتے رہے کہ وہ آسمان پر چلا گیا اور پھر ظاہر ہوگا۔ اس دوران میں اس نے نادر و نایاب تصاویر بنائیں۔ اور ضعیف الاعتقاد اشخاص کو یہ یقین دلایا کہ فن مصوری کے یہ اعلیٰ نمونے خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ یہ تصاویر ایک کتاب میں مجلد و محفوظ کی گئی تھیں جس کو ارژنگ یا نگارنامۂ مانی کہتے ہیں۔ اس کے مقلدین اس سے بعض معجزات کو بھی منسوب کرتے تھے شاپور نے اس شہرت کو سن کر اپنے بیمار بچے کے علاج کے لیے طلب کیا۔ بچے کو مانی نے اپنی گود میں لیا تاکہ اس کو اپنی روحانی طاقت سے اچھا کرے۔ لیکن الٹا اثر ہوا۔ اور گود میں لیتے ہی بچے کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ شاپور نے اس مدعی نبوت کو قتل کرکے کھال کھچوا لی۔

مانی۔ محمد محسن مرزا ابن سلطان حسین مرزا کے عہد میں ایران میں ایک شاعر گزرا ہے۔ بادشاہ کی ملازمت میں داخل تھا۔ ازبکوں نے سنہ ۱۵۰۷ء مطابق سنہ ۹۱۳ھ میں اس کو قتل کر دیا۔ ایک دیوان یادگار رہے۔ ماژندران کا رہنے والا تھا اور اس کا آبائی پیشہ کاسہ گری تھا۔ اس لیے کاسہ گر ماژندرانی کے نام سے بھی مشہور ہے۔

مانی داس (راے)، عہد جہانگیری میں داروغہ محلات تھا۔ راے کا خطاب پا کر منصب شش صدی پر سرفراز ہوا۔ کارداں اور عمدہ اہلکار تھا۔ شاہجہاں کے عہد میں منصب ہزاری پر ممتاز ہو کر خدمت "دیوانی تن" کا خلعت مرحمت ہوا اپنی زندگی بھر اس عہدے پر سرفراز رہا۔ دیوان تن دیوان تنخواہ کو کہتے تھے۔ سلطنت مغلیہ میں یہ ایک عہدہ تھا۔ سنہ ۵ جلوس شاہجہانی یعنی سنہ ۱۶۳۳ء میں فوت ہو گیا۔

ماہ آفرید۔ فیروز پسر یزدجرد ایران کے

آخری بادشاہ خاندان ساسانی کی دختر اور یزید سوم خاندان امیہ کے بارہویں خلیفہ کی ماں تھیں۔

ماہ بانو۔ خان اعظم کوکا کی بہن عبدالرحیم خانخاناں پسر بیرم خاں کی بیگم تھی۔ تقریباً ۱۵۷۲ء مطابق ۹۸۰ھ میں شادی ہوئی اور ۱۵۹۷ء مطابق ۱۰۰۵ھ میں انتقال کیا۔

ماہ چوچک۔ ہمایوں بادشاہ کی بیگم اور شہزادہ فرخ فال کی ماں تھی۔

ماہر۔ مرزا محمد علی ساکن آگرہ کا تخلص ہے۔ اس کا باپ ہندو تھا اور مرزا جعفر معمائی کے یہاں ملازم تھا چونکہ مرزا کے کوئی اولاد نہ تھی اس لیے مرزا نے اس کو بیٹے کی مثل پالا اور اسلامی طریقے پر دینی و دنیاوی تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ ایک ماہر فن شاعر اور مصنف تھا۔ اورنگ زیب کی تخت نشینی پر "گل اورنگ" لکھی جس میں شہنشاہ موصوف کی مدح ہے۔ آخر زمانہ میں مرزا جعفر کے مرنے کے بعد وہ دانشمند خاں کے سلسلہ ملازمت میں آگیا۔ ۱۶۷۸ء مطابق ۱۰۸۹ھ میں انتقال کیا۔

ماہم بیگم۔ شیخ احمد جام کی پوتی اور بابر بادشاہ کی بیگم تھی۔ ہمایوں اس کے بطن سے پیدا ہوا۔ تاریخ وفات معلوم نہیں لیکن ۱۵۶۱ء مطابق ۹۶۸ھ میں زندہ تھی۔ کیونکہ اسی سال میں اس نے پرانی دہلی کے قلعہ کے دروازہ موسومہ دین پناہ کے قریب ایک مسجد تعمیر کرائی تھی۔ جس کی تاریخ تعمیر اس کے کتبہ "خیر المنازل" سے نکلتی ہے۔

مائل۔ مرزا قطب الدین کا تخلص ہے۔ عہد عالمگیری میں ایک خوش گو شاعر تھا اور ملا ناصر علی سے آٹھ روز بعد ماہ مارچ ۱۶۹۷ء مطابق رمضان ۱۱۰۸ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کا بھائی مرزا

نظام الدین المتخلص بہ طالع بھی شاعر گزرا ہے۔

مبارز الدین۔ ملاحظہ ہو محمد ظفر۔

مبارز خاں۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اس کو حیدرآباد دکن کا ناظم مقرر کیا تھا۔ اس نے دکن پہنچکر آصف جاہ کے خلاف بغاوت کی اور دکن کی صوبیداری پر پورے طور سے قابض ہونا چاہا۔ آصف جاہ نے اس کو شکست دی اور مبارز خاں یکم اکتوبر ۱۷۲۴ء مطابق ۲۳۔ محرم ۱۱۳۷ھ کو لڑائی میں کام آیا۔

مبارک الدولہ۔ میر جعفر علی خاں نواب بنگال کے تین بیٹوں میں سے سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ اپنے بھائی سیف الدولہ کا مارچ ۱۷۷۰ء میں جانشین ہوا ۱۶ لاکھ روپیہ پنشن ملتی تھی۔ ستمبر ۱۷۹۳ء میں مرشدآباد میں فوت ہو گیا۔ اور ناصر الملک وزیر الدولہ اس کا جانشین ہوا۔

مبارک شاہ بن خضر خاں۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ۲۲۔ مئی ۱۴۲۱ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۸۲۴ھ کو تخت نشین ہوا۔ تیرہ سال تین ماہ سولہ یوم حکومت کی بتاریخ ۱۸۔ اپریل ۱۴۳۴ء مطابق ۵۔ رمضان ۸۳۷ھ میں ایک مسجد میں قاضی عبدالصمد سدھارن کھتری وغیرہ نے قتل کیا اور اس کے بھتیجے محمد شاہ کو بادشاہ دہلی بنایا۔

مبارک شاہ خلجی۔ سلطان علاء الدین خلجی کا بیٹا تھا۔ علاء الدین کی وفات پر ملک کافور وزیر نے تخت غصب کر لیا۔ اور برائے نام شہاب الدین عمر خاں نابالغ بچے کو تخت پر بٹھا دیا تھا۔ کافور کے قتل ہو جانے پر ۲۲۔ مارچ ۱۳۱۶ء مطابق ۷۱۶ھ کو مبارک شاہ بادشاہ ہوا۔ چار سال حکومت کی ۴۔ اپریل ۱۳۲۰ء مطابق ۵ ربیع الاول ۷۲۰ھ کو

اپنے معتمد وزیر ملک خسرو کے ہاتھ سے مارا گیا۔ امیر خسرو نے ایک کتاب "نہ سپہر" لکھکر اس کے نام پر معنون کی تھی جس کے صلہ میں ہاتھی کے ہوڑے بھر چاندی ملی تھی۔ بعد ازاں ملک خسرو بادشاہ ہوئے۔

مبارک شاہ شرقی ۔ نام ملک وا صل یا قرنفل تھا۔ خواجہ جہاں شرقی بانیِ سلطنت شرقیہ جونپور نے متبنیٰ کیا تھا۔ سنہ ۱۳۹۹ء مطابق سنہ ۸۰۲ھ میں خواجہ کا جانشین ہوا اگرچہ خواجہ جہاں وزیر نے خاندان تغلق کے آخری بادشاہ محمود شاہ کی بدعملیوں سے فائدہ اُٹھا کر اس سے پہلے شہر جونپور کو آباد کر کے نئی حکومت کی بنا ڈالدی تھی لیکن مبارک شاہ اس کا متبنیٰ۔ سب سے پہلا شرقی حکمران تھا۔ جس نے کھلم کھلا دہلی کی حکومت سے انحراف کیا اور شاہی لقب اختیار کیا۔ اور اپنے نام کا سکہ چلایا۔ صرف ۱۸ ماہ حکومت کر کے سنہ ۱۴۰۱ء مطابق سنہ ۸۰۴ھ میں انتقال کیا اور اُس کا چھوٹا بھائی ابراہیم شاہ شرقی جانشین ہوا۔

مبارک علی خاں نواب ۔ بنگال۔ بہار اور اُڑیسہ کا نواب تھا۔ بتاریخ ۲۲ دسمبر ۱۷۹۳ء مسند نشین ہوا۔

متنبی ۔ عرب کا مشہور اور فصیح و بلیغ شاعر تھا۔ کنیت ابوالطیب۔ احمد بن حسین نام ہے سنہ ۹۱۵ء مطابق سنہ ۳۰۳ھ میں کوفہ میں پیدا ہوا۔ اور خالص و فصیح عربی زبان سیکھنے کا ہر ممکن ذریعہ تلاش کیا۔ اور کامیابی حاصل کی۔ سنہ ۹۴۸ء مطابق سنہ ۳۳۷ھ میں شاعری کا عروج حاصل ہوا۔ سیف الدولہ ہمدانی بادشاہ دمشق اس کا مربی تھا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اسی بنا پر متنبی تخلص کرتا تھا۔ یعنی بنایا ہوا نبی۔ اکثر بنو کلاب اور عرب کی دوسری قومیں اس کی پیرو ہو گئی تھیں۔ حاکم امارت لولو نامی نے اس کو قید کر لیا۔ اور اس کے معتقدین کو منتشر کر دیا۔ آخر کار قید کی حالت میں اس نے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ سنہ ۹۶۵ء مطابق سنہ ۳۵۴ھ میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔ دیوان متنبی عربی ادب میں خاص درجہ رکھتا ہے اور اب تک منتہی طلبا کے نصاب درس میں داخل ہے

متی ۔ قوم کلال سے تھا۔ اس قوم کے لوگ شاہی محل کی پہرہ داری کا کام کرتے تھے۔ اور ان میں سے اکثر یک ہزار و پنج صدی منصب تک پہنچے تھے۔ متی نے جہانگیر کا زمانہ پایا تھا۔ شاعر بھی تھا۔ نور جہاں بیگم نے اس کو اعلیٰ عہدہ تک پہنچا دیا تھا۔ صاحب دیوان ہے۔

متین ۔ شیخ عبد الرضا بن عبد اللہ کا تخلص ہے اصفہان کا رہنے والا لیکن عربی النسل تھا۔ محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں اصفہان سے ہندوستان آیا۔ لیکن مغلیہ سلطنت کے انحطاط کی بدولت جبکہ دہلی اُجڑ کر لکھنؤ آباد ہو رہا تھا اور دہلی کے صاحب علم و فن جوق جوق لکھنؤ چلے جا رہے تھے یہ بھی لکھنؤ پہنچ گیا۔ اور برہان الملک سعادت خاں کے دربار سے وظیفہ ملتا تھا آخر عمر میں درویش ہو گیا تھا۔ لکھنؤ سے بنگال چلا گیا۔ سنہ ۱۷۶۱ء مطابق سنہ ۱۱۷۵ھ میں فوت ہوا۔ ۵ ہزار اشعار کا دیوان چھوڑا

مجاہد شاہ بہمنی ۔ خاندان بہمنی سے دکن کے بادشاہ محمد شاہ اول کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۳۷۵ء مطابق سنہ ۷۷۶ھ میں بادشاہ ہوا۔ تین سال حکومت کی۔ ۱۴۔ اپریل سنہ ۱۳۷۸ء مطابق سنہ ۷۷۹ھ

کو اُس کے چچا داؤد خاں نے قتل کر دیا اور خود بادشاہ ہو گیا۔

مجد الدولہ۔ قوم بویہ کے سلطان فخر الدولہ برادر عز الدولہ سلطان عراق کا بیٹا تھا۔ ۹۹۷ء مطابق ۳۸۷ھ میں کمسنی میں باپ کی جگہ عراق کا حکمراں ہوا۔ اصلاً اُس کی والدہ حکمرانی کرتی تھی۔ اسی سال محمود غزنوی نے بیگم کو پیام بھیجا کہ یا تو میری اطاعت قبول کرو ورنہ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس قابل عورت نے سلطان کو جواب میں کہلا بھیجا کہ اگر یہ پیام میرے شوہر کی زندگی میں آتا تو زیادہ اچھا تھا۔ اب اگر محمود نے مجھ کمزور عورت پر فتح بھی پائی تو اس فتح کی کچھ شہرت و قدرت نہ ہوگی اور اگر سلطان کو شکست ہوئی تو آیندہ اُس پر لوگ نفریں کریں گے۔ سلطان اس معقول جواب کو سن کر حملے سے باز رہا اور جب سلطان مجد الدولہ بالغ ہو گیا اور خود انصرام سلطنت کرنے لگا تو محمود نے ۱۰۲۹ء مطابق ۴۲۰ھ میں اُس کے ملک پر چڑھائی کر دی اور فتح پائی۔ مجد الدولہ قید ہوا اور ملک و خزانہ محمود کے قبضہ میں آ گیا۔

مجد الدین احمد ابن محمد سجاوندی۔ تفسیر آئین المعانی اس کی تصنیف ہے۔ اس نام کی ایک اور کتاب تصوف میں بھی ہے۔ جس کے مصنف شہاب الدین برہانپوری ہیں۔

مجد الدین اسمٰعیل شیخ۔ شاہ شیخ اسحٰق بادشاہ شیراز کے عہد میں قاضی شیراز تھے خواجہ حافظ نے ان کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔ ۲۹ جولائی ۱۳۵۵ء مطابق ۱۸ رجب ۷۵۶ھ کو انتقال کیا۔ "خواجہ حافظ نے "رحمت حق" سے ان کی تاریخ انتقال نکالی ہے۔

مجد الدین بغدادی۔ شیخ نجم الدین کبری کا شاگرد اور مرید اور سلطان محمد بادشاہ خوارزم کا درباری طبیب تھا۔ بادشاہ اس سے ناراض ہو گیا اور اس کو ایک جھیل میں ڈلوا دیا۔ اسی صدمے سے ۱۲۱۹ء مطابق ۶۱۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اس شاہی عتاب کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس نے بادشاہ کی بیوہ ماں کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ بادشاہ نے اس شرعی فعل کو خلاف آداب شاہی سمجھا اور اس کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیا۔ اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد ہر فرعونے را موسیٰ کا مضمون ہوا یعنی چنگیز خاں نے حملہ کر کے خوارزم کی بادشاہت کو تہ و بالا کر دیا۔

مجد الدین محمد بن یعقوب ابن محمد فیروزآبادی کہلاتے ہیں۔ عربی کی مشہور لغت قاموس کے جس کا نام بحر المحیط ہے مصنف ہیں۔ یہ کتاب شہزادہ عباس کے نام پر معنون کی گئی تھی۔ ۱۴۱۴ء مطابق ۸۱۷ھ میں وفات پائی۔

مجد الدین خلیل۔ ایک شاعر اور خاقانی کا ہمعصر تھا جس کی مدح میں اُس کا ایک قصیدہ موجود ہے۔

مجد الدین ہمگر فارسی۔ شیراز کا مشہور شاعر تھا نوشیرواں سے اپنا نسب ملاتے ہیں مجد اور رہی دونوں تخلص کرتے تھے۔ شیخ سعدی کا ہمعصر تھا۔ بادشاہ اتابک سعد ابوبکر بن زنگی کا زمانہ پایا تھا شیراز کا حاکم بھی رہا ہے۔ شیراز ہی میں ۱۲۸۷ء مطابق ۶۸۶ھ میں وفات پائی۔ ایک دیوان یادگار رہے۔ ایران میں ملک الشعراء کے نام سے مشہور ہے۔

مجد الملک۔ دربار سلطان ابقا خاں کا ایک سردار

تھا۔ شمس الدین محمد صاحب دیوان کے اشارے سے جادوگری کے الزام میں اگست ۱۲۸۴ء مطابق جمادی الاول ۶۸۳ھ میں سلطان احمد خاں بادشاہ ایران کے حکم سے قتل کیا گیا۔ "چاہ کن را چاہ درپیش" کی مثل صادق آئی۔ یعنی شمس الدین کا بھی یہی حشر ہوا۔

مجدد الف ثانی۔ ملاحظہ ہو احمد سرہندی شیخ

مجد مولینا۔ مصنف کتاب روضۃ الخلد ہیں۔

مجذوب۔ مرزا محمد مجذوب تبریزی کا تخلص ہے بہت سی مثنویاں اور ایک دیوان اس کی تصنیف سے ہیں۔ دیوان ۱۶۵۳ء مطابق ۱۰۶۳ھ میں ختم ہوا۔

مجذوب۔ مرزا غلام حیدر بیگ ہندوستان کا مشہور شاعر سودا کا پسر متبنیٰ تھا۔ ۱۸۰۰ء مطابق ۱۲۱۵ھ میں لکھنؤ میں زندہ تھا۔ دو اردو دیوان یادگار ہیں۔

مجروح۔ منشی کشن چند کشمیری کا تخلص ہے۔ ۱۷۸۲ء مطابق ۱۱۹۶ھ میں لکھنؤ میں رہتے تھے۔

مجلسی۔ ملاحظہ ہو محمد باقر مجلسی۔

مجنوں۔ مشرقی افسانوں اور نظموں میں لیلیٰ کے ساتھ مجنوں کا بھی ذکر آتا ہے۔ اس کو قیس بھی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس نام کا ایک شخص خلیفہ بنی امیہ ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں ۷۲۴ء مطابق ۱۰۶ھ میں گزرا ہے۔ لیلیٰ کے ساتھ اس کے عشق و محبت کا افسانہ مشہور ہے ملاحظہ ہو لیلیٰ۔

محب شاہ۔ اس کی ایک مثنوی جو اردو میں یوسف و زلیخا کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۸۲۴ء مطابق ۱۲۴۰ھ میں تصنیف ہوئی

مجیر بیلقانی۔ عبد المکارم مجیر الدین بیلقانی کا تخلص ہے۔ بیلقان اس کا وطن تھا جو آذربائیجان کا ایک شہر ہے۔ خاقانی کا شاگرد تھا۔ قزل ارسلان کا زمانہ پایا۔ ظہیر الدین فاریابی کا ہمعصر تھا۔ ۱۱۹۸ء مطابق ۵۹۴ھ میں فوت ہوا ایک دیوان یادگار ہے۔

محبوب بیگ۔ (مرزا رستم ظریف) عاشق تخلص۔ ان کے مورث اٹک سے لکھنؤ آئے۔ انھوں نے ۲۲ سال تک سپہ گری کی لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد تحصیل علم کر کے شعر و سخن میں نسیم دہلوی وارد لکھنؤ کے شاگرد ہوئے۔ نثر نگاری اور سخن سنجی میں یکتا تھے۔ ان کے اکثر مضامین اخبار اودھ پنچ لکھنؤ میں چھپے ہیں۔ ۱۹۱۰ء میں انتقال کیا۔ ان کی مشہور تالیف "بہار ہند" ایک لغت کی کتاب ہے۔ گلزار نجات۔ میلاد شریف نظم مثنوی نیرنگ خیال اور ایک ضخیم دیوان و دیگر تصانیف بھی ہیں۔ اودھ پنچ سے ان کے بعض مضامین کو نقل کر کے ایک کتاب چشمہ بصیرت بھی شائع کی گئی ہے جو ان کی یادگار خیال کی جاتی ہے

محب۔ سید غلام نبی بلگرامی کا تخلص ہے شاعر تھے۔ جب نواب صفدر جنگ اور احمد خاں نواب فرخ آباد کے درمیان لڑائی ہوئی یہ اس مشہور جنگ میں موجود تھے۔ اسی میں بتاریخ ۵۔ فروری ۱۷۵۲ء مطابق ۲۹ صفر ۱۱۶۵ھ قتل ہوئے

محب۔ شیخ ولی اللہ دہلوی کا تخلص ہے۔ سودا کے شاگرد تھے۔ صاحب دیوان گزرے ہیں۔

محب اللہ۔ شیخ۔ مولینا الہ آبادی۔ دانشمند متبحر عالم صوفی۔ علوم ظاہری و باطنی میں مشاہیر سے

افضل تر تھے۔ اصل وطن سید پور توابع خیر آباد (اودھ) سلسلۂ نسب بوساطت شیخ فرید شکر گنج حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے۔ شیخ ابو سعید گنگوہی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ علم تصوف میں مرتبہ اجتہاد حاصل تھا۔ حقائق و توحید میں ان کی بہت زیادہ تصانیف ہیں۔ منجملہ ان کے مشہور کتب شرح فصوص عربی و فارسی۔ غایۃ الغایات مناظبہ عامہ رسالۂ وجود مطلق۔ رسالہ تسویہ رسالہ سہ رکنی و سر الخواص وغیرہم ہیں۔ ۹ رجب ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ء کو بمقام الہ آباد وفات پائی وہیں مزار ہے۔ مولینا حافظ حکیم حاجی مولوی شاہ محمد حسین صاحب ان کے فرزندان رشید سے تھے اور ارشد تلامذہ وخلفائے قاضی گھاسی میر سید کبیر قنوجی اور میر سید محمدی فیاض امروہوی تھے۔

محب اللہ شیخ۔ الہ آباد کے ایک صوفی تھے ۱۶۴۸ء مطابق ۱۰۵۸ھ میں فوت ہوئے علم اخلاق کی ایک کتاب عبادت الخواص ان کی تصنیف ہے۔

محب اللہ قاضی۔ عہد عالمگیر میں لکھنؤ کے قاضی تھے۔ بعد کو حیدر آباد دکن کے قاضی مقرر ہوئے بہادر شاہ کے بادشاہ ہونے پر ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۱۹ھ میں ہندوستان کی صدارت ملی کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں سے کتاب سلم و مسلم بہت مشہور رہیں۔

محبت خاں نواب۔ حافظ رحمت خاں کا بیٹا فن شعر سے مذاق رکھتا تھا۔ محبت تخلص ریختہ میں مرزا جعفر علی حسرت اور فارسی میں مرزا فاخر مکیں سے مشورہ سخن تھا۔ زیادہ قیام لکھنؤ میں رہتا تھا۔ سرکار برطانیہ اور نواب آصف الدولہ بادشاہ اودھ سے ایک معقول پنشن ملتی تھی۔ ایک دیوان یادگار ہے دیوان کے علاوہ ان کی مثنوی اسرار محبت مشہور ہے ۱۸۰۸ء مطابق ۱۲۲۳ھ میں انتقال ہوا۔

محبوب عالم (منشی) پنجاب ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے۔ پیدائش ۱۸۶۳ء ہندوستان کی اخبار نویسی کو ترقی دینے میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ۱۸۸۸ء میں ایک ہفتہ وار اخبار پیسہ اخبار کے نام سے ضلع گوجرانوالہ کے ایک موضع میں جاری کیا تھا جو بعد کو لاہور منتقل ہو گیا اور وہاں اب تک کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس کے بعد روزانہ پیسہ اخبار جاری ہوا۔ "شریف بی بی" لڑکیوں کے لیے اور "انتخاب لاجواب" ہفتہ وار بھی ان کی ادارت میں جاری ہیں۔ چند انگریزی کتابوں کے ترجمے کیے ۱۹۰۰ء اور ۱۹۱۳ء میں یورپ کا سفر کیا۔ اور ایک مبسوط سفر نامہ لکھکر شائع کیا۔ ۱۹۱۷ء میں گورنمنٹ کی طرف سے اخبار نویسوں کے ڈیپوٹیشن میں عراق عرب بھیجے گئے۔ اور جنگ یورپ کے زمانہ میں ۱۹۱۸ء میں اخبار نویسان ہندوستان کے وفد میں شامل ہو کر انگلستان اور فرانس کا سفر کیا۔

انگریزی فرانسیسی۔ ترکی۔ عربی زبانوں سے بھی واقف ہیں۔ لاہور میں قیام رہتا ہے

محتشم مولانا۔ کاشان کا مشہور شاعر اور فخری بن مولانا سلطان محمد امیر ہروی کا استاد ہے۔ محتشم کاشی کے نام سے زیادہ مشہور ہے اس کے تین قصائد بہت مشہور رہیں اس نے ائمہ اور عمائدین کی مدح میں بہت سے قصائد لکھے ہیں۔ ایک رسالہ بھی لکھا جس میں مادہ ہائے

تاریخ اور معمے ہیں سنہ ۱۵۰۱ء مطابق سنہ ۹۰۷ھ میں شاہ اسمٰعیل صفوی جب تخت نشین ہوا تو اس موقعہ پر مولینا نے ۶۰ مصرعوں کا ایک قصیدہ لکھا جس کے ہر مصرعہ سے سال تخت نشینی برآمد ہوتا ہے۔

محسن الملک۔ سید مہدی علی نام۔ ۹۔ دسمبر سنہ ۱۸۳۷ء کو بمقام اٹاوہ پیدا ہوئے۔ سادات بارہ سے ان کا سلسلۂ نسب ملتا ہے۔ ان کے نانا مولوی محمود علی عباسی وزیر ٹونک تھے۔ عربی وفارسی میں خاصی تعلیم حاصل کی تھی۔ پہلے شیعہ تھے۔ تحقیق کا مادہ اور شوق تھا۔ عالم شباب میں سُنّی ہوگئے۔ اور اپنی تحقیق کے نتیجے کے طور پر ایک مبسوط کتاب لکھی۔ جس کا نام آیات بینات ہے۔ دس روپیہ کی جگہ سے ملازمت انگریزی شروع کی۔ سنہ ۱۸۵۷ء کے بعد ان کی ترقی کا زمانہ شروع ہوا۔ پیشکاری سے ترقی کرکے سنہ ۱۸۶۷ء میں ڈپٹی کلکٹر ہوگئے۔ اسی حالت میں سنہ ۱۸۷۴ء میں سر سالار جنگ نے حیدرآباد بلا لیا اور محکمہ مال میں مختلف عہدوں پر ممتاز کیا۔ آخر میں محکمۂ مال کے سکرٹری ہوگئے۔ ازاں بعد حضور نظام کے پولیٹکل سکرٹری ہوکر منیر نواز جنگ محسن الدولہ محسن الملک کا خطاب پایا۔ محسن الملک کے نام سے اس قدر مشہور ہوئے کہ لوگ ان کا اصلی نام بھول گئے۔ سنہ ۱۸۹۳ء تک حیدرآباد میں رہے اور وہاں سے پنشن لیکر علی گڑھ چلے آئے یہاں سرسید کی وفات کے بعد سنہ ۱۸۹۸ء میں محمڈن کالج کے سکرٹری مقرر ہوئے اور سرسید کے انتقال سے علی گڑھ کالج پر جو مالی مصیبت نازل ہوگئی تھی اُس کی تلافی کی کوشش کی سنہ ۱۹۰۶ء میں منٹو مارلے اسکیم کے تحت مسلمانوں کو جو جداگانہ حقوق کونسلوں کے انتخاب میں دیے گئے وہ انھیں کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ آیات بینات کے علاوہ ان کی اور بھی کتابیں ہیں رسالہ تہذیب الاخلاق جو سرسید نے جاری کیا تھا اُس میں بہت سے مضامین لکھے۔ اکثر تقریریں مسلمانوں کی سوشل اور پولیٹکل ترقی کے متعلق ان سے یادگار رہیں۔ ۱۶۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کو بمقام شملہ انتقال کیا۔ اور علیگڑھ میں دفن ہوئے۔

محسن کاکوروی۔ وطن کاکوری ضلع لکھنؤ میں پوری میں وکیل عدالت ججی تھے۔ منشی اسیر کے ارشد تلامذہ میں سے ایک ذی استعداد شاعر تھے۔ ان کے قصائد اور مثنویاں فن بلاغت کے رموز و نکات سے پر ہیں۔ نعت میں خاص طرز کے موجد ہیں۔ علوم دینیات میں کامل دستگاہ تھی۔ ایک کلیات اور چند قصائد ان سے یادگار ہیں جو سنہ ۱۹۰۹ء میں طبع ہوئے۔ بتاریخ ۲۳۔ صفر سنہ ۱۲۴۲ھ مطابق سنہ ۱۸۲۶ء بمقام کاکوری پیدا ہوئے۔ اور ۲۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء مطابق سنہ ۱۳۲۳ھ کو بمقام مین پوری فوت ہوئے۔

محسن علی خاں سید۔ بن سید شاہ حسین بن سید عرب شاہ ایک اچھا شاعر تھا۔ ایک دیوان اور ایک تذکرہ شعرائے اردو معروف بہ سراپائے سخن اس کی تصانیف ہیں

محسن فانی۔ ایک شاعر اور مصنف تھا۔ شیخ محمد محسن نام۔ فانی تخلص۔ عہد شاہجہاں میں صوبہ الہ آباد کی صدارت پر ممتاز تھا۔

سنہ ۱۶۴۶ء مطابق سنہ ۱۰۵۶ھ میں فتح بلخ کے موقعہ پر اس کا ایک دیوان جس میں شاہ بلخ کے مدحیہ قصائد تھے اور جو بطور نذر شاہ موصوف کی خدمت میں شاعر نے بھیجا تھا۔ شاہجہاں کے ہاتھ لگا جو شاہ جہاں کی ناخوشی کا باعث ہوا اس سبب سے شاہ جہاں نے اُس کو عہدۂ صدارت سے علیحدہ کر کے وظیفہ مقرر کر دیا اُس نے بقیہ زندگی کشمیر میں بحالت گوشہ نشینی گزار دی سنہ ۱۶۷۰ء مطابق سنہ ۱۰۸۱ھ میں انتقال کیا۔ ایک دیوان سات ہزار بیت کا یادگار چھوڑا۔

محفوظ۔ مصنف قصہ شاہ بیدار بخت موسومہ رشک چمن۔ یہ قصہ اردو نظم میں تصنیف کیا گیا تھا اور غازی الدین حیدر شاہ اودھ کے نام سنہ ۱۸۲۳ء مطابق سنہ ۱۲۳۸ھ میں معنون کیا گیا تھا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ عرب کے مشہور خاندان قریش سے تھے۔ کعبے کی کلیدبرداری ہمیشہ سے آپ کے خاندان میں چلی آتی تھی۔ یہ خاندان نہایت معزز تھا۔ آپ کے دادا کا نام عبدالمطلب تھا اُن کے بیٹے عبد اللہ کے صلب اور بی بی آمنہ کے بطن سے اگست سنہ ۵۷۰ء مطابق ۱۲۔ ربیع الاول بروز دوشنبہ بمقام مکۂ معظمہ پیدا ہوئے۔ ہنوز بطن مادر میں تھے کہ آپ کے والد نے رحلت کی اور صغر سنی میں والدہ نے بھی انتقال کیا۔ آپ کی پرورش اور تربیت آپ کے چچا جناب ابوطالب نے کی۔ بارہ برس کی عمر میں اپنے چچا کے ساتھ بسلسلۂ تجارت ملک شام کو تشریف لے گئے۔ اس سفر کا اثر آپ کے ذکی دماغ پر نہایت عمدہ پڑا۔ آپ اُمّی تھے۔ یعنی کسی سے تعلیم نہیں پائی تھی۔ بچپن سے صادق امین اور ہمدرد بنی نوع انسان رہے۔ آپ کی راستبازی اور امانت کا شہرہ اس قدر بڑھا کہ بی بی خدیجہ نے جو دولتمند بیوہ تھیں آپ کو اپنے کاروبار تجارت کا مہتمم مقرر کر دیا اور آپ اُن کا مال لیکر ملک شام کو تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر حضرت خدیجہ نے آپ سے نکاح کر لیا۔ جبکہ آپ کی عمر ۲۵ سال کی اور حضرت خدیجہ کی ۴۰ سال کی تھی۔ آپ ہمیشہ خدا کی یاد کیا کرتے۔ بت پرستی سے جو اُس وقت عرب کے خمیر میں داخل تھی ہمیشہ متنفر رہے جب چالیس سال کی عمر ہوئی تو آپ کی ریاضت اور مراقبات بہت بڑھ گئے۔ اور خلوت کی غرض سے غار حرا میں جو مکہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے اور جس کا نام جبل نور بھی ہے جانے لگے اور وہاں غور و فکر اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے سب سے پہلے وحی یہیں نازل ہوئی۔ اکتالیسویں سال میں آپ نے اعلان نبوت فرمایا۔ اور ایک مجمع میں قریش کو جمع کر کے دعوت اسلام دی مکے کے لوگوں نے جو جہل و شرک میں ڈوبے ہوئے تھے آپ کے اقوال کو ہذیان اور جنون سمجھا۔ سب سے پہلے لڑکوں میں حضرت علی اور جوانوں میں حضرت ابوبکر صدیق۔ عورتوں میں حضرت خدیجہ ایمان لائیں۔ کچھ دنوں آپ مکے میں تبلیغ حق فرماتے رہے اور وہاں کے لوگ آپ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے رہے اور اپنے چچا جناب ابوطالب کی وفات کے دو ہفتے

کے بعد آپ طائف تشریف لے گئے وہاں بھی لوگوں نے گستاخیاں کیں اور پتھروں سے زخمی کیا۔ نبوت سے بارہویں سال واقعہ معراج ہوا جب کفارِ مکہ کے ظلم و ستم بے حد بڑھ گئے تو آپ نے مکہ شریف سے مدینہ شریف کو ہجرت فرمائی۔ حضرت ابوبکر ہمراہ تھے۔ اس سفر میں پہلے مکے سے چل کر غارِ ثور میں تین دن تک قیام فرمایا۔ مشرکین آپ کی تلاش میں یہاں تک پہنچے لیکن خدا کے حکم سے اُن کو آپ کا پتا نہ ملا اور آپ بخیریت مدینہ شریف پہنچ گئے۔ ہجرت کا واقعہ ۲۰۔ جون ۶۲۲ء کو ہوا اور مسلمانوں کا سنہ ہجری اسی تاریخ سے شروع ہوتا ہے۔ مدینہ طیبہ پہنچکر آپ نے دعوت اسلام کا کام جاری رکھا اور لوگ جوق جوق اسلام میں داخل ہونے لگے یہاں پہنچنے کے بعد بھی کفار مکہ سے مقابلے ہوتے رہے۔ غزوۂ بدر میں اسلام کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ جنگ اُحد۔ بیر معونہ غزوہ بنی نضیر۔ غزوہ بنی قریظہ۔ غزوہ خیبر غزوہ موتہ۔ غزوہ فتح مکہ۔ غزوہ حنین۔ غزوۂ تبوک وغیرہ مشہور غزوات ہیں۔ جن کی وجہ سے اسلام کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ ہجرت سے دسویں سال حجۃ الوداع واقع ہوا۔ اور آپ مکے شریف کو تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے مسلمانوں کو خطبات کے ذریعہ سے مختلف نصائح فرمائے ان خطبوں میں خاص طور پر اخلاص عمل مسلمانوں کی جماعت میں شرکت اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی تاکید فرمائی۔ اسی موقع پر اکملت لکم دینکم کی آیت نازل ہوئی۔ جس سے دور بیں نگاہیں تاڑ گئیں کہ اب زمانۂ وفات شریف قریب آگیا ہے۔

چنانچہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مطابق سنہ ۶۳۲ء روز دوشنبہ کو ۶۳ سال کی عمر میں آپ نے ظاہری نگاہوں سے پردہ فرمالیا۔ آپ کے عالم حیات ہی میں ملک عرب میں اسلام پھیل گیا تھا۔ آپ نے مسلمانوں کے واسطے سب سے بڑی نعمت کلام الٰہی کو جو وقتاً فوقتاً آپ پر نازل ہوا تھا چھوڑا جو حضرت عثمان رضؓ غنی کے دور خلافت میں سنہ ۲۵ھ مطابق سنہ ۶۴۵ء میں مدون کیا گیا اور آجتک بلا کسی تغیر و تبدل کے قرآن مجید کے نام سے دنیا میں مسلمانوں کی دینی و دنیوی رہبری کے لیے موجود ہے اسلام سے پہلے عرب میں سخت جہالت اور بت پرستی پھیلی ہوئی تھی طرح طرح کی معیوب رسوم جاری تھیں۔ آپ کی تعلیم سے سب بُرائیاں دور ہوگئیں۔ آپ نے ہمیشہ اخلاق اور عفو سے کام لیا۔ آپ نے کوئی اولاد ذکور نہیں چھوڑی صرف حضرت فاطمہ آپ کی صاحبزادی تھیں جو جناب خدیجہ کے بطن سے تولد ہوئی تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں آئی تھیں۔ اور اُنھیں کی اولاد سادات کہلاتی ہے جو اب تک دنیا کے ہر حصے میں پائی جاتی ہے۔

محمد ابن اسحٰق۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی سوانح نگاروں میں ان کا شمار ہے سنہ ۱۵۱ھ مطابق سنہ ۷۶۸ء میں خاندان اُمیہ کی معزولی سے پندرہ سال پہلے فوت ہوئے۔

محمد ابن الاحمر۔ محمد ابن الاحمر جو ابو عبد اللہ بھی مشہور ہے ارجنہ میں سنہ ۱۱۹۵ء مطابق سنہ ۵۹۱ھ میں پیدا ہوا۔ بنی نصر کے خاندان سے تھا۔ ناصر شاہ مراکش کے زمانہ میں ارجنہ کا حاکم تھا

جب اس بادشاہ کی عیش پرستی کے سبب سے عیسائی قوم نے لوٹ مار شروع کی تو مختلف صوبے غارتگری سے بچ کر خود مختار ہو گئے۔ ابن الاحمر نے بھی موقع پا کر خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اور غالب کا لقب اختیار کیا۔ اپنی سلطنت کو زیرنہ جین۔ غرناطہ۔ ملاکا اور الجیر یا تک وسعت دی غرناطہ کو پایہ تخت بنا کر وہ مشہور محل اور قلعہ تعمیر کیا جو آجتک تاریخ میں قصر الحمیرہ کے نام سے مشہور ہے ۱۲۳۲ء میں بادشاہت شروع کی اور یہ بنی نصر کا پہلا بادشاہ تھا۔ اُس نے نہایت خوبی کے ساتھ حکومت کی۔ غرناطہ کے بادشاہوں میں پہلا بادشاہ تھا جس نے سونے اور چاندی کا سکہ جاری کیا۔ تیرھویں صدی کے وسط میں الاحمرہ یا الاحمیرہ کی تعمیر شروع ہوئی۔ ۹۰ سال کی عمر میں ۶۷۱ھ مطابق ۱۲۷۲ء میں میدان جنگ میں بیمار ہو کر انتقال کیا۔

محمد ابن جریر الطبری۔ مشہور عربی مصنف جریر کا بیٹا تھا جو ۹۲۲ء مطابق ۳۱۰ھ میں فوت ہوا

محمد ابن حسن۔ دیکھو ابن حسام۔

محمد ابو الحسن صدیقی۔ فرشوری ولد مولوی محمد عزیز الدین مرحوم۔ ولادت بمقام بدایوں بتاریخ ۱۲۔ ربیع الثانی ۱۲۶۸ھ مطابق ۲ فروری ۱۸۵۲ء یوم دوشنبہ وقت صبح ہوئی ۱۸۷۰ء میں بدایوں ہائی اسکول سے انٹرنس پھر بریلی اور الہ آباد میور سنٹرل کالج میں بی۔ اے تک تعلیم پائی۔ مارچ ۱۸۷۸ء میں ایم۔ اے۔ او کالج علی گڈھ میں (جس کے ابتدائی درجہ اُس زمانہ میں قائم ہوئے تھے) ٹیچر ہوئے آنریبل ڈاکٹر سید احمد خاں صاحب کے پاس بطور پرائیوٹ سکرٹری اور پرسنل اسسٹنٹ کے چار سال تک کام کیا ۱۸۸۳ء میں الہ آباد ہائی کورٹ میں مترجم مقرر ہوئے۔ بعدہ ریاست حیدر آباد میں سلسلۂ ملازمت شروع ہوا۔ مدار المہام کے اسٹاف میں آپ کا تقرر ہوا اور صیغۂ راز (مراسلت مابین اعلیٰ حضرت و مدار المہام) آپ کی سپرد ہوا۔ نظامت۔ صدر نظامت اور ہائی کورٹ کی رجسٹراری۔ اسپیشل مجسٹریٹ و چیف مجسٹریٹ کی خدمات انجام دیں۔ بالآخر نظامت دیوانی بلدہ حیدر آباد کے چیف جج (ناظم اول) مقرر ہوئے۔ اور پنشن تک اسی عہدہ پر رہے۔ پنشن لینے کے بعد اپنے وطن (بدایوں) میں آ گئے۔ رسالۂ اعجاز القرآن اردو و انگریزی میں لکھا۔ اردو شرح دیوان حافظ موسوم بہ لسان الغیب کی چاروں جلدوں کی تنقید لکھی۔ دیوان حافظ کا ایک انتخاب مرتب کیا جو اپنے تاریخی نام مسمی "عطر دیوان حافظ" کے نام سے مشہور ہے۔ دیوان حافظ پر آپ کو اس قدر عبور ہے کہ آپ حافظ کے حافظ سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کو فن عروض میں کمال حاصل ہے۔ بدایوں میں قیام ہے۔ انجمن "اشاعت تعلیم مسلمانان بدایوں" جب قائم ہوئی تو اُس کے آنریری سکرٹری مقرر کیے گئے۔ مسلمانان بدایوں کی کوشش سے جب اس انجمن کی سرپرستی میں "مسٹن اسلامیہ ہائی اسکول بدایوں" جاری ہوا تو اُس کے اول آنریری سکرٹری منتخب ہوئے۔

محمد اسحق۔ سیرۃ النبی و آثار صحابہ ان کی تصانیف سے ہیں۔

محمد اسمٰعیل بخاری۔ ابی عبداللہ بن اسمٰعیل

البخاری کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ صحیح بخاری کے مصنف ہیں۔ دینی و دنیوی معاملات میں یہ کتاب قرآن شریف کے بعد دوسرا درجہ رکھتی ہے اس کے بھی تیس پارے ہیں۔ اس میں ۹۸۰۰۔ احادیث ہیں جو ۱۶۰۰۰۔ احادیث کا لُبِ لباب ہیں۔ سنہ ۸۱۰ء مطابق سنہ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے جون ۸۷۰ء مطابق رجب سنہ ۲۵۶ھ میں انتقال کیا۔ عموماً بخاری کہلاتے ہیں۔

محمد اعظم۔ تاریخ کشمیر کا مصنف ہی یہ تاریخ حیدر ملک کی تاریخ کے تتمے کے طور پر لکھی گئی ہے۔

محمد اعظم خاں۔ کابل کا معزول امیر تھا۔ دیکھو اعظم خاں

محمد افضل شیخ۔ الہ آبادی۔ اصل وطن قصبہ سید پور توابع غازی پور زمانیہ پیدائش ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۵ھ مطابق سنہ ۱۶۲۵ء بمقام مذکور (وطن خود) ہوئی۔ ملا نورالدین سے علوم متعارفہ کو انجام دیکر درس و تدریس میں مشغول رہے۔ بعدہ دفعتہً بسبب جذبۂ عشق الٰہی میر سید محمد کالپوی سے بیعت کرکے چند سلسلوں میں مرید کرنے کی اجازت حاصل کی مگر خود پیرو طریق نقشبندیہ تھے۔ پھر اپنے مرشد کے حسب ایماء الہ آباد آکر سلسلۂ بیعت جاری کردیا۔ سنہ ۱۰۸۰ھ مطابق سنہ ۱۶۶۹ء میں ایک مسجد بھی تعمیر کرائی۔ ۱۵۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۴ھ مطابق ۱۷۱۲ء کو انتقال کیا۔ ان کے بھتیجے شیخ محمد یحییٰ عرف شاہ خوب اللہ سجادہ نشین ہوئے عربی و فارسی میں انھوں نے تقریباً ۵ کتابیں تصنیف کیں جن میں سے شرح گلستاں۔ شرح بوستاں۔ شرح زلیخا۔ تذکرہ دلپذیر شرح نصوص فتح الاخلاق۔ شرح قصائد خاقانی سیر منظوم و شرح مثنوی معنوی مولانا روم، سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

محمد اکبر۔ شہنشاہ اورنگ زیب کا چھوٹا لڑکا تھا۔ اس نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی اور فارس کو چلا گیا وہیں سنہ ۱۱۱۵ھ مطابق سنہ ۱۷۰۳ء میں فوت ہوا۔

محمد اکبر۔ سید محمد گیسو دراز گلبرگوی کے صاحبزادہ تھے۔ انھوں نے عقائد اکبری فارسی زبان میں تصنیف کی جس میں مذہب اسلام کے اصول درج ہیں۔

محمد امیر خاں۔ آگرے کا رہنے والا تھا۔ مولود قادری اس کی تصنیف ہے۔ جس میں حضرت پیران پیر کے حالات و کرامات درج ہیں۔ یہ کتاب سنہ ۱۸۴۷ء مطابق سنہ ۱۲۶۳ھ میں لکھی گئی۔

محمد امین۔ دوست محمد الحسینی البلخی کا بیٹا تھا۔ انفع الاخبار اس کی تصنیف ہے۔ نواب بہادر خاں کی ملازمت میں تھا۔ اس کتاب کے آخر میں نواب کا ذکر تعریف کے ساتھ کیا گیا ہے۔ کتاب سنہ ۱۶۲۶ء مطابق سنہ ۱۰۳۶ھ میں ختم ہوئی سال تصنیف سنہ ۱۰۳۶ھ انفع الاخبار نام کتاب سے برآمد ہوتا ہے۔ احمد نگر اس کا مسکن تھا۔

محمد امین۔ اسرار المعانی کا مصنف ہی۔ یہ کتاب عالمگیر کی فتوحات دکن کے حالات پر مشتمل ہے جو نظم میں لکھے گئے ہیں۔ ان کی دوسری تصنیف حقیقت علم الٰہی بھی ہے۔

محمد امین خاں۔ محمد سعید میر جملہ کا بیٹا تھا

شاہجہاں اور عالمگیر کی ملازمت میں رہا۔ پنجہزاری منصب پر ممتاز تھا۔ ۲۔ مئی ۱۶۸۲ء مطابق ۰۔ جمادی الاول ۱۰۹۳ھ کو بمقام احمد آباد (گجرات) فوت ہوا۔

محمد امین خاں۔ اعتماد الدولہ کے خطاب سے مشہور رہے۔ میر بہار الدین کا بیٹا۔ اور نظام الملک آصف جاہ کا بھائی تھا۔ عالمگیر کے زمانہ میں ہندوستان آکر شاہی ملازمت میں داخل ہوا۔ محمد شاہ بادشاہ کا خاص مشیر تھا سید حسین علی خاں کی وفات اور اُس کے بھائی سید عبد اللہ خاں کی قید کے بعد ۱۷۲۰ء مطابق ۱۱۳۳ھ میں وزارت کے عہدے پر مقرر ہوا۔ اور اعتماد الدولہ کا خطاب پایا۔ ۱۰۔ جنوری ۱۷۲۱ء مطابق ۲۹۔ ربیع الاول ۱۱۳۳ھ کو فوت ہوا۔ اُس کی جگہ نظام الملک آصف جاہ وزیر مقرر ہوئے۔

محمد امین رازی۔ دیکھو امین احمد مصنف ہفت اقلیم

محمد انصار۔ ملفوظات شیخ احمد مغربی کا مصنف ہے شیخ احمد ایک مشہور صوفی تھے۔ جن کا مزار احمد آباد میں ہے۔ یہ کتاب ۱۴۴۵ء مطابق ۸۴۹ھ میں لکھی گئی۔

محمد اوّل۔ ترکی کا بادشاہ اور بایزید اوّل کا بیٹا تھا۔ ۱۴۱۳ء مطابق ۸۱۶ھ میں تخت پر بیٹھا۔ ایک مدبر حکمراں تھا۔ اس کی پالیسی بہت زبردست تھی۔ قبدوشیہ۔ سربیہ۔ ولیشیہ اور دیگر صوبجات فتح کرنے کے لیے منول فلولاعنس شہنشاہ قسطنطنیہ سے صلح کی۔ چند صوبے اُس کو واپس کر دیے بمقام ایڈریانوپل ۱۴۲۱ء مطابق ۸۲۵ھ میں بعمر ۴۷ سال انتقال کیا۔ اس کا بیٹا مراد ثانی جانشین ہوا۔ اُس وقت پایہ تخت بروصہ تھا۔

محمد باقر امام۔ آپ فرزند رشید امام زین العابدین رضؓ کے ہیں اور دوازدہ اماموں میں سے پانچویں امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ و ابو جعفر لقب باقر اسم مبارک محمد ہے۔ ولادت مدینہ منورہ میں ۳۰۔ صفر ۵۷ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۶۷۶ء کو ہوئی۔ مدت امامت بیس سال ہے۔ ۵۸ سال کی عمر میں بتاریخ ۷۔ ذالحجہ ۱۱۴ھ مطابق ۲۸ جنوری ۷۳۳ء وصال ہوا مزار مبارک جنت البقیع میں بمقام مدینہ منورہ ہے تمام عمر شہدائے کربلا کے غم میں رویا کیے

محمد باقر داماد میر۔ ملاحظہ ہو میر باقر۔

محمد بخاری سیار۔ سید احمد جلال بخاری کے والد تھے۔ شاہجہاں کا زمانہ پایا تھا۔ مریدین کا حلقہ وسیع تھا۔ ان کی خانقاہ تاج گنج آگرہ کے مغربی دروازہ کے قریب تھی۔ ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۵ء میں وصال ہوا۔

محمد باقر مجلسی۔ ایران کے شیعہ مجتہدین میں تھے اصفہان میں شیخ الاسلام کے عہدہ پر ممتاز تھے ان کے تبحر اور قابلیت علمی کی شہرت سنکر شاہ سلیمان بادشاہ فارس نے اپنی لڑکی کو ان کے عقد میں دینا چاہا لیکن اُنھوں نے اس رشتہ کو پسند نہ کیا۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ جن میں سے حقیقت الیقین چودہ جلدوں میں لکھی گئی ہے نہایت مشہور کتاب ہے۔ ۱۶۹۹ء مطابق ۱۱۱۱ھ میں ۷۲ سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہوئے۔

محمد بشیر۔ شیخ فاروقی۔ سہسوان کے ساکن بڑے زبردست متقی عالم تھے۔ خصوصاً علم تفسیر و

وحدیث۔ رجال وفقہ واصول میں بےمثل زمانہ
مناظرہ میں فرد تھے۔ ابتدا میں آگرہ سینٹ جانس
کالج میں پروفیسر رہے۔ پھر بھوپال میں مہتمم
مدارس ریاست ہو کر عزت حاصل کی۔ نواب
صدیق حسن خاں نے قدر دانی کی۔ آخر میں بعد
وفات مولوی نذیر حسین محدث اہل دہلی کے
اصرار سے دہلی آگئے۔ ہر صبح وعظ قرآن بخوبی بیانی
کہتے۔ طلبا و علما آپ سے فیض پاتے۔ مولوی
عبدالحی لکھنوی و مرزا قادیانی وغیرہ سے مشہور
مباحثے ہوتے۔ تصنیفات مطبوعہ بہت ہیں
سنہ ۱۳۲۶ھ میں اپنے وطن میں انتقال کیا

محمد بخش۔ اس کا تخلص مہجور ہے۔ اردو میں
نورتن اس کی تصنیف ہے۔ اس میں مختلف
قصص ہیں۔ یہ کتاب نواب غازی الدین حیدر
شاہ لکھنؤ کے پہلے سال حکومت یعنی سنہ ۱۲۳۳ھ
میں لکھی گئی۔ گلشن نو بہار اور چار چمن بھی
اس کی تصانیف سے ہیں۔

محمد بشیر الدین خان بہادر۔ میرٹھ کے خاندان
کنبوہ میں شعبان سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق اپریل سنہ ۱۸۵۸ء
میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام حاجی
قمرالدین تھا۔ ان کی پیدائش کے وقت ان کے
والد کے ایک دوست نے قطعہ تاریخ لکھا تھا
اس میں ان کے نورسعید اور عارف باللہ ہونے
کی پیشگوئی تھی وہ صحیح نکلی وہ قطعہ تاریخ یہ ہے

حاجی قمرالدین صاحب راخدا
کرد عطا از فضل خود نور سعید
گفت تاریخ ولادت عارفے
عارف باللہ شد زند رشید
۱۲۷۴ھ

مولوی بشیرالدین صاحب نے اپنی تمام عمر مخلوق خدا کی خدمت اور قوم کی
بہبودی کیلیے ایثار کردی اس سے زیادہ خداشناسی اور کیا ہوسکتی ہے وہ
خیرالناس من ینفع الناس کی پوری مصداق ہیں فارسی تعلیم
اپنے وطن میرٹھ میں حاصل کرنے کے بعد سنہ ۱۸۸۱ء میں اٹاوہ آئے وہاں
نجم الاخبار سے تعلق ہوگیا اس کی ایڈیٹری کے فرائض سنہ ۱۸۹۵ء
تک ادا کرتے رہے نجم الاخبار کے عروج کا وہی زمانہ تھا جبکہ
سرسید کی تعلیمی تحریک شروع ہوئی جسکو مولوی بشیرالدین اس زمانہ کی
عام مسلمانوں کی طرح مفید سمجھتے تھے اس لیے نجم الاخبار سرسید کا مخالف رہا
سنہ ۱۸۹۹ء کا زمانہ وہ زمانہ تھا جبکہ مولوی صاحب کو سرسید کی تحریک کی
مفید ہونے کا یقین ہوچکا تھا اس سال میں البشیر جاری کیا جو اب تک
علیگڑھ کی تعلیمی تحریک کی حمایت کر رہا ہے سنہ ۱۸۸۴ء میں اٹاوہ
میں اسلامیہ ہائی اسکول کی بنیاد ڈالی جو کامیابی سے چل رہا ہے
سنہ ۱۹۱۰ء میں خان بہادری کا خطاب ملا۔ قومی اور تعلیمی خدمات
کے صلہ میں سرکار نظام سے ایک سو روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا ہے
مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبہ متحدہ کے آنریری سکرٹری اور مسلم
یونیورسٹی کورٹ کے ممبر ہیں اٹاوہ میں قیام ہے۔

محمد بن ابوبکر۔ حضرت ابوبکر خلیفہ اول کے بیٹے
تھے۔ ان کی پرورش حضرت علیؓ کے یہاں
ہوئی۔ ثانی حسنین لقب ہے۔ حضرت عثمانؓ
کی خلافت کے زمانہ میں عبداللہ بن سعد
کی جگہہ حاکم مصر مقرر ہوئے۔ لیکن قبل اس کے
کہ وہ مصر پہنچکر حکومت کا جائزہ لیں ان کو
ایک جعلی خط اثناء راہ میں ملا جو مصری الاکین
کے نام تھا اور اس میں یہ لکھا تھا کہ جس وقت
محمد بن ابی بکر مصر پہنچیں تو ان کو قید یا قتل کردیا
جائے۔ اس خط کو دیکھکر وہ مدینہ واپس آگئے
اور یہ جعلی خط خلیفہ کے خلاف مصریوں اور
کوفیوں کے اشتعال کا باعث ہو اور خانہ جنگی
شروع ہوگئی۔ بالآخر۔ خلیفہ کی شہادت کا

حادثہ پیش آیا۔ جنگ جمل کے موقع پر محمد بن ابی بکرؓ حضرت علیؓ کی فوج میں تھے۔ ۶۵۷ء مطابق ۳۸ھ میں عمرو بن عاص نے قید کر کے شہید کر دیا۔

محمد بن احمد ہروی۔ ہرات کے رہنے والے تھے۔ ترجمہ فتوح عربی کے مصنف ہیں اس کتاب میں قبائل عرب کی فتوحات اور اُن زمانہ جنگیوں کا ذکر ہے جو واقعہ کربلا پر ختم ہوئیں

محمد بن ادریس امام۔ بہت بڑے فقیہ گزرے ہیں۔ اُنھوں نے احادیث جمع کیں اور صحیح احادیث کو ایک کتاب کی شکل میں ترتیب دیا ۸۱۹ء مطابق ۲۰۴ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن اسحاق الندیم۔ ابو یعقوب الورّاق کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اُس نے ۹۸۷ء مطابق ۳۷۷ھ میں عربی زبان کی موجودہ تصنیفات کی ایک فہرست کئی جلدوں میں مرتب کی۔ عربی زبان کی کتابوں کی یہ سب سے پُرانی فہرست ہے۔ جو کتاب الفہرست کے نام سے مشہور ہے۔ حاجی خلفہ کی تاریخ میں اس کتاب کا ذکر ہے۔ مکمل کتاب ابھی تک محققین کو دسترس نہیں ہوئی صرف چار جلدیں پیرس کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ محمد بن اسحاق سب سے پہلا مصنف ہے جس نے یہ پتا لگایا کہ عربی کی مشہور کتاب "الف لیلہ" ایک فارسی کتاب "ہزار افسانہ" کے طرز پر لکھی گئی ہے۔

محمد بن اسمٰعیل۔ دیکھو محمد اسمٰعیل اور البخاری۔

محمد بن تمیش البخاری۔ عبداللہ نامہ کا مصنف تھا۔ جس میں ازبک تاتاریوں کا حال درج ہے جو اصلاً دشت قپچاک کے رہنے والے تھے یہ میدان بحر اخضر کے شمال میں واقع ہے جس میں روس و ترکستان کا کچھ حصہ شامل ہے اس کتاب میں خاص طور پر عبداللہ خاں حاکم توران کے زمانہ کے حالات تحریر کیے گئے ہیں یہ شہزادہ اکبر کا ہمعصر تھا۔ اور توران میں تیموری نسل کو شکست دینے کے بعد اس خاندان کی حکومت قائم ہوئی تھی۔ یہ کتاب نظام الدین کوکلتاش کو معنون کی گئی تھی

محمد بن جریر طبری۔ اِن کی محنت کا نتیجہ مختلف تصانیف ہیں ۹۲۳ء مطابق ۳۱۰ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن حسین۔ عربی زبان میں فقہ میں ایک کتاب لکھی جس کا نام بدائع الہدایہ ہے اور دوسری عربی اور فارسی میں لکھی جس کا نام حیات الفواد ہے۔ ۱۶۸۶ء مطابق ۱۰۹۸ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن خاوند۔ دیکھو خاوند شاہ امیر

محمد بن صالح بن دینار التمار۔ زہری کے شاگرد اور واقدی کے اُستاد ہیں۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ وہ سیرت و مغازی کے عالم تھے۔ اکثر محدثین نے ان کی تائید کی ہے ابو الزناد جو بڑے پایہ کے محدث ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر صحیح مغازی دیکھنا ہو تو محمد بن صالح سے سیکھو ۱۶۸ھ میں مطابق ۷۸۴ء میں وفات پائی۔

محمد بن طاہر ثانی۔ اپنے والد کے بعد تخت خراسان کا مالک ہوا۔ یہ بنی طاہر کا آخری بادشاہ تھا۔ یعقوب بن لیث نے

جو خراسان پر قابض ہوا۔ اس کو ایک جنگ میں ۸۷۲ء مطابق ۲۵۹ھ میں اسیر کیا اس طرح خاندان بنی طاہر ختم ہو گیا۔ جس نے خراسان میں ۵۴ سال تری سے زیادہ حکومت کی

محمد بن عبدالرحمٰن - علی لیلیٰ کے بیٹے ایک مشہور عالم اور شہر کوفہ کے قاضی تھے پیدائش ۶۹۳ء مطابق ۷۴ھ میں ہوئی ۷۶۵ء مطابق ۱۴۸ھ میں وفات پائی

محمد بن عبداللہ تومرت سوسی - ایک فاضل شخص تھا۔ مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اسپین کا باشندہ ۵۱۴ھ مطابق ۱۱۲۰ء میں جب فقہا نے لفظ پرستی اختیار کی اور آپس میں گروہ بندی اور باہمی تکفیر تک نوبت پہنچی تو ۵۱۴ھ مطابق ۱۱۲۰ء میں اس نے فقہار کے خلاف آواز اٹھائی اور خالص دعوت توحید دینے کا مدعی تھا بیشمار لوگ اس کے پیرو ہو گئے جو موحدین کے نام سے مشہور رہیں۔

محمد بن عبدالعزیز - وجدی کہلاتے تھے۔ ترکی زبان میں ایک کتاب موسومہ شاہد و معانی لکھی ۱۶۱۲ء مطابق ۱۰۲۱ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن علی - عربی زبان میں ابناء الجنان کے مصنف ہیں۔ اس میں نبی آخر الزماں اور اُن کے صحابہ کے سوانح درج ہیں۔

محمد بن عیسیٰ - اس کی تصنیف رسالہ المعجم فی الشعر العجم ہے۔

محمد بن عیسیٰ ترمذی - جامع ترمذی اس کی تصنیف ہے یہ سنن ترمذی اور العلل کے نام سے بھی مشہور رہی البخاری کا شاگرد تھا ۸۹۲ء مطابق ۲۷۹ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن قاسم - ہندوستان پر سب سے پہلا حملہ اُنھوں نے ۷۱۲ء مطابق ۹۳ھ میں کیا تھا یہ خلیفہ ولید کے سپہ سالار اور چچازاد بھائی تھے حجاج بن یوسف ان کے خسر اور چچا تھے۔ پہلے مکران کے حاکم رہے۔ پھر سندھ اور بلوچستان پر فوج کشی کی اور دریائے بیاس تک ہندوستان فتح کیا اور دمشق پایہ تخت خلافت کو واپس گئے۔

محمد قوام الدین - فارسی زبان کا لغت بحر الفضائل اس کی تصنیف ہے۔

محمد بن محمود الاستروشی - فصول الاستروشی اس کی تصنیف ہے۔ اس میں تجارتی کاروبار کے متعلق فتوے ہیں۔ ۱۲۲۷ء مطابق ۶۲۵ھ میں انتقال کیا

محمد بن مرتضیٰ المحسن - شیعہ فقہ کی کتاب مفاتح تصنیف کی جس کی شرح اس کے بھتیجے محمد بن مرتضیٰ ہادی نے لکھی۔

محمد بن مسلم بن شہاب زہری - ایک مشہور مصنف تھے ۱۲۳ھ مطابق ۷۴۱ء میں وفات پائی۔

محمد بن موسیٰ - خوارزم کا رہنے والا الجبر والمقابلہ کا مصنف ہے۔ فریڈرک روزن نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔

محمد بن یعقوب - قاموس اس کی تصنیف ہے دیکھو فیروز آبادی۔

محمد بن یعقوب الکلینی - رئیس المحدثین مشہور رہیں جامع الکافی ان کی تصنیف ہے جو حدیث کی مشہور و مستند کتب اربعہ میں سے ایک ہے اس کی

تیس جلدیں ہیں۔ مصنف نے اس کو بیس سال میں مکمل کیا۔ اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف ہیں۔ بغداد میں ۹۳۹ء مطابق ۳۲۸ھ میں انھوں نے انتقال فرمایا۔

محمد بن یوسف ہروی۔ ہرات کے رہنے والے تھے۔ ان کی تصنیف تاریخ ہند ہے۔ خواجہ حسن دہلوی خلیفہ حضرت نظام الدین اولیا کے ہمعصر تھے خواجہ موصوف کا وصال ۱۳۲۵ء میں ہوا ہے وہی زمانہ قریب تاریخ ہند کی تصنیف کا پایا جاتا ہے۔ اس کو بعض مورخ رسالہ عجائب وغرائب فی الہند بھی کہتے ہیں اس تاریخی رسالے کے مصنف بھی محمد یوسف ہروی ہیں۔

محمد بن یوسف ہروی حکیم۔ ہرات کا ایک حکیم تھا۔ اس کی تصنیف ایک عربی لغت مسمی بحر الجواہر ہے جو مجمع العلوم کہا جاتا ہے۔

محمد بیگ خاں۔ دیکھو حاجی محمد بیگ خاں۔

محمد پیرزادہ۔ ترکی مصنف ہے۔ علم سیاسیات پر اس کی تصانیف تمام قلمرو ترکی میں مقبول ہیں وزرا اور افسران سلطنت و شہزادگان یونان کے درس میں داخل ہیں۔

محمد تقی امام۔ آپ دوازدہ ائمہ میں سے نویں امام ہیں۔ اپنے والد امام علی رضا کے بعد مسند امامت پر بیٹھے۔ کنیت آپ کی ابو جعفر ثانی اور لقب تقی اور جواد ہے۔ اسم مبارک محمد ہے ۱۵۔ رمضان ۱۹۵ھ مطابق ۸۱۱ء کو پیدا ہوئے۔ ۶۔ ذی الحجہ روز سہ شنبہ ۲۲۰ھ مطابق ۸۳۵ء کو معتصم باللہ کے زمانے میں آپ کو زہر دیا گیا۔ اور اسی سے شہادت واقع ہوئی۔ بغداد شریف میں دفن ہوئے۔ آپ کی زوجہ کا نام ام الفضل تھا جو خلیفہ مامون کی بیٹی تھیں۔

محمد ثالث سلطان۔ شہنشاہ ترکی۔ مراد ثالث کے فرزند اور جانشین تھے۔ جنوری ۱۵۹۵ء مطابق جمادی الاول ۱۰۰۳ھ میں قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھے۔ راڈلف دوم شہنشاہ جرمنی سے جنگ کی اور دو لاکھ آدمیوں کی جمعیت سے ہنگری پر حملہ کیا مگر میگزیمیلن شہنشاہ کے بھائی نے آگے بڑھنے سے ان کو روک دیا۔ سلطان محمد ہنگری سے واپس چلے آئے۔ نو سال حکومت کی۔ جنوری ۱۶۰۴ء مطابق شعبان ۱۰۱۲ھ میں بمرض طاعون ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے بیٹے احمد اول جانشین ہوئے۔

محمد ثانی سلطان۔ شہنشاہ ترکی تھے۔ ۱۴۵۱ء مطابق محرم الحرام ۸۵۵ھ میں اپنے والد مراد ثانی کے جانشین ہوئے۔ ان کے بادشاہ ہوتے ہی عیسائیوں سے لڑائی چھڑ گئی قسطنطنیہ کو محصور کر لیا اور اپنے جہاز خشکی کے راستہ سے بندرگاہ میں لے گئے۔ جس کو یونانیوں نے بند کر لیا تھا۔ قسطنطنیہ ۲۹۔ مئی ۱۴۵۳ء مطابق ۲۰۔ جمادی الاول ۸۵۷ھ کو فتح ہوا۔ رومی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کے وقت میں بوسینیا اور یونان بھی فتح ہوئے دو سلطنتیں بارہ باجگذار بادشاہتیں اور دو سو شہر فتح کرنے کے بعد انھوں نے اطالیہ کی تسخیر کا ارادہ کیا کہ یکایک قولنج نے دبا لیا۔ اور جمعرات کے روز ۳۔ مئی ۱۴۸۱ء مطابق ۳۔ ربیع الاول ۸۸۶ھ کو ۳۱ سال حکومت کرنے بعد انتقال کیا۔ عیسوی دنیا میں ان کی موت سے

عام خوشی ہوئی۔ یہ بے انتہا جری۔ طاقتور۔ ذی فہم اور اقبالمند تھے۔ ان کے بیٹے بایزید ثانی جانشین ہوئے

محمد جانی۔ ان کی تصنیف اسرار احمدی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بارہ ائمہ کرام کے حالات درج ہیں۔

محمد حسن برہان۔ برہان قاطع فارسی کا ایک لغت اس کی تصنیف ہے جو حیدرآباد اور گولکنڈہ کے فرمانروا عبداللہ قطب شاہ کو ۱۶۵۱ء مطابق ۱۰۶۱ھ میں معنون کیا گیا تھا۔

محمد حسن دہلوی۔ دہلی کا ایک شاعر ۱۶۹۱ء مطابق ۱۱۰۳ھ کا زمانہ پایا۔ نعت میں ایک مثنوی یادگار ہے۔

محمد حسین۔ فارسی زبان میں علم الٰہی کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام عقائد حسین ہے

محمد حسین شیخ شہرت۔ شہرت تخلص ہے شاعر اور طبیب تھا۔ عرب کا رہنے والا تھا۔ شیراز میں تعلیم حاصل کی۔ ہندوستان میں آکر شہزادہ اعظم شاہ کا طبیب ہوا۔ فرخ سیر نے اپنی حکومت میں حکیم الممالک کا خطاب عطا کیا۔ محمد شاہ کے زمانہ میں حج کو گیا۔ اور واپس آنے پر اپریل ۱۷۳۶ء مطابق ذی الحجہ ۱۱۴۹ھ میں بمقام دہلی انتقال کیا۔ پانچ ہزار بیت کا ایک دیوان یادگار ہے۔

محمد حسین مرزا۔ دیکھو ابراہیم حسین مرزا۔

محمد حکیم مرزا۔ شہنشاہ ہمایوں کا بیٹا اور شہنشاہ اکبر کا سوتیلا بھائی تھا۔ اس کی والدہ کا نام ماہ چوچک بیگم تھا۔ بمقام کابل ۱۸ اپریل ۱۵۵۳ء مطابق ۱۵ جمادی الاول ۹۶۱ھ کو پیدا ہوا اکبر کے زمانہ میں حاکم کابل رہا پنجاب پر دو بار چڑھائی کی۔ ایک مرتبہ ۱۵۶۶ء مطابق ۹۷۳ھ میں اور دوسری مرتبہ ۱۵۸۱ء مطابق محرم ۹۸۹ھ میں سخت شکست کھائی اور واپس ہوا۔ ۲۶ جولائی ۱۵۸۵ء مطابق ۱۶-۱ مرداد الٰہی مطابق ۱۶ شعبان ۹۹۳ھ کو بمقام کابل ۳۲ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ اس کے بعد اکبر نے راجہ بھگوان داس اور اس کے بیٹے راجہ مان سنگھ کو حاکم کابل مقرر کیا۔

محمد حنیف۔ محمد بن علی کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے فرزند تھے۔ آپ حضرت فاطمہؓ کے بطن سے نہ تھے اس لیے جو اولاد آپ سے ہوئی وہ علوی کہلائی اب بھی حضرت علی کی اولاد میں علوی شیوخ موجود ہیں۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد آپ زندہ تھے۔ ۷۰۰ء مطابق ۸۱ھ میں انتقال کیا۔

محمد حنیف رسول شاہی (مولوی)۔ فرقہ رسول شاہی کے خلیفہ تھے۔ بڑے عارف اور صاحب کمال تھے۔ آپ کا مزار فیروز پور علاقہ دہلی میں ہے۔

محمد خامس سلطان۔ سلطان ٹرکی تاریخ پیدائش ۱۸۴۴ء اپنے بھائی سلطان عبدالحمید خاں کے معزول ہونے پر ۱۹۰۹ء میں تخت نشین ہوئے۔ ان کا اصل نام ارشاد آفندی تھا۔ بروقت جانشینی پرنس یوسف عزالدین سلطان عبدالعزیز ولیعہد مقرر ہوئے۔ ترکوں کے خلاف عربوں میں عرصہ

مواد پیدا ہو رہا تھا۔ بالآخر اِن کے زمانہ میں شریف مکہ نے بغاوت کی اور ترکی اقتدار دور کرکے شاہ حجاز کا لقب اختیار کیا۔ ۳ جولائی ۱۹۱۸ء کو بعمر ۷۵ سال انتقال کیا اور شاہزادہ وحید الدین جانشین ہوئے

محمد خاں بنگش۔ خاندان بنگش افغانوں کی مشہور شاخ ہے۔ محمد خاں بھی اسی شاخ سے تھا۔ غضنفر جنگ خطاب تھا محمد شاہ کے زمانہ میں ۱۷۳۰ء میں مالوے کا صوبہ دار مقرر ہوا لیکن بادشاہ نے یہ دیکھ کر کہ وہ مرہٹوں سے مقابلہ نہ کر سکا ۱۷۳۲ء میں وہاں سے ہٹا کر الہ آباد کا ناظم مقرر کیا۔ چھتر سال نے جو بندیلوں کا راجہ تھا ۱۷۳۲ء مطابق ۱۱۴۵ھ میں سر اُٹھایا۔ محمد خاں اُس کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ اور اُس کے ملک میں گھس کر کئی مقامات پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ یہ راستوں سے ناواقف تھا۔ اس وجہ سے جب راجہ نے مقابلہ کیا تو اس کو واپس ہونا پڑا۔ اور جیت گڑھ کے قلعہ میں پناہ لی۔ دشمن نے یہاں اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اس کے بیٹے قائم جنگ نے اُس کو خلاصی دلائی۔ اس ناکامیابی پر وہ صوبہ داری سے علٰحدہ ہو گیا۔ جون ۱۷۴۳ء مطابق جمادی الاول ۱۱۵۶ھ میں انتقال کیا اس کا بیٹا قائم جنگ جاگیر کا وارث ہوا۔ شہر فرخ آباد اس نے اپنے مربی فرخ سیر کے نام پر آباد کیا۔ یہ دو آبے کے چند اضلاع پر متصرف تھا۔ جن میں آنولہ نصف ضلع بدایوں اور ایک پرگنہ ضلع شاہجہان پور کا موجودہ تقسیم کے مطابق شامل تھا۔ ایک فارسی شاعر نے اس کی حدود کے حکومت کے متعلق اُسی زمانے میں یہ قطعہ لکھا تھا۔

میانِ دو آب و میان دو کاف
شدہ حاصل ملک جملہ معاف
شود قصبہ کول کو لاحد ود
بدریائے گنگ و جمن انصراف

اس کے جانشینوں کی فہرست جو فرخ آباد کے نواب ہوئے حسب ذیل ہے۔

محمد خاں بنگش۔
قائم جنگ پسر محمد خاں
احمد خاں برادر قائم جنگ
مظفر جنگ پسر احمد خاں
تفضل حسین خاں

اصلًا نوابی کا خاتمہ تو مظفر جنگ کے زمانہ میں ہو گیا تھا تفضل خاں برائے نام انگریزوں کا وظیفہ خوار نواب تھا۔ دیکھو مظفر جنگ

محمد خاں سلطان۔ محمد قاآن اور خان شہید بھی کہتے ہیں۔ سلطان غیاث الدین بلبن شاہ دہلی کا سب سے بڑا بیٹا سرحدی صوبجات ملتان لاہور وغیرہ کا حاکم تھا۔ اس کو علم اور عالموں کی صحبت سے بہت شوق تھا۔ اور خود بھی بہت قابل تھا اس نے خود اپنے انتخاب سے بہترین نظموں کا مجموعہ جمع کیا۔ اس کتاب میں بیس ہزار ابیات ہیں دربار کے علما میں امیر خسرو اور خواجہ حسن جیسے قابل اور ذی علم لوگ شامل تھے اس وقت فارس کے تخت پر ارغن خاں جو ابقا خاں کا بیٹا اور ہلاکو خاں کا پوتا تھا متمکن تھا۔ تیمور چنگیزی نے جو اُس وقت

چنگیز خاں کی قوم کا ایک مشہور زبردست امیر تھا ہندوستان پر بیس ہزار سواروں کی جمعیت سے حملہ کیا۔ دیپالپور اور لاہور کے تمام دیہات کو تباہ کر کے ملتان کی طرف رخ کیا۔ شہزادہ محمد سلطان نے یہ سنکر لاہور کی طرف قدم بڑھائے اور دونوں فوجیں صف بہ صف ہو کر ایک دوسرے سے دست بگریباں ہوگئیں۔ بدقسمتی سے شہزادہ کے سینہ پر ایک تیر لگا۔ جس نے شہزادہ کا کام تمام کر دیا۔ میدان تیمور کے ہاتھ رہا۔ قیدیوں میں امیر خسرو بھی تھے۔ امیر خسرو نے اس واقعہ کا ذکر کتاب خضر خانی میں کیا ہے یہ واقعہ ۹۔ مارچ ۱۲۸۵ء مطابق ۳۰۔ ذی الحجہ ۶۸۳ھ کو بروز جمعہ ہوا۔

محمد خاں شیبانی۔ دیکھو (شاہی بیگ خاں ازبک)

محمد خاں میر۔ خان کلاں بھی مشہور ہے شمس الدین محمد انکا خاں کا سب سے بڑا بھائی تھا۔ ہمایوں اور اکبر کی ملازمت میں رہا۔ اکبر نے اس کو پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔ کئی سال تک اس عہدے پر ممتاز رہا۔ ۱۵۷۵ء مطابق ۹۸۳ھ میں انتقال کیا ایک عمدہ شاعر تھا۔ ایک دیوان فارسی زبان میں اور دوسرا ترکی زبان میں چھوڑا غزنی کا رہنے والا تھا۔ اس لیے اس نے اپنا تخلص غزنوی رکھا۔ تصوف کی ایک مشہور کتاب الموسوم بہ برہان الایمان کو بعض مورخ اسی سے منسوب کرتے ہیں۔

محمد خدابندہ۔ اس کا لقب سلطان سکندر ثانی تھا۔ شاہ طہماسپ اول کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ ۱۵۳۱ء مطابق ۹۳۸ھ میں پیدا ہوا۔ اور شاہ اسمٰعیل ثانی اپنے بھائی کے انتقال کے بعد نومبر ۱۵۷۷ء مطابق ۹۸۵ھ میں تخت فارس کا مالک ہوا۔ خود حکومت کرنے کے ناقابل تھا مگر اس کا سب سے بڑا بیٹا حمزہ مرزا بات بنائے رہا۔ یہ شہزادہ زیادہ مدت تک زندہ نہ رہا۔ مخالفین حکومت نے ۲۴۔ نومبر ۱۵۸۶ء مطابق ۲۲۔ ذالحجہ ۹۹۴ھ کو قتل کرا دیا اور عباس کو جو بادشاہ کا دوسرا بیٹا تھا۔ فوراً بادشاہ مشتہر کر دیا اور شاہی فوج پر فتح پانے کے بعد قزوین پایہ تخت پر قبضہ کر لیا۔

محمد خدابندہ الجائتو۔ چنگیز خاں کی اولاد سے تھا۔ اپنے بھائی غازان خاں بن ارغن خاں کے بعد مئی ۱۳۰۴ء مطابق شوال ۷۰۳ھ میں تخت فارس کا وارث ہوا شاہان فارس میں یہ پہلا بادشاہ تھا۔ جس نے مذہب شیعہ اختیار کیا۔ اپنے سکہ پر اماموں کے نام کندہ کرائے مشہور شہر سلطانیہ آذربائیجان میں تعمیر کیا اور اس کو پایہ تخت قرار دیا اور بعد وفات یہیں دفن ہوا۔ اس کا ایک شاندار مقبرہ ہے اس کی وفات ۱۷۔ دسمبر ۱۳۱۶ء مطابق یکم شوال ۷۱۶ھ کو ۱۳ سال قمری حکومت کرنے کے بعد ہوئی اور اس کا بیٹا سلطان ابوسعید بہادر خاں جانشین ہوا۔

محمد خسرو خاں۔ ایک طبی کتاب مسمی مخزن الادویہ کا مصنف ہے۔

محمد خلیل اللہ خاں۔ اشک تخلص تھا تاریخ امیر حمزہ کا مصنف ہے جس کا ماخذ مصنف نے ایک فارسی تاریخ کو بتایا ہے جو سلطان محمود غزنوی کے حکم سے لکھی گئی تھی۔

محمد دمشقی۔ ایک مشہور ایرانی شاعر تھا جو فاضل بن یحییٰ برمکی کے زمانہ میں گزرا ہے۔

محمد رابع۔ ترکی کے سلطان تھے۔ قسطنطنیہ کے تخت پر ۱۶۴۹ء مطابق ۱۰۵۹ھ میں بیٹھے اہل وینس سے لڑائی جاری رکھی اور جزیرہ کریٹ کو فتح کرکے پولینڈ پر چڑھائی کی اس میں کامیابی ہوئی مگر دوسرے سال جنگ جوزم میں سوبیسکی شاہ پولینڈ سے شکست کھائی۔ ۱۶۸۷ء میں معزول کردیے گئے اور قید ہوئے۔ ۱۶۹۱ء مطابق ۱۱۰۲ھ میں انتقال کیا۔ ان کے بھائی سلیمان ثانی ان کے جانشین ہوئے۔

محمد رضا۔ اشرافات علویہ اس کی تصنیف ہے جس میں علم الٰہی کے متعلق بحث ہے اور فقہ میں انتخاب الاحکام بھی اس کی تصنیف ہے۔

محمد رفیع واعظ۔ اصفہان کا ایک مشہور واعظ تھا۔ مرزا صائب اور طاہر وحید کا ہمعصر تھا۔ فارسی میں ایک دیوان چھوڑا اور ایک مثنوی جس میں شاہ عباس اور ایلم خاں حاکم توران کی جنگ کا ذکر ہے لکھی اور ایک مذہبی کتاب ابواب الجنان بھی اس کی تصنیف ہے۔

محمد زاہد میر۔ عربی درس میں ان کا نام مشہور ہے شاہجہاں اور عالمگیر کے عہد میں مشہور مصنف گزرے ہیں سنہ ۱۶۹۰ء مطابق سنہ ۱۱۰۱ھ میں فوت ہوئے۔

محمد زماں۔ ایران کا مشہور شاعر اور معماگو تھا۔ اکبر کے عہد میں ہندوستان آیا مگر تھوڑے عرصے رہ کر ایران کو واپس گیا۔ سنہ ۱۶۱۱ء مطابق سنہ ۱۰۲۰ھ میں انتقال کیا

محمد زماں۔ ملاحظہ ہو قاسم خاں صوبہ دار کابل)

محمد زماں خاں شہید (مولوی) شاہجہانپوری۔ مدرس۔ مدرسہ حیدرآباد اور میر محبوب علی خاں نظام دکن کے استاد۔ جامع فضائل و کمالات تھے ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء میں فرقہ مہدویہ دشمن اسلام کے پیرو سید عیسیٰ عرف عالم میاں حسب منشا حیدرآبادی نے رسالہ کشف الحجب دلیل متین اور ثلاثیہ اور ایک سال بعد رسالہ رد شبہات الفتاوی و رسالہ معارضۃ الروایات طبع کراکے اطراف ہندوستان میں مشتہر کردیے۔ اور آخر اپنے تمام رسالے لیکر قاضی دلاور علی حاکم دارالقضائے حیدرآباد کے پاس اس غرض سے آئے کہ فرقہ مہدویہ کی تصدیق و تقلید ہونی چاہیئے۔ قاضی موصوف نے مولوی محمد زماں خاں صاحب کے پاس بھیجدیا۔ مولوی صاحب موصوف نے ان رسائل کے رد میں رسالہ ہدیہ مہدویہ لکھا۔ اس کا جواب بن نہ پڑا اور بالجملہ سید عیسیٰ جانی دشمن ہوگیا۔ اور ایک جوان شخص سے مسجد میں بہنگام تلاوت

قرآن مجید۔ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۲ھ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء کو بعد نماز مغرب شہید کرا دیا۔ قاتل کا پتہ نہ چلا۔ اپنے مدرسہ کے صحن میں مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔

محمد ساقی ۔ دیکھو مستعد خاں۔

محمد سربدال ۔ سربدال ایک وحشی قوم ہے ان کا پیشہ غارتگری تھا۔ یہ قوم آخر میں سبزوار اور خراسان پر قبضہ کرکے برسر حکومت ہوگئی تھی۔ محمد سربدال جس کو سید محمد بھی کہتے ہیں۔ اس گروہ کا سردار تھا اور صداقت کے سبب سے مشہور رہا۔

محمد سعید ۔ مولوی۔ محدث۔ بنارسی، والد کا نام ہیرد اور کھڑک سنگھ۔ کنجاہ ضلع گجرات پنجاب میں پیدا ہوئے۔ ابتدائے عمر سے تحقیقات مذہب کا شوق تھا۔ مولوی عبید اللہ صاحب کے دست مبارک پر بیعت اسلام کی اور مدرسہ دیوبند میں تحصیل علوم شروع کی۔ جملہ علوم مروجہ سے فراغت حاصل کرکے دہلی میں مولوی نذیر حسین صاحب محدث سے کتب احادیث و تفاسیر پڑھکر سند حاصل کی اور مکہ معظمہ میں اکابر علما سے سند تدریس حاصل کی۔ بنارس میں ایک اسلامی مدرسہ جاری کیا۔ ۱۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۲ھ مطابق سنہ ۱۹۰۴ء یوم دوشنبہ کو ۵۳ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

محمد سلطان ۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی کا دوسرا بیٹا تھا۔ باپ کی وفات پر آذربائیجان میں حکومت کی اور سنہ ۱۱۰۴ء مطابق سنہ ۴۹۸ھ میں اپنے بڑے بھائی برکیارق کی وفات پر بغداد کا مالک ہوگیا۔ سلطان کا لقب اختیار کیا۔ سنہ ۱۱۱۸ء مطابق ذی الحجہ سنہ ۵۱۱ھ میں بمقام اصفہان انتقال کیا اور اس کا بیٹا محمود تخت نشین ہوا۔ مگر سلطان سنجر نے جو اس کا چچا تھا۔ محمود کو مطیع کرلیا۔ محمود سنہ ۱۱۳۱ء مطابق شوال سنہ ۵۲۵ھ میں ۱۴ سال حکومت کرنے کے بعد ۲۷ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

محمد سلطان ۔ علاؤ الدین تکش سلطان خوارزم کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۲۰۰ء مطابق سنہ ۵۹۶ھ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد بادشاہ ہوا۔ چنگیز خاں نے اس کو شکست دی۔ اور تمام ملک کو غارت کردیا۔ اس کا خاندان سنہ ۱۲۱۸ء مطابق سنہ ۶۱۵ھ میں قید ہوگیا۔ اس کا بیٹا جلال الدین آخر وقت تک چنگیزیوں کا مقابلہ کرتا رہا۔ مگر سنہ ۱۲۳۱ء مطابق سنہ ۶۲۸ھ میں مغلوب ہوکر قتل ہوا۔

محمد سلطان ۔ بدخشاں کے قدیم خاندان شاہی کا آخری بادشاہ تھا۔ سلطان ابوسعید نے سنہ ۱۴۶۶ء مطابق سنہ ۸۷۱ھ میں اس کو قید کرکے معہ اہل و عیال کے قتل کردیا۔

محمد سلطان ۔ سلطان محمود غزنوی کا دوسرا بیٹا اس کا بڑا بھائی مسعود اپنے باپ کی وفات کے وقت موجود نہ تھا۔ اس لیے سنہ ۱۰۳۰ء میں یہ تخت نشین ہوگیا۔ لیکن ۵ ماہ حکومت کرنے پایا تھا کہ مسعود نے اس کو قید کرلیا اور اندھا کردیا۔ سنہ ۱۰۴۰ء

میں فوج اس کی طرفدار ہوگئی اور مسعود کو معزول کرکے پھر اس کو بادشاہ بنا دیا۔ یہ لاہور میں دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ ۱۰۴۰ء مطابق ۴۳۲ھ میں سلطان مودود بن مسعود نے اُس کو قتل کردیا۔

محمد سلطان بائسنغر مرزا۔ ملاحظہ ہو بابر سلطان و سلطان محمود۔

محمد سلطان مرزا۔ اویس کا بیٹا۔ خاندان تیموریہ کا ایک شہزادہ تھا۔ ہمایوں سے بغاوت کی۔ ہمایوں نے اُس کو معاف کردیا مگر بعد کو اُس کے بیٹوں نے سرکشی کی جس کو اکبر نے ۹۷۴ھ میں فرو کیا اور باغیوں کو قتل یا قید کردیا۔

محمد شاہ۔ دہلی کے بادشاہان سادات سے گزرا ہے۔ اُس کے والد کا نام فرید الدین تھا جو خضر خاں بادشاہ کا بیٹا تھا۔ محمد شاہ اپنے چچا مبارک شاہ کے قتل ہونے کے بعد اپریل ۱۴۳۴ء مطابق رمضان ۸۳۷ھ میں تخت پر بیٹھا۔ بارہ سال حکومت کی۔ ۲۰۔ جنوری ۱۴۴۶ء مطابق ۲۲۔ شوال ۸۴۹ھ کو انتقال۔ سلطان علاء الدین اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔

محمد شاہ۔ احمد شاہ کا بیٹا تھا۔ تخت گجرات پر جولائی ۱۴۴۳ء مطابق ربیع الاول ۸۴۶ھ میں اپنے باپ کی جگہ بیٹھا۔ تقریباً ۹ سال حکومت کی اور اُس کی بی بی نے اُس کو زہر دیدیا۔ جس کی وجہ سے ۱۲۔ فروری ۱۴۵۱ء مطابق ۱۰۔ محرم ۸۵۵ھ کو فوت ہوگیا۔ قطب شاہ اُس کا بیٹا وارث تخت ہوا۔

محمد شاہ۔ ہوشنگ شاہ کا بیٹا تھا اپنے والد کے بعد مالوے کے تخت پر ۱۷۔ جولائی ۱۴۳۴ء مطابق ۹۔ ذی الحجہ ۸۳۷ھ کو بیٹھا۔ نو ماہ حکومت کی لیکن محمد خاں ملک مغیث وزیر کے بیٹے نے زہر دیدیا اور خود محمد شاہ خلجی کے نام سے مئی ۱۴۳۵ء میں بادشاہ ہوا۔

محمد شاہ۔ مغلیہ خاندان کا زوال شروع ہونے کے وقت آخری ذی اختیار بادشاہ تھا۔ رفیع الدولہ کے انتقال کے بعد اُس کو ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ کے لقب سے ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ مطابق ستمبر ۱۷۱۹ء میں سید حسین علی و سید عبد اللہ (یہ دونوں بھائی تاریخ میں بادشاہ گر کے نام سے مشہور ہیں اور ذی اختیار اور باا ثر امرائے سلطنت میں سے جاتے تھے) نے بادشاہ بنایا۔ تخت پر بیٹھنے سے قبل روشن اختر اس کا نام تھا۔ ۷۔ اگست ۱۷۰۲ء مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۱۱۴ھ کو پیدا ہوا۔ اس کے وقت میں نادر شاہ نے حملہ کیا۔ دہلی میں قتل عام ہوا۔ نادر شاہ چند ماہ کے بعد تخت طاؤس۔ کوہ نور و جواہرات لیکر فارس چلا گیا۔ لیکن حملہ نادری کا اثر بادشاہ ہندوستان پر یہ پڑا کہ بادشاہ کا رہا سہا اقتدار بھی جاتا رہا۔ صوبہ دار اور اُمرا خود مختار ہوگئے۔ ۳۰½ سال حکومت کی۔ ۱۶۔ اپریل ۱۷۴۸ء مطابق ۲۷۔ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ کو انتقال کیا۔ یہ بادشاہ ہر وقت عیش و عشرت میں مصروف رہتا تھا۔ اس وجہ سے تاریخ میں محمد شاہ رنگیلے کے نام سے مشہور ہے۔

محمد شاہ۔ فارس کا بادشاہ۔ عباس مرزا کا

بیٹا اور فتح ابو شاہ کا پوتا تھا محمد شاہ ۱۸۳۴ء میں اپنے دادا کا جانشین ہوا۔ اور ۱۸۴۸ء مطابق ۱۲۶۴ھ میں وفات پائی

محمد شاہ - بدخشاں کا حاکم۔ شیر علی امیر کابل کا باجگذار تھا۔ ۱۸۶۸ء کے عہد نامے کی رو سے آٹھ ہزار ایکسو پونڈ نقد اور پانچسو گھوڑے ہر سال نذر دیا کرتا تھا۔

محمد شاہ بہمنی اول - بہمنی خاندان کا دوسرا بادشاہ ہے۔ سلطان علاء الدین حسن گنگوہ بہمنی کا بیٹا تھا۔ فروری ۱۳۵۸ء مطابق ۱۹ ذیقعدہ ۷۵۹ھ کو اپنے والد کی جگہہ تخت دکن پر بیٹھا سترہ سال حکومت کرنے کے بعد ۲۱ مارچ ۱۳۷۵ء مطابق ۷۷۶ھ کو انتقال کیا۔ اس کا بیٹا مجاہد شاہ جانشین ہوا۔

محمد شاہ بہمنی ثانی - بہمنی خاندان کا تیرہواں سلطان۔ ہمایوں شاہ کا بیٹا تھا۔ اپنے بھائی نظام شاہ کے تخت دکن کا جولائی ۱۴۶۳ء میں نو سال کی عمر میں وارث ہوا اس کی والدہ کی نگرانی اور ہدایت میں خواجہ جہاں اور خواجہ محمود گاواں امور سلطنت انجام دیتے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد خواجہ جہاں قتل ہوا اور خواجہ گاواں کو خواجہ جہاں کے خطاب سے معزز کیا اور اسی کو وکیل السلطنتہ وزیر مقرر کیا۔ لوگوں نے اس قابل وزیر کی طرف سے بادشاہ کو بدگمان کردیا۔ اور اس کی اعلیٰ درجہ کی قابلیت بھی اس پر شبہات اور بدگمانیوں کا سبب ہوئی جس سے ۸۸۶ھ مطابق ۱۴۸۱ء میں بادشاہ کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل ہونے کے ایک سال بعد بادشاہ بھی ۲۴ مارچ ۱۴۸۲ء مطابق یکم صفر ۸۸۷ھ کو چل بسا اور ملک پر بھی تباہی کا اثر شروع ہوگیا۔ محمود شاہ اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔

محمد شاہ تغلق پہلا نام ملک فخر الدین جوناں تھا جو دہلی میں اپنے والد غیاث الدین تغلق کی جگہہ فروری ۱۳۲۵ء مطابق ۷۲۵ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۱۳۳۷ء میں نگرکوٹ کا قلعہ فتح کیا۔ اور بہت سی شاہی عمارتیں تعمیر کرائیں۔ اس کے عہد میں ۱۳۴۷ء میں علاء الدین حسن گنگو نے دکن پر حملہ کیا اور چند شہر فتح کیے اور بادشاہ دہلی کی حکومت دکن میں قائم کر دی۔ ۱۳۵۱ء مطابق ۷۵۲ھ میں فیروز شاہ باربک اسکا جانشین ہوا۔ محمد شاہ نے یہ تجویز کی تھی کہ دہلی کی تمام آبادی ایک ہزار میل کے فاصلہ پر دیوگری (دکن) کو منتقل ہو جائے اور اس مقام کو دولت آباد کے نام سے اپنا پایۂ تخت بنانا چاہا تھا۔ اس نقل مقام کی تجویز کی بدولت دہلی سے دیوگری آتے ہوئے ہزاروں آدمی ہلاک ہوگئے۔ اس نے تانبے کا سکہ چلایا۔ اور ایران پر حملہ کرنے کی نیت سے بہت بڑا لشکر فراہم کیا تھا۔ بمقام ٹھٹھہ ۲۱ محرم ۷۵۲ھ کو دنیا سے سدھارا

محمد شاہ تغلق ثانی - عرف ناصر الدین بن فیروز تغلق۔ بتاریخ ۳ جون ۱۳۵۳ء مطابق ۳ جمادی الاول ۷۵۴ھ میں پیدا ہوا۔ اور دہلی کے تخت پر اپنے والد کی حیات میں ۱۳۸۷ء میں بیٹھا۔ لیکن سرداروں نے معزول کردیا اور نکال دیا۔ ابوبکر شاہ کے عہد تک نگرکوٹ میں رہا۔ ایک بڑی فوج لیکر دہلی کی طرف بڑھا۔ اور فتح پائی۔

اگست ۱۳۹۰ء مطابق ۷۹۲ھ میں تخت پر جلوس کیا۔ جلیسر کے ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی جس کا نام محمد آباد رکھا۔ تین سات ماہ حکومت کی۔ تاریخ ۱۹۔ فروری ۱۳۹۴ء مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۷۹۶ھ فوت ہوا۔ اپنے باپ کے مقبرہ میں دہلی میں دفن ہوا۔ اس کا بھائی ہمایوں جانشین ہوا۔ اور علاء الدین سکندر شاہ کا لقب اختیار کیا۔ ۴۵۔ دن حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ اور اس کا بھائی محمود بادشاہ ہوا

محمد شاہ سید بن سید ولی ساکن پنڈوا۔ مصنف جامع الدستور ہے جس میں خطوط نویسی و دستاویز نویسی کے نمونے دیئے گئے ہیں یہ کتاب سنہ ۱۸۰۱ء میں لکھی گئی۔

محمد شاہ شرقی۔ اپنے باپ محمود شاہ شرقی کی وفات کے بعد ۱۴۵۲ء مطابق ۸۵۶ھ میں جونپور کے تخت پر بیٹھا اور پانچ ماہ کے بعد ایک لڑائی میں اپنے بھائی حسین شاہ شرقی کے مقابلہ میں مارا گیا۔ حسین شاہ شرقی اس کے بعد بادشاہ ہوا۔

محمد شاہ عادل۔ مبارز خاں نام تھا۔ افغانی النسل خاندان سور سے تھا۔ سلیم شاہ سور کے مرنے کے بعد اس کا کمسن لڑکا فیروز تخت نشین ہوا۔ یہ محمد شاہ اس لڑکے کا ماموں تھا۔ اس نے اس بچے کو بیگناہ قتل کر کے تخت چھین لیا۔ اور ۱۵۵۳ء مطابق ۹۶۱ھ میں بادشاہ بن بیٹھا۔ برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق محمد شاہ عادل کا لقب اختیار کیا۔ علاوہ سنگدل ہونے کے یہ نہایت جاہل اور بیوقوف تھا۔ عوام اس کو عادل کی بجائے عدلی کہتے تھے۔ اور عدلی سے بگڑ کر رفتہ رفتہ اندھلی ہو گیا۔ تخت پر بیٹھتے ہی عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ ہیمو بقال کو اپنا وزیر بنایا۔ افغان بگڑ گئے اور اس کو تخت سے محروم کر دیا۔ ۱۵۵۶ء مطابق ۹۶۳ھ میں قتل ہوا۔ ابراہیم سور جانشین ہوا۔

محمد شریف۔ دلبر خوردار ساکن نواح لکھنؤ۔ نصاب بدیع العجائب امیر خسرو پر ایک دیباچہ فارسی میں لکھا امیر خسرو نے تئیس قطعہ نصاب میں صنائع بدائع لکھے ہیں۔ اُس کی تشریح کی ہے۔ جو کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہے۔

محمد شریف خواجہ۔ مولینا اُمیدی کا بھتیجا تھا شاہ طہماسپ صفوی اول کا وزیر اور یزد و ابرقوہ کا گورنر رہ چکا تھا۔ بعد کو کئی سال تک اصفہان کا حاکم رہا۔ ۱۵۳۸ء مطابق ۹۴۵ھ میں فوت ہوا

محمد شفیع دہلوی۔ مراۃ الواردات اس کی تصنیف ہے جس میں وفات اکبر سے نادر شاہ کے حملہ تک ہند کی تاریخ لکھی گئی ہے۔ محمد شاہ کے عہد میں تصنیف ہوئی۔

محمد شیخ۔ مصنف کتاب جام جہاں نما و نفس رحمانی جس میں خدا کی وحدت کی بابتہ خیالات درج ہیں اور گوشہ نشینی کی عبادت کے قواعد ہیں۔

محمد شیریں مولینا۔ ملاحظہ ہو مغربی شیخ۔

محمد صالح مرزا۔ لطائف خیال اس کی تصنیف ہے اس میں تمام مشہور شعراء کا انتخاب ہے اور مصنفین کے حالات ہیں۔ مصنف نے اس کتاب کو ۱۷۱۰ء مطابق ۱۱۲۲ھ میں شروع کیا اور جعفر نصیر نے ۱۷۱۳ء مطابق ۱۱۲۵ھ میں ختم کیا۔

محمد صالح مرزا۔ دیکھو سپہدار خاں۔

محمد صالح شیخ - بحر سخن اور تاریخ شاہجہانی۔ اور ایک نظم آرام جان اس کی تصنیف ہیں۔ آخرالذکر کتاب ۱۶۴۷ء مطابق ۱۰۵۶ھ میں لکھی گئی

محمد صالح شیخ کمبوہ - شیخ عنایت اللہ کا بھائی تھا۔ بحر چمن اس کی تصنیف ہی۔

محمد صالح میر - ۱۶۲۳ء مطابق ۱۰۳۳ھ میں جہانگیر اور شاہجہاں کا زمانہ پایا۔ شاعر تھا۔ کشفی تخلص تھا۔

محمد صدر الدین - ملاحظہ ہو ابو المعالی۔

محمد صوفی مولینا - مصنف کتاب میخانہ و بت خانہ۔ مازندران کا رہنے والا تھا۔ ۱۶۲۵ء مطابق ۱۰۳۵ھ میں احمد آباد گجرات میں اور اُس کے بعد کچھ عرصہ تک کشمیر میں رہا۔

محمد طاہر نصیر آبادی - تذکرۂ محمد طاہر اس کی تصنیف ہے۔ عباس شاہ اول بادشاہ ایران کے زمانہ میں زندہ تھا۔

محمد عادل شاہ - اپنے والد ابراہیم عادل شاہ بادشاہ بیجاپور کا ۱۶۲۶ء مطابق ۱۰۳۶ھ میں جانشین ہوا۔ اس کے زمانہ میں مغلیہ فوجیں دکن میں نمایاں فتوحات حاصل کر رہی تھیں اس لیے اس کو یہ اندیشہ ہوا کہ احمد نگر کی فتح ہو جانے کے بعد کہیں بیجاپور کی باری نہ آئے۔ اُس نے نظام شاہ بادشاہ احمد نگر کو دل کھولکر مدد دی اور اس میں بہت کچھ روپیہ صرف کرنا پڑا آخر ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۶ء میں شاہجہاں کی فوجوں نے بیجاپور کو بھی نہ چھوڑا اور تاخت و تاراج کر دیا۔ اسی سال دولت آباد اور دکن کے دیگر مشہور قلعے مسخر ہوئے۔ عادل شاہ نے خراج دینا منظور کیا۔ یہ اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا جس کے نام کا سکہ مسکوک ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عادل شاہ دوم محرم ۱۰۶۷ھ مطابق نومبر ۱۶۵۶ء میں بادشاہ ہوا۔ اس زمانہ میں سیواجی پسر ساہو جی بھونسلہ بہت زور پکڑ گیا تھا۔ اور عادل شاہیوں کی حکومت برائے نام رہ گئی تھی۔ بیجاپور میں عادل شاہ کا مقبرہ گول گنبد کے نام سے مشہور ہی اور قابلِ دید عمارت اُس زمانہ کے فن تعمیر کا عجیب نمونہ ہے جس کو عادل شاہ نے خود اپنی زندگی میں تخت نشین ہوتے ہی تعمیر کرانا شروع کر دیا تھا۔ یہ گنبد دنیا کا سب سے بڑا گنبد ہے۔ اس کی وسعت ۱۸۱۹۹ فٹ مربع ہی۔ اس کے اندر اور باہر ایک دالان ہی۔ اندر کے دالان میں یہ صنعت ہی کہ اگر کوئی شخص آہستہ سے ایک کنارہ پر کچھ کہے تو دوسرے کنارہ پر آواز سُنی جا سکتی ہی۔ اگر کوئی زور سے تالی بجائے تو آواز گونج کر اس قدر بلند ہو جاتی ہی گویا بجلی کا طوفان آگیا۔ اس کا قطر ۱۲۴ فیٹ پانچ انچ ہے۔ گنبد کے نیچے کے حصے کا آثار دس فٹ کا ہے اور اوپر جا کر ۹ فٹ ہو جاتا ہے۔

محمد عبد - اساس الاسلام اور فقہ سنت والجماعت کے مصنف ہیں۔

محمد علاء الدین بن شیخ علی الحسکفی - ان کی تصنیف فتاوی در المختار ہی جو تنویر الابصار کی ایک تصنیف ہی۔

محمد علی - پاشا (نائب) ۱۷۶۹ء میں پیدا ہوا ترکی فوج میں ملازمت شروع کی۔ ۱۷۹۹ء میں مصر کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا گیا تاکہ فرانسیسی حملہ آوروں کے مقابلہ میں انگریزوں کا ساتھ دے

یہاں اس کی فوجی قابلیتوں نے اس کو کمانیر کے درجہ پر پہنچا دیا ۱۵۱۷ء میں مصر کی سلطنت کی باگ ترکوں کے ہاتھ میں آچکی تھی۔ اُن کی طرف سے ایک پاشا یا نائب السلطنت حکمراں تھا اور اُس کی مدد کے لیے ایک مجلس جو بیس مملوکی اراکین پر مشتمل تھی مقرر تھی۔ محمد علی جب وقت مصر پہنچا تو اس طرز حکومت کا خاتمہ ہوچکا تھا اور نپولین بوناپارٹ کے حملوں نے مملوکوں کو زیر کر دیا تھا۔ ۱۸۰۱ء میں فرانسیسی انگریزوں سے شکست کھاچکے تھے۔ انگریزوں کے جانے کے بعد ملک میں طوائف الملوکی پیدا ہوگئی۔ محمد علی نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور بقیہ مملوکوں کو قتل کرنے کے بعد خود حکمراں بن گیا۔ انگریزوں نے بھی ۱۸۴۱ء کے عہدنامے کی رو سے اس کو خدیو مصر تسلیم کیا اور نسلاً بعد نسلٍ اس کے خاندان کے لیے حکومت مصر مخصوص کر دی گئی ۱۸۴۹ء میں محمد علی فوت ہوا۔ اس کا پوتا اسمٰعیل پاشا خدیو ہوا۔

محمد علی حزیں۔ دیکھو حزیں۔

محمد علی خاں۔ فیض اللہ خاں روہیلہ نواب رامپور کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ ستمبر ۱۷۹۴ء میں اپنے والد کا جانشین ہوا۔

محمد علی خاں۔ کرناٹک کا نواب۔ انور الدین خاں کا بیٹا تھا۔ اس کے والد کی وفات کے بعد نواب ناصر جنگ نے ۱۷۵۰ء میں اس کو کرناٹک کا نواب تسلیم کرلیا اور انگریزوں کی مدد سے مسند نشین کرایا۔ ۸۰ برس کی عمر میں ۱۳۔ اکتوبر ۱۷۹۵ء کو فوت ہوا۔ اور اس کا فرزند عمدۃ الامرا مسند نشین ہوا۔

محمد علی خاں۔ ریاست ٹونک کے نواب اور پنڈاروں کے سردار امیر خاں کے لڑکا تھے۔ ۱۸۳۴ء میں ٹونک کی گدی پر بیٹھے۔ اور ۱۸۶۷ء میں لاوا کے قتل عام میں معزول ہوئے۔ اور ۱۸۶۷ء میں ریاست پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ کے انتظام میں آگئی اور ان کے بیٹے ابراہیم علی خاں نواب ہوئے جو اب نواب حافظ سر ابراہیم علی خاں بہادر جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے نام سے مشہور رہیں۔ اور اس وقت تک حکمران ہیں

محمد علی شاہ۔ نواب سعادت علی خاں بادشاہ اودھ کا بیٹا۔ نواب نصیر الدولہ خطاب تھا۔ ۸۔ جولائی ۱۸۳۷ء مطابق ۴۔ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ کو اپنے بھتیجے سلیمان جاہ کے بعد انگریزوں کی مدد سے تخت پر بیٹھا اور پانچ سال سلطنت کرنے کے بعد، امئی ۱۸۴۲ء کو وفات ہوئی

محمد عماد ۱۳۱۷ء مطابق ۷۱۳ھ میں گزرا ہے مصباح الہدایت۔ مونس الابرار۔ مثنوی قطعات اور محبت نامہ کا مصنف ہے۔

محمد عوفی۔ مصنف کتب تذکرہ معروف بہ لب الالباب وجامع الحکایات ہے۔ کتاب آخر الذکر ۱۲۲۸ء مطابق ۶۲۵ھ میں تصنیف ہوئی) مرو کا رہنے والا۔ سولھویں صدی عیسوی میں گزرا ہے۔

محمد غزالی۔ دیکھو غزالی۔

محمد غوث جیلانی حضرت شیخ۔ مشہور اولیائے کرام سے ہیں۔ اوچھ میں مزار ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی اولاد سے تھے۔ ۱۳۹۴ء میں اوچھ تشریف

محمد غوث خاں - دیکھو سراج الدولہ محمد غوث خاں

محمد غوث زریں - لکھنؤ کے نواب آصف الدولہ کے زمانہ میں گزرا ہے - بجنور وطن تھا - فارسی زبان میں کتاب بہار درویش لکھی -

محمد غوث شیخ گوالیاری - اکبری عہد کے مشہور شیخ تھے - حاجی حمید الدین نام تھا - غوث العالم لقب نہایت سخت ریاضت میں بسر کی - جنگلوں کے پھل اور بوٹیاں کھا کر یاد الٰہی میں مصروف رہے - ان کے زمانہ میں یہ بات مشہور تھی کہ جو کچھ ان کی زبان سے نکلتا ہے پورا ہوتا ہے - بڑے بڑے امرا اور روسا اپنے اپنے مطالب لیکر حاضر ہوتے اور اُن کے لیے آپ دعا کرتے تھے - آخر عمر میں گوالیار چلے آئے تھے - وہیں بادشاہ کی طرف سے ایک جاگیر نذر کی گئی - ۱۴ ستمبر ۱۵۶۲ء مطابق ۱۴ محرم ۹۷۰ھ کو وصال ہوا (شیخ اولیا بود) سے تاریخ وفات (۹۷۰ھ) نکلتی ہے - آپ کی تصانیف سے گلزار ابرار اور جواہر الخمسہ مشہور ہیں - اول الذکر میں صوفیائے کرام کے حالات درج ہیں - شیخ پھول جن کا مزار بیانہ میں ہے اور جو ہمایوں کی ملازمت میں تھے اور ہندال مرزا کی لڑائی میں کام آئے آپکے بھائی تھے - آپ کے دادا معین الدین قتال کا مزار جونپور میں ہے - والد کا مزار ضلع غازی پور میں ہے جن کا نام قیام الدین تھا - حضرت غوث گوالیاری کے حالات ۱۰۴۳ھ مطابق ۱۶۳۴ء میں مناقب غوثیہ کے نام سے ایک اُن کے ایک معتقد سید فضل اللہ ثانی لکھے تھے -

محمد غوری - دیکھو شہاب الدین غوری -

محمد غیاث الدین - جلال الدین کا بیٹا اور شرف الدین کا پوتا تھا - غیاث اللغات اس کی تصنیف ہے - جس کو چودہ سال کی محنت کے بعد ۱۸۲۶ء مطابق ۱۲۴۲ھ میں ختم کیا - مفتاح الکنوز شرح سکندر نامہ - نسخہ رباغ و بہار اور چند نظمیں اور قصائد بھی یادگار ہیں - ریاست رامپور (روہیل کھنڈ) کا رہنے والا تھا -

محمد قاسم - مشہور تاریخ فرشتہ کا نام ہے - ملاحظہ ہو فرشتہ -

محمد قاسم - دیکھو ناصر الدین قباچہ -

محمد قاسم - حاجی محمد سروری کاشانی کا بیٹا - اور فرہنگ سروری کا مصنف تھا - یہ کتاب فارسی لغت کی ہے اور عباس بہادر خاں شاہ فارس کو ۱۵۹۹ء مطابق ۱۰۰۸ھ میں معنون کی گئی تھی -

محمد قاسم خاں موجی بدخشانی - اس کا تخلص موجی تھا - شاہان ہمایوں اور اکبر کی ملازمت میں ایک افسر تھا - ۱۵۷۱ء مطابق ۹۷۹ھ میں بمقام آگرہ وفات پائی - یوسف و زلیخا جو جامی کی یوسف و زلیخا کے علاوہ ہے اس کی تصنیف ہے -

محمد قاسم سید - داناپور کے رہنے والے تھے - اردو میں اعجاز غوثیہ ان کی تصنیف ہے - جس کو ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۱ھ میں لکھا اس میں حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اور حالات درج ہیں -

محمد قاسم مولوی نانوتوی - ابن شیخ اسد علی بن غلام شاہ - پیدائش ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء بارہ سال کی عمر تک شیخ نہال احمد

نانوتوی و مولوی محمد نیاز سہارنپوری سے کتب عربی و فارسی پڑھکر دہلی گئے اور مولنا مملوک علی نانوتوی مدرس اول مدرسہ دہلی سے تحصیل علوم کی۔ شاہ عبد الغنی محدث دہلوی سے سند حدیث حاصل کی۔ فارغ العلوم ہو کر دہلی کے انگریزی مدرسہ سے بعدہ مطبع احمدی سے تعلق رہا۔ ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۰ء میں حج کو گئے اور وہاں حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی مہاجر کے مرید ہو کر واپس آئے مدرسہ اسلامیہ دیوبند ان کی یادگار ہے ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں دوسری مرتبہ حج کر کے واپس آنے پر دہلی میں تعلیم و تدریس شروع کی ۱۲۹۳ھ میں پادری تاراچند سے چاندپور ضلع شاہجہانپور میں مشہور مناظرہ ہوا۔ ۱۲۹۴ھ میں دیانند سرستی اور عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ کیا۔ یہ دونوں بمقابل نادم اور خجل ہوئے۔ اسی سال تیسری مرتبہ ایک اور حج کیا۔ واپس آکر ۴۔ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ بروز پنجشنبہ وفات پائی۔ قصبہ نانوتہ (سہارنپور) میں مدفون ہوئے رسالہ حجۃ الاسلام۔ مجموعۂ رسائل قاسم العلوم مصابیح التراویح۔ آب حیات۔ تقریر دلپذیر۔ مباحثہ شاہجہانپور ہدیۃ الشیعہ و قبلہ نما وغیرہ ان کی عمدہ تصانیف ہیں۔

محمد قاسم میر۔ عبرت نامہ اس کی تصنیف ہے جس کو اس نے نادر شاہ کے حملے کے بعد ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ میں لکھا اور اس حملے کے حالات قلمبند کیے۔

محمد قطب شاہ۔ خاندان قطب شاہیہ دکن کا پانچواں بادشاہ تھا۔ اپنے چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے بعد ۱۷۔ ذیقعدہ ۱۰۲۰ھ مطابق جنوری ۱۶۱۲ء کو تخت دکن پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کی شہرت ممالک غیر میں بھی پہنچی یہاں تک کہ ابو الفتح شاہ عباس صفوی شاہ ایران نے اپنا سفیر اس کے یہاں بھیجا اور دکن کا سفیر ایران گیا۔ اس کے زمانہ میں لڑائیاں کم ہوئیں۔ حیدرآباد کی مشہور مکہ مسجد اور قلعہ سلطان نگر اور قلعہ محمد نگر و الٰہی محل۔ اسی کے زمانہ میں تعمیر ہوئے۔ ۳۴ سال کی عمر میں ۱۳۔ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵ء میں انتقال کیا۔

محمد قلی خاں۔ الہ آباد کا حاکم تھا۔ مرزا محسن برادر نواب صفدر وزیر اودھ کا بیٹا تھا۔ ۱۷۵۹ء مطابق ۱۱۷۳ھ میں شہزادۂ عالی گہر (جو بعد کو بادشاہ ہوا اور شاہ عالم کا لقب اختیار کیا) اس کے ساتھ پٹنے کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے جاتے ہی پٹنے کا محاصرہ کیا۔ ادھر شجاع الدولہ نے الہ آباد کا محاصرہ کر لیا۔ اس وجہ سے عالی گہر کو پٹنے کا محاصرہ اٹھا کر شجاع الدولہ کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ شجاع الدولہ اور محمد قلی خاں آپس میں چچازاد بھائی تھے اور ایک دوسرے سے رنج رکھتے تھے۔ شجاع الدولہ نے موقع پا کر محمد قلی خاں کو قید کر لیا اور ۱۱۷۵ھ مطابق ۱۷۶۱ء میں قلعہ جلال آباد میں قتل کیا۔ محمد قلی خاں ایک ہونہار امیر تھا۔ اور اس لیے شجاع الدولہ اس کی تخریب کے درپے رہتا تھا۔

محمد قلی سلیم۔ دیکھو سلیم۔

محمد قلی قطب شاہ۔ دیکھو قلی قطب شاہ دوم۔

محمد کاظم مرزا۔ عالمگیر نامہ اس کی تصنیف ہی جو عالمگیری عہد کے ابتدائی دس سال کی تاریخ ہی شہنشاہ عالمگیر کو ۳۳ ویں سال حکومت میں ممنون کی گئی۔ عالمگیر نے سالہائے آیندہ کی تاریخ کا لکھا جانا بند کر دیا۔ شاہ نامہ روزنامہ اور اخبار حسینیہ اسی کی تصنیف سے ہیں۔

محمد گیسو دراز۔ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ اور اپنے وقت کے زبردست شیخ تھے۔ دہلی میں ۳۰۔ جولائی سنہ ۱۳۲۱ء مطابق ۴۔ رجب سنہ ۷۲۱ھ کو پیدا ہوئے اصل نام صدر الدین محمد حسینی ہے۔ گیسو دراز کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں جو ان کو اپنے مرشد کی جانب سے عطا ہوا۔ یا بقول بعض یہ اُن کا خاندانی لقب تھا۔ فیروز شاہ بہمنی کے زمانے میں گلبرگہ تشریف لائے۔ بادشاہ اور اُن کے بھائی احمد شاہ دونوں ان کے مرید تھے۔ انھوں نے دکن میں احمد شاہ کے شروع حکومت ۸۲۵ھ مطابق سنہ ۱۴۲۲ء میں انتقال کیا اور حسن آباد یعنی گلبرگے میں مدفون ہوئے اُن کا عالیشان مقبرہ احمد شاہ کے عہد میں تعمیر ہوا۔ جو اب تک زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ سلاطین دکن کی طرف سے اس کے اخراجات کے لیے جاگیر معاف ہے۔ ان کی ۱۰۵ تصانیف ہیں اُن میں سے آداب المرید وجود العاشقین۔ اسمار الاسرار و عقائد اکبری زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کے دو فرزند سید محمد اکبر اور سید یوسف المعروف بہ سید محمد اصغر جامع کمالات صوری و معنوی تھے۔

محمد محسن خاں حکیم کشمیر کے رہنے والے تھے کول قوم جو کشمیر میں نہایت معزز ہے آپ اُسی نسل سے تھے۔ نواب سید محمد فیض اللہ خاں صاحب بہادر کے عہد میں رام پور آئے۔ نواب صاحب کے فرزند نظام علی خاں صاحب سخت علیل تھے۔ کسی طبیب سے تشخیص مرض نہ ہوئی۔ آپ نے خفقۃ الکبر مرض تجویز کیا اور کتاب سے مطابقت کر دی۔ آپ کے علاج سے صحت ہوگئی۔ تمام شہر رجوع ہوا۔ نواب صاحب نے اپنا اور کل خاندان کا معالج آپ کو مقرر کرا دیا۔ نواب سید احمد علی خاں کی والدہ کے انتقال کے بعد رام پور سے دہلی چلے گئے۔ علاوہ طب کے۔ خوشنویس۔ منشی و مورخ نحوی فن موسیقی کے بھی ماہر تھے۔ فنون درسیہ کے مصطلحات پر بھی اطلاع تھی مباحثہ میں رنج تک نوبت آجاتی تھی مسائل کلامیہ متعلق اختلاف امامیہ و اشاعرہ میں بھی معلومات تھیں۔ گرتری صاحب کے عہد میں میرٹھ کے پرمٹ کے داروغہ ہوگئے میر عبد اللہ عظیم آبادی۔ دیوان کلکٹری سے نزاع کی بدولت موقوف ہوئے۔ دو فرزند تھے۔ ایک محمد حسن خاں دوسرا محمد عابد خاں عابد خاں مرہٹوں کے دور دورہ کے وقت شہر دہلی سے خواجہ قطب علیہ الرحمۃ کے مزار کو جاتے ہوئے رہزنوں کے ہاتھ سے مہرولی کے راستہ میں مارا گیا۔

محمد مظفر۔ اس کا لقب مبارز الدین تھا فارس میں خاندان مظفری کا بانی تھا۔ سلطان

ابوسعید خاں شاہ فارس کے دربار میں ممتاز عہدہ پر تھا۔ مگر اس کی وفات کے بعد ۱۳۳۵ء میں جب بدامنی پھیل گئی تو یزد کو واپس آیا اور اس حصہ ملک پر قبضہ کرلیا۔ ۱۳۵۳ء مطابق ۷۵۴ھ میں شاہ شیخ ابواسحٰق سے شیراز لے لیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد شاہ مذکور کو بھی ہلاک کر کے وہ فارس کا مالک ہوگیا۔ اس کا بیٹا شاہ شجاع ۱۳۵۹ء مطابق ۷۶۰ھ میں بغاوت کر بیٹھا اور باپ کو اندھا کر کے شیراز کا بادشاہ بن گیا۔ محمد مظفر ۱۳۶۴ء مطابق ۷۶۵ھ میں فوت ہوا اس خاندان نے فارس میں ۷۰ برس حکومت کی جس میں سات شہزادے کسی حد تک باقوت تھے۔ آخری دو نے صرف چند ماہ حکومت کی اس خاندان کے حکمراں حسب ذیل ہیں:

(۱) مبارز الدین محمد مظفر۔

(۲) شاہ شجاع پسر مبارز الدین۔

(۳) شاہ محمود برادر شاہ شجاع۔

(۴) سلطان احمد۔

(۵) شاہ منصور پسر مظفر (اس کے زمانہ میں شیراز امیر تیمور کے قبضہ میں آیا)

(۶) شاہ یحیی۔

(۷) شاہ زین العابدین پسر شاہ شجاع۔ آخر الذکر شہزادوں نے صرف چند ماہ حکومت کی۔

محمد معصوم۔ شیخ احمد سرہندی کا بیٹا تھا۔ ۱۵۹۱ء مطابق ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ ۱۶۶۸ء مطابق ۱۰۷۹ھ ۷۰ برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

محمد معصوم نامی امیر۔ بکر (سندھ) کا رہنے والا اکبری عہد کے امراء میں داخل تھا۔ شاعر بھی تھا۔ اس کی پانچ مثنویاں ہیں۔ جن میں پری صورت اور حسن و ناز فارسی ادب میں مشہور ہیں۔ دیوان اور ایک ساقی نامہ بھی یادگار ہے۔ ایک ہزار جمعیت سے فارس کا سفر کیا اور شاہ عباس بادشاہ ایران کا مہمان ہوا۔

محمد مغربی۔ دیکھو مغربی۔

محمد مقیم۔ دیکھو نظام الدین احمد خواجہ۔

محمد والہ اسید۔ رسالہ دستور النظم اس کی تصنیف ہے جو فن عروض میں ہے

محمد ہادی۔ جہانگیری عہد کے امراء میں تھا۔ حکومت کے آخری چار سال میں تزک جہانگیری کے آخری حصہ کی تکمیل کی۔ تزک جہانگیری کا پہلا حصہ جس میں ۱۷ سنہ جلوس جہانگیری تک کے حالات لکھے گئے ہیں۔ خود بادشاہ کا مصنفہ ہے اور دوسرا حصہ معتمد خاں کا لکھا ہوا ہے

محمد ہاشم۔ دیکھو خافی خاں

محمد یوسف۔ اکبری عہد کا ایک شاعر تھا۔ کابل سے ہندوستان آیا۔ اور ۱۵۶۲ء مطابق ۹۷۰ھ میں فوت ہوا۔

محمد یوسف۔ جھجار خاں بدایونی کے بھتیجے اور جانشین تھے۔ صدیقی عبدالرحمانی تھے صوبہ پٹنہ کے ناظم رہے۔ آخر حصہ عمر میں کالنجر کے قلعہ دار تھے۔ وہیں ۸۔ ربیع الاول ۱۰۵۹ھ مطابق ۱۶۴۹ء کو عہد شاہجہانی میں انتقال کیا جنازہ بدایوں لایا گیا۔ مسجد خان واقع بدایوں محلہ سوختہ میں مدفون ہوئے۔ قبر اب تک موجود ہے بدایوں میں ان کی اولاد کا شمار شرفاء میں کیا جاتا ہے۔

محمود۔ قندھاری سردار تھا۔ میرویس اس کا والد تھا ۱۷۱۵ء میں اپنے والد کے مرنے کے بعد

جانشین ہوا۔ ۱۷۲۲ء میں اصفہان کا محاصرہ کیا اور سلطان حسین شاہ صفوی کو زیر کرکے تاج و تخت اپنے قبضہ میں رکھا۔ صفوی خاندان کے ۳۹۔ شہزادوں کو قتل کیا مگر وہ اُسی شب میں مجنون ہو گیا۔ اور ۱۷۲۵ء میں جنون کی حالت میں انتقال کیا۔ اپریل ۱۷۲۵ء میں سرداران ایران نے محمود کے چچا زاد بھائی اشرف کو اپنا بادشاہ منتخب کیا۔

محمود ابن مسعود۔ مصنف کتاب زینت الزمان کا نام ہے۔

محمود اول سلطان۔ شہنشاہ قسطنطنیہ مصطفیٰ ثانی کا فرزند اور احمد سوم کا بھتیجا تھا۔ ۱۷۳۰ء مطابق ۱۱۴۳ھ میں اپنے والد کا جانشین ہوا۔ جارجیا اور آرمینیا کے صوبے اس کے عہد میں نادرشاہ کے مقبوضات میں شامل ہو گئے۔ ۱۷۵۴ء مطابق ۱۱۶۸ھ میں فوت ہوا اور اُس کا بھائی عثمان ثانی جانشین ہوا۔

محمود بن سلطان محمد سلجوقی۔ سلطان سریار اپنے چچا کے زمانہ میں آذربائجان اور عراق کا حاکم رہا۔ ۱۱۳۱ء مطابق ۵۲۵ھ میں فوت ہوا ستی خاتون اور ماہ ملک اس کی دو بیگمیں سلطان سربار کی شہزادیاں تھیں جن کے ساتھ یکے بعد دیگرے اس نے نکاح کیا۔

محمود بن عبداللہ آن فیروزی۔ تاریخ معاصر قطب شاہی اور اسی فن کی ایک دوسری کتاب تاریخ جامع الشخ کا مصنف ہی۔ تیس سال تک قلی قطب شاہ ثانی کی ملازمت کی۔ ۱۶۱۲ء مطابق ۱۰۲۰ھ میں جبکہ قطب شاہ ثانی کی وفات ہوئی یہ مورخ زندہ تھا۔

محمود بن فرج۔ ایک مدعی نبوت گزرا ہی خلیفہ المتوکل کے زمانہ میں اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں موسیٰ ہوں اور دوبارہ زندہ ہوا ہوں خلیفہ نے اس کے دُرّے لگوا کر موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

محمود پوریا پہلوان۔ ایران کے ایک مشہور درویش گزرے ہیں جولاہی کے پیشے سے گزر کرتے تھے۔ کتاب کنز ان کی تصنیف ہی

محمود پارسا خواجہ۔ شہزادہ علاء الدین اور سلطان ابوسعید مرزا کے زمانہ میں ایک شاعر گزرا ہے۔ ۱۴۶۰ء مطابق ۸۶۵ھ میں فوت ہوا

محمود تبریزی۔ مصنف مفتاح الاعجاز ہے اس کتاب میں صوفیائے کرام کا حال اور اُن کی کرامتوں کا ذکر ہے۔ یہ کتاب ۱۴۳۰ء مطابق ۸۳۳ھ میں تصنیف ہوئی۔

محمود شبستری شیخ۔ قصبۂ شبستر واقع ایران کا باشندہ تھا۔ نظم گلشن راز کا مصنف ہے یہ نظم ۱۳۱۷ء مطابق ۷۱۷ھ میں لکھی گئی اپنے وطن شبستر میں ۱۳۲۰ء مطابق ۷۲۰ھ میں فوت ہوا

محمود ثانی سلطان۔ قسطنطنیہ کے سلطان عبدالحمید المعروف بہ احمد چہارم بن مصطفیٰ سوم کا بیٹا تھا۔ عثمان اول بانی خاندان عثمانیہ کی اٹھارہویں پشت میں تھا۔ بتاریخ ۲۰ جولائی ۱۷۸۵ء پیدا ہوا اور بتاریخ ۲۸ جولائی ۱۸۰۸ء م ۱۲۲۳ھ اپنے چچا سلیم سوم کو معزول کرکے تخت نشین ہوا یہ خاندان عثمانیہ کا تیرہواں بادشاہ ہوا۔ اس کے زمانہ میں ۱۸۲۱ء میں یونانیوں نے جنگ کی اور اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ ۱۸۲۸ء میں روس فرانس اور برطانیہ سے جنگ چھڑ گئی اور میدان

نادر بیگ کی شکست کے بعد ترکوں کی فوج اور بیڑا پھر طاقت نہ پکڑ سکا۔ ۳۰۔ جون ۱۸۳۹ء مطابق ۱۲۵۵ھ کو فوت ہوا اور اس کا پسر عبدالمجید بادشاہ ہوا۔

محمود خاں لنگا۔ ملتان کا چوتھا بادشاہ تھا اپنے دادا حسین لنگا کی جگہ اگست ۱۵۰۲ء مطابق صفر ۹۰۸ھ میں تخت نشین ہوا ۲۳ سال حکومت کی حسین ارغوان حاکم ٹھٹہ نے ۱۵۲۴ء میں بابر بادشاہ کا ایمار سے دریائے سندھ عبور کیا اور ملتان کی طرف کوچ کیا وہ ابھی وہاں نہ پہنچا تھا کہ بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ اور اس کا جانشین حسین لنگا ثانی ہوا۔

محمود سعید۔ کتاب تحفۃ المجالس کا مصنف شیخ احمد خطو کا ہمعصر تھا۔ جس کا ذکر اس کی تصنیف میں ہے۔

محمود سلطان غزنی۔ سلطان ناصرالدین سبکتگین والی غزنی کا بڑا بیٹا تھا۔ ۹۹۷ء مطابق ۳۸۷ھ میں جب سبکتگین کا انتقال ہوا تو محمود کا سوتیلا بھائی اسمٰعیل غزنی میں اپنے باپ کا جانشین بن گیا۔ کیونکہ اس وقت محمود خراسان میں حاکم تھا۔ باپ کے مرنے کی خبر پاکر محمود نے غزنی کے شمالی علاقہ پر قابض رہنا چاہا لیکن اسمٰعیل نے یہ شرط منظور نہ کی اور لڑائی چھڑ گئی۔ محمود فتح پا کر ۳۸۹ھ مطابق ۹۹۹ء میں تخت نشین ہوا۔ وہ ایک مجاہد کی حیثیت سے ہندوستان آیا۔ اور سترہ حملے کیے۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور حملے نگرکوٹ۔ متھرا اُجین۔ اجمیر۔ تھانیسر۔ قنوج اور سومنات کے ہیں۔ اس کے زمانہ میں پنجاب حکومت غزنی میں شامل ہوگیا تھا۔ اس عہد میں علم و ہنر کا خوب عروج ہوا۔ ہر قسم کے اہل علم اس کے دربار میں حاضر رہتے بادشاہ خوب قدر دانی کرتا تھا اور نہایت شائستہ زندہ دل سادہ مزاج اور خلیق تھا۔ ۳۲ سال حکومت کی۔ محمود ۱۵ ر دسمبر ۹۶۷ء مطابق ۹ ر محرم ۳۵۷ھ کو پیدا ہوا اور ۲۳۔ ربیع الثانی ۴۲۱ھ مطابق ۳۰۔ اپریل ۱۰۳۰ء کو انتقال کیا غزنی میں دفن ہے۔ قبر پر گرز رکھا ہوا ہے جو اس قدر بھاری ہے کہ کوئی شخص اٹھا نہیں سکتا۔ اس کا چھوٹا بیٹا محمد جانشین ہوا۔ اس کی حکومت کو پانچ ماہ گزرے تھے کہ اس کے دوسرے بھائی مسعود نے اس کو اندھا کر دیا اور خود بادشاہ بن گیا۔

محمود سلطان غوری۔ ملاحظہ ہو غیاث الدین محمود غوری۔

محمود سید۔ ۲۴۔ مئی ۱۸۵۰ء کو دہلی میں پیدا ہوئے سرسید احمد خاں مرحوم کے چھوٹے بیٹے تھے۔ اپریل ۱۸۶۹ء میں بیرسٹری کی تعلیم کے لیے ولایت گئے۔ ۱۸۷۲ء میں بیرسٹری پاس کر کے واپس آئے۔ علیگڑھ کالج قائم کرنے میں سرسید مرحوم کے قوت بازو تھے۔ اُن کے اُصول و قواعد اور مسلم یونیورسٹی کی مشہور اسکیم انھیں کے دماغ سے نکلی تھی ۱۸۸۱ء میں سرسالار جنگ بہادر نے ان کو حیدرآباد بلایا اور دو ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کی۔ چند ماہ رہکر وہاں سے چلے آئے اور صوبہ متحدہ میں رائے بریلی کے جج مقرر ہو گئے۔ اس کے بعد ہائی کورٹ الہ آباد کی ججی پر ممتاز ہوئے۔ اور یہ پہلے ہندوستانی تھے جو اس صوبہ

ہیں ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ اپنے زمانۂ ججی میں اونھوں نے وہ قانونی نکات حل کیے جو نظائر کی جان سمجھے جاتے ہیں۔ آخر ۱۸۹۳ء میں مستعفی ہوگئے۔ پنشن پاکر کالج کی خدمت میں مصروف ہوگئے۔ آخر زمانہ میں سیتاپور میں بیرسٹری کرتے رہے۔ وہیں ۸ مئی ۱۹۰۱ء کو انتقال کیا۔ فن شعر سے بھی مناسبت تھی۔ فارسی اساتذہ کا بہت سا کلام برزبان تھا

ل کانٹے بچھانہ راہ میں اے حسرت وصال
نازک ہیں رہروانِ غریب الوطن کے پاؤں

ان کا مشہور شعر ہے۔ اُن کی قانون شہادت کی شرح بہت مقبول ہے۔ ان کے بیٹے سید راس مسعود بی۔ اے۔ آکسن بیرسٹرایٹ لا المخاطب بہ نواب مسعود جنگ آج کل سرکار نظام دکن میں ناظم تعلیمات ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں۔

محمود شاہ۔ تیمور شاہ بن احمد شاہ ابدالی کا بیٹا تھا۔ دوست محمد خاں والیِ کابل نے جب اس کو نکال دیا تو یہ ہرات پر قابض ہوگیا اور چند سال حکمرانی کی۔ ۱۸۲۹ء میں وفات پائی اور اس کا پسر کامران جانشین ہوا۔

محمود شاہ اول الملقب بہ بیگڑا۔ محمد شاہ کا بیٹا اور قطب شاہ کا بھائی تھا۔ جون ۱۴۵۹ء مطابق شعبان ۸۶۳ھ میں داؤد شاہ کو معزول کرنے کے بعد گجرات کے تخت پر بیٹھا۔ ۱۴۸۷ء مطابق ۸۹۲ھ میں شہر احمد آباد کی چار دیواری تعمیر کرائی اور اُس کو محصور کردیا۔ اُس کے دروازے پر "من دخل کان آمناً" لکھکر نصب کرادیا جس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص اس شہر کے اندر آگیا وہ امن میں ہوگیا۔ اس کے بعد دو مرتبہ دکن پر چڑھائی کی ۵۵ سال حکومت کی اور ۲۳۔ نومبر ۱۵۱۱ء مطابق ۱۲۔ رمضان ۹۱۷ھ کو انتقال کیا نواح احمد آباد مقام سرکھج میں شیخ احمد کھٹو کے مقبرہ کے پاس دفن ہے۔ مظفر شاہ ثانی اس کا بیٹا جانشین ہوا

محمود شاہ بہمنی اول۔ بہمنی شاہان دکن میں پانچواں حکمران اور سلطان علاء الدین حسن کا سب سے بڑا بیٹا ہے۔ اپنے بھائی داؤد شاہ کے بعد مئی ۱۳۷۸ء مطابق محرم ۷۸۰ھ میں گلبرگہ کا حکمراں ہوا۔ ۱۹ سال ۹ ماہ ۲۴ یوم قمری حکومت کی بتاریخ ۲۰۔ اپریل ۱۳۹۷ء مطابق ۲۱۔ رجب ۷۹۹ھ فوت ہوا۔ سلطان غیاث الدین محمود اس کا جانشین ہوا۔ محمود شاہ علم دوست تھا۔ اس کے زمانہ میں عرب و فارس سے شعراء ہندوستان آئے اور اس کے دربار سے انعام واکرام پائے۔ میر فیض اللہ انجو نے شاعری ہی کے ذریعے سے دربار میں رسوخ پایا تھا۔ ایک مرتبہ قصیدہ کے صلہ میں ان کو ایک ہزار اشرفیاں انعام ملی تھیں اور بعد کو قاضی مقرر ہوئے تھے اس کے بعد اپنے وطن کو گئے۔ اور رخصت کے وقت بادشاہ نے بہت سا مال و دولت مرحمت کیا۔ خواجہ حافظ بھی دکن آنے کے بعد بہت آرزومند تھے مگر نہ آسکے۔

محمود شاہ بہمنی ثانی۔ دکن کے خاندان بہمنی کا چودھواں بادشاہ تھا۔ اپنے باپ محمد شاہ ثانی کے تخت احمد آباد بیدر پر مارچ ۱۴۸۲ء مطابق صفر ۸۸۷ھ بارہ سال کی عمر میں جانشین ہوا۔ ۳۷ سال قمری حکومت کی۔ بتاریخ ۱۸۔ دسمبر ۱۵۱۸ء مطابق ۴ ذی الحجہ

۹۲۳ھ فوت ہوا۔ اس کی سی و ہفت سالہ حکومت میں خانہ جنگیاں اور مشکلات درپیش رہیں جن کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس کے مرتے ہی بہمنی خاندان کا چراغ ٹمٹمانے لگا۔ ہر صوبے کا صوبیدار خود مختار ہوگیا۔ احمد شاہ ثانی اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

محمود شاہ پوربی ۔ ۱۴۹۴ء مطابق ۸۹۹ھ میں تخت بنگالہ پر اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ قریب ایک سال حکومت کی۔ شیدی بدر نے قتل کیا جو مظفر شاہ کے لقب سے ۱۴۹۵ء مطابق ۹۰۰ھ میں بادشاہ ہوا۔

محمود شاہ تغلق سلطان ۔ محمد شاہ کا چھوٹا بیٹا اور تغلق خاندان کا آخری بادشاہ تھا اپریل ۱۳۹۴ء مطابق جمادی الثانی ۷۹۶ھ میں اپنے بھائی ہمایوں کے بعد تخت دہلی پر متمکن ہوا۔ اس وقت اس کی عمر دس سال کی تھی۔ امرا اور سردار باغی ہوگئے۔ اس کے رقیب نصرت خاں نے جو اس کا چچا زاد بھائی تھا۔ جدید دہلی میں اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا اور یہ صرف قدیم دہلی کی شہر پناہ کے اندر قلعہ بند رہا۔ اس کے اصلی وزیر خواجہ جہاں نے موقع پاکر جونپور میں ایک نئی حکومت کی بنیاد ڈالی جو شرقی حکومت کے نام سے مشہور ہوئی اقبال خاں نامی ایک امیر اس کے نام سے اصلی حکمراں تھا۔ اور صرف پانچ پرگنے دہلی کے نواح میں اس کے قبضہ میں تھے۔ اسی زمانے میں امیر تیمور نے ۱۳۹۸ء مطابق ۸۰۱ھ میں ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی کو خوب لوٹا یہ شکست کھا کر گجرات کو بھاگ گیا۔ جب امیر تیمور دہلی سے ایران کو چلا گیا۔ نصرت خاں بادشاہ ہوگیا۔ ان کے بعد اقبال خاں ۱۴۰۰ء میں حکمراں ہوا۔ اقبال خاں کے مرنے پر محمود شاہ نے گجرات سے واپس آکر ۱۴۰۵ء میں دوبارہ تخت دہلی پر قدم رکھا۔ تمام صوبے خود مختار ہو چکے تھے۔ صرف برائے نام بادشاہت رہ گئی تھی۔ ۱۴ مارچ ۱۴۱۲ء مطابق ۸۱۵ھ میں انتقال کیا۔ دولت خاں لودی اس کا جانشین ہوا

محمود شاہ ثالث ۔ لطیف خاں برادر بہادر شاہ کا پسر تھا۔ بعد وفات میراں محمود شاہ اپریل ۱۵۳۷ء مطابق ذی قعدہ ۹۴۳ھ میں گجرات کے تخت پر بیٹھا۔ اس کے عہد میں تقریباً ۱۵۴۰ء مطابق ۹۴۷ھ میں سمندر کے کنارہ قلعہ سورت کو خداوند خاں نے مکمل کیا اس سے پہلے ساحل غیر محفوظ تھا اور آئے دن حملے ہوتے تھے۔ قلعے کی تعمیر سے بیرونی حملے رک گئے اور حفاظت جان و مال کی ہوگئی۔ محمود شاہ نے قریب ۱۸ سال حکومت کی۔ ۱۶ فروری ۱۵۵۴ء مطابق ۱۳۔ ربیع الاول ۹۵۹ھ کو خواب کی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ وجہ قتل یہ بیان کی جاتی ہے کہ ملا برہان کو جو بادشاہ کا پیش امام تھا۔ بادشاہ بننے کی آرزو پیدا ہوگئی تھی۔ اسی کے اشارے سے یہ قتل واقع ہوا۔ اسی سال سلیم شاہ سور بادشاہ دہلی اور نظام شاہ بحری بادشاہ احمد نگر نے انتقال کیا۔ ان ہر سہ سلاطین کی ایک ساتھ وفات کا ایک شاعر نے "زوال خسروان" مادہ تاریخ نکالا جس سے ۹۵۹ھ نکلتے ہیں۔ محمود اپنے والد کے مقبرے کے پاس سرکھج

میں دفن ہوا۔ اور احمد شاہ ثانی اس کا جانشین ہوا۔

محمود شاہ ثانی۔ ناصر خاں نام مظفر شاہ ثانی کا دوسرا بیٹا تھا۔ اپنے بڑے بھائی سکندر شاہ کے قتل کے بعد مئی ۱۵۶۲ء مطابق شعبان ۹۳۲ھ میں گجرات کے تخت پر بیٹھا۔ تین ماہ حکومت کرنے پایا تھا کہ اس کے بھائی بہادر شاہ نے جونپور سے واپس آکر اُس کو تخت سے اُتار دیا اور اُسی سال بتاریخ ۲۰۔ اگست مطابق ۱۵۔ ذیقعدہ ۹۳۲ھ تخت نشین ہوا۔ محمود شاہ ۱۵۲۷ء مطابق ۹۳۳ھ میں فوت ہوا۔

محمود شاہ خلجی اوّل۔ خانجہاں۔ خلجی کا بیٹا تھا ہوشنگ شاہ کا وزیر اعظم تھا۔ ہوشنگ کے مرنے کے بعد محمد شاہ مالوہ کا بادشاہ ہوا اس کو محمود شاہ نے زہر دیکر مروا ڈالا اور خود تخت مالوہ پر ۱۵۔ مئی ۱۴۳۶ء مطابق ۲۹۔ شوال ۸۳۹ھ کو بیٹھ گیا۔ ۳۴۔ سال حکومت کی۔ ۸۷۳ھ مطابق ۱۴۶۹ء میں انتقال کیا۔ "نشینی جنت" تاریخ وفات ہے۔ اس کے بعد مالوہ میں حسب ذیل بادشاہ ہوئے۔

غیاث الدین خلجی پسر۔ مدت حکومت ۳۳ سال۔

سلطان محمود دوم۔ ۱۵۱۱ء لغایۃ ۱۵۳۱ء حکومت کی ۱۵۳۱ء میں بہادر شاہ بادشاہ گجرات نے قتل کرکے ۱۵۳۱ء میں مالوے کو اپنی حکومت میں شامل کرلیا۔ اور مالوے کی خود مختار حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

محمود شاہ شرقی سلطان۔ اپنے باپ سلطان ابراہیم شاہ شرقی کی وفات پر ۱۴۴۰ء مطابق ۸۴۴ھ میں جونپور کے تخت پر بیٹھا۔ سترہ سال حکومت کی۔ ۱۴۵۷ء مطابق ۸۶۲ھ میں فوت ہوا۔ اس کا بڑا بیٹا بھیکن خاں محمد شاہ شرقی کے لقب سے بادشاہ ہوا۔

محمود شوستری۔ حق الیقین جو اہل شیعہ کی مشہور مذہبی کتاب ہے۔ اور ایران میں جس کی بہت کچھ قدر کی جاتی ہے اون کی تصنیف سے ہی۔

محمود گاواں خواجہ۔ تاریخ میں خواجہ جہاں ملک التجار کے نام سے مشہور ہی۔ نظام شاہ بہمنی بادشاہ دکن کا وزیر تھا۔ محمد دوم کے وقت میں وکیل السلطنت کا عہدہ اس کو دیا گیا اس کے بہت سے مخالف پیدا ہوگئے تھے جنھوں نے بادشاہ کو اس سے ناراض کردیا اور ایک جعلی خط بنا کر بادشاہ کے حضور میں پیش کیا۔ جس کی سزا میں بادشاہ نے ۵۔ اپریل ۱۴۸۱ء مطابق ۵ صفر ۸۸۶ھ کو قتل کرادیا۔ بادشاہ کے کان اس درجہ بھر دیے تھے کہ اُس نے تحقیقات بھی نہ کی اور بلا تحقیقات قتل کا حکم دیدیا۔ محمود نظم و نثر میں کامل دستگاہ رکھتا تھا روضۃ الانشاء کا مصنف ہی۔ مولنا جامی کا ہمعصر تھا۔ اور اُن سے خط وکتابت رکھتا تھا مولینا جامی کے بعض خطوط اس کی کتاب میں پائے جاتے ہیں۔

محمود ملا جونپوری بن محمد فاروق ۹۹۳ھ مطابق ۱۵۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ اُستاد الملک ملا افضل کے شاگرد تھے۔ شیوخ فاروقی سے ہیں اپنے زمانہ کے عالم اجل تھے۔ شاہجہاں نے ان کی شہرت سُن کر دربار میں جگہ دی مگر یہہ دربار دہلی سے چلے آئے اور جونپور میں گوشہ نشینی اختیار کی مگر درس وتدریس کا

شغل جاری رکھا۔ شمس بازغہ اور حواشی فرید نی شرح الزائد ان کی مشہور تصانیف ہیں جن کو سنہ ۱۶۳۳ء مطابق سنہ ۱۰۴۳ھ میں تصنیف کیا۔ سنہ ۱۶۵۲ء مطابق سنہ ۱۰۶۲ھ میں فوت ہوئے ان کی قبر جونپور میں کس مپرسی کی حالت میں ہے جس کے قریب ان کا سکنی مکان بھی کھنڈر پڑا ہوا ہے۔

محمود ملقب بہ برہان الشریعت۔ ساتویں صدی ہجری کے عربی مصنف ہیں۔ وقایہ ان کی مشہور تصنیف ہے جو ہدایہ سے پہلے پڑھی جاتی ہے اور اب تک عربی درس میں داخل ہے

محی الدین۔ مصنف کتاب رزم معروف بہ تاریخ نجیب نامہ جو نجیب خاں کی تعریف میں ہے جن کا لقب نجیب الدولہ تھا یہ ایک افغانی سردار عہد عالمگیر ثانی شاہ دہلی میں گزرے ہیں

محی الدین عربی شیخ۔ ملاحظہ ہو ابن عربی۔

محی الدین طوسی شیخ۔ طوس کے رہنے والے تھے۔ کنز العاشقین ان کی تصنیف ہے جس میں کیمیائے سعادت کا خلاصہ ہے جو فن تصوف میں لکھی گئی ہے۔

محی الدین عبد القادر بن ابی الوافہ۔ ملاحظہ ہو عبد القادر بن ابی الوافہ مصری۔

محیط۔ ملاحظہ ہو امام حسن نقشی۔

مختار الدولہ۔ ملاحظہ ہو مرتضیٰ خاں۔

مختار بن محمود بن محمد زاہدی ابو الرجا الغزمینی
اصل نام نجم الدین تھا۔ کتاب قنیت المنیت کے مصنف ہیں۔ جس میں مستند فقہا کے فتوے درج ہیں۔ سنہ ۱۲۵۹ء مطابق سنہ ۶۵۸ھ میں فوت ہوئے۔

مختار خاں۔ یہ سید تھے۔ ان کا مزار اجین میں راجہ جے سنگھ کے جنتر منتر سے شمال کی جانب بجنسہ مقبرہ کے ہے جس پر یہ قطعہ لکھا ہوا ہے

معدن فضل و کرم مختار خاں
حامی دین مالک تیغ و نگیں
آسماں قدرے کہ مہر دولتش
کرد روشن سربسر روئے زمیں
آں سہی سرو ریاض مرتضیٰ
آں گل بستان خیر المرسلین
ریخت چوں فردوس رنگ روضہ
گلشن ہمیش بر روئے زمیں
ہر گلش رشک بہار جنت است
بلبلانش در ترنم بے قریں
در طراوت رنگ گلزار ارم
از صفا آرام گاہ حور عین
ہے تراوہ از زبان ہر گیاہ
ذکر طبتم فادخلوھا خالدین

مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ ملاحظہ ہو شیخ جلال۔

مخفی۔ شہزادی زیب النساء دختر بادشاہ عالمگیر کا تخلص ہے۔ ایک دیوان اور ایک تفسیر اس کی تصنیف سے ہیں۔ نور جہاں بیگم بھی مخفی تخلص کرتی تھی۔

مخلص۔ مرزا بیدل کے شاگرد تھے۔ پچاس ہزار اشعار کا دیوان چھوڑا۔ احمد شاہ بادشاہ دہلی کے سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۷۵۱ء مطابق سنہ ۱۱۶۴ھ میں فوت ہوئے۔ مخلص ہندی کے نام سے مشہور ہیں۔ مخلص کاشی دوسرے شاعر تھے جو ایران کے رہنے والے تھے۔

مداری مل - بدایۃ العیون کا مصنف ہے۔ اس کتاب میں انشائے فارسی کے طریقے اور نمونے درج ہیں

مدحت پاشا - ۱۸۲۲ء میں قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے ان کے والد کا نام علی آفندی تھا۔ ان کی تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہ ہو سکا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ان کو خوشخطی سکھائی گئی جو اُس زمانہ میں ایک ممتاز فن سمجھا جاتا تھا۔ ابتداءً یہ صدارت عظمیٰ کے محکمۂ معتمدی میں ملازم ہوئے۔ ۱۸۴۳ء میں ایک مجلس کے معتمد ہو کر قونیہ گئے ۱۸۴۵ء میں دوم معتمد اور پھر اول معتمد مقرر ہوئے ۱۸۵۵ء میں مسئلہ بلقان کے حل پر مقرر ہو کر مہم بلقان پر روانہ ہوئے ۱۸۵۸ء میں مالی و ملکی محکموں کا تجربہ حاصل کرنے کی غرض سے یورپ بھیجے گئے۔ آپ نے اپنی ملک و قوم کو کافی نفع پہنچایا۔ بغداد و کاظمیہ کے درمیان ٹریموے کا اجرا کیا۔ کپڑا بننے کے کارخانے۔ ہر قصبہ میں مدارس، شفاخانے اور بنک قائم کیے۔ یہ دستوری حکومت کے موئدین میں سے تھے اور اس تحریک کو کامیاب بنانے میں خاص کوشش کرتے تھے۔ دستوری حکومت قائم ہو جانے کے بعد دولت عثمانیہ سے مدحت پاشا کا اخراج کیا گیا اور وہ اطالوی بندرگاہ "برنڈزی" میں رکھے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی تقدیر نے یاوری کی اور مدحت پاشا شام کے گورنر بنا کر دمشق بھیجے گئے۔ ۱۸۸۰ء میں صوبہ "ازمیر" کے گورنر بنائے گئے۔ اسی زمانہ میں وہ سلطان عبدالعزیز کے قتل میں متہم ہوئے اور اُن پر باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا اور عدالت نے ان کو پھانسی کا حکم دیا۔ مگر دول یورپ کی سعی اور کوشش سے یہ سزا جلاوطنی سے بدل گئی اور مدحت پاشا بحیثیت جلاوطن طایف میں رکھے گئے۔ ۲۶- اپریل ۱۸۸۳ء کو رات کے وقت چند اشخاص مدحت پاشا کے کمرہ میں گھس آئے اور اُن کا گلا گھونٹ کر اُن کی زیست کا خاتمہ کر دیا۔

مذاق میاں - دلدار علی (مولوی) ابن شیخ نثار علی صدیقی محمدی بدایونی ولادت ۱۲۔ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء بدایوں میں ہوئی خاقانی ہند ذوقؔ دہلوی کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ مذاق تخلص کرتے تھے۔ زانوئے شاگردی تہ کرتے وقت فی البدیہہ قطعہ کہہ کر اُستاد کو سنایا تھا۔

کیا کہوں عرض اشتیاق اپنا
شعر کہنا غرض تھا شاق اپنا
ذوق تھا یہ تہِ تلمذ کا
کہ تخلص کیا مذاق اپنا

انتقال سے ۳۰ سال قبل عاشقانہ شعر کہنا چھوڑ دیا تھا۔ صرف نعت و منقبت لکھا کرتے تھے اور ذکر و شغل میں مشائخانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ کبھی اپنا دیوان مرتب کرنے کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ زمانہ شباب کے عاشقانہ کلام کا بڑا حصہ ضائع ہو گیا۔ انتقال کے بعد بعض شاگردوں نے آپ کے کلام کا ایک مجموعہ مرتب کیا۔ جس میں ہر قسم کا کلام داخل ہے۔ آپ کا انتقال ۱۱۔ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء بدایوں میں ہوا۔ بدایوں سے بریلی جانے والی پختہ سڑک کے قریب قاضی محلہ سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر آپ کا مزار ہے۔ جہاں ہر سال عرس ہوتا ہے۔

مراد اوّل - تاریخ میں مراد خان غازی کے نام سے

مشہور ہے۔ عثمانی حکومت ترکی کا تیسرا بادشاہ تھا اپنے والد اورخان کے بعد ۱۳۵۹ء مطابق ۷۶۰ھ میں تخت پر بیٹھا۔ ایشیا سے اپنا پایہ تخت منتقل کر کے سب سے پہلے ایڈریانوپل کو ۱۳۶۶ء میں دارالخلافہ مقرر کیا۔ یہ ایک بہادر بادشاہ تھا۔ ۳۷ فتوحات حاصل کیں۔ آخری لڑائی میں ایک سپاہی نے اکہتر برس کی عمر میں ۱۳۸۹ء مطابق ۷۹۱ھ شہید کر دیا۔ اس کا بیٹا بایزید اول جانشین ہوا۔

مراد بخش سلطان۔ عالمگیر بادشاہ کا چھوٹا بھائی تھا۔ شاہجہاں کے عہد میں گجرات اور ٹھٹہ کا صوبہ دار تھا۔ اس کو عالمگیر نے آپس کی خانہ جنگی کے بعد قید کر لیا۔ اور ۱۶۶۲ء مطابق ۱۰۷۲ھ میں قلعۂ گوالیار میں قتل کرا دیا۔ وہیں دفن ہے۔

مراد ثالث۔ دسمبر ۱۵۷۴ء مطابق شعبان ۹۸۲ھ میں اپنے والد سلطان سلیم ثانی کا جانشین ہوا۔ اور ترکی حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اُس نے اپنے مخالفین سے جنگ کی اور ایران، آرمینیا میڈیا اور شہر تارس کو فتح کیا اور اہل ہنگری سے قلعہ گینو چھین لیا۔ بتاریخ ۱۸ جنوری ۱۵۹۵ء مطابق جمادی الاول ۱۰۰۳ھ انتقال کیا۔ اس کا بیٹا سلطان محمد سوم جانشین ہوا۔ "فتوحات شام" اسی کی تصنیف ہے۔ جس دن مراد ثالث نے دنیا سے کوچ کیا۔ اُس دن ایک آندھی کا ایسا سخت طوفان آیا جس کو دیکھ کر لوگ یہ کہنے لگے کہ آج قیامت آنے والی ہے۔

مراد ثانی سلطان۔ محمد اول کے بعد ۱۴۲۱ء مطابق ۸۲۵ھ ہجری میں ترکی کے تخت پر بیٹھا یہ پہلا ترک عثمانی بادشاہ ہوا تھا۔ جس نے میدان جنگ میں توپ کا استعمال کیا۔ اس نے اپنی ہی زندگی میں تخت اپنے بیٹے محمد دوم کے حق میں چھوڑ دیا تھا۔ مگر بیٹا ناقابل ثابت ہوا اس لیئے اس کو عنان حکومت پھر ہاتھ میں لینی پڑی اور مشہور سکندر بیگ کا مقابلہ کیا۔ اہل ہنگری کو شکست دی۔ ۲ فروری ۱۴۵۱ء مطابق ۸۵۴ھ ہجری کو وفات پائی۔ محمد دوم جانشین ہوا۔

مراد رابع سلطان۔ احمد اول بادشاہ ترکی کا بیٹا تھا۔ اپنے چچا مصطفےٰ اول کی معزولی کے بعد ۱۶۲۳ء مطابق ۱۰۳۲ھ میں بادشاہ ہوا ۱۶۳۷ء میں بغداد کو فتح کیا۔ ۸ فروری ۱۶۴۰ء مطابق ۱۰۴۹ھ کو شراب نوشی کی کثرت سے ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابراہیم بادشاہ ہوا۔

مراد مرزا۔ اکبر کا دوسرا بیٹا سلیمہ بیگم کے بطن سے تھا۔ ۸ جون ۱۵۷۰ء مطابق ۹۷۸ھ کو بمقام فتح پور سیکری پیدا ہوا۔ ۱۵۹۵ء مطابق ۱۰۰۴ھ میں اکبر نے اس کو دکن کی مہم پر بھیجا اور کثرت مے نوشی کی وجہ سے بتاریخ یکم مئی ۱۵۹۹ء عیسوی مطابق ۱۵ شوال ۱۰۰۷ھ وفات پائی شاہ پور میں سپرد خاک ہوا۔ بعد کو لاش دہلی لائی گئی اور ہمایوں کے مقبرہ میں دفن کی گئی۔

مرتضیٰ خاں۔ دوست علی نواب ارکاٹ کا داماد اور بھتیجا۔ اُس نے صفدر علی پسر دوست علی کو زہر دلوایا۔ اور اُس کے بعد ڈوپلے نے اُس کی دولتمندی کا شہرہ سُن کر اس کو ارکاٹ کی مسند پر بٹھایا مگر تھوڑے

دنوں کے بعد یہ گدی سے دست بردار ہو گیا اور ویلور کو چلا گیا۔

مرتضیٰ خاں انجو۔ شاہجہانی عہد کا سردار اور صوبہ دار ٹھٹھہ تھا۔ ۱۶۲۹ء عیسوی مطابق ۱۰۳۸ھ ہجری میں فوت ہوا۔

مرتضیٰ خاں سیار۔ آصف الدولہ نے اس کو اپنے مسند نشین ہونے کے وقت نائب السلطنت مقرر کر کے مختار الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ لیکن ایک خواجہ سرا کی عداوت سے بتاریخ ۱۲ مارچ ۱۷۷۶ء مطابق صفر ۱۱۹۰ھ قتل ہوا اور قاتل کو بھی شاہی حکم سے یہی روز بد دیکھنا پڑا۔

مرتضیٰ نظام شاہ ۱۔ اپنے والد حسین نظام شاہ والی احمد نگر کی وفات کے بعد ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۲ھ میں تخت احمد نگر کا مالک ہوا۔ اس وقت یہ نابالغ تھا۔ لہذا چھ سال تک اس کی والدہ کنیزہ سلطانہ اس کی اتالیق رہی ۲۴ سال حکومت کی۔ اس کے بعد فاتر العقل ہو گیا اس کے بیٹے میراں حسین شاہ نے اس مجنون بادشاہ کو حمام میں بند کر کے مار ڈالا اور خود ۱۵۔ جنوری ۱۵۸۹ء مطابق ۸ ربیع الاول ۹۹۷ھ کو بادشاہ بن بیٹھا۔

مرتضیٰ نظام شاہ ثانی۔ نظام شاہیوں کے خاندان سے احمد نگر کا برائے نام بادشاہ تھا ملک عنبر کی مدد سے ۱۶۰۰ء مطابق ۱۰۰۹ھ میں بادشاہ ہوا۔ ۱۶۲۸ء مطابق ۱۰۳۸ھ میں فتح خاں پسر ملک عنبر کے ہاتھ سے قتل ہوا اس کے بعد اس کا ایک دہ سالہ بیٹا حسین بادشاہ ہوا جو بعد کو شاہجہاں کا قیدی ہو کر قلعۂ گوار لیار میں رہا۔

مرزا جان۔ جانی تخلص۔ مرزا جان جاناں کے والد تھے۔

مرزا جاناں۔ وزارت کے عہدے پر مامور تھا۔ عہد عالمگیر میں ۱۶۸۳ء مطابق ۱۰۹۵ھ میں فوت ہوا۔ اس کی قبر وزیر غازی کی قبر کے پاس ٹھٹھے میں اب تک موجود ہے اور اس پر سال وفات مندرجۂ بالا کندہ ہے۔

مرزا خان۔ کتاب تحفۃ الہند۔ اس کی تصنیف ہے جو ہند۔ و لٹریچر (ادب) پر لکھی گئی اور اعظم شاہ کے نام پر معنون کی گئی تھی۔

اس میں فن موسیقی کا حصہ "راگ ارنروا" اور "راگ درپن" سے لیا گیا ہے۔

مرزا رستم۔ قندھار کے ایک شہزادہ کا نام ہے مرزا سلطان حسین نبیرہ شاہ اسمٰعیل بادشاہ ایران کا بیٹا تھا۔ اپنے بھائیوں اور ازبکوں کے مظالم سے تنگ آکر ہندوستان چلا آیا تھا۔ ۱۵۹۳ء مطابق ۱۰۰۱ھ میں اکبر کے دربار میں رسائی ہوئی۔ بادشاہ کو قندھار کا قلعہ نذر کیا جس کے عوض میں اکبر نے اس کو مالوہ کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ مقربین شاہی میں داخل تھا۔

مرزا شفیع۔ مرزا نجف خاں وزیر کا بھتیجا تھا مرزا کی وفات پر جانشینی کے متعلق افراسیاب سے لڑائی ہوئی اور ۲۳ ستمبر ۱۷۸۳ء مطابق ۱۱۹۷ھ میں محمد بیگ ہمدانی کے ہاتھ سے قلعۂ آگرہ کے سامنے قتل کر دیا گیا۔

مرزا علی خاں (لطف) اس کا والد نادر شاہ کے ساتھ ہندوستان آیا اور یہیں سکونت

اختیار کرلی۔ استر آباد کا رہنے والا تھا۔ رفتہ رفتہ دربار دہلی میں رسائی ہوگئی۔ مرزا علی خاں نے سب سے پہلا تذکرہ اُردو زبان میں لکھا جو سنہ ۱۸۰۱ء میں شایع ہوا اور اُس کا نام گلشن ہند رکھا گیا اس سے پہلے جس قدر تذکرے لکھے گئے تھے اُن میں شعرا کا حال فارسی زبان میں تھا اور کلام اُردو ہوتا تھا۔ گلشن ہند میں حال اور کلام دونوں اُردو میں ہیں۔ اس کا سلسلۂ شاعری مرزا سودا کے واسطے سے مرزا حاتم تک پہنچتا ہی۔ حیدر آباد میں فوت ہوا۔

مرزا محمد۔ بلبل تخلص تھا۔ فن بربط نوازی میں ماہر تھا۔ ایران میں ابتک یہ بات مشہور چلی آتی ہی کہ جس وقت وہ بربط بجاتا تھا بلبلیں درختوں پر خوشی سے وجد کرتی تھیں اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑتی تھیں۔

مرزا محسن۔ برادر نواب صفدر جنگ اس کا خطاب نواب عزت الدولہ تھا۔

مرزا مہر نصیر۔ کریم خاں شاہ ایران کی ملازمت میں ایک طبیب تھا۔ فن شعر سے بھی ذوق رکھتا تھا۔ اس کی بہت سی نظموں میں ایک مثنوی مشہور ہی۔ اس نے سنہ ۱۷۷۰ء مطابق سنہ ۱۱۸۴ھ کا زمانہ پایا تھا۔

مرزا نجف۔ ملاحظہ ہو نجف خاں۔

مرزا نصیر۔ ایک شاعر تھا۔ شاہ عالم کے عہد میں ماژندران سے ہندوستان آیا۔ اس کے بیٹے ملک خاں نے نواب صمصام الدولہ ملک محمد خاں دلیر جنگ کا خطاب حاصل کیا۔

مرزا نصیر۔ نواب شجاع الدولہ کے پرنانا کا نام ہی۔ بادشاہ بہادر شاہ بن عالمگیر کے ابتدائی زمانہ میں فارس سے ہندوستان آیا۔ سنہ ۱۷۰۸ء مطابق سنہ ۱۱۲۰ھ میں پٹنے میں ایک ذمہ داری کے عہدے پر ممتاز ہوا اور میں فوت ہوا۔ پٹنے میں ابتک اس کی قبر موجود ہی اس کے دو بیٹے تھے۔ جن میں ایک صاحبزادہ محمد امین نامی اپنے باپ کے انتقال کی خبر سن کر سنہ ۱۷۱۳ء میں فارس سے ہندوستان آکر فرخ سیر کے عہد میں آگرہ کی قلعہ داری پر مقرر ہوا اور رفتہ رفتہ برہان الملک سعادت خاں کے لقب سے وزارت اودھ پر فائز ہوا۔

مرشد قلی خاں۔ عہد شاہجہانی میں متھرا کا فوجدار تھا۔ سنہ ۱۶۳۸ء مطابق سنہ ۱۰۴۸ھ میں وہیں مارا گیا۔

مرشد قلی خاں رستم جنگ۔ شجاع الدین صوبیدار بنگال کا داماد تھا۔ رستم جنگ نام کٹک کا ناظم تھا۔ مہابت جنگ نواب بنگال سے شکست کھاکر سنہ ۱۷۳۹ء میں دکن چلا گیا۔ وہیں فوت ہوا۔ شاعر بھی تھا۔ سرشار تخلص تھا۔

مرشد قلی خاں نواب بنگال۔ ملاحظہ ہو جعفر خاں۔

مرصع رقم۔ کتاب نوطرز مرصع کے مصنف ہیں۔

مرغنانی۔ نام برہان الدین علی بن محمد تھا۔ اور اپنے وطن مرغنان کی وجہ سے مرغنانی تخلص اختیار کیا تھا۔ مرغنان نواح ماوراالنہر میں ایک شہر ہی۔ ہدایہ انھیں کی تصنیف سے ہی۔ سنہ ۱۱۹۷ء مطابق سنہ ۵۵۲ھ میں وفات پائی۔

مروان ابن الحکم۔ خاندان بنی اُمیہ کا چوتھا خلیفہ تھا۔ حضرت عثمان رض کا حقیقی عمزاد بھائی

تھا۔ معاویہ ثانی کی وفات پر خالد پسر یزید کو اپنی چالاکیوں سے تخت سے محروم کر دیا اور اُس کی والدہ زینب سے نکاح کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ زینب نے یہ شرط کر لی تھی کہ مروان کے بعد اُس کا بیٹا خالد خلیفہ ہو لیکن مروان نے اپنے بیٹے عبدالملک کو اپنا ولی عہد قرار دیدیا۔ اس پر مروان کو زینب نے زہر دے کر مار ڈالا ۶۸۴ء مطابق ۶۴ھ میں خالد خلیفہ ہوا۔ ۲۹۸ دن حکومت کی۔ دمشق پایہ تخت تھا۔ اس کے زمانہ میں عراقیوں نے شہدائے کربلا کا انتقام لینے کے لئے جنگ کی۔ خلیفہ نے ان کے حملے پسپا کئے۔ ۱۲۔ اپریل ۶۸۵ء مطابق ۲۔ رمضان ۶۵ھ کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا۔

مروان ابن حفصہ۔ ایک مشہور عربی شاعر خلیفہ مہدی کے زمانہ میں گزرا ہے جس کی ایک نظم سے خوش ہو کر خلیفہ نے اُس کو ستر ہزار درہم جو سولہ سو پونڈ کی برابر ہوئے عطا کئے تھے

مروان الحمار۔ خاندان بنی امیہ کا آخری خلیفہ محمد کا بیٹا تھا۔ اولاً یہ عراق کا حاکم رہا۔ اور عیسائیوں کے مقابلے میں بہت بہادری سے لڑا اور الحمار کا خطاب پایا۔ حمار عراق کے عمدہ خچروں کی اُس نسل کو کہتے ہیں جو دشمن کے مقابلے سے منہ نہیں پھیرتی۔ ابراہیم بن ولید دوم کو معزول کرکے ۷۴۵ء مطابق ۲۶۔ ذی الحجہ ۱۳۲ھ کو دمشق میں خلیفہ ہوا۔ ۵۔ اگست ۷۵۰ء کو ابوالعباس السفاح کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور خاندان عباسیہ میں خلافت منتقل ہو گئی۔ جس کے پہلے خلیفہ یہی السفاح ہوئے۔

مریمؑ۔ حضرت مریم کہلاتی ہیں۔ قرآن شریف کی سورۂ مریم میں آپ کا ذکر ہے۔ حضرت عیسےؑ پیغمبر کی والدہ تھیں۔ اپنی عفت کے لئے ضرب المثل ہیں۔

مریم یا ماریہ۔ آپ کو مقوقش بادشاہ اسکندریہ نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ کے بھیجا تھا جو بعد کو امہات المومنین میں داخل ہوگئیں آپ مصری یا قبطی تھیں۔ آپ کے بطن سے ایک پسر ابراہیم پیدا ہوئے تھے جو بچپن میں انتقال کر گئے ۶۳۷ء مطابق ۱۶ھ میں وفات پائی۔

مریم زمانی۔ راجہ بہارا مل کچھواہہ کی دختر اور اکبر بادشاہ کی بیگم تھی۔ اس کا اصل نام معلوم نہیں۔ جہانگیر اس کے بطن سے پیدا ہوا۔ ۱۶۲۳ء مطابق ۱۰۳۲ھ میں وفات پائی۔ سکندرہ ضلع آگرہ میں دفن ہے۔

مزدک۔ فارسی ادب میں زندیق کے نام سے مشہور ہے۔ قباد پدر نوشیروان عادل کے زمانہ میں گزرا ہے۔ نوشیرواں نے اس کو قید کر کے مروا ڈالا۔

مست۔ ذوالفقار علی صاحب "تذکرہ ریاض الوفاق" ملاحظہ ہو ذوالفقار علی۔

مستجاب خاں۔ حافظ رحمت خاں کے بیٹے اور گلستان رحمت کے مصنف ہیں جس میں روہیلوں کا خاصکر حافظ رحمت خاں کا حال درج ہے۔ ۴۷ برس عمر پا کر فروری ۱۸۳۳ء مطابق ۲۔ شوال ۱۲۴۸ہجری کو وفات پائی۔

مستعدخاں۔ محمد ساقی نام تھا۔ اور مستعد خاں لقب۔ عنایت اللہ خاں وزیر بہادر شاہ اول کا میر منشی تھا۔ اس نے بہادر شاہ سے پہلے بھی چالیس سال تک دربار عالمگیری کے حالات کو نظر غور سے مطالعہ کیا تھا اور اپنے چشم دید مشاہدات کو ایک تاریخ کی صورت میں قلمبند کیا جو معاصر عالمگیری کے نام سے مشہور ہی۔ یہ کتاب ۱۷۱۰ء مطابق ۱۱۲۲ھ میں اتمام کو پہونچی۔

معتصم باللہ۔ ملاحظہ ہو المعتصم۔

مسرور۔ ولی محمد خاں کا تخلص ہی جو عہد طہماسپ ثانی شاہ فارس میں لاہور کا حاکم تھا۔

مسعود اول سلطان۔ سلطان محمود غزنوی کا بیٹا تھا۔ اپنے بڑے بھائی محمد کو اندھا کر کے تخت سے محروم کر دیا۔ اور خود ۴۲۱ ہجری مطابق ۱۰۳۰ء میں بادشاہ ہوا۔ اپنے والد کے ہندوستانی مفتوحہ صوبوں کو برقرار رکھنے کی غرض سے کئی مرتبہ فوج لیکر ہندوستان آنا پڑا لیکن وہ اپنی سلطنت کی توسیع نہ کر سکا کیونکہ سلجوقی تاتاریوں کے حملے سے ملک کی حفاظت کا اہم کام اُس کے ذمے آ پڑا تھا بہت سی لڑائیاں اس کو لڑنی پڑیں۔ آخر میں طغرل بیگ سلجوقی سے ۱۶ ر جون ۱۰۳۵ء مطابق ۹۔ رمضان ۴۲۹ھ کو شکست کھائی اور لاہور کی طرف چلا آیا اور اسی مقام کو اپنا پایۂ تخت بنانے کا ارادہ کیا مگر اس کی فوج نے اس کو قید کر لیا۔ اور اُس کے بھائی محمد کو تخت پر بٹھا دیا۔ مسعود قید کی حالت میں احمد بن محمد اپنے بھتیجے کے ہاتھ سے ۱۰۴۱ عیسوی مطابق ۴۳۳ھ میں قتل ہوا۔

مسعود ثالث سلطان۔ سلطان ابراہیم کا بیٹا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد ۱۰۹۸ء مطابق ۴۹۲ھ ہجری میں تخت غزنی پر بیٹھا غزنی اور لاہور پر ۱۶ سال حکومت کی سلطان سنجر سلجوقی کی دختر سے شادی کی سلطان مسعود ۱۱۱۴ء مطابق ۵۰۸ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کا جانشین اس کا بیٹا شیرزاد ہوا۔

مسعود ثانی سلطان۔ سلطان مودود کا بیٹا اپنے والد کی وفات پر دسمبر ۱۰۴۹ء مطابق ۴۴۱ھ میں غزنی کے تخت پر بیٹھا صرف چھ روز حکومت کرنے کے بعد معزول کر دیا گیا اور ابوالحسن علی بن سلطان مسعود اول بادشاہ ہوا۔

مسعود حصاری مولینا۔ ہمایونی عہد کا ایک شاعر تھا۔ جس وقت ہمایوں ۱۲۔ ربیع الاول ۹۶۳ھ مطابق ۱۵۵۵ء کو بالا خانے سے اُترتے میں نیچے گر کر فوت ہوا۔ اس نے تاریخ وفات لکھی تھی۔ اکبر کے ابتدائی زمانہ میں فوت ہوا۔

مسعود خواجہ۔ مقام باک جو بخارا کے قریب واقع ہی اس کا وطن تھا۔ کچھ عرصے تک ماوراء النہر میں حکومت کی۔ اس میں ابتدا سے درویشی کے سب اوصاف پائے جاتے تھے آخر بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ اور تصنیف و تالیف میں اپنی زندگی گزار دی ام النصائح فن تصوف میں اس کی تصنیف ہی ایک فارسی دیوان موسومہ "نور العین" بھی یادگار ہی۔ جس میں تین ہزار سے زیادہ اشعار ہیں۔

مسعود خواجہ۔ ملاحظہ ہو خواجہ مسعود۔

مسعود رابع سلطان۔ سلطان محمد سلجوقی کا بیٹا اور طغرل ثانی کا بھائی تھا۔ طغرل کے بعد ہمدان کا بادشاہ ہوا۔ اس کی حکومت تقریباً ۱۱۳۴ء مطابق ۵۲۹ھ سے شروع ہوتی ہے اتابک یلدگز اس کا مشہور وزیر گزرا ہے۔ ۱۱۵۲ء مطابق یکم رجب ۵۴۷ھ کو انتقال کیا۔

مسعود سعد سلمان۔ جرجان کا رہنے والا منوچہر کے زمانہ میں جو ۱۰۶۰ء مطابق ۴۵۲ھ کے قریب ہوا۔ مشہور شاعر تھا۔ عربی فارسی دونوں زبانوں میں اس کا دیوان موجود ہے۔

مسعود سعد سلمان۔ پیدائش بمقام لاہور تخمیناً پانچویں صدی کے آخر میں ہوئی۔ باپ کا نام سعد سلمان تھا جو شاہ غزنی کی طرف سے لاہور اور دوسرے مقامات میں بہت سی جائداد کا مالک تھا اس کے مرنے پر لوگوں نے ازراہ ظلم مسعود سے یہ جاگیر چھین لی جس کی دادخواہی کے واسطے وہ غزنی پہونچا وہاں اس کے دشمنوں نے غلط الزامات لگا کر اس کو قید کرا دیا۔ اس نے سلطان ابراہیم شاہ غزنی کی مدح اور اپنی تکالیف کے اظہار میں قصیدہ لکھا اور قید سے رہائی پائی۔ مرثیے بھی بہت عمدہ لکھے ہیں۔ سیف الدولہ سلطان لاہور کی مدح میں بھی اس کے اکثر قصیدے ہیں ۵۱۵ھ مطابق ۲۲-۱۱۲۱ء یا ۱۱۲۵ء مطابق ۵۱۹ھ میں وفات پائی۔

مسعود غازی سالار۔ سید سالار مسعود بن سالار ساہو محمود غزنوی کے بھانجے تھے۔ انھوں نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کے لئے مختلف لڑائیاں لڑیں ۴۲۴ھ مطابق ۱۰۳۳ء میں بہرائچ کی مشہور لڑائی میں شہید ہوئے وہیں ان کا مزار ہے۔ اور ہر سال جیٹھ کے پہلے اتوار کو ان کی یادگار میں ایک بڑا میلا ہوتا ہے۔

مسعودی۔ مصر کے ایک مشہور مورخ کا نام ہے اس نے ۹۱۵ء میں ہندوستان لنکا اور ساحل چین کا سفر کیا۔ اس کی ضخیم تاریخ اخبار الزمن بیس جلدوں میں مشہور ہے کتاب الاوسط تصنیف کی جس کو اخبار الزمن کا تتمہ کہا جا سکتا ہے۔ اس کی تیسری کتاب معدن الجواہر ہے جو پہلی دو کتابوں کا خلاصہ ہے۔ اس کتاب میں مصریوں کے ابتدائی انکشافات جو اس نے اہرام مصری کی امداد سے کئے تھے لکھے گئے ہیں۔ ۹۵۶ء مطابق ۳۴۵ھ میں انتقال ہوا۔ اس مورخ کی آخری تصنیف معدن الجواہر کا انگریزی ترجمہ ڈاکٹر اسپرنگر نے کیا ہے۔

مسکین شاہ۔ نواح کرنال (جنوبی ہند) میں ایک بزرگ گزرے ہیں۔ کرنال کے اکثر نواب ان کے مرید تھے۔ یہ شاعر بھی تھے۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا ان کی قبر قصبہ کرنال سے ایک میل کے فاصلہ پر موجود ہے۔

مسلم ابن عقبہ۔ ۶۸۳ء مطابق ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ اول کی طرف سے مدینہ کا حاکم مقرر ہوا۔ اہل مدینہ کی سرکوبی کے لئے جنھوں نے یزید سے بغاوت کی تھی شامی فوج لیکر اس طرف چلا مگر راہ میں بمقام حرا ایک سخت جنگ ہوئی۔ مدینے کی بے حرمتی کی گئی بہت سے لوگ شہید ہوئے جن میں جلیل القدر صحابہ اور اہل شہر شریک تھے۔ اس کو تاریخ

میں مسلم سفاک کے نام سے یاد کیا گیا ہو اس واقعہ کے بعد اپنی فوج کو لیکر مکے پر چڑھائی کی گرراہ میں ستمبر ۶۸۳ء مطابق محرم ۶۴ھ میں موت نے کام تمام کردیا۔

مسلم ابن عقیل۔ حضرت امام حسینؑ کے چچا زاد بھائی تھے جو کوفے کو امام حسینؑ کی طرف سے بیعت لینے کے لیے قبل واقعہ کربلا تشریف لے گئے تھے مگر کوفیوں نے ان کے ساتھ دغا کی۔ اور ان کو شہید کرڈالا۔ ۸ ذی الحجہ ۶۰ھ کو شہادت ہوئی۔

مسلم بن عمر۔ قطیبہ کے باپ تھے۔ مصعب ابن زبیر کے ساتھ لڑائی میں ۶۹۰ء مطابق ۷۱ھ میں قتل ہوئے۔

مسیح۔ حکیم رکن الدین کاشی کا تخلص ہے۔

مسیح۔ اصل نام حاتم تھا۔ نظم قصہ منوچہر کا مصنف ہی جو اس نے ۱۶۶۰ء مطابق ۱۰۷۰ھ میں تصنیف کرکے بادشاہ شاہجہاں کے نام پر معنون کیا۔

مسیحائے اخوند کاشانی۔ اس کا تخلص صاحب تھا۔ آقا حسین خوانساری سے تلمذ تھا۔ اور اُس کا خویش تھا۔ اس کو اوصاف حمیدہ نے معاصرین میں ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔ نظم و نثر میں کامل دستگاہ تھی۔ بمقام اصفہان اٹھارھویں صدی کے شروع میں فوت ہوا۔

مسیحی۔ قسطنطنیہ میں ایک مشہور ترکی شاعر گزرا ہے سلطان سلیمان ثانی کا عہد پایا تھا۔ ۱۵۱۲ء مطابق ۹۱۸ھ میں انتقال ہوا۔

مسیحی ملا۔ سعد اللہ مقرب خاں کے متبنّی کا تخلص تھا پانی پت وطن تھا۔ عہد جہانگیر میں گزرا ہے راماین کا فارسی ترجمہ سب سے پہلے اس نے کیا

مسیر۔ شہزادہ مرزا ہمایوں قدر کا تخلص ہے یہ مرزا خورشید قدر کے بیٹے تھے۔

مسیلمۂ کذاب۔ جن تین شخصوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر کامیابی اور فتوحات کو دیکھ کر ادعائے نبوت کیا تھا اُن میں ایک مسیلمہ بھی تھا یہ ایک نامور شعبدہ باز قبیلہ بنی حنیفہ کا سردار تھا۔ تقریر میں مہارت رکھتا تھا۔ یمن میں ایک جماعت کثیر اس کی پیرو ہوگئی تھی۔ اس نے دو سفیر خط دے کر دربار نبوت میں بھیجے اور یہ لکھا کہ میں بھی نبی ہوں اور آپ بھی نبی ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ مُلک عرب نصف مجھے دیدیں اور نصف خود رکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب میں یہ لکھا بھیجا کہ تیرا خط جو افترا سے پُر ہے پہونچا۔ ملک خدا کا ہے وہ جس کو چاہتا ہے اُس کو اُس کا وارث بنا دیتا ہے۔ سلامتی اُس پر ہے جو راہ راست پر چلے۔ آنحضرتؐ نے یہ پیشینگوئی بھی کی تھی کہ خدا مسیلمۂ کذاب کو ہلاک کرے گا چنانچہ خلیفہ اوّل کی خلافت کے زمانہ میں مسیلمۂ کذاب جنگ یمامہ میں ۱۲ھ مطابق ۶۳۳ء میں قتل ہوا۔

مشتاق۔ میر سید علی اصفہانی کا تخلص ہے۔ ایک دیوان یادگار رہی۔ بہادر شاہ بادشاہ دہلی کا عہد پایا۔

مشتاق۔ محمد قلی خاں ساکن پٹنہ کا تخلص ہے۔ ہاشم قلی خاں کا بیٹا۔ اور محمد روشن جوشش کا شاگرد تھا۔ نواب زین الدین احمد خاں ہیبت جنگ کی سرکار میں ملازم رہا۔ ۱۸۰۱ء مطابق ۱۲۱۶ھ میں فوت ہوا۔

مشفقی۔ بخارا کا رہنے والا شاعر تھا۔ ۹۴۵ھ مطابق ۱۵۳۸ء میں بخارا میں پیدا ہوا ایک دیوان یادگار ہے جو ۱۵۷۵ء مطابق ۹۸۳ھ میں مکمل ہوا۔

مصاحب مرزا۔ ایران میں صائب کے بعد ایک شاعر گزرا ہے جو اُس کی طرز کا تتبع کرتا تھا ۱۶۴۵ء مطابق ۱۰۵۵ھ میں زندہ تھا۔

مصحفی۔ اصل نام غلام ہمدانی اور وطن امروہہ ضلع مرادآباد روہیل کھنڈ ہے۔ اگرچہ ان کی شاعری کی نشو و نما لکھنؤ میں ہوئی مگر ہمیشہ دہلی کے مقلد رہے۔ اُردو کے مشہور اساتذہ میں گزرے ہیں۔ فارسی بھی لکھتے تھے۔ اردو اور فارسی کے دو دیوان اور ایک تذکرۂ شعرا ان سے یادگار ہیں۔ ۱۸۲۴ء مطابق ۱۲۴۰ھ میں فوت ہوئے خواجہ آتش اور اسیر لکھنوی ان کے مشہور تلامذہ میں تھے۔ انشاء و جرات کے ہمعصر تھے۔

مصروف۔ نواب خان بہادر خاں بن ذوالفقار خاں بن حافظ رحمت خاں بریلوی کا تخلص ہے ایک دیوان کے مصنف ہیں۔ ۱۸۵۷ء میں جب کہ ان پر بغاوت کا الزام لگایا گیا تھا ہندوستان سے حجاز کو چلے گئے۔

مصطفےٰ اوّل سلطان۔ اپنے بھائی احمد اول سلطان ترکی کے ۱۶۱۷ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں جانشین ہوئے۔ ان کی حکومت کا زمانہ اچھا نہیں گزرا لہذا ۱۶۱۸ء مطابق ۱۰۲۷ھ میں ان کو معزول کر دیا گیا اور ان کے بھتیجے عثمان بادشاہ ہوئے۔ مگر ۱۶۲۲ء مطابق ۱۰۳۰ھ میں عثمان کو قتل کیا گیا اور مصطفے دوبارہ تخت نشین ہوئے ان کو بھی ۱۶۲۳ء مطابق ۱۰۳۲ھ میں فوج کے زبردست ہاتھ سے روز بد دیکھنا پڑا۔ مراد چہارم۔ ان کی جگہ سلطان ہوئے۔

مصطفےٰ بن محمد سعید۔ کلام مجید کی تفسیر فارسی معروف بہ اقسام آیات قرآن کے مصنف ہیں۔

مصطفےٰ ثالث سلطان بن احمد ثالث
۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۱ھ میں اپنے بھتیجے عثمان ثالث کی جگہ ترکی کے سلطان ہوئے تمام وقت عیش و عشرت میں گزرتا تھا اراکین حکومت سلطنت کا کام کرتے تھے۔ بتاریخ ۲۱ جنوری ۱۷۷۴ء مطابق ۱۱۸۷ھ فوت ہوئے۔ احمد چہارم ان کے بھائی بادشاہ ہوئے ان کو عبدالحمید بھی کہتے ہیں۔

مصطفےٰ ثانی سلطان۔ محمد چہارم کے بیٹے تھے۔ ۱۶۹۵ء مطابق ۱۱۰۶ھ میں احمد ثانی کے جانشین ہوئے۔ ترکی کے نامور اور بہادر سلاطین میں ان کا شمار ہے اُنھوں نے تیمور کے مقام پر شاہ پرستوں کو شکست دی اور اور اہل وینس اہل پولینڈ اور روسیوں پر حملہ کیا اور کثیر نقصان کے ساتھ اُن کو پسپا کیا۔ اُس کے بعد سلطان اڈریانوپل میں آکر عیش و عشرت میں مصروف ہو گئے اور اسی کی بدولت تخت جاتا رہا۔ ۱۷۰۳ء مطابق ۱۱۱۵ھ میں معزول ہوئے اور چھ ماہ کے بعد فوت ہو گئے۔ احمد ثالث ان کے بھائی سلطان ہوئے۔

مصطفےٰ خاں نواب۔ دیکھو شیفتہ

مصطفےٰ سلطان چہارم۔ بتاریخ ۲۹ مئی ۱۸۰۷ء مطابق ۱۲۲۲ ہجری سلیم ثالث

سلطان ترکی کے جانشین ہوئے۔ ایک سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۱۸۰۸ء مطابق ۱۲۲۳ھ میں معزول اور قتل کیے گئے۔ محمود ثانی تخت نشین ہوئے۔

مصطفیٰ کمال پاشا۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں بمقام سالونیکا پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۸۹۸ء میں مدرسۂ حربیہ میں داخل ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں فوج میں داخل ہوئے۔ دمشق میں فوجی خدمات انجام دینے کے بعد مقدونیہ بھیجدیے گئے انجمن اتحاد و ترقی کے سرگرم ممبر رہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں طرابلس پہنچکر عربوں کی ایک جرّار باقاعدہ فوج طیار کی۔ ٹرکی کے پے در پے انقلابات کے بعد کمال پاشا نے سنہ ۱۹۲۰ء سے انگورہ کو دارالسلطنت بنایا۔ کمال پاشا نے متعدد لڑائیوں میں بحیثیت کمانڈر انچیف خاصی کامیابی اور نیکنامی حاصل کی۔

کمال پاشا انگورہ کی قومی مجلس کے صدر ہیں اور صرف ۸ پونڈ ماہوار تنخواہ لیتے ہیں انگورہ کی حکومت ملیہ نے سنہ ۱۹۲۴ء میں خلافت کو سلب کر کے سلطان عبدالمجید خاں موجودہ خلیفہ کو جلاوطن کر دیا۔

مصعب۔ عبداللہ بن زبیر کے حقیقی بھائی تھے جب عبداللہ بن زبیر نے واقعۂ کربلا کے بعد مکے میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیا اور جس وقت مروان اور ان کے بیٹے عبدالملک عراق میں حکومت کر رہے تھے عبداللہ بن زبیر حجاز میں فرماں روا تھے۔ اس وقت مصعب ان کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے تقریباً سنہ ۶۹۰ء مطابق سنہ ۷۱ھ میں خلیفہ عبدالملک نے ایک بڑی فوج کے ساتھ مدینے پر چڑھائی کی تھی۔ مصعب اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے لڑے اور کام آئے۔

مصعب بن عمیرہ۔ اُن اول المومنین سے ہیں جو ارقم کے گھر میں جو کعبے کے مشرق میں کوہ صفا کے ڈھلوان حصہ پر واقع ہے اور جو ابتک حاجیوں کی زیارتگاہ بنا ہوا ہے ایمان لائے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ بھیجا تھا تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو اسلام کی تلقین کریں۔ سعد بن معاذ نے آپ ہی کی ہدایت سے اسلام قبول کیا اور غزوۂ بدر میں لشکر کے علم بردار بنے۔

مصلح الدین سعدی۔ شیخ سعدی شیرازی کا اصل نام ہے۔ ملاحظہ ہو سعدی۔

مصلح الدین لاری۔ لار واقع ایران کا ساکن اور کتاب مراٰۃ الادوار کا مصنف ہے۔

مضطر۔ افتخار حسین ابن حافظ سید احمد حسین رسوا سید رضوی۔ ان کے بھائی بسمل نواب صاحب بہادر ٹونک کے اُستاد تھے۔ اُن کی وفات کے بعد یہ فخر مضطر کو حاصل ہوا۔ موجودہ خطاب (افتخار الشعراء اعتبار الملک خان بہادر اقتدار جنگ) بھی اسی دربار سے ملا۔ ان کی والدہ ماجدہ ایک فاضلہ اور شاعرہ مولانا فضل حق خیرآبادی کی دختر تھیں۔ عربی و فارسی کی تعلیم والدہ سے پائی اور اپنے کلام کی اصلاح انھیں سے لیتے تھے۔ پھر حضرت امیر مینائی سے اصلاح لی۔ پیدائش سنہ ۱۲۸۲ھ مطابق

مطابق ۱۹۶۱ء۔ ہنوز زندہ ہیں۔ کبھی سال ہوئے ان کا ایک حمدیہ دیوان بنام "نذر خدا" اور نعتیہ دیوان "نذر مصطفےٰ" شائع ہوا ہے۔

مضمون۔ شیخ شرف الدین کا تخلص ہے جو بابا فرید گنج شکر کی اولاد میں تھے۔ چالیس سال کی عمر میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور بقیہ تمام عمر زینت المساجد (دہلی) کے حجرہ میں یاد الٰہی میں گزار دی۔ نعت اور معرفت کے اشعار کہتے تھے۔ مظہر جانجاناں اور خان آرزو کے شاگرد تھے ۱۷۴۵ء مطابق ۱۱۵۸ھ میں فوت ہوئے۔ مضمون کے استاد خان آرزو ان کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ مضمون کے دانت قبل از وقت گر گئے تھے۔ جس کی وجہ سے آرزو ان کو پیار میں شاعر بیدانہ کہتے تھے۔

مطعم بن عدی۔ کفار عرب کا سردار تھا۔ آنحضرت صلعم کے چچا ابو طالب کفار قریش کے مظالم سے تنگ آکر اُن کے اس اعلان کے بعد کہ کوئی شخص خاندان بنی ہاشم سے نہ خرید و فروخت کرے نہ قرابت کرے جب تک وہ محمد صلعم کو قتل کے لیے حوالہ نہ کر دیں۔ تمام خاندان ہاشمی کو ساتھ لیکر شعب ابو طالب (یہ پہاڑ کا ایک درہ ہے جو خاندان بنی ہاشم کی ملکیت میں تھا) میں پناہ گزیں ہوئے تھے تو تین برس گزرنے کے بعد بعض سرداران قریش میں یہ مشورہ ہوا کہ اب اس معاہدہ کو منسوخ کر دیا جائے۔ ابو جہل اس رائے کے خلاف تھا۔ لیکن مطعم ہی وہ شخص تھا کہ جس وقت یہ مشورہ ہو رہا تھا اُس نے ہاتھ بڑھا کر دستاویز معاہدہ کو چاک کر ڈالا۔ اور بعض اور سرداروں کو ساتھ لیکر بنو ہاشم کو درہ سے نکال لایا۔ جب آں حضرت صلعم سنہ ۱۰ نبوی کے قریب طائف سے دعوت اسلام دیکر ادر وادی نخل میں قیام فرما کر حرا میں تشریف لائے تو مطعم ہی نے آپ کو اپنی حمایت میں لیا تھا جس وقت حرا سے شہر مکہ میں آپ داخل ہوئے مطعم اونٹ پر سوار ساتھ تھا۔ حرم کے پاس پہنچکر اُس نے بآواز بلند اعلان کیا کہ میں نے محمد صلعم کو پناہ دی ہے۔

مظفر الدین زنگی۔ ملاحظہ ہو سنقر۔

مظفر جنگ۔ ظفر حسین خاں بھی کہلاتے ہیں فرخ آباد کے نواب تھے۔ اصل نام دلیر ہمت خاں تھا۔ اپنے والد احمد خاں بنگش کی جگہ نومبر ۱۷۷۱ء مطابق شعبان ۱۱۸۵ھ میں مسند نشین ہوئے اور شاہ عالم بادشاہ دہلی نے مظفر جنگ کا خطاب دیا۔ اُنھوں نے اپنی جاگیر ۴۔ جون ۱۸۰۲ء کو انگریزوں کے حوالہ کر دی جس کے معاوضہ میں ایک لاکھ آٹھ ہزار سالانہ پنشن پاتے تھے۔ اُن کی وفات پر یہ پنشن اُن کے پوتے تفضل حسین خان کو ملنے لگی۔

مظفر جنگ۔ نواب ہدایت محی الدین خاں نام۔ مظفر جنگ سعد اللہ خاں خطاب تھا۔ آصف جاہ اول کے نواسے۔ متوصل خاں کے بیٹے اور بیجاپور کے صوبیدار تھے۔ ان کو اپنے نانا کی وراثت کا دعویٰ تھا اس لیے اُنھوں نے نظام کے ملک پر قبضہ کرنے کی نیت سے اپنے ماموں ناصر جنگ کے خلاف چڑھائی کر دی۔ چندا صاحب جو دوست علی نواب ارکاٹ کے داماد اور اُن کے رفیق تھے۔ ۲۳۔ جولائی ۱۷۴۹ء کو فرانسیسوں کی

مدد سے ارکاٹ پر حملہ آور ہوئے۔ نواب انور الدین کو قتل کیا۔ ناصر جنگ اس لڑائی کی خبر سنکر آگے بڑھے۔ مگر مظفر جنگ بھاگ گئے اور بالآخر قید ہوئے۔ ۱۷۵۰ء مطابق ۱۱۶۴ھ میں ناصر جنگ شہید ہوئے ان کے بعد مظفر جنگ مسند نشین ہوئے اور صرف دو ماہ حکومت کی۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ مطابق ۱۷۵۰ء کو اسی ہمت خاں بندو پچی نے جس نے ناصر جنگ کو شہید کیا تھا ان کو بھی شہید کر دیا۔ صلابت جنگ ان کی جگہہ مسند نشین ہوئے۔

مظفر حسین۔ بن سلطان حسین مرزا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۵۰۶ء مطابق ذی الحجہ ۹۱۱ھ میں اپنے بھائی مرزا بدیع الزماں کی مدد سے ہرات کے تخت پر بیٹھا لیکن زیادہ دنوں تک اس کو حکومت کرنا نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ ۱۵۰۷ء مطابق محرم ۹۱۳ھ میں شاہی بیگ خاں ازبک نے حملہ کر کے اس کا تخت و ملک چھین لیا۔ مظفر حسین خاں مرزا استرآباد چلا گیا۔ اور وہیں اسی سال میں فوت ہو گیا۔

مظفر حسین مرزا۔ صفوی خاندان ایران کا بادشاہ تھا۔ سلطان حسین مرزا ابن بہرام مرزا ابن شاہ اسمٰعیل صفوی کا بیٹا تھا۔ قندھار اس کا پایہ تخت تھا۔ وہاں سے اکبر کے زمانہ میں ۱۵۹۵ء میں ہندوستان آیا۔ اور پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوا۔ سرکار سنبھل جاگیر میں دی گئی۔ اس نے اپنی اصلی جاگیر قندھار اکبر کے حوالے کر دی ۱۶۰۹ء میں اس کی بیٹی قندھاری بیگم کی شادی شہزادۂ خرم (شاہجہاں) سے ہوئی۔

مظفر حسین مرزا۔ مرزا ابراہیم حسین مرزا کا بیٹا تھا۔ اس کی شادی اکبر بادشاہ کی لڑکی خانم سلطان سے ۱۵۹۳ء میں ہوئی۔ ۱۶۰۶ء میں زندہ تھا۔

مظفر خاں۔ جہانگیری عہد کا ایک سردار تھا۔ ۱۶۲۸ء مطابق ۱۰۳۸ھ میں آگرے کا ناظم مقرر ہوا۔ آگرے کی کالی مسجد اس نے بنوائی تھی جو ۱۶۳۱ء مطابق ۱۰۴۱ھ میں تعمیر ہوئی تھی۔ اب اس کے کھنڈر باقی ہیں۔

مظفر خاں تربتی۔ ۱۵۷۹ء مطابق ۹۸۷ھ میں اکبر بادشاہ نے اس کو بنگالے کا ناظم مقرر کیا۔ بابا خاں قاقشال سے لڑائی ہوئی۔ غور کو بابا خاں نے فتح کر لیا۔ اور بمقام ٹانڈا۔ اپریل ۱۵۸۰ء مطابق ربیع الاول ۹۸۸ھ میں مظفر خاں کو قتل کر دیا اور کچھ دنوں تک شاہ دہلی سے آزاد ہو کر حکومت کی۔

مظفر خاں نواب۔ امیر الامراء خاں دوران عبد الصمد خاں کا چھوٹا بھائی۔ فرخ سیر کے زمانہ میں صوبیدار اجمیر تھا۔ اس کو مرہٹہ سردار ملہار راؤ کے مقابلے کو جب کہ مہاراجہ جے سنگھ والی اجمیر (جے پور) پر حملہ کیا تھا جانا پڑا۔ نادر شاہ اور محمد شاہ کے درمیان فروری ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۱ھ میں جو لڑائی ہوئی تھی اس میں یہ مع اپنے بھائی کے کام آیا۔

مظفر شاہ۔ گجرات کا آخری بادشاہ تھا۔ محمود شاہ سوم کے بعد اعتماد خاں وزیر کی مدد سے ۱۵۶۱ء مطابق ۹۶۸ھ میں گجرات کا بادشاہ

ہوا۔ لیکن اسی وزیر نے نمکحرامی کی اور اکبری فوجوں کو ملک پر قابض کرا دیا۔ مظفر شاہ قید ہوا ۱۵۷۳ء مطابق ۹۸۰ھ میں اکبر نے گجرات فتح کر لیا۔ اس کے بعد مظفر شاہ نے قید سے رہائی پا کر اپنے ملک پر پھر تسلط کر لیا۔ اکبر نے دوبارہ ۱۵۸۳ء مطابق ۹۹۱ھ میں گجرات پر فوج کشی کی اور مظفر شاہ مارا گیا۔ گجرات ہمیشہ کے لیے دہلی کا مستقل صوبہ ہو گیا۔

مظفر شاہ اوّل۔ اصلی نام مظفر خاں تھا۔ ۳۰۔ جون ۱۳۴۲ء مطابق ۲۵۔ محرم ۷۴۳ھ کو بمقام دہلی پیدا ہوا۔ سلطان محمد تغلق دوم کے عہد میں فرحت الملک باغی کی جگہ گجرات کا حاکم مقرر ہوا۔ فرحت الملک سے لڑائی ہوئی جس میں فرحت الملک کام آیا۔ اس کے بعد مظفر خاں نے ۱۳۹۶ء مطابق ۷۹۹ھ میں اپنے آپ کو مظفر شاہ کے لقب سے گجرات کا پہلا بادشاہ مشتہر کیا اور اپنا سکہ چلایا۔ بیس برس تک حکومت کی۔ اکہتر سال کی عمر میں بتاریخ ۲۷۔ جولائی ۱۴۱۱ء مطابق ۶۔ ربیع الثانی ۸۱۴ھ فوت ہوا۔ احمد شاہ پسر تاتار خاں اس کا پوتا جانشین ہوا۔ شاہان گجرات حسب ذیل گزرے ہیں۔

(۱) مظفر شاہ۔
(۲) احمد شاہ پسر تاتار خاں۔
(۳) محمد شاہ۔
(۴) قطب شاہ۔
(۵) داؤد شاہ۔
(۶) محمود شاہ اول بیگڑا۔
(۷) مظفر شاہ ثانی
(۸) سکندر شاہ قتل ہوا۔
(۹) محمود شاہ ثانی جس کو بہادر شاہ نے معزول اور قید کیا۔
(۱۰) بہادر شاہ جس کو پرتگالیوں نے قتل کیا
(۱۱) میراں محمد شاہ فاروقی مالوی۔
(۱۲) محمود ثانی۔
(۱۳) احمد شاہ ثانی۔
(۱۴) مظفر شاہ ثالث۔ یہ اس سلسلہ کا آخری حکمران تھا اس کے عہد میں اکبر نے گجرات کو فتح کر لیا۔

مظفر شاہ پوربی۔ ابتداً ایک حبشی غلام تھا محمود شاہ بادشاہ کو قتل کرنے کے بعد ۱۴۹۵ء مطابق ۹۰۰ھ میں بنگال کا بادشاہ ہوا۔ تین سال حکومت کی اور ایک لڑائی میں سید شریف وزیر کے ہاتھوں مارا گیا۔ جو علاء الدین ثانی کے لقب سے ۱۴۹۸ء مطابق ۹۰۴ھ میں خود بادشاہ ہوا۔

مظفر شاہ ثانی۔ گجرات کا ساتواں بادشاہ تھا۔ ۱۰۔ اپریل ۱۴۷۰ء مطابق ۲۰ شعبان ۸۷۵ھ کو پیدا ہوا۔ اکتالیس سال کی عمر میں ۱۵۱۱ء مطابق ۹۱۷ھ میں اپنے باپ سلطان محمود شاہ اول کی جگہ تخت نشین ہوا ۱۵ برس حکومت کی۔ ۱۷ فروری ۱۵۲۶ء مطابق ۲۔ جمادی الاول ۹۳۲ھ کو ۵۶ برس کی عمر پا کر فوت ہوا۔ سکرج میں دفن ہے۔ سکندر شاہ اس کا پسر جانشین ہوا۔

مظفر علی۔ سید امتیاز علی کے چھوٹے بیٹے سادات سہسوان سے تھے۔ طبیب تھے کم سنی میں ایسی قوت تصنیف کمتر دیکھی گئی ہے مسائل اہم طبیہ میں کتب و رسائل

عربی اور اردو میں متعدد لکھے۔ بعض چھپ گئے ہیں۔ البرہان عربی۔ الضابطہ اردو پر زور تصانیف ہیں۔ سنہ ۱۳۳۲ھ مطابق سنہ ۱۹۱۴ء میں بعمر ۷۰ سال وطن میں انتقال کیا۔

مظفر مولینا۔ ہرات کا ایک مشہور شاعر تھا۔ غیاث الدین کرت اور شاہ شجاع بادشاہ شیراز کا عہد پایا تھا۔

مظہر۔ منظوم قصہ چندر بدن کا مصنف ہے جو سلطان اورنگ زیب کے زمانہ میں لکھا گیا تھا۔

مظہر۔ مشہور مرزا جانجاناں کا تخلص ہے۔ ملاحظہ ہو جانجاناں۔

مظہر الحق۔ ابو عبداللہ محمد فاضل مصنف مخبر الواصلین کا تخلص ہے۔ ملاحظہ ہو ابو عبداللہ محمد فاضل۔

مظہر مولٰنا کشمیری۔ کشمیر کا رہنے والا اکبری عہد کا ایک مشہور شاعر تھا

معاجز۔ محمد خاں افغان کا تخلص ہے۔ دہلی میں سنہ ۱۷۳۶ء مطابق سنہ ۱۱۴۹ھ میں فوت ہوا۔

معاویہ امیر۔ ابو سفیان بن حرب کے بیٹے اور خاندان بنو امیہ کے مشہور رکن تھے اپنے والد کے ساتھ سنہ ۸ھ مطابق سنہ ۶۳۰ء میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم کے عہد میں چار برس تک شام کے حاکم رہے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہ کا زمانہ آیا تو اُنھوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مقابلہ میں جنگ کی۔ جنگ صفین میں حضرت معاویہ کو شکست ہوئی مگر اپنی حکمت عملی سے حضرت علی کو معزول کرا دیا۔ اور خود خلیفہ بن گئے اس کے بعد بھی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ حتیٰ کہ اسی دوران میں سنہ ۴۰ھ مطابق سنہ ۶۶۰ء میں حضرت علی شہید ہوئے اور اُن کی شہادت کے بعد معاویہ نے امام حسن کے خلیفہ ہونے کے وقت عراق پر حملہ کیا۔ بالآخر سنہ ۴۱ھ مطابق سنہ ۶۶۱ء میں حضرت امام حسن سے صلح ہو گئی۔ حضرت معاویہ نے سنہ ۴۱ھ مطابق سنہ ۶۶۱ء میں خلیفہ ہو کر پایہ تخت کوفہ سے دمشق کو منتقل کیا۔ ان کے زمانہ میں اسلامی فتوحات شمالی افریقہ تک پہنچ گئیں۔ یونان فتح ہوا۔ افغانستان اور سندھ بھی دائرہ فتح اسلامی میں شامل ہو گئے۔ سنہ ۶۰ھ مطابق سنہ ۶۸۰ء میں وفات پائی۔ اپنے بیٹے یزید کو اپنی زندگی میں ولیعہد مقرر کر دیا تھا۔ وہی بعد کو جانشین ہوا۔

فہرست خلفائے بنی اُمیہ جنھوں نے دمشق میں حکومت کی حسب ذیل ہے:۔

(۱) معاویہ اوّل۔
(۲) یزید۔
(۳) معاویہ ثانی۔
(۴) مروان اوّل۔
(۵) عبد الملک۔
(۶) ولید اول۔
(۷) سلیمان۔
(۸) عمر بن عبد العزیز۔
(۹) یزید دوم۔
(۱۰) ہاشم۔
(۱۱) ولید بن یزید ثانی۔
(۱۲) یزید ثالث۔
(۱۳) ابراہیم بن ولید۔
(۱۴) مروان ثانی۔ آخر خلیفہ بنی اُمیہ۔

معاویہ دوم بن یزید اول۔ خاندان

بنی امیہ کا تیسرا خلیفہ تھا۔ یزید اول کے بعد تخت نشین ہوا اپنے باپ کی بد عملیوں سے سخت متنفر تھا۔ ۶۴ھ ۶۸۳ء میں خلیفہ ہوا چار سال حکومت کے بعد انتقال کر گیا کوئی ولیعہد مقرر نہ کیا۔

معتزی۔ نصر بن عبد السید ابو برہان الدین بن عبد المکارم نام ہے نہایت مشہور عربی صرف و نحو داں۔ ۱۲۱۳ء مطابق ۶۱۰ھ میں فوت ہوا۔

معتقد الدولہ۔ مان خاں برادر اودھم بائی کا خطاب تھا۔ یہ بیگم دہلی کے بادشاہ احمد شاہ کی ماں تھی۔ بادشاہ نے ۱۷۴۸ء مطابق ۱۱۶۱ھ میں اپنی تخت نشینی پر مان خان کو معتقد الدولہ کا خطاب اور منصب ششہزاری سے سرفراز کیا۔

معتمد الدولہ بہادر سردار جنگ۔ صلابت جنگ حیدر آبادی کا دیوان تھا۔ ۱۷۸۰ء مطابق ۱۱۹۴ھ میں فوت ہوا۔

معتمد خاں۔ جہانگیری عہد کے امرا میں تھا اقبال نامہ جہانگیری کا دوسرا حصہ اس کا لکھا ہوا ہے۔ میر جملہ کی وفات کے بعد ۱۶۳۷ء مطابق ۱۰۴۷ھ میں شاہجہاں نے اس کو میر بخشی کے عہدے پر مقرر کر دیا۔ دو سال کے بعد فوت ہو گیا۔ معتمد خاں کی مسجد اب تک آگرہ میں موجود ہے جو اس کی معمر کہی جاتی ہے۔

معتقد خاں بن افتخار خاں۔ شاہجہاں کے عہد میں چار ہزاری منصب دار تھا۔ ۱۷۔ اکتوبر ۱۶۵۱ء مطابق ۱۲۔ ذیقعدہ ۱۰۶۱ھ کو جونپور میں فوت ہوا۔ جہاں وہ صوبیدار تھا

معجزی۔ ایک شاعر تھا۔ رکن الدین قبائی کا ہمعصر اور شاعر بدر الدین جاجرمی کا استاد تھا۔

معروف۔ معز الدولہ نواب احمد بخش خاں بن مرزا عارف خاں کے بھائی کا تخلص ہے۔ الٰہی بخش نام تھا۔ ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۶ء میں فوت ہوا اور اردو میں دو دیوان چھوڑے یہ ریاست لوہارو (دہلی) کے نواب تھے۔

معروف کرخی رضؓ۔ معروف نام تھا۔ ابو محفوظ کنیت تھی۔ والد کا نام فیروز تھا جو عیسائی مذہب رکھتے تھے۔ حضرت معروف طفولیت ہی میں حضرت امام علی موسیٰ بن موسیٰ کاظم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے۔ خفی المشرب تھے ان کے اثر سے ان کے والدین بھی مسلمان ہو گئے بڑے کامل ولی اللہ گزرے ہیں۔ داؤد سری سقطی ان کے خاص مرید تھے۔ مامون بن ہارون رشید کے زمانہ میں ۲۔ اگست ۸۱۵ء مطابق ۲۰۰ھ کو انتقال کیا اور کرخ نواح بغداد میں دفن ہوئے۔ ابراہیم بن ادھم اور داؤد طائی کے ہمعصر تھے۔

معز الدولہ۔ خاندان بویہ کے خلیفہ الراضی باللہ کا وزیر تھا۔ جب الراضی باللہ کا انتقال ہو گیا تو خلافت بغداد نہایت کمزور ہو گئی تھی۔ منتقی کے بعد جب اس کا بھائی مستکفی تخت نشین ہوا تو وہ برائے نام خلیفہ تھا۔ فی الحقیقت معز الدولہ سلطنت کرتا تھا۔ خلیفہ نے اس کو سلطان کا لقب دے دیا تھا اور اس نے خلیفہ کے واسطے پانچ ہزار دینار روزانہ مقرر کر دیے تھے لیکن ۹۴۶ء میں معز الدولہ نے مستکفی کو اندھا کر کے تخت سے اتار دیا اور اس کے بھائی مطیع کو تخت نشین کیا۔ بائیس برس حکومت کی اور اپریل ۹۶۷ء مطابق ۱۷۔ ربیع الثانی ۳۵۶ھ کو انتقال کیا۔ یہ مذہباً شیعہ تھا

اس لیے اس نے دسویں محرم کو حادثۂ کربلا کی یادگار تمام قلمرو میں منانے کی بنیاد ڈالی۔

معز الدین ۔ جہاندار شاہ کا لقب ہے۔

معز الدین ۔ غیاث الدین بلبن کے پسر کیقباد کا لقب ہے

معز الدین اللہ ابی تمیم معاد ۔ اسمٰعیل المعروف بہ المنصور خلیفہ کا بیٹا۔ خاندان فاطمیہ کا چوتھا خلیفہ تھا۔ ۹۷۰ء مطابق ۳۶۰ھ میں اس کے زمانہ میں قاہرہ آباد ہوا اور پایہ تخت بنا۔ اور بقیہ فتح ہوا۔ ۹۵۲ء مطابق ۳۴۱ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۲۴۔ سال حکومت کرنے کے بعد ۹۷۶ء مطابق ۱۹ ربیع الثانی ۳۶۵ھ کو انتقال کیا۔ مصر کے خلفائے فاطمی کا شجرہ جنھوں نے معز الدین کے بعد حکومت کی مع تاریخ تخت نشینی حسب ذیل ہے

(۱) معز الدین اللہ ابی تمیم معاد۔ ۲۴ سال حکومت کی ۹۵۲ء مطابق ۳۴۱ھ

(۲) العزیز باللہ ابو نصر طہرا۔ ۲۱ سال حکومت کی ۹۷۶ء مطابق ۳۶۵ھ

(۳) حاکم بامر اللہ ابو منصور ۲۵ سال ۹۹۶ء مطابق ۳۸۶ھ۔

(۴) ظاہر لاعزاز دین اللہ ابو الحسن بن حاکم ۱۰۲۰ء مطابق ۴۱۱ھ۔

(۵) مستنصر باللہ ابو تمیم بن ظاہر ۱۰۳۶ء مطابق ۴۲۷ھ۔

(۶) مستعلی باللہ۔ ۱۰۹۴ء مطابق ۴۸۷ھ

(۷) آمر احکام اللہ ابو علی منصور بن مستعلی ۱۱۰۱ء مطابق ۴۹۵ھ۔

(۸) حافظ لدین اللہ عبد المجید بن محمد بن مستظہر ۱۱۳۰ء مطابق ۵۲۴ھ۔

الظافر بہ عبد اللہ اسمٰعیل بن حافظ ۱۱۴۷ء مطابق ۵۴۲ھ ہجری

فائز بہ نصر اللہ عیسیٰ بن ظافر ۱۱۵۴ء مطابق ۵۴۹ھ ہجری

(۱۱) عاضد لدین اللہ بن یوسف بن حافظ (اس کے عہد میں صلاح الدین نے مصر فتح کیا عاضد ۱۱۷۳ء میں فوت ہوا) ۱۱۵۸ء مطابق ۵۵۳ھ ہجری۔

معز الدین امیر ۔ ملک شاہ سلجوقی بادشاہ فارس کا ایک سردار تھا۔ صاحب دیوان گزرا ہے ملک شاہ کا انتقال ۱۰۹۲ء میں ہوا اس وقت معزی زندہ تھا۔

معز الدین حسین کرت ملک ۔ کرد خاندان کا ساتواں بادشاہ تھا۔ ۱۳۳۲ء میں اپنے بھائی ملک حافظ کا جانشین ہوا۔ ہرات و غزنی وغیرہ پر ۳۸ سال حکومت کی۔ سربداران کو بالکل مغلوب کیا۔ تقریباً ۱۳۷۰ء مطابق ۷۷۱ھ میں فوت ہوا۔ اُس کا پوتا غیاث الدین بن علی جانشین ہوا۔

معز الدین محمد غوری ۔ ملاحظہ ہو شہاب الدین محمد غوری۔

معز الدین محمد میر ۔ اعلیٰ درجہ کا خوش نویس تھا اس کے لکھے ہوئے ایک ہزار اشعار دس ہزار دینار میں فروخت ہوئے تھے۔ ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ میں بقید حیات تھا۔

معشوق علی مولینا محمد ۔ جونپور کے دور آخر کے علماء میں مشہور تھے۔ اکثر کتابیں نظم و نثر میں ان کی تصنیف سے ہیں۔ ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۶۸ھ میں انتقال ہوا۔

معصوم علی شاہ میر۔ ایک صوفی تھے جو طبقہ صوفیہ میں ایک نئے فرقہ کے بانی ہوئے۔ سید علی رضا دکنی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ہندوستان سے شیراز جا کر اُنھوں نے اپنی تعلیم پھیلائی۔ شیراز میں اُس وقت شاہ کریم خاں حاکم تھے۔ تھوڑے دنوں میں ان کے مریدوں کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی۔ یہ دیکھکر وہاں کے علماء کو اِن سے اندیشہ پیدا ہوا اور اُنھوں نے ان کی مخالفت کی۔ کریم خاں نے جو نہایت نیکدل حکمراں تھے علماء کے مجبور کرنے سے اپنے دارالحکومت شیراز سے بدر کر دیا اور وہ اصفہان کے قریب ایک گاؤں میں رہنے لگے کریم خاں کی وفات پر اُنھوں نے فیاض علی اپنے خلیفہ کو اپنی تعلیم کی اشاعت کے لیے خاص شہر اصفہان میں مامور کیا۔ لیکن فیاض علی کو پیام اجل آ پہنچا۔ اس لیے پیر نے جو کام فیاض علی کے سپرد کیا تھا اُس کو فیاض علی کے پسر نور علی شاہ نے جو اگرچہ عمر کے لحاظ سے چھوٹا تھا لیکن اتقاء میں بڑا تھا پورا کیا۔ اس کی کوششوں سے معصومیہ فرقے میں روزبروز ترقی ہونے لگی۔ علماء نے یہ حالت دیکھکر علی مراد خاں بادشاہ کے پاس ایک عرضداشت بھیجکر یہ درخواست کی کہ اس فرقے کا جو حقیقتاً مذہب اسلام کا دشمن اور شرع شریف کے خلاف عمل رکھتا ہے اگر جلد استیصال نہ کیا گیا تو مذہب اسلام اور سلطنت دونوں کے حق میں اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ بادشاہ نے اس پر یہ حکم دیا کہ اس فرقے کے بڑے بڑے لوگوں کے ناک اور کان کاٹ ڈالے جائیں اور اس کے تمام پیروں کی داڑھیاں مونڈی جائیں اس حکم کے جاری ہونے پر معصوم علی شاہ اور اُن کے جاں نثار خلیفہ نور علی شاہ جان بچاتے ہوئے کچھ دنوں تک آوارہ گرد پھرتے رہے۔ بالآخر کرمان شاہ پہنچے جہاں اس فرقہ کے ایک بڑے شخص مشتاق علی کو قتل کر دیا گیا تھا۔ یہاں نور علی شاہ کو قید کر لیا گیا اور معصوم علی شاہ کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ اس کے کچھ دنوں بعد نور علی شاہ کو ۳ جون ۱۸۰۰ء مطابق ۱۰ محرم ۱۲۱۵ھ کو بمقام موصل زہر دیا گیا۔ اُس وقت اس فرقے کے پیروؤں کی تعداد ۶۰ ہزار تک پہنچ گئی تھی

معظم خاں۔ خانخاناں۔ میر جملہ کا خطاب تھا۔

معظم خواجہ۔ ملاحظہ ہو خواجہ معظم۔

معظم محمد۔ ملاحظہ ہو بہادر شاہ اول۔

معنی۔ نواب شجاع الدولہ کی فوج کا ایک سردار تھا۔ رائے نبجے مل نام تھا۔ شاعر بھی تھا۔ معنی تخلص تھا۔ ۱۷۶۰ء مطابق ۱۱۷۴ھ میں زندہ تھا۔

معین الدین۔ بھمبو کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ ضابطہ خاں کا بیٹا تھا

معین الدین اسفرائنی مولینا۔ تاریخ مبارک شاہی اس کی تصنیف ہے۔

معین الدین جوینی مولینا۔ جوین وطن ہے نگارستان اس کی تصنیف ہے۔ یہ اخلاقی کتاب ہے جو گلستان کے طرز پر لکھی گئی ہے یہ شیخ سعد الدین حمویہ کا ہمعصر تھا جو ۱۲۵۲ء

مطابق ۱۰۶۵ھ میں فوت ہوا۔ اس کتاب کا
ایک مجلد عمدہ نسخہ اکسفورڈ کے کتب خانہ میں
موجود ہے۔

معین الدین حسن سنجری خواجہ آپ کے
والد کا نام خواجہ سید غیاث الدین ہے۔ خواجہ
عثمان ہارونی آپ کے مرشد تھے۔ نسباً
سادات حسینی سے سلسلہ ہے۔ سنجرستان (سیستان)
آپ کے اجداد کا وطن ہے۔ اسی وجہ سے
معین الدین حسن سنجری کہلاتے ہیں۔ سنجری جو
مشہور عوام ہے غلط ہے۔ ۱۱۴۲ع مطابق
۵۳۷ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے۔ نشوونما
خراسان میں پائی۔ اپنے پیر کے ارشاد کے
بموجب ۵۲ برس کی عمر میں ہندوستان
تشریف لائے۔ اور ۴۵ برس تک اجمیر
میں قیام فرمایا۔ آپ اپنے کمالات و مجاہدات
کے لیے مشہور ہیں۔ ہندوستان میں آپ کے
اوصاف صوری و معنوی اشاعت اسلام
کا سبب ہوئے۔ آپ کو سلطان الہند غریب نواز
بھی کہتے ہیں۔ ۶ رجب ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ع
کو وصال ہوا۔ اجمیر میں دفن ہوئے۔ جہاں ایک
عالیشان مقبرہ بنا ہوا ہے۔ ہر سال ۶ رجب
کو عرس ہوتا ہے۔ جس میں دور دور کے آدمی آتے ہیں۔

معین الدین محمدی ہروی - بہت سی
کتابوں کا مصنف ہے جن میں سے تاریخ موسوی
روضۃ الجنت۔ معراج النبوت اور روضۃ الواعظین
بہت مشہور ہیں۔ تاریخ موسوی یہودیوں کی
ایک تاریخ ہے۔ روضۃ الجنت میں شہر
ہرات کا حال درج ہے۔ یہ کتاب سلطان حسین
ابوالغازی کے نام پر ۱۴۹۳ع مطابق سنہ ۹۰۰ھ
میں معنون کی گئی تھی۔ روضۃ النبوت میں معراج
کا حال درج ہے۔ یہ کتاب ۱۴۹۶ع مطابق
۹۰۱ھ میں تصنیف ہوئی۔

معین الملک رستم ہند - عرف میر منو
اعتماد الدولہ قمر الدین خاں وزیر کا بیٹا تھا۔
احمد شاہ بادشاہ دہلی نے اس کو
سرہند کی لڑائی کے بعد جو بمقابلہ احمد شاہ
ابدالی ہوئی تھی اور جس میں اس کا باپ
۱۷۴۸ع مطابق ۱۱۶۱ھ میں مارا گیا تھا۔ لاہور
کا صوبہ دار مقرر کیا۔ یکایک ۱۷۵۳ع مطابق
۱۱۶۶ھ میں فوت ہو گیا۔

مغربی شیخ - کمال خجندی کے ہمعصر اور صوفیائے
کرام میں سے تھے۔ محمد شیریں نام تھا۔ معرفت
اور تصوف میں ان کا کلام بہت مشہور ہے۔ تبریز
میں ۱۴۰۶ع مطابق ۸۰۹ھ میں فوت ہوئے۔
قصائد مغربی مشہور ہیں۔ ان کی قبر سرخاب میں ہے۔

مغل بیگ - شہنشاہ اکبر کے زمانہ کا ایک
امیر تھا۔ ثمرۃ القدس کا مصنف ہے جو تذکرہ
مشائخ کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔

مغیث الدین قاضی - سلطان علاء الدین
کے زمانہ میں عہدہ قضا پر مامور تھے۔

مغیث الدین (مولانا) خلیفہ حضرت
نظام الدین دہلوی ۷۲۰ھ مطابق ۱۳۲۰ع
میں اوجین میں آ گئے۔ سپرا ندی کے کنارے
زہد و عبادت میں مصروف رہے۔ وہیں
انتقال ہوا۔ ندی کے کنارہ پر مزار ہے
ہر سال عرس کا میلہ ہوتا ہے۔

مغیرہ - دیکھو المغیرہ۔

مفید شیخ - دیکھو ابو عبد اللہ محمد بن محمد

النعمانی۔

مقبول۔ مقبول احمد نام تھا۔ نور نامہ۔ قاف نامہ اور مثنوی درد الفت کے مصنف ہیں۔ ۱۸۵۳ء مطابق ۱۲۷۰ھ میں لکھنؤ میں رہتے تھے۔

مقریزی۔ مشہور عربی مورخ و جغرافیہ داں ہے اس کا نام تقی الدین احمد ہے۔ ۱۳۶۴ء مطابق ۷۶۶ھ میں بمقام مقریزہ نواح بعلبک میں پیدا ہوا۔ علم ہیئت و تاریخ وغیرہ شہر قاہرہ میں حاصل کیے اور وہیں امامت کے عہدے پر ملازم ہو گیا۔ اس کی تصانیف کا ترجمہ فرانسیسی اور لاطینی زبانوں میں ہو گیا ہے۔ ۱۴۴۲ء مطابق ۸۴۵ھ میں بعمر ۸۰ سال انتقال کیا۔

مقریزی۔ مصنف کتاب الصلاح ۱۴۲۹ء مطابق ۸۳۲ھ میں زندہ تھا۔

مقنع۔ ملاحظہ ہو المقنع۔

مقیم خاں۔ عہد اکبری کا ہفت صدی منصبدار تھا جہانگیر کے عہد میں عروج پایا۔ آگرے میں جمنا کے کنارے اس کا ایک مکان تھا جو اب تک مقیم خاں کا گھاٹ کہلاتا ہے۔

مکائیل بن سلیمان۔ قرآن شریف کی ایک تفسیر کے مصنف ہیں۔ ۱۶۷۲ء مطابق ۱۰۸۳ھ میں فوت ہوئے۔

مکتوب خاں۔ شاہجہاں کے عہد میں کتب خانہ شاہی کا منصرم تھا۔

مکتبی۔ نظم لیلیٰ مجنوں اس کی تصنیف ہے جو ۱۴۹۰ء مطابق ۸۹۵ھ میں لکھی گئی شیراز کا ایک مدرس تھا۔

مکرم خاں نواب۔ عالمگیر کے عہد میں ملتان کا صوبہ دار تھا۔

مکند ابرہام چاری۔ ایک ہندو برہمن تھا جو تپشیا (ریاضت) میں اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ اس کی یہ خواہش تھی کہ میں ہندوستان کا بادشاہ ہو جاؤں اس کی خواہش کی تکمیل صرف اسی طرح ممکن تھی کہ وہ ایک دفعہ مر کر دوسرا جنم لے چنانچہ وہ سخت سے سخت ریاضت اس جنم میں کرتا تھا۔ اور خدا سے دعا مانگتا تھا کہ اس کی دوسرے جنم میں اس کو موجودہ زندگی کے واقعات تفصیل کے ساتھ یاد رہیں۔ لیکن اس کی یہ دعا پورے طور پر مقبول نہیں ہوئی بلکہ اس کو یہ علم ہوا کہ وہ پیتل کے پتر پر چند خاص باتیں جن کو وہ یاد رکھنا چاہتا ہے لکھ لے اور اس پتر کو دفن کر دے۔ مکندا نے پریاگ جا کر ایسا ہی کیا۔ اور خود بھی وہیں دفن ہو گیا اس واقعہ کے ۹ ماہ بعد اکبر کی پیدائش ہوئی۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اسی فقیر نے اکبر کی جنم لیا تھا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ اکبر نے تخت نشینی کے بعد الہ آباد جا کر اس پتر کو نکالا تھا اور وہ جگہ جہاں پتر دفن تھا اس کو معلوم تھی۔ اس قصے کو مل نے اپنی تاریخ برٹش انڈیا کی جلد دوم میں صفحہ ۱۵۲ پر نقل کیا ہے اور پتر کے کتبے کا ترجمہ بھی دیا ہے۔

مکند داس نارنولی۔ (رائے) ماتھر کائستھ نہایت تجربہ کار۔ لائق اور کارروائی اہلکار تھا ۱۷۷۵ء میں یمین الدولہ آصف خاں کی سرکار میں دو تین روپیہ ماہانہ کا ملازم ہو کر رفتہ رفتہ حسن کارگزاری سے دیوان ہو گیا اپنے اثر سے اپنی برادری کو بہت فائدہ پہنچایا۔ اس کی اثر سے تو اُن کو اٹھا کر لوگ جلی

سفارش نامے بنا لیتے تھے اور وہ محض ہمدردی سے اُن کو اپنی سفارش تسلیم کر لیتا تھا۔ یمین الدولہ کی وفات کے بعد شاہجہاں نے ملازمت شاہی میں لیکر منصب ہشت ہزاری پر سرفراز کیا۔ پھر خلعت دیوانی تن اور بعدہٗ دیوانی بیوتات کا عہدہ عطا ہوا۔ اس نے اپنے وطن نارنول میں لوگوں کے مکانات زبردستی چھین کر لاکھوں روپیہ کے صرفہ سے عالیشان عمارتیں تعمیر کرائیں مظلومین نے دربار شاہی میں فریاد کی اور بیان کیا کہ ان محلات کی بنیادوں میں چالیس لاکھ سرکاری روپیہ بھی دفن کیا ہے۔ بموجب حکم شاہی تمام عمارات مسمار کرا دی گئیں۔ دعویٰ غلط ثابت ہونے پر دروغگوئی کی وجہ دریافت کی گئی تو لوگوں نے اصل واقعہ تظلم بیان کر کے کہا کہ ہم نے اس طرح صرف اپنا بدلہ لینا چاہا تھا۔ حضور سزا دینے یا نہ دینے کے مختار ہیں۔ رحمدل بادشاہ نے اس معقول جواب پر سب کا قصور معاف کر دیا۔

مکند رام۔ سترھویں صدی عیسوی میں بنگالی شاعری کے درگائی عہد کا اولین اور بہترین شاعر گزرا ہے اس کی نظمیں تاریخ تمدن کی حیثیت سے بڑی وقعت رکھتی ہیں۔

مکند رائے۔ اس نے راجہ ہلکر کے سیاسی خطوط کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ اس نسخے کا نام خط ہلکر ہے۔ ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۸۰۴ء میں تالیف ہوا۔

مکین۔ مرزا محمد فاخر دہلوی کا تخلص ہے ۱۱۷۵ھ مطابق ۱۷۶۲ء میں لکھنؤ آئے۔ ایک دیوان ان کی تصنیف سے ہے ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۰۶ء میں فوت ہوئے۔

ملا اجیون امیٹھوی۔ اصل نام شیخ احمد عرف ملا جیون۔ ملا ابو سعید کے بیٹے تھے۔ پیدائش ۲۵ شعبان ۱۰۴۷ھ مطابق ۱۶۳۷ء بروز سہ شنبہ بمقام قصبہ امیٹھی (لکھنؤ) ہوئی۔ عالمگیر بادشاہ کے اُستاد اور تفسیر احمدی کے مصنف تھے۔ نور الانوار اور مناقب اولیا بھی اُن کی تصنیف سے ہیں۔ ۱۷۱۸ء مطابق ۱۱۳۰ھ میں انتقال ہوا۔

ملا جامی لاہوری نامدار خانی۔ تخلص بیخود ہے۔ تاریخ گوئی میں اُستاد تھا۔

ملا خسرو۔ غرر الاحکام نامی فقہ میں ایک رسالہ لکھا اور اسی رسالہ کی شرح بھی لکھی جس کا نام درر الاحکام رکھا۔ یہ ایک مشہور۔ اور مستند ترکی فقیہہ ہیں۔ یہ کتاب ۱۴۶۷ء مطابق ۸۸۳ھ میں تصنیف ہوئی اور ۱۴۸۰ء مطابق ۸۸۵ھ میں انتقال کیا۔

ملا زادہ۔ پٹنے کا رہنے والا۔ ابو الفضل کی مشہور فارسی کتاب بہار دانش کا اردو میں ترجمہ کیا جو اظہار دانش کے نام سے مشہور ہے۔

ملا زادہ۔ یہ دوسرا مصنف ہے جس نے مختصر معانی و بیان پر حاشیہ لکھا۔

ملا شاہ۔ بدخشاں کے رہنے والے درویش تھے۔ عہد شاہجہانی میں کشمیر میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ دارا شکوہ ان کا معتقد تھا عالمگیر کے شروع عہد میں ۱۶۶۱ء مطابق ۱۰۷۲ھ کے قریب انتقال کیا۔

ملا شکیبی۔ عبد الرحیم خان خانخاناں کی ملازمت میں تھا۔ شاعری سے ذوق رکھتا تھا ۱۶۱۴ء مطابق ۱۰۲۳ھ کے بعد فوت ہوا۔

ملا فیروز - پارسیوں کی قوم کا ایک بڑا مجتہد تھا۔ بمبئی میں قیام تھا۔ اس کا باپ کنس نامی دولتمند تاجر تھا۔ اس نے اپنے صرف سے ایران کو ایک وفد اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہاں جاکر تحقیقات کرے کہ قدیم پارسی قوم جو زردشت کی پیرو تھی اب اُس کے کچھ آثار اور اس مذہب کے ماننے والے نجار میں پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ اس وفد کی رپورٹ اخبار دساتیر میں بزبان پہلوی ۱۸۱۸ء میں شائع ہوئی ہے یہ اخبار ملا فیروز کی ادارت میں نکلتا تھا۔

ملا علی الحافظ القستموی - شیخ اسمٰعیل حنفی کی کتاب حدیث الاربعین کی تفسیر کے مصنف ہیں

ملا علی قوشجی - حاشیہ تفتازانی کے سوا تفسیر کشاف کا بھی ایک حاشیہ لکھا۔ تقریباً ۱۴۷۴ء مطابق ۸۷۹ھ میں انتقال کیا۔

ملا مفید بلخی - ایک شاعر تھا۔ عالمگیر کے عہد میں بلخ سے ہندوستان آیا۔ ملتان میں ۱۶۷۲ء مطابق ۱۰۸۳ھ میں وفات پائی ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

ملک الاشتر - ایک عربی سردار تھے پہلے ابو عبیدہ کی ملازمت میں رہے بعد کو حضرت علی کی ملازمت قبول کرلی۔ ۶۵۸ء مطابق ۳۸ھ میں معاویہ نے مصر جاتے میں زہر دلوادیا۔

ملک الافضل - ملاحظہ ہو نورالدین علی۔

ملک العزیز عثمان - ملاحظہ ہو ابوالفتح عثمان۔

ملک دینار - قوم کا ترک تھا۔ ۱۱۸۶ء مطابق ۵۸۳ھ میں بہرام شاہ آخر حکمران کرمان کو معزول کرکے بادشاہ ہوا۔ بہرام شاہ کے معزول ہونے سے قاورد کا سلجوقی خاندان ختم ہوگیا۔

ملک راجہ فاروقی - خاندیس کا پہلا خودمختار حکمران ہے۔ اس کے آباؤ اجداد علاء الدین خلجی اور محمد تغلق بادشاہان دہلی کے زمانہ میں مقربین میں داخل تھے۔ اس کے والد خانجہاں نے اس کی کمسنی میں انتقال کیا اور بہت قلیل موروثی ترکہ چھوڑا۔ جوان ہونے پر قوت بازو سے اس نے عزت اور اقتدار حاصل کیا۔ ۱۳۷۰ء مطابق ۷۷۲ھ میں فیروز شاہ تغلق نے اس کو خاندیس کا صوبیدار مقرر کیا اور جاگیر دی۔ فیروز شاہ تغلق کے انتقال پر دلاور خاں غوری مالوے میں خودمختار حکمران ہوا تو ملک راجہ سے اس کا ارتباط اس قدر بڑھا کہ دلاور خاں نے اپنی لڑکی ملک ناصر پسر ملک راجہ کو بیاہ دی۔ ۲۹ سال ملک راجہ نے خاندیس میں حکومت کی۔ ۲۰-اپریل ۱۳۹۹ء مطابق ۲۲-شعبان ۸۰۱ھ کو انتقال کیا۔ ملک ناصر خاں جانشین ہوا۔ دیگر شاہان خاندیس کی بالترتیب فہرست حسب ذیل ہے

(۱) ملک راجہ۔

(۲) ملک ناصر خاں۔

(۳) میراں عادل خاں۔

(۴) میراں مبارک۔

(۵) عادل خاں اوّل یا علی شاہ

(۶) داود خاں۔

(۷) عادل خاں ثانی (اعظم ہمایوں عالم خاں۔)

(۸) میران محمد شاہ
(۹) میران مبارک ثانی۔
(۱۰) میران محمد۔
(۱۱) راجہ علی خان۔
(۱۲) بہادر شاہ۔

ملک سرور۔ ملاحظہ ہو خواجہ جہاں

ملک شاہ جلال الدین۔ خاندان سلجوقی اول کا تیسرا بادشاہ تھا۔ دسمبر ۱۰۷۲ء مطابق ۴۶۵ھ میں اپنے باپ الپ ارسلان کا جانشین ہوا۔ بیس سال حکومت کی اس کے بھائی قادر و بیگ نے ان کی بادشاہت کو تسلیم نہیں کیا۔ لڑائی ہوئی۔ ملک شاہ فتحیاب ہوا۔ قادر و بیگ قتل ہوا۔ سارے شام و مصر پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ ملک بخارا۔ سمرقند اور خوارزم بھی فتح کیے۔ اس کی سلطنت باپ کی سلطنت سے کہیں زیادہ وسیع تھی۔ آخری عمر میں اصفہان سے بغداد آ گیا تھا یہ خلیفہ المقتضی کا زمانہ تھا۔ ملک شاہ نے خلیفہ کو بغداد سے خارج کر کے اس کو اپنا پایہ تخت بنایا چاہا لیکن سلطان کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی اور نومبر ۱۰۹۲ء مطابق شوال ۴۸۵ھ میں انتقال کیا۔ اس کے بعد ہی خاندان سلجوقیہ کا زوال اور اس کے بیٹوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ حسن بن صالح اس کے زمانہ میں تھا جو شیخ الہلاکت کہلاتا تھا اس نے ایران۔ عراق اور شام میں خونریزی شروع کر دی تھی۔ ملک شاہ کا مشہور وزیر نظام الملک طوسی اسی کے فدائی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ ملک شاہ نے ایک نیا سنہ ایجاد کیا تھا جو تاریخ میں تاریخ جلالی کے نام مشہور ہے یہ سنہ ۱۵ مارچ ۱۰۷۹ء مطابق ۱۰ رمضان ۴۷۱ھ سے شروع ہوتا ہے۔

ملک عماد۔ امام محمد غزالی کے ہمعصر تھے شعر سے ذوق رکھتے تھے۔

ملک عنبر حبشی سنہ ۱۵۴۶ء مطابق ۹۵۳ھ جبکہ شہزادہ دانیال کے دکنی حملوں کی وجہ سے احمد نگر فتح ہو چکا تھا۔ لیکن نظام شاہی حکومت کا خاتمہ بالکل نہیں ہوا تھا۔ ملک عنبر ایک حبشی غلام اپنی قابلیت۔ دانائی اور مستعدی کی بدولت سپہ سالاری کے درجہ تک پہنچ گیا تھا۔ مرتضیٰ شاہ ثانی کے وقت میں یہ حکمرانی کرتا تھا اور اورنگ آباد اس کا پایہ تخت تھا۔ مغلوں کے مسلسل حملوں سے سلطنت کو بچانے کے لیے اس نے یہ تدبیر نکالی کہ کھلے میدان میں لڑنا ترک کر دیا اور خود ان پر قزاقانہ چھاپے مارنا شروع کیے۔ مغلیہ فوج اس قسم کے حملوں کی تاب نہ لا سکی۔ اور پیچھے ہٹ گئی۔ خانخاناں احمد نگر چھوڑ کر برہان پور چلا گیا۔ ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۶۰۹ء میں احمد نگر ملک عنبر کے قبضے میں آ گیا۔ اس سے دکھنیوں کی ہمت بڑھ گئی ملک عنبر نے مالی و ملکی انتظام کیا اور مغلیہ اضلاع پر حملے شروع کر دیے۔ آخر میں شہزادہ شاہجہاں نے بہ نفس نفیس ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء میں سخت شکست دی اور ملک عنبر نے احمد نگر و دیگر مقامات دیگر مغلوں سے صلح کر لی اور شاہجہاں کا وفادار سردار بن گیا ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۶ء میں وفات پائی۔

یعقوب حبشی اُس کا بیٹا اُس کی جگہہ حکمراں ہوا۔ ملک عنبر نے ۸۰ برس کی عمر پائی وہ دولت آباد میں مدفون ہے۔

ملک فخر الدین ۔ بنگال کا بادشاہ تھا جو ملک فخر الدین پوربی کے نام سے مشہور رہا ہے یہ قدر خاں حاکم بنگال کا ایک سپاہی تھا۔ تغلق شاہ کے عہد میں اُس نے قدر خاں کو ۱۳۳۹ء مطابق ۷۳۹ھ میں قتل کر دیا اور خود حاکم بن گیا۔ اس وقت تک بنگال میں سلطنت دہلی کی طرف سے حاکم رہتا تھا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے اپنے کو خود مختار بادشاہ مشتہر کیا۔ دو برس پانچ ماہ حکومت کی۔ ملک علی مبارک کے ہاتھ سے ۱۳۴۱ء میں لڑائی میں شکست کھائی اور قتل ہوا۔ علی مبارک علاء الدین کے لقب سے بنگال کا بادشاہ ہوا۔

ملک قمی ملا۔ شہر قم (ایران) کا رہنے والا شاعر تھا۔ ۱۵۷۹ء مطابق ۹۸۷ھ میں دکن آیا اور مرتضی نظام شاہ کا ملازم ہوا۔ بعد کو برہان نظام شاہ نے اپنے یہاں نوکر رکھ لیا۔ رفتہ رفتہ ابراہیم عادل شاہ بادشاہ بیجاپور کے دربار میں رسائی ہو گئی۔ جہاں اس کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور بہت اعزاز پایا۔ ملا ظہوری شاعر جو اس وقت بیجاپور کے دربار میں خاص مرتبہ رکھتا تھا اس کا داماد ہوا۔ ۱۶۱۶ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں انتقال کیا۔ ملک الکلام کے نام سے مشہور رہا ہے۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

ملک محمد جائسی ۔ جہانگیر کے وقت میں ہندی کا شاعر گزرا ہے۔ جائس ملک اودھ کا رہنے والا تھا۔ ہندی نظم میں قصہ پدماوت لکھا ہے جو

بہت مشہور رہی۔

ملک معز الدین ایبک۔ خاندان ایوبیہ کا ایک ترکمانی غلام تھا۔ ملکہ شجرۃ الدر سے شادی کی تھی جو خاندان ایوبیہ کی آخری مصری حکمراں تھی اُس نے مصر میں مملوکیہ خاندان کی حکومت کی بنا ڈالی اور ۱۲۵۰ء مطابق ۶۴۸ھ سے حکومت شروع کی۔ ۱۲۵۷ء مطابق ۶۵۵ھ میں قتل ہوا۔ اُس کی اولاد سو برس تک حکمراں رہی۔ اس خاندان کے بادشاہ حسب ذیل ہوئے جنھوں نے مصر اور شام پر حکومت کی۔

(۱) ملک معز الدین ایبک ترکمانی بانی حکومت مملوکیہ ۱۲۵۰ء م ۶۴۸ھ

(۲) ملک منصور نور الدین علی بن معز کو مظفر نے قید کیا۔ ۶۵۵ھ

(۳) ملک مظفر قطز المعزی (۱۱ ماہ) ۶۵۷ھ

(۴) ملک ظاہر رکن الدین ۶۵۸ھ

(۵) ملک سعید محمد ناصر الدین ۶۷۶ھ

(۶) ملک عادل بدر الدین (۴ ماہ) ۶۷۸ھ

(۷) ملک منصور ابو المعالی قلادون صالحی ۶۷۸ھ

(۸) ملک اشرف صلاح الدین خلیل ۶۸۹ھ

(۹) ناصر محمد بن قلادون ۴۴ سال حکومت کی ۶۹۳ھ

(۱۰) ملک عادل قطبغا منصوری۔

(۱۱) ملک منصور حسام الدین۔ دو سال حکومت کی۔ ۶۹۸ھ میں فوت ہوا۔

(۱۲) ملک مظفر رکن الدین۔ دس ماہ حکومت کی۔ ۷۰۹ھ میں فوت ہوا۔

(۱۳) ملک منصور ابوبکر (۲ ماہ)

(۱۴) ملک اشرف کوچک (۸ ماہ)

(۱۵) ملک ناصر احمد۔ سنہ ۷۴۵ھ میں فوت ہوا

(۱۶) ملک صالح اسمٰعیل ابو الفدا مصنف مشہور تاریخ ابو الفدا۔ اپنے بھائی ناصر احمد کا سنہ ۱۳۴۴ء مطابق سنہ ۷۴۵ھ میں جانشین ہوا اس خاندان کے بعد حکومت مصر و شام دوسرے خاندان غلامان میں منتقل ہو گئی۔ اور سنہ ۱۲۵۰ء سے ان کا تسلط ہو گیا۔ یہہ خاندان بھی مملوکوں کی طرح دلیر اور بہادر تھا اس خاندان کی حکومت سنہ ۱۵۱۷ء تک رہی۔ سلطان سلیم اول شہنشاہ ترکی نے شکست دی اور تومان لے آخری حکمران کو قید کر کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

ملک منصور۔ ملاحظہ ہو نور الدین علی۔

ملک منصور محمد بن عثمان۔ ایوبیہ خاندان کا تیسرا حکمران تھا۔ نومبر سنہ ۱۱۹۸ء میں اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ سنہ ۱۲۲۰ء میں فوت ہوا۔ ملک عادل سیف الدین اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ ۱۸ سال حکومت کی۔

ملک نصیر خاں فاروقی۔ بن ملک راجہ ملک راجہ کی وفات کے بعد اپریل سنہ ۱۳۹۹ء مطابق سنہ ۸۰۱ھ میں خاندیس کا حکمران ہوا اور شہر برہان پور کی بنا ڈالی۔ یہ حکمران علم دوست اور علماء کا قدردان تھا۔ اس کے وقت میں علم و ہنر کی ترقی ہوئی۔ اسیر کا مشہور قلعہ آسا اہیر سے چھین لیا۔ چالیس سال حکومت کی۔ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۴۳۷ء مطابق ۲۰ ربیع الاول سنہ ۸۴۱ھ کو انتقال کیا اس کا بیٹا میراں عادل فاروقی جانشین ہوا۔

ملکہ بانو۔ آصف خاں وزیر کی دختر۔ ممتاز محل کی بہن اور سیف خاں المعروف بہ مرزا سیفی پنجہزاری منصبدار کی بیگم تھی۔ مرزا سیفی امانت خاں کا بیٹا تھا اُس سنہ ۱۶۳۹ء میں بنگال میں انتقال کیا۔ بیگم نے سنہ ۱۶۶۴ء میں وفات پائی۔

ملکۂ جہاں۔ دہلی کی ایک شہزادی تھی اس کی شادی حسین شاہ شرقی بادشاہ جونپور سے ہوئی تھی۔

ملکہ جہاں۔ جہانگیر کی بیگم اور راجہ بھیم جیسلمیر کے راجہ کی بیٹی تھی۔

ملکۂ زمانہ فرخ سیر شہنشاہ دہلی کی بیٹی اور محمد شاہ شہنشاہ دہلی کی بیگم تھی۔ اس کی شادی سنہ ۱۷۲۲ء مطابق سنہ ۱۱۳۵ھ میں ہوئی۔ اس کی تاریخ وفات نہیں معلوم۔ قبر کابلی دروازہ کے باہر دہلی میں ہے۔

ملو خاں الملقب بہ قادر شاہ۔ مالوے کا حکمران تھا۔ اُس کے زمانہ میں سنہ ۱۵۴۲ء مطابق سنہ ۹۴۹ھ میں شیر شاہ نے مالوے کو فتح کیا اور شجاعت خاں کو جو شیر شاہی سرداروں میں تھا۔ یہاں کا حاکم بنایا۔

ملو عادل شاہ بیجاپوری۔ اگست سنہ ۱۵۳۴ء مطابق صفر سنہ ۹۴۱ھ میں اپنے باپ اسمٰعیل عادل شاہ کا جانشین ہوا فسق و فجور میں مبتلا رہنے کی وجہ سے اپنی دادی کے حکم سے چھ ماہ کے بعد معزول کر دیا گیا۔ اس کے جگہ اُس کا بھائی اسمٰعیل سنہ ۱۵۳۵ء مطابق سنہ ۹۴۲ھ میں بیجاپور کا بادشاہ ہوا۔

ملوک شاہ۔ ملا عبد القادر مورخ بدایونی کے

والد تھے سنہ ۱۵۶۱ء مطابق سنہ ۹۶۹ھ میں فوت ہوئے۔ کتاب جلاء الخواطر کے مصنف ہیں۔

ملول شاہ شرف الدین کا تخلص ہے یہ مراد آباد کے ایک درویش تھے۔ شعر کہتے تھے الہام بھی تخلص تھا۔ دو فارسی دیوان ایک مسدس ہفت ہی خانہ ان کی یادگار ہیں مسدس سنہ ۱۷۹۱ء مطابق سنہ ۱۲۰۶ھ میں لکھا تھا۔

ملہار راؤ گیکواڑ راجہ بڑودہ۔ اپنے بھائی کھانڈے راؤ کی وفات پر بتاریخ ۲۹۔ نومبر سنہ ۱۸۷۰ء ۴۲ سال کی عمر میں بڑودے کا راجہ ہوا۔ اس کے بھائی کھانڈے راؤ کو جی۔ سی۔ ایس آئی کا خطاب تھا۔ ملہار راؤ راجہ ہونے سے پہلے قید میں تھا۔ سنہ ۱۸۷۵ء میں اس پر ریذیڈنٹ کو زہر کھلانے کا مقدمہ چلایا گیا۔ جرم ثابت نہیں ہوا مگر بد انتظامی کے الزام میں معزول کرکے مدراس میں نظر بند کر دیا گیا۔

ملہار راؤ ہلکر اوّل۔ خاندان ہلکر سے ہے لفظ ہلکر کے معنی ہَل کَر یعنی ہل چلانے والے کے ہیں۔ یہ اس خاندان کا پہلا راجہ تھا جو پیشوا باجی راؤ اول کا ایک سردار تھا۔ مرہٹوں کی شمالی مہمات میں حصہ لینے والوں میں اس کا بھی شمار ہے۔ سنہ ۱۶۹۳ء مطابق سنہ ۱۱۰۵ھ ۔ سنہ ۱۷۳۵ء میں گردھر بہادر صوبہ دار مالوہ کو اُس نے قتل کیا اور سنہ ۱۷۲۸ء میں باختیار ہوگیا۔ سنہ ۱۷۳۳ء میں پیشوا نے ضلع اندور اس کو جاگیر میں دیا۔ سنہ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی مشہور لڑائی میں شریک تھا۔ سنہ ۱۷۶۶ء میں وہ فوت ہوا۔ اہلیہ بائی کھانڈے راؤ کی بیوہ نے ٹکاجی ہلکر کو جو ملہار راؤ کا بھتیجا تھا گدی نشین کر دیا جس کے چار لڑکے ہوئے ان میں سے کاشی راؤ اور ملہار راؤ بی بی سے تھے۔ جسونت راؤ اور ایٹوجی مدخولہ عورت سے تھے۔ خاندان ہلکر کے راجہ حسب ذیل گزرے ہیں۔

(۱) ملہار راؤ ہلکر اول۔

(۲) ملہار راؤ نبیرہ ملہار راؤ ہلکر اوّل جو بولایت اپنی ماں اہلیہ بائی کے جانشین ہوا اور سنہ ۱۷۶۷ء میں فوت ہوا۔

(۳) ٹکاجی ہلکر۔

(۴) کاشی راؤ

(۵) جسونت راؤ۔

(۶) ملہار راؤ ثانی۔

(۷) ہری راؤ ہلکر

ملہار راؤ ہلکر ثانی جسونت راؤ ہلکر بن ٹکوجی کا جانشین ہوا اور پسر متبنی تھا۔ سنہ ۱۸۱۱ء میں اندور کا راجہ ہوا۔ مہد پور کی لڑائی کے بعد ۶ جنوری سنہ ۱۸۱۸ء کو سرکار انگریزی سے صلح کر لی۔ سنہ ۱۸۳۳ء میں وفات پائی۔ اس کا پسر متبنی مرتند راؤ راجہ ہوا جس کو کھانڈے راؤ نے راج سے محروم کر دیا۔ جب کھانڈے راؤ بھی لاولد فوت ہوا تو ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہلکر جی راؤ کو راجہ نامزد کیا۔

ملہی راؤ ہلکر۔ راجہ اندور۔ ملہار راؤ اول کا پوتا اور کھانڈے راؤ کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۷۶۶ء میں دادا کا جانشین ہوا۔ نو ماہ حکومت کرنے کے بعد فوت ہوگیا۔ اس کی وفات کے بعد اصل خاندان معدوم ہوگیا۔ اہلیہ بائی بیوہ کھانڈے راؤ نے ٹکاجی کو

راج کے واسطے منتخب کیا

ممتاز الدین حکیم۔ بدایوں (صوبہ متحدہ) کے مشہور حکیم تھے۔ طب یونانی میں حکیم صادق علی خاں دہلوی کے شاگرد تھے۔ فن شعر میں شاہ نصیر دہلوی سے تلمذ تھا۔ ۳۔ رمضان ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء میں انتقال ہوا۔

ممتاز محل۔ ملاحظہ ہو ارجمند بانو بیگم۔

ممنون۔ نظام الدین بن قمر الدین خاں منت کا تخلص ہے۔ اکبر شاہ ثانی کا عہد پایا تھا۔ ان کے دیوان میں بادشاہ موصوف کی مدح میں قصائد موجود ہیں۔ اپنے والد منت کے شاگرد تھے۔ ان کے آباؤ اجداد سون پت میں رہتے تھے مگر انھوں نے دہلی میں نشو و نما پائی اور انگریزی عہد میں اجمیر کے صدر الصدور مقرر ہوئے ان کا اردو دیوان خود ان کے قلم کا لکھا ہوا کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ ۱۸۴۴ء مطابق ۱۲۶۰ھ میں انتقال کیا۔

منالال۔ ولد بہادر سنگھ۔ اس نے شاہ عالم کے دور حکومت کی تاریخ لکھی ہے کتاب کا آغاز ۱۱۸۵ھ سے ہوتا ہے جب شاہ عالم نے الہ آباد سے دہلی کا رخ کیا تھا۔

من بھاوتی بیگم۔ بادشاہ اکبر کے حرم میں داخل تھی۔ آگرے میں قلعہ کی اراضی پر اس کا لگایا ہوا باغ تھا جس کا اب کوئی نشان باقی نہیں ہے

منت۔ میر قمر الدین منت ساکن دہلی کا تخلص ہے وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے اس کو ملک الشعراء کا خطاب نواب مرشد آباد کی سفارش پر عطا کیا تھا۔ دکن بھی پہنچا تھا۔ اور وہاں نواب نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی کے دربار میں رسائی حاصل ہو گئی تھی بادشاہ دکن نے ایک قصیدے کے صلے میں پانچ ہزار روپیہ انعام دیے تھے۔ بمقام کلکتہ ۱۷۹۳ء مطابق ۱۲۰۵ھ میں انتقال کیا۔ اردو اور فارسی کے دو دیوان جن میں ڈیڑھ لاکھ اشعار کا تخمینہ کیا جاتا ہے ان سے یادگار ہیں۔ چمنستان اور شکرستان بھی ان کی تصانیف ہیں۔ گنا بیگم مشہور شاعرہ اور شہزادی اودھ کے استاد تھے۔

منتجب الدین۔ شیخ زرزری بخش۔ ناصر ملقب بہ غریب ہانسوی کے بیٹے اور شیخ برہان الدین غریب کے بھائی حضرت نظام الدین اولیا اور بقول بعض شیخ فرید الدین گنج شکر کے مرید تھے۔ یہ دکن کے ایک مشہور ولی گزرے ہیں۔ زرزری بخش کے نام سے زیادہ مشہور رہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب آپ کی ریاضت درجۂ کمال کو پہنچی اور محبوبیت کا مرتبہ حاصل ہوا تو آپ کو غیب سے دو زریں خلعت صبح و شام ملتے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر شب نماز تہجد کے وقت غیب سے ایک زر کا ڈلا اترتا تھا۔ بالجملہ اس عطیہ کبریٰ کو فقرا پر تقسیم فرما دیتے۔ ۷۔ اپریل ۷۰۹ھ مطابق ۱۳۰۹ء کو انتقال کیا۔ آپ کا مرقد پاک خلد آباد متصل دولت آباد دکن میں واقع ہے۔ جہاں عرس کے زمانے میں کثیر مجمع خلائق ہوتا ہے۔

منسا رام۔ راجہ جیت سنگھ راجہ بنارس کا باپ کا تھا۔ ریاست بنارس کا بانی سنہ ۱۷۳۸ء

میں فوت ہوا۔ اس کا بیٹا بلونت سنگھ جانشین ہوا

منشی ۔ منشی مولچند کایستہ ساکن دہلی کا تخلص ہے شاہ نصیر دہلوی کا شاگرد تھا۔ شاہ نامے کا کچھ حصہ اردو میں نظم کیا جو شاہنامۂ اردو کے نام سے مشہور ہے ۱۸۲۲ء مطابق ۱۲۳۸ھ میں فوت ہوا۔

منشی منا لال ۔ ولد منشی بہادر سنگھ دفتر خالصہ شاہی کا منشی۔ شاہ عالم کا روزنامچہ لکھنے پر مامور تھا یہ روزنامچہ شاہی کتب خانہ بانکی پور میں موجود ہے۔ اس سے منشی موصوف کی لیاقت تحریر اور قوت مشاہدہ معلوم ہوتی ہے۔ روزنامچہ کا آخری ورق شاہ عالم کے صحیفۂ حیات کے اختتام ۱۲۲۱ھ پر تمام ہوتا ہے۔

منشی مہتاب سنگھ ۔ قوم کایستھ۔ منوطن کانپور مولف تاریخ ہزارہ۔ جس کا قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں ہے۔

منصور ۔ ایرانی شاعر تھا جس نے ایک دیوان چھوڑا جس میں کچھ قصائد شاہ عباس ثانی کی مدح میں ہیں اور کچھ عباس قلی بیگ کی مدح میں ہیں۔ شاہ عباس ۱۶۶۶ء مطابق ۱۰۷۷ھ میں فوت ہوا۔ یہی زمانہ اس شاعر کا تھا۔

منصور ابن القائم ابن المہدی ۔ افریقہ کا ایک شہزادہ تھا۔ بروز جمعہ بتاریخ ۱۹ مارچ ۹۵۳ء مطابق ۲۹ شوال ۳۴۱ھ فوت ہوا

منصور اول سامانی امیر ۔ امیر نوح اول کا فرزند اور امیر عبدالملک کا بھائی تھا۔ ۹۶۱ء مطابق ۳۵۰ھ میں تخت نشین ہوا۔ دیلمی حاکم فرس و عراق اس کو ایک لاکھ پچاس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتے تھے اور دیلمی حاکم نے اس کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کردی جس سے تعلقات باہمی زیادہ مضبوط ہوگئے۔ پندرہ سال حکومت کی تباریخ ۱۵ مارچ ۹۷۶ء مطابق ۱۱ رجب ۳۶۵ھ فوت ہوا اس کا بیٹا امیر نوح ثانی جانشین ہوا اس کے وزیر ابوعلی بن محمد نے تاریخ طبری کا ترجمہ فارسی میں کیا۔

منصور بن بیقرا ۔ مرزا سلطان حسین مرزا بادشاہ ہرات کا باپ تھا۔

منصور بن حلاج ۔ اصل نام شیخ بن حلاج ہے لیکن وہ اپنے باپ منصور کے نام سے مشہور ہیں۔ فارس کے شہر بیضا میں پیدا ہوئے سن ولادت معلوم نہیں حضرت جنید بغدادی کے مرید تھے۔ ان کا آبائی پیشہ ندافی تھا۔ زہد و تصوف کے مدعی تھے بہت سے مورخ ان کو شعبدہ باز کہتے ہیں۔ ان کا ہندوستان آنا بھی ثابت ہے۔ حالت جذب میں الوہیت کے مدعی اور حلول کے قائل تھے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ وہ مسئلہ وحدت الوجود کو مانتے تھے حتیٰ کہ انا الحق کہتے تھے۔ اسی بنا پر بغداد کے خلیفہ مقتدر نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ اگرچہ ان کی گرفتاری ۳۰۱ھ میں اسی بنا پر ہوئی تھی لیکن قتل ۳۰۹ھ مطابق ۹۲۲ء میں واقع ہوا۔ ان کے قتل کا فتویٰ ان کی تصنیف پر حاصل کیا گیا تھا جس میں انھوں نے حروف بیت و حج کے لیے گھر بیٹھے حج کا ثواب حاصل کرنے کا عجیب و غریب نسخہ بتلایا تھا۔ اکثر مورخین

کی رائے ہی کہ حلاج نے جو گروہ پیدا کیا تھا وہ مذہبی نہ تھا بلکہ سیاسی تھا اور اسی بنا پر اُن کو قتل ہوا۔

منصور ثانی سامانی امیر۔ اپنے باپ امیر نوح ثانی بادشاہ خراسان کا ۹۹۷ء مطابق ۳۸۷ھ میں جانشین ہوا صرف ایک سال حکومت کرنا نصیب ہوئی۔ اس کے سرداروں نے اس سے بغاوت کی اور معزول کر کے اس کے چھوٹے بھائی عبد الملک ثانی کو ۹۹۸ء مطابق ۳۸۸ھ میں تخت پر بٹھایا۔

منصور خلیفہ بغداد۔ ملاحظہ ہو المنصور۔

منصور خواجہ۔ ملاحظہ ہو خواجہ منصور۔

منصور علی خاں۔ نواب اودھ۔ ملاحظہ ہو صفدر جنگ۔

منصور علی خاں سید۔ نواب مرشد آباد ۱۸۸۳ء مطابق ۱۳۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

منظری سمرقندی۔ بیرم خاں خانخاناں کا مصاحب ایک شاعر تھا۔ شاہنامہ خیال اس کی تصنیف ہے جس میں سکندر شاہ سور وغیرہ کی لڑائیوں کا حال درج ہے۔

منعم۔ قاضی نور الحق بریلوی کا تخلص ہے انھوں نے قرآن شریف کی نظم میں تفسیر لکھی اور تین فارسی دیوان۔ کئی مثنویاں اور رقعات یادگار ہیں ۱۷۸۶ء مطابق ۱۲۰۰ھ میں زندہ تھے۔

منعم خاں۔ سلطان بیگ برلاس کا بیٹا۔ اور اورنگ زیب اور بہادر شاہ اول کے امرا میں تھا۔ راجپوت راجاؤں نے جب سرکشی اختیار کی تو بادشاہ نے شہزادہ عظیم الشان کے ساتھ اس کو اُن کی سرکوبی کے لیے مامور کیا۔ کابل کا صوبیدار مقرر ہوا اور خانخاناں کا خطاب پایا۔ عہدہ وزارت پر سرفراز کیا گیا۔ لیکن سکھوں کی بغاوت کے موقعہ پر بادشاہ اُس سے ناراض ہو گیا۔ اور اُس کا عروج ختم ہو گیا۔ ۱۷۱۱ء مطابق ۱۱۲۳ھ میں فوت ہوا۔ کتاب الہامات منعمی اس کی تصنیف ہے۔

منعم خاں خانخاناں۔ اکبری عہد کا سردار تھا۔ بیرم خاں خانخاناں کے بعد ۱۵۶۰ء مطابق ۹۶۷ھ میں خانخاناں مقرر ہوا اور خان زماں کی وفات کے بعد جونپور کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ ۱۵۶۴ء مطابق ۹۷۲ھ میں جب اکبر جونپور سے گزرا تو اُس کی یادگار میں گومتی کا مشہور پل ۱۵۶۷ء مطابق ۹۷۵ھ میں تعمیر کرایا جو آج تک اکبری پل کے نام سے مشہور ہے اور اس قدر مضبوط ہے کہ اب تک اُس کی مرمت کی بھی ضرورت نہیں پڑی۔ اکبر نے جب بنگال فتح کر لیا تو خانخاناں کو ۱۵۷۵ء مطابق ۹۸۳ھ میں بنگال کا صوبیدار بنایا۔ اُس نے ٹانڈا پایہ تخت منتخب کر کے اُس کو از سر نو تعمیر کیا۔ مگر اس شہر کی آب و ہوا ناموافق آئی۔ ۱۲۔ اکتوبر ۱۵۷۵ء مطابق ۹۔ رجب ۹۸۳ھ کو انتقال کیا۔

منکۃ الہندی۔ ابن ابو عصیبہ اپنی کتاب موسومہ بہ عیون الانبا فی طبقات الاطبا کے حال میں یہ بیان کرتے ہیں کہ منکۃ الہندی علوم ہندی میں نہایت مشہور حکما میں تھا اور ہندی و ایرانی دونوں زبانوں سے خوب واقف تھا اس نے کتاب شاناک ہندی کا ترجمہ جو سمیات کے بیان میں ہے ہندی زبان سے فارسی زبان

میں گیا۔ خلیفہ ہارون رشید کی قدردانی کی شہرت سنکر ہندوستان سے بغداد گیا۔

منگو قاآن۔ یا منگو خاں۔ بادشاہ تاتار تولی خاں بن چنگیز خاں کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اپنے چچازاد بھائی کیوک قاآن بن آقتائی خاں کی جگہ سنہ ۱۲۵۱ء مطابق سنہ ۶۴۹ھ میں تاتار اور ایران کا مالک ہوا سولہ سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۱۲۵۹ء مطابق سنہ ۶۵۷ھ میں فوت ہوا۔ تاتار کی سلطنت پر اُس کا بیٹا قبلائی خاں تخت نشین ہوا۔ فارس کی سلطنت تنہا ہلاکو خاں کے حصے میں آئی جو منگو خاں کا بھائی تھا۔

منو۔ اہل ہنود کے نزدیک یہ پہلے انسان ہیں۔ ان کے پوتے کا نام کپلا ہے جو سانکہ شاستر کے مصنف کہے جاتے ہیں۔ منو شاستر جو منو کے نام سے منسوب ہے۔ ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب ہے جس پر آج تک عملدرآمد ہے۔

منوچہر۔ خاندان پیش دادین حکمران فارس سے بادشاہ گزرا ہے اس کا زمانہ ملک کی بحالی کا باعث ہوا۔ اس کے وزیر کا نام سام تھا جو بہت عقلمند تھا۔ ۱۲۰ سال حکومت کی اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا نوذر تخت نشین ہوا۔

منوچہر۔ ملاحظہ ہو قبوس۔

منوچہر شہزادہ۔ شیخ ابراہیم حاکم شیروان کا بیٹا تھا جو سنہ ۱۱۲۰ء مطابق سنہ ۵۲۰ھ میں فوت ہوا۔ مشہور شاعر کانبی اس کے عہد میں گزرا ہے جو اُس کا مداح تھا۔ اپنے باپ سے پانچ سال پہلے فوت ہو گیا۔

منوچہر ملک یا خاقان۔ شیروان کے حاکم کا نام ہے مشہور شاعر خاقانی اس کا مدح خوان تھا جس نے اسی نسبت سے اپنا تخلص خاقانی رکھا یہ بادشاہ بہرام چوبین کی اولاد میں تھا۔ سنہ ۱۱۸۰ء مطابق سنہ ۵۷۶ھ میں برسر حکومت تھا۔

منوچہری۔ اس کا نام حکیم نجم الدین احمد بن یعقوب بن منوچہر تھا۔ سلطان محمود غزنوی کے دربار میں رسائی حاصل تھی۔ محمود کے بعد اس کے بیٹے مسعود و محمد کے زمانہ میں بھی عزت و دولت حاصل کی سنہ ۱۰۹۰ء مطابق سنہ ۴۸۳ھ میں انتقال کیا۔ ایک دیوان چھوڑا لوگوں نے اس کی دولت کی وجہ سے اس کی چڑ "شصت گلہ" ڈال لی تھی اور اسی نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اُس زمانہ میں بھیڑوں کے گلے کا مالک ہونا دولتمندی کا نشان سمجھا جاتا تھا۔

منہاج السراج جرجانی۔ جارجیہ کے رہنے والے تھے۔ اسی وجہ سے جرجانی کہلاتے ہیں۔ طبقات ناصری انھیں کی تصنیف ہے سنہ ۱۲۵۲ء میں ناصر الدین محمود بادشاہ دہلی کو معنون کی گئی۔ اس بادشاہ کا عہد سنہ ۱۲۴۶ء سے سنہ ۱۲۶۶ء مطابق سنہ ۶۶۵ھ تک رہا ان کا پورا نام قاضی صدر جہاں منہاج الدین جرجانی ہے اور کنیت ابو عمر ہے۔ ملاحظہ ہو ابو عمر منہاج

منیر۔ اسمٰعیل حسین نام۔ سید احمد حسین شاد کے بیٹے۔ ناسخ کے شاگرد رشید۔ ناسخ کے بعد رشک سے بھی اصلاح لی۔ اصل وطن شکوہ آباد۔ قیام زیادہ تر لکھنؤ میں رہا۔ عربی و فارسی میں کافی استعداد تھی پہلے کانپور میں نواب نظام الدولہ بہادر

کی مصاحبت میں رہے۔ پھر مظفر الدولہ علی اصغر خاں بہادر کی ملازمت کی کچھ روز بعدہ معین الدولہ سید باقر علی خاں بہادر ظفر جنگ ثالث کے ساتھ رہے۔ بعد چندے رئیس باندہ کے یہاں تعلق ہو گیا تھا آخری ملازمت نواب یوسف علی خاں والیِ رامپور کے دربار میں کی امیر۔ امیر۔ داغ وغیرہ ان کے ہمعصر تھے یہ نہایت پرگو شاعر تھے۔ ان کا کچھ کلام تلف بھی ہو گیا۔ دیوان ان کی زندگی میں چھپ گیا تھا۔ ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۱ء میں بمقام رامپور وفات پائی۔

منیر لاہوری۔ لاہور کا ایک شاعر ملا عبد المجید ملتانی کا بیٹا تھا۔ اس کا نام ابو البرکات تھا۔ آگرہ میں بتاریخ ۱۴۔ اگست ۱۶۴۴ء مطابق ۷۔ رجب ۱۰۵۴ھ وفات پائی۔ ایک انشاء جو انشاء منیر کے نام سے مشہور ہے اور ایک دیوان یادگار ہیں۔

مواسی۔ گیارہویں صدی عیسوی میں ایران کا مشہور شاعر گزرا ہے۔ ملک شاہ سلجوقی کا عہد پایا اور اسی دربار سے ملک الشعرائی کا خطاب پا کر امراء میں داخل ہوا۔ اور مسلم الثبوت شاعر خاقانی نے اس کے قصیدوں کو اپنے لیے نمونہ بنایا اور دیگر شعراء نے بھی اس کے طرز کلام کی تقلید کی

مؤید۔ زندہ رام کشمیری کا تخلص ہے۔ مرزا عبد الغنی بیگ قبول کا شاگرد تھا۔ ایک دیوان اس کی تصنیف ہے۔ ۱۷۵۹ء مطابق ۱۱۷۳ھ میں فوت ہوا۔

مؤید شاہ۔ ابتداً آتش پرست تھا۔ بعد

کو مسلمان ہو گیا۔ اکبر کا زمانہ پایا۔ اکبری عہد کے مذہبی آدمیوں کی تاریخ لکھی جس کا نام دبستان ہے۔ یہ تاریخ اکبر کے جدید مذہب کی تائید میں لکھی گئی تھی۔ ۱۸۰۹ء میں مشرقی مجلس ترجمہ نے اس کو شائع کیا۔

موتی بیگم۔ بیگمات شاہجہانی میں اس کا شمار ہے۔ آگرہ میں جمنا کنارے اس کا بنایا ہوا ایک باغ تھا جو موتی باغ کے نام سے مشہور تھا۔ اگرچہ وہ باغ اب باقی نہیں مگر باغ کی جگہ اُسی نام سے مشہور ہے۔

موجی بدخشانی۔ مولینا جامی کی یوسف و زلیخا کے طرز پر ایک دوسری مثنوی لکھی جس میں یوسف و زلیخا کے قصے کو نظم کیا۔ اس مثنوی میں ساٹھ ہزار ابیات ہیں۔ بمقام آگرہ ۱۵۷۱ء مطابق ۹۷۹ھ میں فوت ہوا۔

مودود چشتی خواجہ۔ بن خواجہ یوسف بن سامان خانوادہ مودودیہ آپ ہی سے منسوب ہے۔ ایک کامل ولی اور عارف باللہ گزرے ہیں ۸۔ مئی ۱۱۳۳ء مطابق یکم رجب ۵۲۷ھ کو انتقال کیا۔ سادات مارہرہ شریف و سہسوان آپ کی اولاد میں ہیں مودودی کہلاتے ہیں آپ کے والد کا انتقال ۱۰۶۷ء میں ہوا۔

مودود سلطان بن سلطان مسعود اول غزنوی۔ جس وقت احمد نے اس کے باپ کو قتل کیا یہ بلخ میں تھا۔ اس نے اپنے آپ کو فوراً بادشاہ مشتہر کر دیا اور باپ کا بدلہ لینے کے لیے دریائے سندھ کے کنارے پہنچکر ۱۰۴۱ء مطابق ۴۳۳ھ میں احمد کو مع فوج قید کر کے قتل

کر ڈالا اس کے زمانہ میں غزنوی خاندان کے تمام ایرانی مقبوضات نکل گئے۔ نو سال حکومت کی لاہور پایہ تخت تھا۔ وہیں ۲۳ دسمبر ۱۰۴۹ء مطابق ۲۔ رجب ۴۴۱ھ کو انتقال کیا۔

موزوں۔ راجہ رام نرائن ساکن پٹنہ کا تخلص ہے۔

موسیٰ ابن نصیر۔ مذہباً عیسائی تھا ۶۴۰ء میں پیدا ہوا۔ شمالی افریقہ کو ۷۰۹ء میں فتح کیا۔ اور تین برس کے بعد اسپین فتح کر لیا شہر ہین تمرد (عراق عرب) کے محاصرہ میں قید ہوا اور اسی حالت میں ۷۱۶ء میں مر گیا۔

موسیٰ بن عقبہ۔ کتاب مغازی کا مصنف تھا ۷۵۸ء مطابق ۱۴۱ھ میں فوت ہوا

موسیٰ شہید۔ ان کا مقبرہ کھرگون علاقہ اندور میں ہے شاہجہانی عہد میں تھا اب منہدم ہو گیا ہے قطعہ یہ کتبہ یہ ہے

در جہان داوری شاہجہاں
کہ جہاں یافت از و زینت و زین
از محمد شہ اورنگ آرائے
چوں وطن یافت درین ملک حسین
ساختند ایں روضہ زپیش اندیشی
چو دکا خوش ہمہ شد منصب و عین
بو کہ اینجا بہ سر اہل دلے
لحظہ وار سد از کلفت و شین
بدعا یاد کند از رہ لطف
خیر نبیا و برب الثقلین
زد رقم بہر خرد تاریخش
ابدی گلشن درویش حسین
۱۰۶۵ھ

۱۱۷۷ھ میں قبر کا چبوترہ ملہار راؤ ہلکر نے بنوا دیا

جونیا صوبہ ریاست اندور کا کھرگوں میں مقرر ہو کر آتا ہے پہلے مع جلوس کے اس مزار پر جاتا ہے۔

موسیٰ کاظم امام علیہ السلام۔ خاندان حضرت علی علیہ السلام میں ساتویں امام اور آپ اپنے والد ماجد امام جعفر صادق علیہ السلام امام ششم کے جانشین ہوئے۔ ۷۴۵ء مطابق ۱۲۸ھ سنہ ولادت ہے اور خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں بتاریخ یکم ستمبر ۷۹۹ء مطابق ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو وصال ہوا۔ بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کے سامنے آپ کا مزار ہے۔

مولا بخش گویا۔ (مغنی) بھوانی کے ایک زمیندار کے یہاں ۱۸۳۳ء میں پیدا ہوا۔ بالغ ہو کر ورزش کا شوق ہو گیا۔ پھر ایک سیاح فقیر کی نصیحت اور دعا سے مغنی بننے کی کوشش کی۔ اسی تلاش میں گھسیٹے خاں نامی ماہر فن موسیقی کے یہاں پہنچا مگر وہ کسی کو یہ فن نہ سکھاتا تھا۔ بالآخر اس کے افیونی دربان سے راہ و رسم پیدا کی اور نصف شب کو جب کہ گھسیٹے خاں گایا کرتا تھا یہ دروازے پر بیٹھ کر اس کا گانا سنتا اور دن میں گھر آکر اس کی مشق کرتا۔ رفتہ رفتہ بہت مشاق ہو گیا۔ حتیٰ کہ گھسیٹے خاں اس کی شہرت سنکر ملاقات کو آیا۔ اور اپنی شاگردی میں قبول کر کے اصول فن سکھا دیے۔ مولا بخش اپنے استاد کی وفات کے بعد بھی اس فن کا جویا رہا اور اس فن میں اعلیٰ درجہ

کی ترقی پاکر میسور گیا۔ وہاں کے دربار میں عزت
کے ساتھ لیا گیا۔ لیکن بہت جلد مزید تعلیم
فن موسیقی کے لیے ایک برہمن کے پاس تنجور
آگیا اور اپنی خدمتگزاری کے ذریعہ سے جملہ
رموز موسیقی کا محرم بن گیا۔ جہاں اس کو
چتر چنور۔ کلغی اور سرپیچ عنایت ہوا یہیں
اس نے قدیم شاہی خاندان کی ایک لڑکی سے
شادی بھی کی۔ کھانڈے راؤ مہاراجہ
بڑودہ کی طلب پر بڑودہ گیا اور اپنے اکثر
شاگرد بنائے۔ یہ دہلی دربار میں بھی شریک
ہوا اور واپس آکر رام سنگھ مہاراجہ
جے پور کے یہاں مقیم رہا۔ نظام حیدرآباد
نے بھی بہت کچھ انعام عطا فرمایا۔ مہاراج
سیاجی گیکواڑ نے اس کی درخواست پر
ایک موسیقی کالج کھولدیا۔ جو آجتک جاری ہے
۱۸۹۶ء مطابق ۱۳۱۴ھ میں فوت ہوا۔
اس کے دو لڑکے مرتضیٰ خاں ماسٹر بڑودہ
کالج موسیقی اور اے۔ ایم پٹھان بی۔ وی بسر
فن موسیقی دربار نیپال اپنے فن کے ماہرین
میں ہیں۔

مولینا حسن۔ سلطان سلیم بادشاہ دہلی کے
عہد میں علما سے گزرے ہیں ۹۵۶ھ ۱۵۴۹ء
میں فوت ہوئے۔ آگرہ میں دفن ہیں۔
اتفاق سے اُن کی قبر اس احاطے میں
آگئی ہے جو رومن کیتھولک عیسائیوں
کا قبرستان ہے۔ ان کی قبر پر ایک فارسی
منظوم کتبہ لگا ہوا ہے۔

مولینا حسین۔ خواجہ ابوالوفا کے مرید تھے
خواجہ موصوف ۱۴۳۲ء مطابق ۸۳۶ھ
میں فوت ہوئے۔ مولینا حسین کتاب مقصد اقصیٰ
اور شرح قصیدہ بردہ کے مصنف ہیں

مولانا علی بن محمود کرمانی عرف شباب
ایک تاریخ موسوم بہ مآثر محمودی اُن کی تصنیف
ہے جو سلطان محمود شاہ اول خلجی شاہ مالوہ کے
نام پر معنون کی گئی تھی۔ محمود خلجی نے ۱۴۳۶ء
سے ۱۴۶۹ء تک حکومت کی۔

مولود محمد۔ بحر المنافع جو فارسی زبان میں علم
طبیعات کی ایک کتاب ہے تصنیف کی اور
سلطان ٹیپو کے نام پر معنون کی گئی۔

مومن۔ حکیم محمد مومن خاں نام۔ والد کا نام حکیم
غلام نبی خاں۔ کشمیری الاصل۔ دہلی وطن
خاندانی طبیب تھے۔ شاہ عالم کے عہد میں
پرگنہ نارنول (پنجاب) میں جاگیر عطا ہوئی
تھی۔ ۱۸۱۷ء مطابق ۱۲۳۳ھ میں پیدا
ہوئے۔ ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۶۹ھ میں کوٹھے
سے گر کر جوان فوت ہوئے۔ ابتدا شاہ
نصیر کے شاگرد ہوئے۔ اُس کے بعد
خود اُستاد ہوگئے۔ اردو کے سوا فارسی
شعر بھی کہتے تھے۔ ان کی مثنویات خاص
طور پر مشہور ہیں۔ صاحب دیوان ہیں

موہن داس کرم چند گاندھی۔ ۲۔ اکتوبر
۱۸۶۹ء مطابق ۱۲۸۶ھ کو کاٹھیاواڑ
گجرات کے شہر پوربندر میں ویش خاندان
میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا پوربندر
کی ریاست کے دیوان تھے۔ سترہ برس
کی عمر میں میٹرکولیشن پاس کرنے کے بعد
ولایت گئے اور وہاں سے بیرسٹری پاس
کرکے راجکوٹ واپس آئے۔ جہاں ان کے

والدین رہتے تھے سنہ ۱۸۹۳ء مطابق سنہ ۱۳۱۱ھ
میں ایک مقدمے کی پیروی کے لیے ان کو
جنوبی افریقہ جانا پڑا اور اس طرح ان کی افریقہ
کی زندگی کا آغاز ہوا اور نیٹال کی عدالت
میں اپنا نام صرف اس وجہ سے درج کرایا
کہ وہاں رہ کر وہ ہندوستانیوں کے حقوق
کی حفاظت کرینگے جن کو افریقہ کی حکومت
پامال کر رہی تھی۔ یہاں اُنھوں نے جلسوں
اور کانفرنسوں کے ذریعے عوام میں تحریک پیدا کی
سنہ ۱۸۹۶ء میں مسٹر گاندھی ہندوستان
واپس آئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد مع اہل و
عیال کے پھر افریقہ واپس گئے۔ سنہ ۱۸۹۹ء میں
جب بوئروں اور انگریزوں کی لڑائی
شروع ہوئی تو اُنھوں نے یہ خیال کر کے
کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد سے ہندوستانیوں
کے آئندہ فوائد کی امید ہے گورنمنٹ کی
امداد اور ہندوستانی والنٹیروں کا ایک
دستہ زخمیوں کی خدمت کے لیے مرتب کیا
اسی طرح سنہ ۱۹۰۶ء میں قوم زولو کی بغاوت
کے موقع پر بھی زخمیوں اور بیماروں کے اُٹھانے کی
جماعت طیار کی اور بغاوت کے آخر تک سرکار
کی خدمت کرتے رہے۔ ان دونوں موقعوں پر
انگلستان سے تمغے ملے اور ہندوستان میں
قیصر ہند کا طلائی تمغہ عطا ہوا۔ سنہ ۱۹۱۴ء مطابق
سنہ ۱۳۳۳ھ میں جب انگلستان اور جرمن میں
جنگ شروع ہوئی اُس وقت اُنھوں نے
لندن میں طالب علموں کی جماعت جنگی
خدمات کے لیے ترتیب دی اور گورنمنٹ
نے اِن کی خدمات کا اعتراف کیا اور سنہ ۱۹۱۶ء

میں جب کہ گورنمنٹ ہند کو رنگروٹوں کی
انتہا سے زیادہ ضرورت تھی بڑی جانفشانی
اور محنت سے رنگروٹ بھرتی کیے مگر لڑائی
ختم ہوگئی اس لیے بھرتی شدہ رنگروٹ
علیحدہ کر دیے گئے۔ اُنھوں نے یہ سب خدمات
اس خیال سے انجام دی تھیں کہ ہندوستان
کو سلطنت انگریزی میں کامل مساوات کا
رتبہ حاصل ہوگا۔ لیکن اُن کے خلاف اُمید
رولٹ ایکٹ پاس کر کے ہندوستانیوں
کی آزادی میں مزید رکاوٹ پیدا کی گئی
تو اُنھوں نے سنہ ۱۹۱۹ء میں ستیاگرہ (خاموش
مقابلہ) شروع کیا جس کا تجربہ سنہ ۱۹۰۶ء میں
وہ جنوبی افریقہ میں کر چکے تھے۔ اس پر اپریل
سنہ ۱۹۱۹ء میں ان کی گرفتاری ہوگئی اور پنجاب
میں فساد ہوا۔ جس پر فوج کی طرف سے
جلیان والہ باغ (امرتسر) میں گولیاں
چلائی گئیں اور بہت کشت و خون ہوا اور
جنگی قانون جاری ہوا جس میں ہندوستانیوں
کے ساتھ نہایت ذلت آمیز برتاؤ کیے گئے
ان کو پیٹ کے بل چلنے کا حکم دیا گیا۔ سر بازار
کوڑے لگائے گئے وغیرہ اس سے ہندوستان
میں بے چینی پیدا ہوگئی۔ اس دوران میں
گورنمنٹ کی طرف سے اصلاحات کے
ذریعہ سے انتظام حکومت میں ہندوستانیوں
کو مزید حقوق دینے کا وعدہ کیا گیا۔ مسٹر
گاندھی نے دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء کی کانگریس میں
اصلاحات کی باوجود ان کو ناکافی سمجھنے
کے تائید کی اور یہ کہا کہ وہ ہندوستان
کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز

کرینگے - لیکن مظالم پنجاب کی کافی تلافی نہ ہونے کی وجہ سے نیز مسلمانوں سے مسئلہ خلافت اور مقامات مقدسہ کے متعلق دوران جنگ میں جو وعدے کیے گئے تھے اُن کا ایفا نہ ہونے کے سبب سے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ہندوستان کو جب تک سیاسی اور اقتصادی آزادی حاصل نہ ہو وہ کوئی کامیابی حاصل نہیں کرسکتا اور اس مقصد کے حصول کے لیے اُنھوں نے غیر استشدادی عدم تعاون کے طریقے کا اجرا شروع کیا - ہزاروں تعلیم یافتہ آدمی ان کے شریک کار ہو گئے اور وہ ہندوستان کے ایک بڑے لیڈر مان لیے گئے - ہر موقع اور ہر جلسے میں گاندھی جی کی جے پکارے جانے لگی - اُنھوں نے ہندو مسلم اتحاد اور اچھوت ذاتوں سے چھوت چھات چھوڑنے کا سختی کے ساتھ حکم دیا چرخہ کاتنے کھدر پہننے پر بہت زور دیا - اس قسم کی اقتصادی اور اخلاقی اصلاحات کیں اور لوگوں کو ان پر عامل ہونے کے لیے نصیحت کی - بعض جہلاء ہند نے ان کی طرف مافوق العادت قوت کو منسوب کیا - گورنمنٹ نے اس تحریک کو خلاف قانون سمجھ کر اُس کی مخالفت کی اور ان کے بڑے بڑے پیرو گرفتار کرکے جیل بھیجے گئے - آخر میں بماہ مارچ ۱۹۲۲ء مطابق سنہ ۱۳۴۰ھ مسٹر گاندھی کو بجرم دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند چھ برس کے لیے جیل بھیجدیا گیا - اُس[له] وقت وہ جیل میں ہیں۔

موہن سنگھ - موہن راے ہلکر کے سرکار میں ملازم تھا - عربی فارسی علوم میں بہرۂ وافر رکھتا تھا - آقا کی فرمائش سے وقائع ہلکر کے نام سے ملہار راو ہلکر رئیس ریاست اندور کے حالات لکھے سنہ ۱۲۳۳ھ میں کتاب ختم ہوئی

موہن لال انیس - ولد راے تولا رام قانون گو - قوم کایستہ باشندۂ لکھنؤ فارسی شاعری میں مرزا فاخر مکین کا شاگرد تھا - انیس الاخبار کے نام سے سنہ ۱۱۹۳ھ میں اُس مرزا مکین اور اُن کے تلامذہ کا ایک دلچسپ تذکرہ لکھا - اس تذکرہ میں مرزا مکین کے چھ ہندو شاگردوں کے بھی حالات ہیں -

موہن لال منشی - راجہ منی رام کشمیری کے پوتے تھے - ان کے والد مرزا احمد شکوہ تھے جو حضرت مولانا فخر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے - موہن لال نے دہلی کالج میں فارسی اور انگریزی کی اچھی تعلیم پائی تھی - وہ مذہباً مسلمان تھے ان کا اسلامی نام آغا حسن خاں تھا - لفٹنٹ برنس اور ڈاکٹر جے - جی جیرارڈ کی معیت میں "منشی فارسی" کے عہدہ پر ممتاز ہو کر جنوری سنہ ۱۸۳۲ء میں ایران بھیجے گئے - اسی سلسلہ میں اُنھوں نے - افغانستان - ترکستان اور خراسان کا بھی سفر کیا - واپس آکر اپنا سفرنامہ سنہ ۱۸۳۴ء میں کلکتہ سے شائع کیا - اس کے بعد جب انگریزوں اور افغانیوں سے پہلی لڑائی چھڑی تب وہ انگریزی ایجنٹ کے اتاچی (سفیر) کی حیثیت سے افغانستان گئے - اُنھوں نے جنگ افغانستان کی تاریخ بھی لکھی - جس میں سنہ ۱۸۴۲ء کی لڑائی کی وجہ اُنھوں نے انگریزی افسروں کی بدعنوانیوں کو

له سنہ ۱۹۲۴ء میں جبکہ یہ کتاب پریس کو جارہی ہے گاندھی جی رہا ہو چکے ہیں۔

گرداناہی۔ اُنھوں نے اپنی زندگی کے آخری سال دہلی میں گزارے۔ وہیں ۱۸۸۰ء میں انتقال ہوا۔ ان کا شمار گورنمنٹ انگلیشیہ کے خیر خواہوں میں تھا۔ آرڈر آف دی امپائر اینڈ نائٹ آف دی آرڈر آف پرشین لائن اینڈ سن کا اعزاز حاصل تھا۔ ان کا خاندان اب تک دہلی میں موجود ہے۔ ان کی بیوی کا نام حیدری بیگم تھا جنھوں نے ایک روزنامچہ غدر ۱۸۵۷ء لکھا تھا جو چھپنے سے قبل بحکم کمشنر دہلی ۱۸۶۰ء میں ضبط ہوگیا۔ بعدہٗ اس روزنامچہ کا خلاصہ اپنی یادداشت سے ان بیوی نے پھر لکھ لیا تھا۔

موید الدولہ۔ بن رکن الدولہ بن علی بویہ خاندان بویہ کا ایرانی بادشاہ تھا۔ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۹۷۶ء مطابق ۳۶۶ھ میں بادشاہ ہوا۔ مگر ۹۸۳ء مطابق ۳۷۳ھ میں حسام الدولہ نے اس کو جرجان میں قید کرکے خود اُس کے ملک پر قبضہ کرلیا۔

موید الدولہ بن نظام الملک۔ الپ ارسلان اور ملک شاہ کے مشہور وزیر نظام الملک کا بیٹا تھا۔ یہ برقیارق کے زمانہ میں وزارت ایران کی خدمت پر مامور تھا۔ جب بادشاہ نے اُس کو معزول کردیا تو یہ اُس کے بھائی محمد سے جاملا۔ لیکن برقیارق نے اُس کو قید کرکے قتل کرادیا۔

مہابت جنگ۔ ملاحظہ ہو اللہ وردی خاں

مہابت خاں۔ اصل نام زماں بیگ وطن کابل۔ اکبری عہد کا ایک منصبدار تھا۔ جہانگیر کے زمانہ میں عروج حاصل ہوا۔ شاہجہاں نے بحالت شہزادگی جب جہانگیر سے سرکشی کی تو نورجہاں کے مشورہ سے بادشاہ نے اُس کو شاہجہاں کے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا پھر حاکم بنگال رہا۔ یہاں اس نے لوگوں پر ظلم کیا اور غبن کیا۔ دربار میں جب شکایت پہنچی تو طلبی ہوئی اس پر بغاوت اختیار کی اور دھوکے سے جہانگیر کو ۱۶۲۶ء میں قید کرلیا مگر نورجہاں کی ہوشیاری سے بادشاہ رہا ہوگیا۔ اور مہابت خاں کو ذلت و خواری نصیب ہوئی۔ مہابت خاں شاہجہاں سے جاملا۔ جب شاہجہاں بادشاہ ہوا تو اُس کو صوبہ دہلی کا حاکم مقرر کیا۔ ۱۶۳۴ء مطابق ۱۰۴۴ھ میں بمقام دکن انتقال کیا نعش دہلی میں لاکر دفن کی گئی۔ دو بیٹے مرزا امان اللہ اور لہراسپ چھوڑے مرزا کو خان زماں کا خطاب ملا اور لہراسپ کو مہابت خاں کا۔ مہابت خاں نے آگرہ میں جمنا کنارے ایک عالیشان محل تعمیر کرایا تھا جو اب کھنڈر کی صورت میں موجود ہے۔

مہابت خاں ثانی۔ اصل نام لہراسپ ہے جہانگیری عہد کے مشہور مہابت خاں کا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے پر ۱۶۳۴ء میں مہابت خاں کا خطاب پایا۔ دو مرتبہ کابل کا حاکم اور دکن کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ ۱۶۷۴ء مطابق ۱۰۸۵ھ میں کابل سے واپس آتے ہوئے انتقال کیا۔

مہابیر۔ ترہٹ کا ایک چھتری تھا جس نے تقریباً تیسری صدی قبل مسیح میں جین مذہب کی بنا ڈالی۔

مہاراجہ سر کشن پرشاد۔ شاد صوفی ہز اکسلنسی راجہ راجایان۔ یمین السلطنت کے۔ سی۔ آئی۔ ای جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ پیشکار و سابق مدار المہام سرکار آصفیہ (حیدر آباد دکن) آپ مہاراجہ چندو لال آنجہانی کے نواسے اور حقیقی جانشین ہیں۔ ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۲ء کو بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے۔ اردو فارسی میں شعر کہتے ہیں اصناف سخن پر قادر ہیں۔ حضرت آصف غفراں مکان سے تلمذ ہے۔ اردو فارسی عربی انگریزی کے علاوہ اور بھی چند زبانوں کے ماہر ہیں۔ ان کی تصنیفات نظم و نثر سے اکیاون - باون کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سفرنامہ شاد نگر۔ سیر پنجاب۔ سیر و سفر روزنامچہ گلبرگہ۔ بزم خیال۔ رباعیات شاد کلام شاد۔ مخزن الفوائد۔ اقوال حضرت علی تفریح شاد وغیرہ مشہور ہیں۔ مذہبی نقطہ نظر سے یہ ایک صوفی مشرب اور موحد ہیں۔ مہاراجہ بہادر مشرقی امرا کا ایک اعلیٰ نمونہ ہیں اہل علم و اہل کمال کے قدر داں ہیں۔

مہاسنگھ۔ پنجاب کے راجہ رنجیت سنگھ کا باپ تھا۔ اُس نے پنجاب کی حکومت قائم کی اور ۱۲۰۷ھ ۱۷۹۲ء میں فوت ہوا۔

مہاسنگھ۔ امبر (جے پور) کے راجہ مان سنگھ کا پوتا اور پرتاب سنگھ کا بیٹا تھا جہانگیر کے عہد میں ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ ۱۰۲۷ھ ۱۶۱۷ء میں فوت ہوا۔ مرزا راجہ جے سنگھ اس کا بیٹا تھا۔

مہتدی باللہ۔ ملاحظہ ہو المہتدی۔

مہدی۔ عباسی خاندان کا خلیفہ تھا اس کے والد منصور نے ۱۵۸ھ مطابق ۷۷۵ء میں اپنی زندگی میں اس کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ اس نے اپنے عہد میں بہت سے کارنمایاں کیے۔ مسجد نبوی کی از سر نو تعمیر کی۔ سڑکوں اور نہروں کو ترقی دی۔ دو مدعیان نبوت کو جو بیضی اور مجمری کے نام سے مشہور ہیں زیر کیا۔ رومیوں نے اس کے زمانہ میں اسلامی ملک پر حملہ کیا۔ مگر سخت شکست کھائی اور خراج ادا کرنے پر صلح ہوئی۔ ۲۱ محرم ۱۶۹ھ مطابق ۷۸۵ء کو انتقال کیا۔ ہادی اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ ملاحظہ ہو المہدی۔

مہدی خاں مرزا۔ خطاب منشی الممالک نادر شاہ کا میر منشی اور تاریخ نادری کا مصنف ہے۔ سر ولیم جونس نے اس کتاب کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

مہدی علی خاں حکیم۔ ناصر الدین حیدر نواب اودھ کا وزیر رہا۔ فرخ آباد میں کالی ندی کا پل اس کے صرف سے تعمیر ہوا۔ ۱۸۳۲ء میں عہدہ وزارت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ۱۸۳۷ء میں محمد علی شاہ کی تخت نشینی پر پھر وزیر بنایا گیا اُس کے چند ماہ بعد انتقال کیا۔

مہدی مرزا۔ خاندان تیمور کی ایک تاریخ کا مصنف ہے جو مجموعہ مرزا مہدی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں تاریخ وار واقعات کا خلاصہ ایک جدول میں دیا گیا ہے جو ابو سعید مرزا (۱۴۲۳ء) سے شروع ہو کر عہد بہادر شاہ (۱۸۰۸ء) پر ختم ہوتا ہے۔

مہر - نواب امین الدین سید آغا علی خاں بن معتمد الدولہ آغا میر مشہور وزیر اودھ کا تخلص ہے - آخر میں لکھنؤ سے کانپور چلے گئے تھے اور ۱۸۵۷ء میں بزمانۂ غدر وہیں سکونت پذیر تھے - ایک اردو دیوان چھوڑا -

مہر - مرزا حاتم علی بیگ ساکن آگرہ کا تخلص ہے - سرکاری ملازمت میں عہدہ منصفی پر مامور اور اپنے وقت کے مشہور شعراء میں تھے - ایک دیوان اور ایک دوسری کتاب پنجۂ مہر یادگار چھوڑی - سنہ ۱۸۸۰ء کے قریب انتقال ہوا -

مہر النساء بیگم - اورنگ زیب کی پانچویں دختر اورنگ آبادی محل کے بطن سے تھی - اگست سنہ ۱۶۶۱ء مطابق صفر سنہ ۱۰۷۲ھ میں پیدا ہوئی - شہزادہ ایزد بخش بن سلطان مراد بخش سے منسوب تھی - سنہ ۱۷۰۶ء مطابق سنہ ۱۱۱۶ھ میں فوت ہوئی -

مہندر پرتاب سنگھ کنور - بندرابن ضلع متھرا کا بڑا زمیندار ہے - جو شروع سنہ ۱۹۱۴ء میں گورنمنٹ انگریزی سے باغی ہو کر یورپ کو چلا گیا - اور اب تک سوئیٹزرلینڈ میں قیام پذیر ہے - قیصر جرمنی نے اس کو برلن بلا کر ۱۹۱۵ء میں ملاقات کی اس کے بعد وہ قسطنطنیہ گیا جہاں سلطان ترکی سے ملا اور دونوں جگہوں سے امیر کابل اور ہندوستانی رؤسا کے نام خط حاصل کیے - ایک سال کی مدت میں افغانستان پہنچا - لیکن امیر افغانستان پر ان خطوط کا کچھ اثر نہ ہوا وہ بدستور برٹش گورنمنٹ کے وفادار رہے - پھر یہاں سے روس ہوتا ہوا ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء کو برلن پہنچا - گورنمنٹ انگریزی نے اس کی تمام جائداد جو ضلع متھرا میں واقع ہے بجرم بغاوت ضبط کر لی -

مہیش داس راٹھور مہابت خانی - دلپت سنگھ (برادر سورج سنگھ) کا بیٹا - اول مہابت خاں خانخاناں کی سرکار میں ملازم تھا - شاہجہاں نے سنہ ۳ جلوس میں منصب پانصدی ذات - چار ہزار سوار پر سرفراز کر کے ملازمت شاہی عطا کی - حسنِ خدمات کے صلہ میں بتدریج ترقی کر کے منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار پانصد سوار تک پہنچ گیا - یہ نہایت شجاع جوان اور جاں نثار شخص تھا - دربار شاہجہانی میں خاص بادشاہ کے تخت کے پیچھے کھڑا ہوتا اور عالت سواری میں بادشاہ کے ساتھ رہتا تھا - سنہ ۲ جلوس شاہجہانی مطابق ۹ صفر سنہ ۱۰۴۴ھ کو انتقال کیا -

نیال میر - ملاحظہ ہو شیخ میر لاہوری و شاہ میر

میر - ہندوستان کے مشہور شاعر ہیں - محمد تقی نام - اکبرآباد میں ولادت دہلی میں نشو و نما ہوئی - اردو شاعری کے مسلم الثبوت استاد مانے جاتے ہیں - آخر عمر میں لکھنؤ آگئے تھے وہیں سنہ ۱۸۱۰ء میں سو برس کی عمر پا کر انتقال کیا پانچ دیوان اردو اور ایک تذکرۂ شعراء ان کی تصنیف ہیں -

میرا بائی - میواڑ کی ایک شہزادی ہے جو بھاشا کی نہایت فصیح اور ممتاز شاعرہ تھی - اس کا عہد پندرہویں صدی کے قریب گزرا ہے - اور بہار کی مشہور دو یا پتی شاعر کی ہمعصر تھی -

میراں - اورنگ زیب کے امراء میں تھے - میراں کی سرائے - جس کا نام محمد آباد کیرہ ہے

سنہ ۹۴۰ھ مطابق سنہ ۱۵۳۳ء میں بنائی۔ سرائے کی عمارت عالیشان ہے۔ اس سرائے کی وجہ سے مقام کا نام "سرائے میراں" ہو گیا۔ سنہ ۱۰۹۴ھ میں یہ سرائے تعمیر ہوئی تھی اور اس کے دروازہ پر یہ کتبہ تھا۔ یہ مقام ضلع فرخ آباد میں واقع ہے

در دولت اورنگ شہ عالمگیر
تعمیر شد ایں بقعۂ فردوس نظیر
اندر سنہ ہزار و نشیمن و چہار
شد بے ہمتا محمد آباد کبیر

میراں حسین نظام شاہ۔ اپنے باپ مرتضیٰ نظام شاہ کے بعد جون سنہ ۱۵۸۸ء مطابق رجب سنہ ۹۹۶ھ میں تخت احمد نگر واقع دکن کا مالک ہوا فطرتاً ظالم اور بےرحم تھا۔ اس وجہ سے بادشاہ ہونے پر مظالم شروع کر دیے۔ صرف دس ماہ تین یوم حکومت کر پایا تھا کہ بتاریخ ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۵۸۹ء مطابق ۱۱۔ جمادی الاول سنہ ۹۹۷ھ قتل کر دیا گیا۔ اور اس کا چچازاد بھائی اسمٰعیل نظام شاہ بن برہان شاہ جو اس وقت دربار اکبری میں بمقام آگرہ حاضر تھا بادشاہ ہوا۔

میراں شاہ مرزا۔ امیر تیمور کی وفات پر اس کے جو لڑکے زندہ تھے ان میں یہ سب سے بڑا تھا سنہ ۱۳۶۷ء مطابق سنہ ۷۶۹ھ میں پیدا ہوا۔ امیر تیمور کی زندگی میں عراق۔ آذربائیجان۔ دیار بکر اور شام کی حکومت اس کے سپرد تھی۔ امیر کے مرنے کے بعد ۳ سال ۳ ماہ ۷ دن زندہ رہا۔ قرا یوسف ترکمان نے ۲۰۔ اپریل سنہ ۱۴۰۸ء مطابق ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۸۱۰ھ کو قتل کر دیا۔ کئی بیٹے۔ ابوبکر مرزا۔ علی مرزا۔ عمر مرزا وغیرہ چھوڑے جو یکے بعد دیگرے اس کے بعد حکومت کرتے رہے۔

میراں عادل خاں فاروقی۔ خاندیس کا تیسرا بادشاہ تھا۔ اپنے باپ ملک ناصر خاں کا ستمبر سنہ ۱۴۳۷ء میں جانشین ہوا۔ تین سال سے زیادہ حکومت کی۔ دکنیوں کو سنہ ۱۴۴۰ء میں خاندیس سے نکال دیا اور شہر برہان پور میں بروز جمعہ بتاریخ ۲۸ اپریل سنہ ۱۴۴۱ء مطابق ۸ ذی الحجہ سنہ ۸۴۴ھ قتل ہوا۔ تالنیر میں اپنے باپ کی قبر کے پاس دفن ہوا۔ اس کا بیٹا میراں مبارک خاں اول جانشین ہوا۔

میراں غنی۔ میراں فاروقی اول کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ اپنے باپ میراں مبارک کی وفات پر مئی سنہ ۱۴۵۷ء مطابق رجب سنہ ۸۶۱ھ میں خاندیس کے تخت کا مالک ہوا۔ اس کے زمانہ میں صوبہ خاندیس نہایت امن۔ اور خوش حالی کی حالت میں رہا۔ اس کو تعمیر کا شوق تھا۔ اسیر کے قلعہ میں اضافہ کیا بیرونی دیوار جس کو ملائی گڑھ کہتے ہیں۔ اسی کی بنائی ہوئی ہے اور برہان پور کا قلعہ بنوایا اور شہر کے اندر بہت سے محل تعمیر کرائے۔ ۴۶ سال حکومت کی۔ بروز جمعہ بتاریخ ۸ ستمبر سنہ ۱۵۰۱ء مطابق ۱۴۔ ربیع الاول سنہ ۹۰۷ھ فوت ہوا۔ اور برہان پور میں اپنی وصیت کے مطابق دفن ہوا۔ اس کا بھائی داؤد خاں فاروقی جانشین ہوا۔

میراں مبارک خاں فاروقی خاندیس کی حکومت پر سنہ ۱۴۴۱ء میں اپنے باپ میراں عادل خاں فاروقی کا جانشین ہوا۔ اس کا زمانہ نہایت خاموشی اور امن سے گزرا۔ سترہ سال حکومت کی۔ بتاریخ ۷ مئی سنہ ۱۴۵۷ء مطابق ۱۲ رجب سنہ ۸۶۱ھ فوت ہوا۔ تالنیر میں دفن کیا گیا۔ اس کا بیٹا میراں غنی عرف عادل خاں فاروقی حکمراں ہوا۔

میراں مبارک خاں فاروقی ثانی ۱۵۳۶ء
مطابق ۹۴۳ھ میں خاندیس میں اپنے بھائی
میراں محمد خاں کا جانشین ہوا۔ ۳۲ سال حکومت
کی اور چہارشنبہ کی شب میں بتاریخ ۲۴ دسمبر
۱۵۶۶ء مطابق ۶ جمادی الثانی ۹۷۴ھ
فوت ہوا۔ اس کا جانشین میراں محمد خاں فاروقی
ثانی ہوا۔

میراں محمد خاں فاروقی اوّل۔ بعد وفات
اپنے باپ عادل خاں ثانی کے ۱۵۲۰ء مطابق
۹۲۶ھ میں خاندیس کا بادشاہ ہوا اور بہادر شاہ
بادشاہ گجرات کو جب پرتگالیوں نے بمقام
ڈیو فروری ۱۵۳۷ء میں قتل کر دیا تو مالوے
اور گجرات میں بہادر شاہ کی جگہ اس کا بھانجہ
ہونے کی وجہ سے میراں محمد خاں کو وزرا نے
بادشاہ بنا دیا اور بمقام مانڈو میراں محمد شاہ
کے لقب سے تخت نشینی عمل میں آئی۔
لیکن گجرات کی بادشاہی کا لطف بہت ہی
تھوڑے دنوں اُٹھایا کیونکہ ۲۴۔ اپریل ۱۵۳۷ء
مطابق ۱۳ ذی قعدہ ۹۴۳ھ کو جب کہ اُس کی
تخت نشینی کو صرف تین ماہ گزرے تھے پیام
اجل آ پہنچا۔ برہان پور میں اپنے پدری قبرستان
میں دفن ہوا۔ اس کا بھائی میراں مبارک خاں
دوم خاندیس میں اور اس کا بھتیجا محمود شاہ
بن لطیف خاں گجرات میں بادشاہ ہوا۔

میراں محمد خاں فاروقی ثانی۔ دسمبر ۱۵۶۶ء
میں میراں مبارک خاں ثانی کا جانشین ہوا۔ دس
سال حکومت کرنے کے بعد ۱۵۷۶ء مطابق ۹۸۴ھ
میں فوت ہوا۔ راجہ علی خاں اس کا بھائی جانشین ہوا

میر باقر داماد۔ شاہ عباس اول بادشاہ ایران کا
داماد ہونے کی وجہ سے داماد کہلاتا تھا۔ کتاب
اُفق المبین اور حاشیہ شرح مختصر الاصول کا
مصنف ہے۔ ۱۶۳۱ء مطابق ۱۰۴۱ھ میں فوت
ہوا۔

میر بزرگ۔ کتاب تصوف، معروف بہ المعرفۃ
اس کی تصنیف ہے۔

میر جعفر۔ نواب بنگال۔ ملاحظہ ہو جعفر علی خاں

میر جملہ۔ خطاب۔ میر محمد امین۔ شہرستان
واقع ایران سے ۱۶۱۸ء مطابق ۱۰۲۷ھ
میں جہانگیر کے زمانہ میں ہندوستان آیا
اور دربار جہانگیری میں عرصے تک ملازمت
کی۔ شاہجہاں کے عہد میں پنجہزاری منصب
اور میر جملہ کا خطاب پایا۔ بتاریخ ۲۲۔ اگست
۱۶۳۷ء مطابق ۱۰۴۷ھ فوت ہوا۔

میر جملہ۔ خطاب میر محمد سعید۔ عبداللہ شاہ گولکنڈہ
کا وزیر تھا۔ ابتدا میں جوہری تھا۔ اپنی لیاقت
اور دولت کی وجہ سے وزارت کے عہدہ
پر پہنچ گیا۔ وزیر ہونے سے پہلے بھی دکن
میں بہت با اثر تھا۔ جب گولکنڈہ عالمگیر کے
قبضہ میں آیا تو میر جملہ مغلوں کا طرفدار ہو گیا
اور بعد کو عالمگیر کا قابل مددگار رہا۔ اُس نے
شاہجہاں کے بعد شہزادوں کی لڑائی میں
عالمگیر کا ساتھ دیا۔ اور عالمگیری عہد کا مشہور
سپہ سالار اور بنگال کا صوبیدار مقرر ہوا
۱۶۶۲ء میں کوچ بہار اور آسام کے ملک
فتح کیے۔ دربار عالمگیری سے معظم خان خانخاناں
سپہ سالار کا خطاب اور ہفت ہزاری
منصب ملا۔ آسام سے واپس آنے پر تندرستی
خراب ہو گئی اور مارچ ۱۶۶۳ء مطابق

۲- رمضان ۱۰۷۳ھ کو انتقال کیا۔ اسی سال شہاب الدین احمد تالش نے مہم آسام کی تاریخ لکھی۔

میر جملہ۔ فرخ سیر بادشاہ دہلی کا معتمد سردار تھا بہار کا صوبیدار بھی رہا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے زمانہ میں صدر الصدور مقرر ہوا ۱۷۳۱ء مطابق ۱۱۴۴ھ میں انتقال کیا

میر رضی۔ ایک غزل کے عوض ایک لاکھ روپیہ بادشاہ دہلی سے پایا۔ شعر خوب کہتا تھا

میر سید جامہ باف۔ اکبری عہد کا مشہور شاعر ہے۔ ۱۵۶۲ء مطابق ۹۶۹ھ میں ایران سے ہندوستان آیا۔ اس کا آبائی پیشہ پارچہ بافی تھا۔ رباعی زیادہ کہتا تھا۔ اسی وجہ سے میر رباعی کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۳ھ میں انتقال کیا۔

میر سید علی۔ ملاحظہ ہو صابر۔

میر شرف علامہ۔ ملاحظہ ہو شریف جرجانی

میر صادق۔ عرف میراں۔ میر جعفر علی خان نواب بنگال کا بیٹا تھا۔ ۲- جولائی ۱۷۶۰ء مطابق ۱۵ ذی قعدہ ۱۱۷۳ھ کو اپنے خیمہ میں سو رہا تھا۔ کہ یکایک بجلی نے ہلاک کر دیا اس نے سراج الدولہ نواب بنگال اور اس کی بیگمات کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا۔

میر عالم۔ ابو القاسم وزیر اعظم نظام حیدر آباد کا خطاب ہے اس نے ۳۰ سال سے زیادہ معاملات دکن کا انتظام کیا۔ آصف جاہ ثانی اور ثالث کے عہد میں وزیر تھا۔ اور بہت سی لڑائیوں میں شریک رہا۔ نومبر ۱۸۰۸ء میں فوت ہوا اور منیر الملک اس کا جانشین ہوا۔ حیدر آباد میں میر عالم کا تالاب اس کی یادگار ہے اور میر مومن کے دائرے میں قبر ہے۔

میر علی۔ اس کی شادی عباس اعظم شاہ فارس کی بہن سے ہوئی تھی۔ فلسفے میں جدید انکشافات کیے جو اُس وقت تک نامعلوم تھے۔ اس کے شاگرد صدرو کی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس (صدرو) نے ارسطو کے فلسفے پر پانی پھیر دیا۔ میر علی داماد کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس کو شاہی داماد ہونے کا فخر حاصل تھا۔

میر معصوم بھکری۔ اکبر و جہانگیر کے عہد میں یک ہزاری منصبدار رہا۔ شاعر تھا۔ ایک دیوان ایک مثنوی معدن الافکار جو کتاب مخزن الاسرار کی طرز پر ہے اور تاریخ سندھ کا مصنف ہے بھکر میں ۱۶۰۶ء مطابق ۱۰۱۵ھ میں فوت ہوا

میرن۔ ملاحظہ ہو میر صادق۔

میسنہ خلیفہ معاویہ اوّل کی بدوی زوجہ اور یزید کی ماں تھی۔ اس کا خاندان بنی کلاب سے تعلق رکھتا ہے جو اُس وقت فصاحت میں مشہور تھا۔ خود شاعرہ تھی۔ اس کو شاہی تکلفات اپنی مادری وطن کی سادگی کے مقابلے میں پسند نہ تھے۔ اس نے چند اشعار اپنے وطن کی محبت میں تصنیف کیے اور امیر معاویہ کی خدمت میں پیش کیے۔ جن کو سن کر امیر کے دل پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ انھوں نے اپنی زوجہ کو اجازت دیدی کہ وہ یزید کو لیکر اپنے وطن کو واپس جائیں۔ یزید کے لے جانے کی خواہش اس لیے تھی کہ عرب کی فصاحت و بلاغت اور تربیت یزید میں آجائے چنانچہ اس خیال میں میسنہ کو کامیابی

ہوئی اور امیر معاویہ کے انتقال کے بعد دمشق واپس آئے۔ لیکن افسوس کہ یزید کی اس قابلیت پر اُس کی بیہوشی اور بدکاری غالب آئی اور اُس نے عرب کے ایک فصیح یا ادیب کی حیثیت سے تاریخ میں کوئی شہرت نہیں پائی ملاحظہ ہو یزید۔

میلی ہروی۔ مرزا محمد قلی ساکن ہرات کا تخلص ہے جو [illegible]ء مطابق [illegible]ھ میں ہندوستان آیا۔ ایک دیوان یادگار ہے۔

میمونہ۔ حارث و ہند کی بیٹی تھیں ۷ھ میں ۵۱ سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں آپکی آخری بی بی تھیں۔ ان کے عقد میں آنے سے خالد بن ولید ان کے بھتیجے اور عمر ابن عاص جو خالد کے دوست و حلیف اسلام کے سخت دشمن اور مخالف تھے مسلمان ہوگئے اور اُن کے ہاتھوں سے اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام پائیں۔ بمقام سرف عقد ہوا اور وہیں ۵۱ھ میں انتقال کیا۔

ردیف ن

ناجی۔ محمد شاکر علی کا تخلص ہے۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں گزرا ہے۔ ولی۔ حاتم اور آبرو کا ہمعصر تھا۔

نادر جنگ۔ سید رضا علی خاں نام منیر الملک منیر الدولہ نادر جنگ خطاب تھا۔ تاریخ میں نادر جنگ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں وطن خراسان پیدائش ۱۷۰۱ء نسلاً ترکمان نسباً ان کا سلسلہ عبد الفتاح ابن محمد حنیفہ ابن امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ ان کا خاندان بادشاہان صفویہ کے یہاں ایران میں برسر اقتدار رہا۔ یہ خود شاہ طہماسپ ثانی صفوی کے دربار میں معزز عہدہ پر ممتاز تھے جب نادر شاہ نے طہماسپ ثانی کو شکست دیکر عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی تو انھیں سفیر بنا کر ہندوستان بھیجا۔ ہندوستان میں اُس وقت محمد شاہ ثانی کا عہد تھا۔ جس وقت نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی میں قتل عام کا حکم دیا۔ نادر جنگ دہلی میں موجود تھے نادر شاہ کے ہمراہی ترکمانوں نے جب سراپردہ سلطانی کے اندر جانے کا قصد کیا۔ اُس وقت نادر جنگ نے اپنے تعلقات جتا کر اپنے ہم نسل ترکمانوں کو اس حرکت سے باز رکھا وہ محمد شاہ ثانی کے دربار میں معزز تھے۔ شاہزادہ علی گوہر کے جو شاہ عالم ثانی کے لقب سے تخت نشین ہوئے اتالیق رہے کچھ دنوں الہ آباد کی صوبیداری کی۔ آخر میں عہدۂ وزارت پر ممتاز ہوئے۔

اُسی زمانہ میں اُنھیں انگریزی دور دورہ اور لارڈ کلایو کی حکمت عملیوں کا زمانہ دیکھنا پڑا یہ چاہتے تھے کہ انگریزوں کی مدد سے مغلیہ سلطنت کی گئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کریں جس کا پتہ اُن خطوط سے چلتا ہے جو اُنھوں نے وقتاً فوقتاً لارڈ کلایو اور شاہ عالم ثانی کو لکھے تھے چند سال ہوئے ان تمام خطوط کا انتخاب تین جلدوں [illegible] گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے انگریزی میں چھاپا گیا ہے۔ لارڈ کلایو نے دیوانی بنگال۔ بہار اور اڑیسہ کے اختیارات کی سند دربار شاہی سے اِنھیں کی مدد سے حاصل کی تھی۔ بنارس کے دربار سنہ ۱۷۷۲ء میں جب ان پر یہ ظاہر ہوا کہ ان سے ایک چال چلی گئی تھی تو اُنھوں نے آہ کا ایک نعرہ مارا اور اپنے کلیجے پر ایک ہاتھ مار کر بر سر دربار جان بحق تسلیم ہوگئے۔ اکہتر برس کی عمر پائی نعش عظیم آباد میں لا کر دفن کی گئی۔ اب تک مقبرہ موجود ہے جو ڈسٹرکٹ بورڈ پٹنہ کی نگرانی میں ہے۔ ان کے خاندان کے لوگ پٹنے میں آباد ہیں۔

نادر شاہ۔ نادر قلی نام تھا۔ خدا کی قدرت ہے کہ ایک گڈریے کے گھر میں پیدا ہوا اور تخت سلطنت پر فوت ہوا۔ سنہ ۱۶۸۸ء سال پیدائش ہے۔ خراسان مولد ہے۔ جس زمانہ میں اس کی جوانی کا عالم تھا۔ یہ ڈاکوؤں کی سرداری کی حیثیت سے اپنا ایک گروہ بنائے ہوئے لوٹ مار کیا کرتا تھا اور رفتہ رفتہ اس کے ساتھیوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ ایران کی حکومت صفوی زوال کی طرف مائل اور غلزئی اور ابدالی قبائل افغانستان کے حملوں کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔

سنہ ۱۷۳۰ء میں طہماسپ دوم شاہ ایران نے اپنے دشمن کی سرکوبی کے لیے اس کی مدد چاہی اس نے بادشاہ کو دشمن سے نجات دلائی۔ اور قندھار تک افغانیوں کا پیچھا کیا۔ اسی اثنا میں شاہ ایران نے نادر شاہ کی مرضی کے خلاف ترکوں سے معاہدہ کر لیا۔ اس پر نادر شاہ نے بادشاہ کو معزول کر دیا اور شیر خوار شہزادہ کو بتاریخ ۱۶ اگست سنہ ۱۷۳۲ء عباس سوم کے لقب سے تخت نشین کیا۔ اور انصرام حکومت اپنے ہاتھ میں لیا اور سنہ ۱۷۳۶ء میں خود مختار ہو کر خود بادشاہ ہوگیا۔ بعض افغانی سرداران شکست کھا کر ہندوستان بھاگ آئے تھے۔ نادر شاہ نے محمد شاہ بادشاہ ہندوستان سے اس کا مطالبہ کیا۔ اس پر توجہ نہ ہوئی۔ نادر شاہ نے کابل کو جو مغلیہ حکومت کا صوبہ تھا حملہ کر کے فتح کر لیا۔ پھر سنہ ۱۷۳۹ء میں سندھ اُتر کر لاہور پر قبضہ کرتا ہوا دہلی پہنچا اور یہاں قتل عام کیا۔ شہر کو خوب لوٹا۔ تخمیناً ۵ اکرور روپیہ نقد۔ تخت طاؤس اور کوہ نور وغیرہ اپنے ہمراہ لے گیا۔ دہلی کی بادشاہت اس حملے سے بہت کمزور ہوگئی۔ دور دراز کے صوبجات خود مختار ہوگئے۔ دہلی سے ایران واپس ہونے کے بعد نادر شاہ کے مزاج میں رعونت تکبر اور ظلم بڑھ گیا تھا۔ خاصکر دہلی کے قتل عام کا واقعہ ایسا تھا جس نے نادری دربار کے اراکین کو بھی متاثر کیے بغیر نہ چھوڑا۔ ان لوگوں نے نادر شاہ کے خلاف سازش کی اور ۱۰ اپریل سنہ ۱۷۴۷ء مطابق ۱۰ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۰ھ کو قتل کر دیا۔ اس کی قبر مشہد میں ہے۔

نادری حکومت ۲۰ سال رہی۔ اس کے بعد اس کا بھتیجا علی قلی خاں عادل شاہ کے لقب سے بادشاہ ایران ہوا۔ نادر شاہ کے تیرہ لڑکے تھے وہ سب کے سب قتل ہوئے۔ صرف ایک چہاردہ سالہ پوتا بچ گیا تھا۔

نادرہ بیگم۔ جہانگیر کی پوتی۔ پرویز کی بیٹی۔ اور دارا شکوہ پسر شاہجہاں کی بیگم تھی۔ ۲۳ جنوری سنہ ۱۶۲۲ء کو پیدا ہوئی۔ اس کے بطن سے دو شہزادے سلیمان شکوہ اور سپہر شکوہ پیدا ہوئے۔ مئی سنہ ۱۶۵۹ء مطابق رمضان سنہ ۱۰۶۹ھ میں مرگئی اور لاہور میں میاں میر کی خانقاہ میں دفن ہوئی۔

نارائن راؤ پیشوا۔ بالاجی راؤ پیشوا کا تیسرا بیٹا تھا۔ نومبر سنہ ۱۷۷۲ء میں اپنے بھائی مادھو راؤ کا جانشین ہوا۔ اس کا چچا رگھوناتھ راؤ عرف رگھوبا نے ماہ اگست سنہ ۱۷۷۳ء میں اس کو قتل کیا اور اس کا شیر خوار بچہ سیواجی مادھو راؤ جانشین ہوا۔ رگھوناتھ کو جب اپنی تدبیروں میں ناکامیابی ہوئی تو سورت میں انگریزوں سے مل گیا۔

ناسخ۔ شیخ امام بخش نام ناسخ تخلص تھا۔ فی زمانہ اردو شاعری میں ان کی تحقیق اور اوستادی مسلم سمجھی جاتی ہے۔ کلیات ناسخ سنہ ۱۲۳۵ھ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء میں چھپ گیا تھا۔ سنہ ۱۲۵۴ھ مطابق سنہ ۱۸۳۸ء ۶۵ برس کی عمر میں بمقام لکھنؤ انتقال کیا۔

ناصر۔ سعادت خاں بن رسالت خاں کا تخلص ہے پانچ دیوان اور ایک تذکرے کا مصنف ہے

ناصر۔ نواب ناصر جنگ بن مظفر جنگ بنگش کا تخلص ہے

سنہ ۱۸۱۳ء مطابق سنہ ۱۲۲۸ھ میں انتقال ہوا۔

ناصر الدولہ۔ ملاحظہ ہو آصف جاہ رابع۔

ناصر الدین خلجی سلطان۔ غیاث الدین خلجی شاہ مالوہ کا بیٹا تھا جس کا انتقال بتاریخ ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۵۰۰ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۹۰۶ھ ہوا۔ یہ انتقال سے چند روز پہلے تخت نشین ہو چکا تھا۔ گیارہ سال چار ماہ حکومت کی اس نے اپنے تیسرے بیٹے محمود کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ سنہ ۱۵۱۱ء مطابق سنہ ۹۱۶ھ میں فوت ہوا۔

ناصر الدین شاہ قاچار۔ ایران کا بادشاہ تھا۔ سنہ ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوا۔ محمد شاہ کا سب سے بڑا بیٹا۔ عباس مرزا کا پوتا اور فتح علی شاہ کا پرپوتا تھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد بتاریخ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۴۸ء ۱۷ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں یورپ کا سفر کیا۔ "سفرنامہ شاہ ایران" اس سفر کی مشہور یادگار رہے۔ اس کے زمانہ میں انگریزوں نے بوشہر لے لیا اور صلحنامہ پیرس کی توثیق ہوئی۔ اس کے بعد سے انگریزوں کا اثر ایران میں بہ نسبت روسی اثر کے زیادہ ہو گیا۔ سنہ ۱۸۹۶ء مطابق سنہ ۱۳۱۴ھ میں قتل ہوا اور اس کا بیٹا مظفر الدین قاچار بادشاہ ہوا۔

ناصر الدین قاضی بیضاوی۔ ابن امام بدر الدین عمر بن فخر الدین علی بیضاوی (ملاحظہ ہو بیضاوی)۔

ناصر الدین قباچہ یا فتلج۔ شہاب الدین محمد غوری کا غلام تھا۔ قباچہ اس کی طرف

سے اوچھ صوبہ ملتان کا ۱۲۰۳ء مطابق
۶۰۰ھ میں حاکم مقرر ہوا۔ سلطان قطب الدین
ایبک نے جو اس وقت سلطنت دہلی کا نائب
تھا۔ اپنی لڑکی کی شادی اُس کے ساتھ
کردی۔ جب قطب الدین کا انتقال ہوا تو
قباچہ نے قرب وجوار کے اضلاع دبا لیے
اور سندھ میں اپنی حکومت قائم کرلی
تاج الدین یلدرز نے سندھ پر دو بار حملہ
کیا۔ مگر دونوں بار شکست کھا کر اُس کو
پسپا ہونا پڑا اس کے بعد شمس الدین التمش
بادشاہ دہلی نے ۱۲۲۵ء میں یہ کوشش کی
کہ قباچہ کو سندھ سے نکال دے اور اس مقصد
کے لیے اوچھ تک کوچ بھی کیا۔ قباچہ یہ خبر
سُن کر اپنے خاندان سمیت ایک کشتی میں بیٹھکر فرار
ہوگیا راستہ میں آندھی اور طوفان نے گھیر لیا
کشتی مع قباچہ اور اُس کے خاندان کے غرق
ہوگئی اور سندھ سلطنت دہلی کا صوبہ ہوگیا
سندھ میں سب سے پہلے مسلمان محمد بن
قاسم کے زمانہ میں ۹۳ھ مطابق
۷۱۱ء میں آئے۔ اس کے بعد برابر
سلسلہ جاری رہا۔ قاسم بن محمد کی وفات
کے بعد انصاریوں کی حکومت قائم ہوگئی
تھی اُن کے بعد ہندو زمیندار جو مسلمان ہوگئے
تھے اور سومارا کے نام سے مشہور رہے۔
پانچ سو برس تک حکمراں رہے۔ ۱۳۳۷ء
کے قریب سومارا کے خاندان کو دوسرے
خاندان نے جو راجپوتوں کا نو مسلم خاندان
تھا مغلوب کرلیا۔ قباچہ کے بعد اس خاندان
نے پھر زور پکڑا۔ ۱۵۲۰ء میں شاہ بیگ

ارغون حاکم قندھار نے سندھ فتح کرلیا۔
اور اُس کا خاندان اُس وقت تک جب کہ
اکبر نے سندھ کا اپنی سلطنت میں پورے
طور سے الحاق نہ کرلیا۔ حکمراں رہا۔ راجپوت
خاندان کے بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے
اس خاندان نے جام کا لقب اختیار کیا تھا۔
جام افرا۔ ۱۳۳۶ء میں تخت نشین ہوا
تین سال چھ ماہ حکومت کرنے کے بعد
۱۳۳۹ء میں فوت ہوا۔
جام چوبین برادر جام افرا۔ چودہ سال
حکومت کی۔ ۱۳۵۳ء میں وفات پائی۔
جام بنی بن جام افرا۔ ۱۵ سال حکومت
کی وفات ۱۳۶۷ء۔
جام تماجی بن جام افرا۔ ۱۳ سال
حکومت کی وفات ۱۳۸۰ء۔
جام صلاح الدین۔ یہ بادشاہ مسلمان
ہوگیا تھا۔ اور اس کے زمانہ سے یہ راجپوت
سلطنت اسلامی سلطنت سے بدل گئی۔
صلاح الدین نے ۱۳۹۱ء میں وفات پائی
جام نظام الدین بن جام صلاح الدین۔
وفات ۱۳۹۳ء۔
جام علی شیر بن جام نظام الدین۔
وفات ۱۴۰۹ء۔
جام گبرن بن تماجی۔ تخت نشینی کے
دوسرے دن فوت ہوا۔
جام فتح خاں بن اسکندر خاں۔ وفات
۱۴۲۳ء۔
جام تغلق برادر جام فتح خاں۔ اسنے
گجرات پر حملہ کیا۔ ۲۷ سال حکومت کی اس کا

بلحاظ قرابتی جام مبارک جانشین ہوا اور تین دن حکومت کرنے کے بعد معزول کر دیا گیا۔ وفات سنہ ۱۴۵۰ء مطابق سنہ ۱۴۵۲ء۔

جام سنجر۔ سابقہ شاہان سندھ کی اولاد میں تھا۔ سنہ ۱۴۵۲ء میں بادشاہ ہوا ۸ سال حکومت کی۔ وفات سنہ ۱۴۶۱ء

جام نظام الدین عرف جام نندا۔ حسن لنگا شاہ ملتان کا ہم عصر تھا۔ ۳۰ سال حکومت کی وفات سنہ ۱۵۰۹ء۔

جام فیروز بن جان نظام الدین۔ ۳۳ سال حکومت کی۔ اس کے زمانہ میں شاہ بیگ ارغون حاکم قندھار نے سنہ ۱۵۲۰ء میں سندھ پر حملہ کیا اور اوس کو فتح کر لیا اور ٹھٹھہ پر بھی قبضہ کر لیا جام فیروز کی حکومت ختم ہوئی۔ سنہ ۱۵۲۰ء

شاہ بیگ ارغون۔ تین سال حکومت کی وفات سنہ ۱۵۲۴ء۔

شاہ حسین ارغون وفات سنہ ۱۵۵۴ء۔

محمود بکر سنہ ۱۵۷۲ء حکومت کی اور اس کے بعد سندھ حکومت اکبری کا صوبہ ہو گیا۔

ناصر الدین محتشم۔ خواجہ ناصر الدین طوسی نے کتاب اخلاق ناصری اس کے نام سے منسوب کی تھی۔

ناصر الدین محمد سلطان۔ بن سلطان شمس الدین التمش۔ اپنے چچا سلطان علاء الدین مسعود شاہ کے بعد جون سنہ ۱۲۴۶ء میں دہلی کا بادشاہ ہوا۔ ۲۰ سال حکومت کی یہ بادشاہ نہایت متقی اور پرہیز گار تھا۔ اس کا وزیر الغ جو بعد کو غیاث الدین بلبن کے نام سے بادشاہ ہوا۔ نہایت مدبر ہوشیار اور بہادری میں بھی شہرۂ آفاق تھا۔ اس کے زمانہ میں ہلاکو خاں کا سفیر دہلی آیا۔ ۱۸ رفروری سنہ ۱۲۶۶ء کو انتقال کیا۔ الغ خاں وزیر غیاث الدین بلبن کے لقب سے بادشاہ ہوا۔

ناصر الدین محمود۔ دیکھو بغرا خاں

ناصر الدین مرتضیٰ۔ بہت سی کتابوں کا مصنف ہے عربی زبان میں علم نحو کا رسالہ "مصباح" اس کی مشہور تصنیف ہے۔

ناصر حسین شاہ پوربی۔ شمس الدین بھنگا کی اولاد میں تھا۔ سنہ ۱۴۲۶ء مطابق سنہ ۸۳۱ھ میں ناصر الدین غلام بادشاہ بنگال کا جانشین ہوا۔ ۳۲ سال حکومت کی۔ سنہ ۱۴۵۹ء مطابق سنہ ۸۶۳ھ میں انتقال کیا۔ اس کا بیٹا باربک شاہ جانشین ہوا۔

ناصر خسرو۔ اصفہان کا مشہور طبیب اور شاعر تھا۔ حجت تخلص تھا۔ اس کی مصنفہ بہت سی کتابیں ہیں۔ روشنائی نامہ نظم میں اور کنز الدقائق نثر میں مشہور ہیں ایک دیوان بھی یادگار ہے۔ عربی میں ایک کتاب اس کی مصنفہ ہے۔ جس میں بیت المقدس کی عمارات اور نہروں کا حال درج ہے۔ خواجہ ابو الحسن جرجانی اور ابو سینا اس کے ہمعصر تھے۔ اس کا سفر نامہ "سفر نامۂ خسرو" کے نام سے بہت مشہور ہے جو سنہ ۱۰۵۲ء مطابق سنہ ۴۴۴ھ میں لکھا گیا تھا۔

ناصر شیخ اکبر آبادی۔ آگرہ کے رہنے والے ایک درویش تھے۔ شاہجہاں کے زمانہ میں گزرے ہیں۔ بادشاہ ان کا معتقد تھا۔ ۷ رجنوری سنہ ۱۶۴۷ء مطابق ۱۳ رجمادی الاول

۱۱۵۰ھ کو فوت ہوئے

ناصر علی ملا - عالمگیری عہد کا ایک مشہور شاعر تھا علی تخلص کرتا تھا - سرہند میں پیدا ہوا اور ۱۶۹۷ء مطابق ۱۱۰۸ھ میں بمقام دہلی فوت ہوا اس کی قبر نظام الدین اولیا کے مقبرہ کے پاس دہلی میں موجود ہے - ایک دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہیں -

ناطق - گل محمد خاں دہلوی کا تخلص ہے - کتاب جواہر المعظم کا مصنف ہے - ۱۸۴۸ء مطابق ۱۲۶۴ھ میں فوت ہوا -

ناطق نیشاپوری - نیشاپور کا ایک شاعر تھا - ہندوستان میں آنے پر اس کی خاصی شہرت ہوئی - جواہر سنگھ شاعر کا اُستاد تھا -

ناظر بختیار خاں - اس کو بختاور خاں بھی کہتے ہیں - دیکھو بختاور خاں -

ناظم الملک - ناظم الملک اس کا خطاب تھا اپنے والد مبارک الدولہ کی جگہ ۲۸ ستمبر ۱۷۹۳ء کو بنگال کا نواب ہوا - ۱۸۱۰ء میں انتقال ہوا - اس کا خطاب وزیر الدولہ بھی تھا - اس کے بعد اس کے بیٹے زین الدین علی خاں نواب ہوئے -

ناظم ہروری - ہرات کا ایک شاعر تھا - مثنوی یوسف و زلیخا اسی کی تصنیف سے ہے جو ۱۶۴۸ء مطابق ۱۰۵۸ھ میں تصنیف ہوئی -

نامی النامی - ابو العباس بن محمد الدارمی المصیصی - معروف بہ نامی - متنبی کا ہمعصر تھا - عربی میں عجیب و غریب مضمون کے اشعار اس سے مروی ہیں - عالم و فاضل اور ادیب تھا لغت میں کامل دستگاہ تھی - ۱۰۰۸ء مطابق ۳۹۹ھ میں ۹۰ سال کی عمر میں فوت ہوا - حلب مدفن ہے -

نانا صاحب - اس کا نام دھندو پنتھ تھا - باجے راؤ ثانی پیشوا کا جو پونا کا راجہ تھا - پسر متبنیٰ تھا - انگریزوں نے باجے راؤ کے بعد ۱۸۵۳ء سے اس کی پنشن جو ۸ لاکھ سالانہ تھی بند کر دی تھی - یہ ناراض ہو گیا - بٹھور ضلع کانپور میں قیام رکھتا تھا جو اس کی ریاست کا صدر مقام تھا - اس کو ۵۰۰ سپاہیوں کی فوج جس میں پیدل اور سوار دونوں شامل تھے اور تین توپیں رکھنے کی اجازت تھی - ۱۸۵۷ء میں جب بنگالے کی فوج باغی ہوئی تو اُس نے کانپور میں توپ خانہ پر حملہ کیا اور اُس کو برباد کر دیا - لیکن فوراً ہی جان کے خوف سے بھاگ گیا - جنرل ہیولاک نے پیچھا کیا - لیکن پتہ نہ لگا - نانا صاحب نے ۱۸۵۷ء میں بہت سے انگریزوں کو ہلاک کر کے ایک کنوئیں میں ڈال دیا تھا - کانپور میں یہ کنواں "میموریل ویل" کے نام سے آج تک مشہور ہے - نانا صاحب کا ۱۸۵۷ء کے بعد سے پھر پتہ نہ چلا - خیال ہے کہ وہ نیپال کے جنگلوں میں ہلاک ہو گیا -

نانا فرنویس :- مادھو راؤ پیشوا کا وزیر اور کارکن تھا - اس کا نام جنار دھن تھا - اپنی لیاقت اور علم کی وجہ سے اس اعلیٰ رتبہ پر پہنچا تھا - مادھوجی سیندھیا سے چشمک رہتی تھی ۱۷۹۷ء میں فوت ہو گیا -

نانک شاہ گرو - بانی سکھ مذہب پیدائش ۱۴۶۹ء کھتری خاندان میں پیدا ہوئے -

سید حسن درویش سے بعض کہتے ہیں کہ کبیر داس سے تعلیم پائی اُن کا مذہب یہ کہ عبادت خدا کے لیے ہے خواہ وہ کسی طریقے پر ہو۔ (۷۰) برس کی عمر میں اگست ۱۵۳۹ء میں فوت ہوئے امرتسر میں ان کا مشہور مندر ہے یہ فرقہ ایک سو برس تک نہایت خاموشی کے ساتھ مذہبی حیثیت سے ترقی کرتا رہا۔ ۱۶۰۶ء سے وہ ایک پولٹیکل اور جنگجو فرقہ میں تبدیل ہوگیا اب تک اس فرقے کے لوگ فوجی ملازمت میں شوق سے داخل ہوتے ہیں۔

نبی آفندی۔ ایک ترکی شاعر تھا۔ روم اور یونان کے مستند مصنفوں کے کلام پر عبور تھا۔ سترھویں صدی عیسوی میں گزرا ہے۔

نثاری۔ کتاب چہار گلزار اس کی تصنیف ہے۔

نجابت خاں خانخاناں۔ عہد عالمگیر کا ایک مشہور سردار تھا۔ اس کا نام مرزا شجاع تھا۔ مرزا شاہرخ کا بیٹا اور مرزا سلیمان بدخشانی کا پوتا تھا۔ ۲۵ نومبر ۱۶۰۳ء کو پیدا ہوا اور ۱۳ دسمبر ۱۶۶۴ء کو انتقال کیا آخری وقت میں پنجہزاری منصبدار تھا۔

نجابت میر۔ مشہور کتاب گل کشتی کا مصنف ہے یہ کتاب فن کشتی میں لکھی گئی ہے اس کی شرح سراج الدین علی خاں آرزو اور منشی زنن سنگھ لکھنوی نے لکھی ہے۔ اس کو نجابت میر بھی کہتے ہیں وطن اصفہان تھا۔ ملا طاہر وحید کا ہمعصر تھا۔ پورا نام عبدالعلی ہے۔ صاحب دیوان ہے

نجاشی۔ ملاحظہ ہو ابوالحسین احمد

نجف خاں۔ امیر الامرا ذوالفقار الدولہ خطاب تھا۔ فارس میں خاندان صفوی سے رشتہ داری کا واسطہ تھا۔ وہیں پیدا ہوا اور بچپن میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نادرشاہ کی قید میں آگیا تھا۔ جب مرزا محسن برادر نواب صفدر جنگ بطور سفیر محمد شاہ بادشاہ دہلی ۱۷۳۹ء کے بعد ایران گیا تو اس نے نادرشاہ سے اس کی رہائی کی سفارش کی۔ نادرشاہ نے سفارش کو منظور کیا اور نجف خاں اور اُس کی بڑی بہن کو رہا کردیا۔ بہن کی شادی نواب مرزا محسن سے ہوگئی اور وہ اُس کے ساتھ ہندوستان آیا۔ نجف خاں نے ہندوستان میں کار نمایاں کیے۔ میر قاسم علی نے نواب بنگال کا ساتھ دیا اور انگریزوں کی مدد سے الٰہ آباد کا صوبیدار ہوا۔ بعد کو دو لاکھ روپیہ پنشن ملنے لگی اور صوبیداری سے دست بردار ہوگیا۔ شاہ عالم کے زمانہ میں اس نے آگرہ کو جاٹوں سے چھین لیا اور اُس کے صلہ میں امیر الامراء کا خطاب پایا۔ ۲۲ اپریل ۱۷۸۲ء کو انتقال کیا۔ کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

نجم الدولہ۔ اس کا نام میر پھلواری تھا۔ میر جعفر علی نواب بنگال کا بڑا بیٹا تھا۔

فروری ۱۷۶۵ء مطابق ۱۱۷۸ھ میں اپنے والد کی جگہہ نواب بنگال ہوا۔ اسی سال شاہ عالم بادشاہ دہلی نے صوبہ بنگال انگریزوں کے حوالہ کردیا۔ اور اُس کی پنشن ہوگئی۔ ۳ مئی ۱۷۶۳ء مطابق ۲۲۔ ذی قعدہ ۱۱۷۹ھ کو بعارضۂ چیچک انتقال ہوا۔ اور اس کا

بھائی سیف الدولہ جانشین ہوا۔

نجم الدین آبروشاہ۔ محمد شاہ کے عہد میں دہلی میں ایک شاعر گزرا ہے اس کا نسبی سلسلہ محمد غوث گوالیری سے ملتا ہے۔ مسلم الثبوت اُستاد خان آرزو کا شاگرد اور مرزا ین جانجاناں کا ہمعصر تھا۔

نجم الدابوالحسن علی بن داؤد۔ بصرہ کے قریب قہقہر کے رہنے والے تھے ۱۱۷۲ء مطابق ۵۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔ حنفی مذہب کے ایک مستند فقیہہ تھے۔ دارالعلم رکنیہ واقع دمشق میں پروفیسر تھے وہیں ۱۲۴۷ء مطابق ۶۴۵ھ میں ۷۷ برس کی عُمر میں انتقال کیا۔

نجم الدین امیر حسن بن علائی سنجری الدہلوی۔ مولد دہلی ہے۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کے خاص مرید تھے۔ اہل ہند ان کو سعدی ہندوستان کہتے تھے۔

سلطان المشائخ ان کی غزلیات اکثر قوالی سے سنتے۔ ان کے اکثر قصائد سلطان غیاث الدین بلبن کی مدح میں ہیں۔ امیر خسرو نے ان کے کلام پر رشک کیا ہے۔ دہلی کے ہنگام تخریب میں دولت آباد گئے۔ اور آخری عمر عزیز کو وہیں بسر کیا۔ ۲۹ صفر ۷۳۶ھ۔ مطابق ۱۳۳۶ء تاریخ وفات ہے۔ سالانہ عرس ماہ رجب کے ہر پنجشنبہ کو اُن کے مزار پر جو دولت آباد کے قریب خلد آباد میں ہے زائرین کا ہجوم ہوتا ہے ایک روائت مشہور ہے کہ ہر شب اُن کے مزار شریف پر ایک شیر زیارت کے لیے آتا ہے۔

اِسی لیے لوگ اِن کو حسن شیر بھی کہتے ہیں۔

نجم الدین کبریٰ شیخ۔ خوارزم کے اولیا اللہ میں تھے۔ چنگیز خاں کے زمانہ میں گزرے ہیں خوارزم کے چنگیزی حملے میں ۱۲۲۱ء مطابق ۶۱۸ھ میں شہید ہوئے۔

نجم الدین محمد عمر السمرقندی:۔ عربی میں طبی تصنیف معروف بہ "اسباب وعلامات" کا مصنف ہے۔

نجم ثانی:۔ شاہ اسمٰعیل صفوی اوّل کا مشہور وزیر تھا۔ اس کا نام مرزا یار احمد تھا عبداللہ خاں اوزبک شاہ توران نے ایک لڑائی میں قید کرلیا۔ اور ۱۲ نومبر ۱۵۱۲ء مطابق ۳ رمضان ۹۱۸ھ کو قتل کیا۔

نجیب الدولہ:۔ نجیب خاں نام تھا۔ علی محمد خاں روہیلہ کی ملازمت میں تھا۔ دوندے خاں نواب بسولی کی لڑکی سے شادی کی۔ غازی الدین خاں وزیر اس کی عزت کرتا تھا۔ ۱۷۵۳ء۔ مطابق ۱۱۶۷ھ میں اِس نے صفدر جنگ کو شکست دی۔ احمد شاہ بادشاہ دہلی نے اس کامیابی پر نجیب الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۰ھ میں احمد شاہ ابدالی نے جب قندھار کو مراجعت کی تو اس کو عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کا امیر الامرا بنایا مگر وزیر غازی الدین خاں نے برطرف کر دیا۔ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی مشہور لڑائی میں شریک تھا۔ اس لڑائی کے بعد احمد شاہ ابدالی عہدہ امیر الامرائی

پر پھر سرفراز کیا اور شہر دہلی اور شاہی خاندان کی حفاظت اس کے سپرد ہوئی۔ ۱۷۷۰ء مطابق ۱۱۸۴ھ میں وفات پائی اس کا بیٹا ضابطہ خاں اس کی وفات پر امیرالامرا ہوا۔

نجیب الدین۔ ایران کا ایک شاعر تھا۔ تقریباً ۱۲۳۱ء مطابق ۶۲۸ھ میں فوت ہوا ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

نجیب النساء بیگم۔ اکبر بادشاہ کی بہن اور خواجہ حسن نقشبندی کی بیگم تھی۔

نتھن شاہ مجذوب۔ گوالیار میں نوگزے پیر کی قبر کے متصل رہتے تھے۔ اِن کی کرامتیں زبان زد خاص و عام ہیں ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۱ء میں زندہ تھے۔

نذیر احمد مولوی شمس العلماء، وطن ضلع بجنور پیدائش ۱۸۳۴ء۔ پرانی وضع کے ایک زندہ دل اور با مذاق شخص تھے۔ علی گڑھ کالج کے قیام کے وقت سرسید احمد خاں کے دست و بازو رہے۔ مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے وعظ اور لکچر کے ذریعہ سے ہزاروں روپیہ کا چندہ جمع کیا۔ خود بھی چندہ سے مدد کی۔ طلبہ کو خود علم پڑھاتے اور اُن کی تعلیم میں صدہا روپیہ صرف کرتے۔ آخر عمر میں حواس مختل ہو جانے کے باعث خانہ نشین ہو گئے تھے بہت سی تصانیف چھوڑیں جن میں مرأۃ العروس بنات النعش۔ رویائے صادقہ توبتہ النصوح نصائح چند بند مشہور ہیں اور اردو زبان میں لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم میں مند اول ہیں۔ قرآن مجید کا ترجمہ بھی لکھا جو مقبول عام ہوا آخر زمانہ میں ایک کتاب امہات الامہ کی بدولت اُن پر کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ اور پھر اس کتاب کی اشاعت بند ہو گئی۔ ان کے لٹریچر کا ایک خاص رنگ تھا۔ الحقوق و الفرائض کامل۔ موعظہ حسنہ فقہ کے متعلق کتابیں تصنیف کیں۔ علمی اور ادبی خدمات کے صلہ میں سرکار سے شمس العلماء اور ایڈنبرا یونیورسٹی سے ایل ایل ڈی کا خطاب پایا۔ ۳ مئی ۱۹۱۲ء بروز جمعہ شب کے آٹھ بجے بعارضۂ فالج انتقال کیا۔

نذر محمد خاں۔ بلخ کا حاکم تھا۔ شاہجہاں سے شکست کھائی اور ۱۶۴۶ء مطابق ۱۰۵۶ھ میں ملک بھی جاتا رہا۔

نذر محمد خاں۔ بھوپال کے نواب اپنے والد وزیر محمد خاں کی جگہ ۱۸۱۶ء مسند نشین ہوا۔

نرائن کول عاجز۔ کشمیر کا باشندہ تھا۔ اس نے ۱۱۲۲ھ میں تاریخ کشمیر تصنیف کی جس کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ ایک مدت سے شرفائے کشمیر کا تقاضا تھا کہ اُن کے وطن کی ایک تاریخ لکھ دوں۔ بالآخر برادران وطن کے اصرار سے مجبور ہو کر میں نے یہ بار امانت اُٹھا لیا۔ اسی زمانہ میں عارف خاں کشمیر کے دیوان اور نائب صوبہ دار کے حکم سے ملک حیدر نے سنسکرت سے کچھ مواد اکٹھا کیا تھا وہ میرے حوالہ کیا گیا۔ میں نے اس کو تو قابل اصلاح نظر آیا۔ بالآخر اصل سنسکرت سے مقابلہ کر کر اُس کو بھی اپنی کتاب میں شامل کر لیا۔

نرسنگھ دیو بندیلہ راجہ۔ راجہ مدھو کرساہ بندیلہ کا بیٹا تھا۔ شہنشاہ اکبر کے عہد میں

۱۵۹۲ء مطابق ۱۰۰۱ھ میں فوت ہوا

عرصہ تک شہزادہ سلیم کی ملازمت میں رہا اور اسی کے حکم سے ۱۶۰۲ء مطابق ۱۰۱۱ھ میں ابوالفضل کو قتل کیا۔ جہانگیری عہد کے پہلے سال میں سہ ہزاری منصبدار مقرر ہوا بعد کو چار ہزاری کا منصب عطا ہوا۔ متھرا میں تین لاکھ روپیہ کی لاگت سے ایک عالیشان مندر تعمیر کرایا۔ ۱۶۲۶ء مطابق ۱۰۳۶ھ میں فوت ہوا۔

نرسی - خاندان ساسانی (ایران) کا بادشاہ تھا۔ اپنے بھائی بہرام ثالث کے بعد ۲۹۳ء میں ایران کا بادشاہ ہوا۔ ۹ سال حکومت کی اور اپنے پسر ہرمز کے لیے تخت چھوڑ دیا۔

نرگسی ایک شاعر تھا قندھار میں ۱۵۳۲ء مطابق ۹۳۷ھ میں فوت ہوا۔ فارسی دیوان اس کی یادگار ہے

نزاری حکیم قہستانی۔ اکثر ولایتوں کا سفر کیا شیخ سعدی اور دیگر فضلاء عصر سے ملاقات کی اپنے زمانہ کا فاضل تھا۔ عیش وعشرت اور مینوشی میں محو رہتا۔ آخر عمر میں تارک الدنیا ہو کر زراعت کرنے لگا تھا۔ ۱۳۲۰ء مطابق ۷۲۰ھ میں انتقال کیا۔ ایک دیوان اور دو مثنویاں یادگار ہیں۔

نزہت - محمد عظیم دمغانی کا تخلص ہے ایک صاحب دیوان شاعر تھا۔ ۱۷۲۳ء مطابق ۱۱۳۶ھ میں وفات پائی۔

نسائی - ابوعبدالرحمن نسائی نام تھا۔ خراسان کے قصبے نسا کے ساکن تھے۔ امام المحدثین کہلاتے ہیں۔ سنن نسائی ان کی حدیث کی مشہور کتاب ہے جو صحاح ستہ میں داخل ہے ۳۰۳ھ مطابق ۹۱۵ء میں انتقال ہوا

نسفی - ابوالبرکات نسفی عبداللہ بن احمد نام ہے حافظ الدین النسفی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ فقہ میں کتاب وافی کے مصنف ہیں شرح کافی اور کنز الدقائق انھیں کی تصنیف ہیں۔ آخر الذکر کتاب میں ابوحنیفہ۔ ابویوسف امام محمد۔ ظفر الشافعی اور مالک کے فتاوی درج ہیں۔ اس کتاب کی بہت سی تفسیریں لکھی گئی ہیں مگر سب سے زیادہ مشہور شرح بحرالرائق ہے جو زین العابدین بن نجیم المصری کی تصنیف ہے۔ ۱۳۱۰ء مطابق ۷۱۰ھ میں انتقال کیا۔

نسفی - ان کا نام نجم الدین کنیت ابوحفص عمر بن محمد ہے۔ ایک مشہور فقیہ گزرے ہیں۔ ان کی کتاب عقائد النسفی عربی زبان میں بڑے پایہ کی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس میں اسلام کے بنیادی اصول نہایت شرح اور بسط کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اس فن کی دوسری کتابوں سے ممتاز ہے۔ اس کی شرح تفتازانی نے لکھی ہے۔ ۱۱۴۲ء مطابق ۵۳۷ھ میں انتقال ہوا

نسیم - پنڈت دیا شنکر ولد گنگا پرشاد کشمیری کا تخلص ہے۔ مثنوی گلزار نسیم ان کی تصنیف اردو میں مشہور ہے۔ خواجہ آتش کے شاگرد تھے ۱۸۴۳ء میں فوت ہوئے۔ مثنوی کا سال تصنیف ۱۸۳۸ء ہے۔

نسیم - اصغر علی خاں نام۔ نواب آغا علی خاں دہلوی کے بیٹے۔ مومن خاں دہلوی کے شاگرد تھے

عربی فارسی میں کافی استعداد تھی فن خوشنویسی میں بھی ماہر تھے۔ الف لیلہ کو اردو میں نظم کیا ایک دیوان یادگار چھوڑا۔ ۱۸۶۵ء میں وفات پائی۔

نشاط۔ رائے بھکنی بل کا تخلص ہے۔ عالمگیر کے وزیر کا دیوان با خزانچی تھا۔

نشاطی۔ ایک شاعر تھا ۱۵۰۸ء مطابق ۹۱۴ھ میں فوت ہوا۔

نشوان بن سعید حمیری الیمنی۔ کتاب شمس العلوم کا مصنف ہے ۱۱۷۸ء مطابق ۵۷۳ھ میں فوت ہوا۔

نصیر۔ عرف نصیر بدخشی۔ مرزا ابو نصر بدخشانی کا تخلص ہے ۱۶۶۸ء مطابق ۱۰۷۸ھ میں فوت ہوا۔

نصرابادی۔ محمد طاہر نام ہے۔ نصرآباد میں جو مضافات اصفہان سے ہے ۱۶۱۶ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں پیدا ہوا۔ ایک کتاب تذکرہ نصرابادی اس کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ۱۶۷۲ء مطابق ۱۰۸۳ھ میں لکھی گئی تھی اس کے بعد اس نے نو تذکرے دس سال کی مدت میں اور لکھے۔

نصر احمد۔ سامان کا پوتا تھا۔ خلیفہ معتمد باللہ نے ۸۷۵ء میں بخارا کا حاکم مقرر کیا۔ (ملاحظہ ہو اسمٰعیل سامانی)

نصر اللہ۔ بخارا کا بادشاہ تھا۔ ۱۸۶۰ء میں فوت ہوا۔ تاریخ میں بیرحم اور ظالم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کا بیٹا مظفر الدین اس کا جانشین ہوا۔

نصر اللہ بن عبد الحمید۔ بن ابی المعالی کلیلہ دمنہ کا مشہور مصنف ہے۔ اس نے اس کتاب کو عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ بہرام شاہ بادشاہ غزنی کے عہد میں گزرا ہے شاعر بھی تھا۔

نصرت۔ دلاور خاں کا تخلص ہے۔ ایک دیوان چھوڑا۔ ۱۷۲۶ء مطابق ۱۱۳۹ھ میں فوت ہوا۔

نصرت جنگ۔ ملاحظہ ہو خان دوران نصرت جنگ۔

نصرت شاہ۔ بن فتح خاں بن فیروز شاہ تغلق ۸۰۱ھ مطابق ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور کے مشہور حملہ کے بعد جب خاندان تغلق کا خاتمہ ہو گیا اور جگہ جگہ مختلف امرا خود مختار ہو گئے۔ نصرت شاہ بھی دہلی کا تخت دبا بیٹھا اور گیارہ ماہ حکومت کرنے پایا تھا کہ اُس کے چچا زاد بھائی اقبال خاں بن ظفر خاں نے شکست دیکر معزول کر دیا۔ دوسرے صوبوں نے سلطنت کا شیرازہ منتشر ہو جانے سے فائدہ اُٹھایا۔ ظفر خاں گجرات۔ دلاور خاں مالوہ سلطان الشرق خواجہ جہاں جونپور قنوج وغیرہ۔ خضر خاں پنجاب۔ جلیل خاں سامانا۔ شمس خاں بیانہ میں بادشاہ ہوا

نصرتی۔ دکن کا ایک مشہور شاعر تھا۔ دکنی زبان میں ایک نظم علی نامہ کے نام سے لکھی ہے اس میں سلطان علی عادل شاہ بیجاپوری کی فتوحات کو جمع کیا گیا ہے اور مصنف نے اس نظم کو شہزادہ موصوف کے نام پر معنون کیا تھا۔ یہ نظم ۱۶۶۵ء

مطابق ۹۳۰ھ سے کچھ قبل لکھی تھی کیونکہ اس سال میں عادل شاہ قتل ہو گئے تھے گلشن عشق اور گلدستۂ عشق بھی اس کی تصانیف ہیں جو دکنی زبان کی مشہور نظمیں ہیں۔ گلشن عشق میں راجہ منوہر اور رانی چنتا ونتی کے عشق کا قصہ نظم کیا گیا ہے۔

نصر سامانی امیر۔ سامانی نسل کا تیسرا بادشاہ تھا۔ اپنے والد امیر احمد کی جگہ آٹھ برس کی عمر میں تخت بخارا اور خراسان پر ۹۱۴ء مطابق ۳۰۱ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۹۴۳ء مطابق ۳۳۱ھ میں ایک طویل اور کامیاب حکومت کے بعد ملک میں امن و امان چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اُس کا بیٹا امیر نوح اول جانشین ہوا۔ فارسی کا مشہور شاعر رودکی اسی کے عہد میں گزرا ہے۔

نصر عاصم۔ حضرت عثمان خلیفہ سوم کے عہد میں گزرے ہیں۔ اُنھوں نے حضرت عثمان کے حکم سے کلام اللہ میں املائی اشارات لگائے۔ یعنی لازم وقف وغیرہ کی نشانیاں قائم کیں۔

نصیبی باباگیلانی۔ سلطان یعقوب کا درباری شاعر تھا۔ تبریز میں ۱۵۳۷ء مطابق ۹۴۴ھ میں فوت ہوا۔ ایک دیوان جس میں پانچ ہزار بیت ہیں تصنیف کیا۔

نصیبی مرزا محمد خاں۔ نصیر الدین حیدر کے عہد میں ایران سے لکھنؤ آیا۔ امجد علی شاہ کے عہد میں ۱۸۴۵ء مطابق ۱۲۶۱ھ میں فوت ہوا۔ مختلف نظمیں اس کی تصنیف سے ہیں۔

نصیر۔ نصیر الدین عرف میاں کلو دہلوی کا تخلص ہے شاہ نصیر کے نام سے زیادہ مشہور رہیں۔ ان کے والد شاہ غریب بڑے بزرگ تھے۔ شاعری میں شاہ نصیر کو شاہ محمدی مائل سے تلمذ تھا۔ اپنے آخری زمانہ میں حیدرآباد جاکر دیوان چندولال کی ملازمت میں داخل ہو گئے تھے وہیں ۱۸۳۸ء مطابق ۱۲۵۴ھ میں انتقال کیا۔ "شاہ دیار سخن اے ۱-۵۱-۵۱" سے ان کی تاریخ وفات (۱۲۵۴ھ) برآمد ہوتی ہے ان کا دیوان پہلی مرتبہ ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۶ء میں حیدرآباد کے مطبع نامی میں طبع ہوا تھا جس کو ان کے ایک حیدرآبادی شاگرد مہاراج سنگھ نامی نے ترتیب دیا تھا۔ ان کے مصنفہ اشعار کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے

نصیر الدین۔ نصیر ہمدانی تخلص ہے ۱۶۰۰ء مطابق ۱۰۰۹ھ میں شیراز کا سفر کیا اور چند سال بعد فوت ہو گیا۔ صاحب دیوان ہے

نصیر الدین۔ عربی کتاب موسوم بہ فتاوی ابراہیمی کا مصنف ہے۔

نصیر الدین حیدر شاہ اودھ۔ غازی الدین حیدر نواب اودھ کا بیٹا تھا۔ ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۲۷ء مطابق ۲۸۔ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ کو لکھنؤ کے تخت پر بیٹھا۔ "اب ہوا مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ" سے تاریخ جلوس نکلتی ہے۔ دس سال حکومت کی۔ ۱۸۳۷ء مطابق ۱۲۵۳ھ

میں فوت ہوا۔ اس کا چچا نصیر الدولہ بادشاہ ہوا۔ نصیر الدین حیدر کا بیٹا قید کرلیا گیا جو بتاریخ ۱۵-جنوری ۱۸۴۶ء مطابق ۱۶ محرم ۱۲۶۲ھ بحالت اسیری فوت ہوا۔

نصیر الدین طوسی خواجہ۔ مذہباً شیعہ تھے۔ امام فخر الدین رازی کے بیٹے تھے ۳-مارچ ۱۲۰۱ء مطابق ۱۱-جمادی الاول ۵۹۷ھ کو خراسان میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے فاضل اجل اور نجوم فلسفہ میں یکتائے دہر تھے۔ مختلف علوم پر حاوی تھے۔ ان کی تصانیف آج تک درس میں داخل ہیں۔ ان کے زمانہ تک اقلیدس یونانی زبان میں تھی۔ انھوں نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا۔ المجسطی کو بھی عربی زبان کا جامہ پہنایا اور اس پر حاشیہ لکھا۔ مغلوں کے تاخت و تاراج کے زمانہ میں یہ خراسان کے پہاڑوں میں جان بچاتے پھرتے تھے کہ حسن بن صباح کی قید میں آگئے اور اس نے ان کو اپنا وزیر بنایا۔ علاء الدین محمد نے جو حسن بن صباح کی اولاد میں تھا ان کو قید کرلیا اور چند سال تک ان سے وزارت کا کام لیا۔ اسی زمانہ میں انھوں نے ایک عربی کتاب طہارت فی الحکمت عملی کا فارسی ترجمہ کیا جو اخلاق ناصری کے نام سے ابتک مشہور ہے۔ نومبر ۱۲۵۶ء مطابق ۶۵۴ھ میں ہلاکو خاں نے ان کو چھڑا لیا اور اس کے وزیر ہوگئے۔ علم نجوم کے متعلق رصد وغیرہ کے نقشے تیار کیے جو ایلخانی کے نام سے مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۲۵۸ء میں بغداد پر ہلاکو خان نے ان ہی کے اشارہ سے حملہ کیا تھا اوصاف الاشراف۔ بحر المعانی۔ خلافت نامہ الہی آثار الشعراء ان کی تصانیف ہیں اتفاقاً آن ہلاکو خاں کے بیٹے کے عہد میں ۲۴-جون ۱۲۷۴ء مطابق ۱۸-ذی الحجہ ۶۷۲ھ کو بمقام بغداد انتقال ہوا اور وہیں دفن ہیں۔

نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نصیر الدین حضرت محبوب الہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا۔ بدایوں کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ۱۸-رمضان ۷۵۷ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۳۵۶ء کو وصال ہوا۔ فیروز شاہ باربک ان کے مرید تھے بادشاہ نے دہلی میں انکا مقبرہ ان کی زندگی ہی میں بنوا دیا تھا۔ اسی میں دفن ہیں۔ اس مقبرہ کے قریب بعد کو بہلول لودی کی قبر بنی ان کے پیر نے چراغ دہلی کا لقب عطا کیا تھا۔ اسی نام سے زیادہ مشہور ہیں صاحب تصانیف بھی تھے۔ خیر المجالس ان کی مشہور کتاب ہے

نصیر بخاری مولانا۔ علمائے بخارا میں سے تھا۔ درویشانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ شعر و شاعری سے شوق تھا۔ سلمان ساوجی کا ہمعصر تھا ۱۳۷۰ء مطابق ۷۷۲ھ میں فوت ہوا۔

نصیر خاں۔ ۱۸۳۲ء میں اپنے بھائی میر نور محمد خاں حاکم حیدرآباد سندھ کا جانشین ہوا۔ ۱۸۴۳ء مطابق ۱۲۵۹ھ میں انگریزوں کی قید میں آگیا۔ اور کلکتے بھیجدیا گیا۔ جہاں ۱۶-اپریل ۱۸۴۵ء

فوت ہوا۔

نضر بن حارث۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک شاعر گزرا ہے جو رستم و اسفندیار کے قصے اور فاحشہ عورتوں کے راگ سنا کر لوگوں کی توجہ قرآن مجید سے پھیرتا تھا جنگ بدر میں گرفتار ہوا اور قتل کیا گیا۔

نضر بن شمائل۔ اصل نام ابوالحسن نضر تھا۔ بہت سی کتابوں کا مصنف ہی۔ بمقام مرو سنہ ۸۲۰ء مطابق سنہ ۲۰۳ھ میں فوت ہوا۔

نظام ابن الحسین الساوی جامع عباسی کے آخری تین حصوں کا مصنف۔ ملاحظہ ہو بہار الدین محمد شیخ۔

نظام احمد۔ کتاب راحت القلوب کا مصنف۔ اس کتاب میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمت اللہ علیہ کے ملفوظات درج ہیں۔

نظام استر آبادی۔ ایک شاعر تھا اپنے زہد و اتقا کے لیے مشہور رہی۔ دیوان کے علاوہ مثنوی بلقیس و سلیمان اس کی مشہور تصنیف ہی جس میں حضرت سلیمان اور بلقیس ملکہ سبا کا قصہ نظم کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۵۱۵ء مطابق سنہ ۹۲۱ھ میں فوت ہوا۔

نظام الدولہ۔ نجم الدولہ کا دوسرا نام ہے میر جعفر نواب بنگال کا سب سے بڑا بیٹا اور جانشین تھا۔

نظام الدین احمد بن محمد صالح۔ کتاب مجموعۃ الصنائع جس میں علم عروض کے متعلق نکات بیان کیے گئے ہیں اور جو سنہ ۱۶۵۰ء

مطابق سنہ ۱۰۶۰ھ میں لکھی گئی تھی اس کی تصنیف ہے یہ کتاب شہر لکھنؤ میں سنہ ۱۸۴۵ء مطابق سنہ ۱۲۶۱ھ میں شائع ہوئی تھی اس کی دوسری تصنیف کرامت الاولیا ہے جس میں ائمہ کرام اور دیگر اہل اللہ کی کرامات بیان کی گئی ہیں۔ اس کتاب کا سال تصنیف سنہ ۱۶۵۰ء م سنہ ۱۰۶۰ھ ہے۔

نظام الدین احمد خواجہ۔ اس کا باپ خواجہ مقیم ہروی بابر کے سرداروں میں داخل تھا بعد کو مرزا عسکری کا وزیر ہو گیا۔ جب ہمایوں شیر شاہ کے مقابلہ میں شکست کھا کر آگرے آیا تو خواجہ مقیم ہمایوں کے ہمرکاب تھا۔ اسی سفر میں ۲۸۔ اکتوبر سنہ ۱۵۹۴ء مطابق ۲۳۔ صفر سنہ ۱۰۰۳ھ کو دریائے راوی کے کنارے انتقال کیا۔ لاہور میں دفن ہوا۔ سنہ ۲۹ جلوس اکبری میں نظام الدین گجرات کا بخشی مقرر ہوا۔ طبقات اکبری جس کا دوسرا نام تاریخ نظامی ہے۔ اس کی مشہور تاریخ ہندوستان ہی۔

نظام الدین اولیا شیخ۔ آپ کا لقب سلطان المشائخ ہے آپ کے والد کا نام سید احمد صاحب تھا جن کا مزار شہر بدایوں سے بجانب شمال دو فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ ان کے والد اور نانا بخارا سے تشریف لائے تھے۔ والد کا نام محمد بن احمد بن علی بخاری اور والدہ کا نام بی بی زلیخا تھا۔ آپ اکتوبر سنہ ۱۲۳۶ء مطابق صفر سنہ ۶۳۴ھ میں بمقام بدایوں پیدا ہوئے۔ پانچ برس کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ زیادہ تر آپ

تربیت و تعلیم آپ کی والدہ نے کی۔ تحصیل علوم ظاہری دہلی میں ہوئی۔ علوم باطنی کے حاصل کرنے کے لیے حضرت بابا گنج شکر کی خدمت میں اجودھن (پاک پٹن واقع ملتان) میں حاضر ہوئے اپنے زمانہ کے درویش کامل تھے۔ مشہور شاعر امیر خسرو دہلوی آپ کے مرید تھے۔ ۳- اپریل ۱۳۲۵ء مطابق ۱۸- ربیع الاوّل ۷۲۵ھ کو بمقام دہلی انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ غیاث پور (متصل دہلی) میں مزار ہے جو زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

نظام الدین بلگرامی سید۔ بھاشا کے شاعر تھے۔ فارسی اور سنسکرت میں کامل تھے۔ مدھنایک تخلص تھا۔ فن موسیقی کے ماہر تھے۔ اس فن میں اُن کی دو کتابیں "نادچندر" اور "مدھنایک سنگار" بھاشا زبان میں یادگار ہیں۔ اب تک بعض بعض گانوں کے لوگ اُن کا نام تعظیماً لیتے ہیں۔ یکم رمضان المبارک ۱۰۹۹ھ مطابق ۱۶۸۷ء میں وفات پائی۔

نظام الدین سحَم امیر۔ ایک شاعر تھا۔ امیر شیر علی کا ہمعصر اور مرزا سلطان احمد سمرقندی کا مداح تھا۔

نظام الدین سہالی مولانا۔ قطب الدین کا بیٹا تھا۔ کتاب شرح صدرہ و شمس بازغہ وغیرہ کا مصنف ہے۔ ۱۷۴۸ء مطابق ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوا۔

نظام الدین میر۔ ملاحظہ ہو ممنون۔

نظام الملک۔ یہ پہلے سلطان الپ ارسلان اور دوم ایران کا بادشاہ خاندان سلجوقی کا وزیر تھا اسی کے بعد ملک شاہ وزیر ہوا۔ اس نے ۳۰ سال تک بڑی ہوشیاری قابلیت اور عمدگی کے ساتھ خدمت وزارت کو انجام دیا جس کی وجہ سے اس کی شہرت اور نیکنامی اس درجہ بڑھ گئی کہ لوگ حسد کرنے لگے۔ بادشاہ بھی خائف ہو گیا۔ چنانچہ ۸۹ سال کی عمر میں اس عہدہ سے برطرف کر دیا گیا۔ دشمنوں کو یہ اچھا موقع ہاتھ آیا اور اپنا بدلا لیلیا۔ ایک شخص نے ۱۵- اکتوبر ۱۰۹۲ء مطابق رمضان ۴۸۵ھ کی شب میں کام تمام کر دیا۔ لاش اصفہان میں بڑی شان و شوکت سے ساتھ دفن ہوئی۔ سیر الملوک اس کی مشہور تصنیف ہے۔ عمر خیام اور حسن صباح اس کے ہم مکتب تھے۔

نظام الملک بہری۔ ابتدا میں ہندو تھا سلطان احمد شاہ بہمنی والی دکن کی قید میں آکر مسلمان ہوا۔ شاہی غلاموں کے زمرے میں داخل ہو کر شاہزادہ محمد کے ساتھ جو احمد شاہ کا بڑا بیٹا تھا ایک ہی اُستاد سے تعلیم پائی۔ عربی و فارسی میں مہارت کلی حاصل کی۔ جب شہزادہ محمد سلطان محمد ثانی کے لقب سے ۱۴۶۳ء میں دکن کا بادشاہ ہوا۔ اس نے رفاقت کا پورا حق عطا کیا اور نظام الملک کو یک ہزاری منصب عطا کیا۔ شاہی باز خانے کی داروغگی کی خدمت ملی۔ اسی وجہ سے نظام الملک بہری مشہور ہوا۔ رفتہ رفتہ اعزاز میں اضافہ ہوتا گیا اور تلنگانہ کا صوبہ دار ہو گیا ۱۴۸۲ء میں سلطان محمد کی وفات پر سلطان محمود ثانی

اس کا بیٹا بادشاہ ہوا۔ محمد شاہ کی وصیت کے مطابق یہ سلطان محمود کا وزیر ہوا نیز بادشاہ نے اس کو بیڑ اور چند اضلاع جاگیر میں دیئے اس جاگیر کا انتظام ملک احمد بیسر نظام الملک کے سپرد ہوا۔ ملک احمد نے جیبر میں سکونت اختیار کی اور جاگیر کے انتظام کو نہایت تندہی سے انجام دیا اور اپنے والد کے بعد احمد نگر کے نظام شاہی خاندان کا بانی اور پہلا بادشاہ ہوا۔ نظام الملک آخر میں اس قدر خودسر ہوگیا تھا کہ شاہی اختیارات کی بھی کچھ پرواہ نہ کرتا تھا اس لیے سلطان نے اس کو ۱۴۸۶ء مطابق ۸۹۱ھ میں قتل کرادیا۔

نظام الملک خواجہ عابد خاں ۔ (ملاحظہ ہو آصف جاہ اول)۔

نظام الملک محمد ابی سعید جنیدی کا بیٹا اور شمس الدین التمش بادشاہ دہلی کا سپہ سالار اور وزیر تھا۔ سلطان رضیہ کے عہد میں اس کو کوہ سرمور پر پیام اجل پہنچا جہاں وہ اپنے دشمنوں کے خوف سے ۱۲۳۶ء میں پناہ گزیں ہوگیا تھا۔

نظام الملک محمد۔ علی سعید جنیدی کا بیٹا تھا نورالدین محمد عوفی نے اپنی کتاب جامع الحکایات اسی کے نام پر معنون کی تھی۔ شمس الدین التمش بادشاہ دہلی کے عہد میں سپہ سالار تھا۔ ۶۲۲ھ مطابق ۱۲۲۵ء میں زندہ تھا۔

نظام بائی۔ جہاندار شاہ کی ماں اور بہادر شاہ بادشاہ دہلی کی بیگم تھی۔

نظام حاجی یمنی۔ کتاب لطائف اشرفی اس کی تصنیف ہے۔ جس میں صوفیوں کے عادات و اخلاق اور رسوم وغیرہ درج ہیں۔ ۱۴۴۶ء مطابق ۸۵۰ھ میں یہ کتاب سید اشرف جہانگیر سامانی کے نام پر معنون کی گئی تھی۔

نظام خاں معجز۔ ایک شاعر تھا۔ ۱۶۲۹ء مطابق ۱۰۳۹ھ میں فوت ہوا۔ ایک فارسی دیوان کا مصنف ہے۔

نظام خاں (میر) بیانے کا حاکم تھا جب شہنشاہ بابر کی اطاعت قبول نہیں کی تو بابر نے بابا قلی بیگ کو قلعہ بیانہ کے محاصرہ کے لیے بھیجا اور نظام خاں کو فی البدیہہ قطعہ اپنے قلم سے لکھکر بھیجا ؎

با ترک ستیزہ مکن اے میر بیانہ
چالاکی و مردانگی ترک عیان است
گر زود نیائی و نصیحت نہ کنی گوش
آں را کہ عیان است چہ حاجت بیان است

نظام خاں پر اس قطعہ کا یہ اثر ہوا کہ فوراً بابر کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوگیا۔

نظام سقہ۔ ہمایوں بادشاہ کی فوج جب شیر شاہ کے مقابلہ میں پٹنہ اور بنارس کے درمیان قصبہ بکسر سے گزر کر چونسہ پہنچی تو شیر شاہ پر حملہ آور ہونے کی ضرورت در پیش آئی جو دریائے گنگا کے دوسری جانب خیمہ زن تھا کشتیوں کا پل تیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن شیر شاہ نے صلح کی بات چیت میں وقت گزار دیا اور رات میں اچانک حملہ کردیا۔ ہمایوں کی فوج منتشر ہوگئی۔ ہمایوں نے اپنا گھوڑا گنگا میں ڈالدیا۔ گھوڑے کا دم

ٹوٹ گیا۔ اتنے میں نظام سقہ نے جو اتفاق سے کنارہ پر موجود تھا اپنی مشک کے ذریعہ سے ہمایوں کو دریا سے نکال لیا جس کے صلہ میں بادشاہ نے آگرہ واپس آنے پر نظام کو ڈھائی گھڑی کی بادشاہت عطا کی اس قلیل وقت میں اس سقہ نے چوسہ کا سکہ چلایا جس میں سونے کی ایک کیل لگادی گئی تھی۔ ہمایوں نے اپنے محسن (نظام سقہ) کو ہمیشہ کے لیے امرای شاہی میں داخل کر لیا۔

نظام شاہ بہمنی۔ ہمایوں شاہ بادشاہ دکن کا بیٹا تھا اپنے باپ کی وفات پر ۱۴۶۱ء مطابق ۸۶۵ھ میں ۸ سال کی عمر میں جانشین ہوا اور اپنی ماں کی ولایت اور سربراہی میں سلطنت کا کام کرنے لگا۔ محمود گاواں صوبہ دار برار ورنہ بر مقرر رہا۔ خواجہ جہاں کو عہدہ وکیل السلطنت دیا گیا۔ ان تینوں کی لیاقت اور ہوشیاری سے سلطنت کو فائدہ پہنچا اور جس قدر مظالم ہمایوں نے کیے تھے اُن سب کی تلافی ہوگئی۔ نظام شاہ دو سال ایک ماہ حکومت کرنے کے بعد ۲۹۔ جولائی ۱۴۶۳ء مطابق ۱۳۔ ذی قعدہ ۸۶۷ھ کو فوت ہوگیا اور محمد شاہ ثانی اس کا بھائی بادشاہ ہوا۔

نظام شیخ۔ مشہور کتاب فتاوای عالمگیری کا مولف ہے۔ اس کتاب میں وہ فتوے ہیں جو عالمگیر کے حکم سے ایک کتاب کی صورت میں جمع کیے گئے تھے۔ اس کی ترتیب ۱۶۵۶ء مطابق ۱۰۶۷ھ میں شروع ہوئی تھی اس بیش بہا خدمت کے انجام دینے میں نظام شیخ کے ساتھ دیگر اہل علم بھی شریک تھے ہندوستان میں یہ کتاب نہایت مستند سمجھی جاتی ہے۔ زیب النساء بیگم کے حکم سے اس کتاب کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔

نظام شیخ۔ ضمیری تخلص تھا۔ (ملاحظہ ہو ضمیری)

نظام علی خاں نواب (دیکھو آصف جاہ ثانی) ردیف الف۔

نظام مرزا۔ ایک شاعر تھا جو ۱۶۲۹ء مطابق ۱۰۳۹ھ میں فوت ہوا اس سے ایک فارسی دیوان یادگار ہے۔

نظامی۔ ابو محمد بن یوسف المرتضی نام ہے۔ ایران کا مشہور شاعر ہے۔ نظامی گنجوی کے بعد گزرا ہے۔

نظامی عروضی سمرقندی۔ امیر معزی کا شاگرد تھا جو ملک شاہ کے زمانے میں گزرا ہے اس کی ایک نظم جس کا نام "ولیبا وراہیں" ہے بہت مشہور ہے۔ دوسری مشہور تصنیف "کتاب چہار مقالہ" ہے۔

نظامی گنجوی شیخ۔ نظام الدین نام۔ شہر گنجہ ملک ایران کا رہنے والا۔ فارسی شاعری کا مسلم الثبوت استاد ہے۔ اس کی کتاب سکندر نامہ جس میں سکندر بادشاہ کی تاریخ نظم کی گئی ہے بہت مقبول و مشہور ہے اس کا ایک خمسہ یعنی پانچ کتابوں کا مجموعہ فارسی میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جس میں مخزن الاسرار۔ لیلی و مجنوں خسرو شیریں۔ ہفت پیکر۔ سکندر نامہ شامل ہیں۔ اس کی سب سے آخری کتاب

سکندر نامہ ہے جس کو سنہ ۱۲۰۰ء مطابق
۵۹۷ھ میں ختم کیا اور اسی سال
۸۴ برس کی عمر پاکر فوت ہوا۔ بعض مورخین
کا قول ہے کہ سنہ ۱۲۱۰ء مطابق سنہ ۶۰۶ھ میں
اس کی وفات ہوئی۔ ایک دیوان بھی
یادگار ہے۔ جس میں ۲۰ ہزار اشعار ہیں

نظیر۔ آگرہ کے مشہور شاعر۔ ولی محمد نام تھا۔
فارسی اردو ہندی تینوں زبانوں میں
خوب شعر کہتے۔ مدرسی کا پیشہ تھا۔ طبیعت
میں استغنا تھا۔ بادشاہ اودھ نے بلایا
مگر آگرہ نہیں چھوڑا۔ کلام عام لوگوں میں
نہایت مقبول ہے۔ روزمرہ کی باتیں اور
قدرت کے مناظر پر بہت سی نظمیں لکھیں
ان کی کلیات مطبوعہ ملتی ہے۔ ۱۶۔ اگست
سنہ ۱۸۳۰ء کو انتقال کیا۔ آگرہ میں تاج گنج
کے قریب دفن ہوئے۔

نظیری نیشاپوری۔ محمد حسین نیشاپوری کا
تخلص ہے۔ فارسی کا مسلم الثبوت شاعر
تھا۔ نیشاپور سے ہندوستان چلا آیا
تھا۔ عبدالرحیم خانخاناں اس پر مہربانی
کرتا تھا۔ سنہ ۱۶۰۲ء مطابق سنہ ۱۰۱۱ھ میں
حج کو گیا اور واپس ہونے پر پھر
خانخاناں کی سرکار سے منسلک ہوکر احمد آباد
(گجرات) میں رہنے لگا۔ وہیں سنہ ۱۶۱۳ء
مطابق سنہ ۱۰۲۲ھ میں انتقال ہوا۔ اس کا
فارسی دیوان یادگار ہے۔

نعمان میر۔ ایک شاعر تھا۔ آگرے
میں بتاریخ ۴ مارچ سنہ [illegible]ء مطابق

۱۸ صفر سنہ ۱۰۵۰ھ فوت ہوا اور وہیں دفن ہے

نعمت اللہ خواجہ۔ تاریخ افاغنہ اس کی
تصنیف ہے۔

نعمت اللہ سید۔ نارنول کے سید تھے
شجاع پسر شاہجہاں کی صوبہ داری بنگال
کے زمانہ میں بنگال گئے۔ شہزادہ بجمال
حسن عقیدت پیش آیا۔ اور جاگیر عطا کی۔ سنہ ۱۶۶۶ء
مطابق سنہ ۱۰۷۰ھ میں فیروزپور میں وفات پائی

**نعمت اللہ ولی سید۔ شاہ
نور الدین**۔ حضرت امام موسیٰ کاظم کی اولاد
میں ہیں۔ مشہور شاعر اور مصنف گزرے
ہیں۔ شافعی مذہب تھا۔ شیخ عبداللہ
شافعی کے مرید تھے۔ پانچسو کتابیں تصنیف
کیں۔ ایک قصیدہ ان کا مشہور عام ہے
جس میں پیشینگوئیاں کی گئی ہیں۔ شاہرخ مرزا
بن امیر تیمور کے زمانہ میں سنہ ۱۴۲۴ء مطابق
سنہ ۸۲۷ھ میں بمقام کرمان (فارس) وفات پائی

نعمت خان عالی۔ عالی تخلص تھا مرزا محمد
نام تھا۔ شیراز وطن تھا۔ عالمگیر کے عہد
میں داروغہ مطبخ تھا۔ اور نعمت خاں خطاب
تھا۔ صرف خاص کا دیوان بھی تھا۔ عالمگیر
کی وفات کے بعد بہادر شاہ نے نواب
دانشمند خاں کا خطاب عطا کیا۔ "وقائع نعمت
خان عالی"۔ مثنوی حسن و عشق لورخوان نعمت
اس کی مشہور تصانیف ہیں۔ سنہ [illegible]ء مطابق
سنہ ۱۱۲۰ھ میں انتقال کیا۔

نعمت علی خاں۔ کتاب شاہنامہ کا مصنف ہے
جس میں مسلمان بادشاہان ہند کا حال درج ہے

نفطویہ واسطی۔ اس کے بدن سے مٹی کے

تیل کی بدبو نکلتی تھی اس وجہ سے نفطویہ مشہور ہوا۔ اس کا اصل نام ابوعبداللہ ابراہیم تھا اپنے زمانہ کا بہت بڑا نجومی تھا۔ ادب میں اچھی اچھی کتابیں لکھیں۔ ۲۴۴ھ مطابق ۸۵۸ء میں پیدا ہوا۔ ۳۲۳ھ مطابق ۹۳۴ء میں وفات پائی۔ بغداد میں قبر ہے۔

نفیس بن عیوض۔ کتاب عربی "حل معجز القانون" کا مصنف تھا۔ مرزا الغ بیگ کا ہمعصر تھا۔

نفیسہ سیدہ۔ بنت حسن انور بن زید بن حسن بن حضرت علی کرم اللہ وجہ پیدائش ۱۴۵ھ م ۷۶۲ء بمقام مکہ معظمہ۔ تربیت مدینہ منورہ میں پائی۔ نہایت عالمہ و فاضلہ تھیں۔ امام قریش شافعی آپ کے بڑے معتقد تھے آپ نے پیادہ پا ۳۰ حج کیے ایک مرتبہ مصر میں تشریف لیگئیں جہاں سری بن حکم والی مصر نے نہایت تعظیم و تکریم سے آپ کی بود و باش کا انتظام کر دیا۔ ہزاروں آدمی آپ کے نصائح سے مستفید ہوئے اکثر خرق عادات آپ سے ظہور میں آئے مصر میں سات سال مقیم رہ کر رمضان ۲۰۸ھ مطابق ۸۲۳ء میں وفات پائی اور جمعہ کے دن مقبرہ درب السباع (مصر) میں مدفون ہوئیں۔ اب تک عامۂ خلائق کے علاوہ بڑے بڑے اکابر اولیا و علماء آپ کے مزار کی زیارت سے مشرف و فیضیاب ہوتے ہیں۔

نفشانی۔ طوطی نامے کا مصنف ہے نفشانی تخلص تھا۔

نقی امام۔ ملاحظہ ہو علی نقی علیہ السلام۔

نقیب خان۔ یحیٰی بن عبد اللطیف کا پوتا تھا۔ ملاحظہ ہو یحیٰی بن عبد اللطیف۔

نقی کمرہ۔ ایک شاعر تھا۔ ۱۰۳۲ھ/۱۶۲۲ء مطابق ۱۰۳۱ھ میں فوت ہوا۔ ایک دیوان یادگار ہے۔

نگاہی۔ ارن مضافات کا شان وطن ہے ایک مثنوی موسوم بہ "مختارنامہ" شاہنامہ فردوسی کی بحر میں اور ایک مثنوی "مہرو مشتری" یادگار رہی۔

نندکمار برہمن ۱۷۰۲ء میں ضلع بیر بھوم میں پیدا ہوا۔ ۱۷۵۶ء میں ہگلی کا فوجدار تھا۔ نواب جعفر علی خاں کے زمانہ میں تمام اختیارات اس کو تفویض ہوئے۔ انگریزوں سے اس کو سخت عداوت تھی۔ جس کی پاداش میں بتاریخ ۵۔ اگست ۱۷۷۵ء پھانسی پائی اس کی جائداد اور دولت اس کے بیٹے گرو داس کو ملی۔ وارن ہسٹنگز گورنر جنرل پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اس نے نندکمار کی کثیر دولت کی طمع کی وجہ سے اس پر جعلی مقدمہ چلایا۔ لیکن جج الیف اسٹیفن نے اپنی مبسوط تصنیف میں اس پر سے اس الزام کو ہٹانے کی پوری کوشش کی ہے۔

نوا۔ ظہور اللہ خاں (نواب) نام نوا تخلص بدایوں کے خاندان شیوخ صدیقی سے تھے۔ بدایوں سے لکھنؤ چلے گئے۔ اور سرکار اودھ کے متوسلین میں داخل ہوئے خان کا خطاب پایا۔ میاں جرأت سے مجادلہ و مناظرہ واقع ہونے پر لکھنؤ سے

الہ آباد چلے آئے۔ وہاں چندے قیام کرکے ولایتِ عجم کی سیر کو روانہ ہوئے۔ ایک مدت دراز تک وہاں کے شعرا سے زبان فارسی سیکھی۔ مرزا ذکی نبیرہ منشی مہدی خاں (منشیٔ نادر شاہ بادشاہ) نے ان کے ایران پہنچنے پر بطور خیر مقدم کے یہ قطعہ لکھا تھا ؎

بلبل رنگیں نوا شیریں غزلخواں آمدہ
طوطی ہندوستاں از شکرستاں آمدہ
خان عالی شان ظہور اللہ خاں یا ذکی
بعد عمر ثانی صبیدے بہ طہراں آمدہ

خان مرحوم نے جواباً اُسی مجلس میں فی البدیہۃ غزل پڑھی ؎

تنگدل بیمار جاں برلب بہ ایراں آمدم
اندریں دار الشفا محتاجِ درماں آمدم
در مسیحا خصلتاں مشتاقِ جانِ تازہُ
باتنِ فرسودہُ جویائے احساں آمدم
بے نوایانہ نوا در مجمع مرزا ذکی
طالب جمعیتِ خاطر پریشاں آمدم

بعہد غازی الدین حیدر ۱۲۴۱ھ میں ایران سے لکھنؤ کو واپسی ہوئی اور اُسی سال انتقال ہوا۔

نوازش خاں۔ مصنف گلزار دانش ہے۔

نواوی بن شرف۔ اصل نام ابو زکریا یحییٰ تھا۔ مختلف مضامین پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ کتاب تہذیب الاسما اس کی مشہور تصنیف ہے جس میں مشاہیر کے حالات درج ہیں۔ دوسری کتاب فتووں کا مجموعہ ہی جو فتاوی النواوی کے نام سے موسوم ہے۔ ۱۲۷۷ء مطابق ۶۷۶ھ میں فوت ہوا۔

نوائیُ۔ امیر علی شیر کا تخلص ہی۔

نوائیُ ملا خراسانی۔ اکبر کے عہد میں خراسان سے ہندوستان آیا۔ شہزادہ دانیال کی سرکار میں ملازم ہوگیا۔ برہان پور میں ۱۶۱۰ء مطابق ۱۰۱۹ھ میں فوت ہوا۔ صاحب دیوان ہی۔

نوبت خاں نواب۔ اکبری عہد کا ایک سردار تھا۔ جس کا مقبرہ شاہجہاں کے محل کے قریب پُرانی دِلّی میں ہی ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۳ھ میں تعمیر ہوا۔ جو نیلی چھتری کہلاتا ہی اور شکستہ حالت میں ہے۔

نوح سامانی امیر۔ خاندان سامانی کا چوتھا بادشاہ تھا۔ اپنے والد امیر نصر کے بعد ۹۴۲ء مطابق ۳۳۱ھ میں حکومت خراسان و بخارا کا مالک ہوا۔ ۹۵۴ء مطابق ۳۴۳ھ میں فوت ہوگیا۔ اس کا بیٹا عبد الملک جانشین ہوا۔

نوح سامانی امیر ثانی۔ خاندان سامانی کا ساتواں بادشاہ تھا۔ ابو القاسم لقب تھا اپنے والد امیر منصور اول والی خراسان و بخارا کا ۹۷۶ء مطابق ۳۶۵ھ میں جانشین ہوا اس کے زمانہ میں عجیب عجیب انقلابات پیش آئے سلطان سبکتگین بادشاہ غزنی کا ہمعصر تھا ۹۹۷ء مطابق ۳۸۷ھ میں انتقال کیا اور اس کے بیٹا منصور ثانی کے لقب سے بادشاہ ہوا

نوذر۔ پیشدادین خاندان سے ایران کا ایک قدیم بادشاہ ہی۔ دیکھو منوچہر۔

نور الحق قاضی بریلی۔ بریلی کے قاضی تھے۔ دیکھو منعم۔

نور الحق شاہ المشرقی۔ المشرقی الدہلوی البخاری عرف تھا۔ شیخ عبد الحق بن سیف الدین

دہلوی کا بیٹا تھا۔ زبدۃ التواریخ کو جس کو شیخ عبدالحق نے تصنیف کیا تھا صحت کے ساتھ ترتیب دیا اور اپنے مربی شیخ فرید الدین بخاری کی خدمت میں پیش کیا۔ اس نے صحیح بخاری اور مسلم کی شرح لکھیں۔ عہد عالمگیر میں سنہ ۱۶۶۲ء مطابق سنہ ۱۰۷۳ھ میں فوت ہوا۔

نورالدین احمد شیخ - عرف قطب الدین ملاحظہ ہو قطب الدین۔

نورالدین ارسلان شاہ اتابک خاندان زنگی سے موصل وعراق کا ایک بادشاہ تھا۔ مشہور سلطان نورالدین بادشاہ حلب اور دمشق کا قریبی رشتہ دار تھا۔ سنہ ۱۱۹۳ء مطابق سنہ ۵۸۹ھ میں اپنے والد اعزالدین مسعود کا جانشین ہوا۔ ۱۸ سال حکومت کی۔ اس حکومت کی مدت میں رعیت خوش حال رہی۔ سرکش امرا دبے رہے سنہ ۱۲۱۰ء مطابق سنہ ۶۰۷ھ میں انتقال کیا۔ رعایا اس بادشاہ سے بہت خوش تھی اس کی وفات پر ملک میں عام رنج والم کا اظہار کیا گیا۔ اس کا بیٹا اعزالدین تخت نشین ہوا جو آٹھ سال تک حکمراں رہا۔ اُس کے بعد ایک شیر خوار بچہ تخت نشین ہوا اور نورالدین ثانی کے لقب سے حکمرانی کرنے لگا۔ اور چند ماہ کے بعد فوت ہو گیا۔

نورالدین بن لطف اللہ - حافظ آبرو کے نام سے زیادہ مشہور رہی۔ دیکھو حافظ آبرو

نورالدین سفیدونی ملا - نواب تار خاں کہلاتا تھا۔ جام مضافات ہرات کا رہنے والا تھا۔ مشہد میں پرورش پائی۔ ہمایوں بادشاہ کی ملازمت میں رہا۔ پرگنہ سفیدون اس کی جاگیر میں تھا۔ اسی وجہ سے سفیدونی مشہور رہے۔ جمنا سے کرنال تک سنہ ۱۵۶۹ء مطابق سنہ ۹۷۷ھ میں ایک نہر نکالی اور اُس کا نام شیخو نہر رکھا۔ یہ نام شہزادہ سلیم کی نسبت سے رکھا گیا تھا کیونکہ شہزادہ سلیم کو اکبر پیار میں شیخو بابا کہتا تھا۔ شعروشاعری سے بھی شوق تھا۔ نوری تخلص تھا۔ ایک دیوان یادگار رہے۔

نورالدین شیخ - تاریخ کشمیر کا مصنف ہو جو فارسی زبان میں ہو۔

نورالدین شیرازی - دیکھو حکیم نورالدین شیرازی۔

نورالدین علی ملک الافضل - سلطان صلاح الدین کے سترہ بیٹوں میں سب سے بڑا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۱۷۰ء مطابق سنہ ۵۶۵ھ میں پیدا ہوا۔ سنہ ۱۱۹۳ء میں سلطان کی وفات کے بعد دمشق ملک شام کا جنوبی حصہ اور فلسطین نورالدین کے حصہ میں آیا۔ لیکن اس کے چچا سیف الدین ابوبکر نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی عثمان کو سنہ ۱۱۹۶ء میں مصر کا بادشاہ بنا دیا۔

نورالدین علی ملک منصور - مصر کے تاتاری خاندان کا دوسرا بادشاہ تھا۔ اعیان سلطنت نے اس کے باپ معز اعزالدین کو قتل کر کے پندرہ سال کی عمر میں نورالدین کو بادشاہ بنایا وہ دو سال کی بادشاہ رہا۔ اس عرصہ میں سرداران مملوک اور ایوبیہ خاندان شام کے سردار حکومت مصر کے لیے

لڑتے رہے۔ ہلاکو خاں کے آنے والے خطرہ نے آپس کی آتش فساد و جنگ کو ٹھنڈا کردیا کیونکہ تاتاری فاتح نے بغداد فتح کرلیا تھا اور قصر خلافت کو متزلزل کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس پر آشوب زمانہ میں ایک تجربہ کار بادشاہ کی مصر میں ضرورت تھی۔ چنانچہ امیر و قطز سنہ ۱۲۵۹ء مطابق سنہ ۶۵۸ھ میں بادشاہ ہوا۔

نور الدین محمد عوفی۔ ایک تاریخی کتاب جامع الحکایات اس کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب نظام الملک محمد کو جو سلطان شمس الدین التمش شاہ دہلی کا سپہ سالار تھا۔ سنہ ۱۲۳۰ء میں معنون کی گئی تھی۔

نور الدین محمد مرزا۔ علاء الدین محمد کا بیٹا اور خواجہ حسین کا پوتا تھا۔ شہنشاہ بابر کی لڑکی گلرخ بیگم اس کو منسوب ہوئی تھی جس کے بطن سے سلیمہ سلطانہ بیگم زوجہ بیرم خاں پیدا ہوئی۔

نور الدین محمود ملک العادل۔ جس زمانہ میں ملک شام میں صلیبی لڑائیاں ہو رہی تھیں۔ یہ بہادر بادشاہ اتابک زنگی کے گھر سنہ ۱۱۱۸ء مطابق سنہ ۵۱۱ھ میں پیدا ہوا۔ سنہ ۱۱۴۶ء میں عیسائیوں نے اس کی فوج کے ملوکوں کو رشوت دیکر اس کے باپ عماد الدین زنگی کو قتل کرادیا۔ اُس وقت اُس کے بڑے بھائی سیف الدین کو عراق کی سلطنت ملی جس کا پایہ تخت موصل تھا اور نور الدین خود حلب کا بادشاہ ہوگیا اس کے تخت نشین ہوتے ہی ایڈیسا کے عیسائیوں نے یورپ کے عیسائیوں کی مدد سے تمام مسلمانوں کو جو شہر میں موجود تھے دھوکے سے قتل کرڈالا۔ اس لیے یہ بہادر بادشاہ اپنی فوج لیکر اس شہر پر حملہ آور ہوا۔ تمام غداروں کو تہ تیغ کیا۔ اور اُن آرمینیوں کو شہر سے نکالدیا جو دوسرے ملکوں کے عیسائیوں کو اشتعال دیکر لڑائی کے واسطے بلاتے تھے۔ سنہ ۱۱۴۷ء میں چھٹی صلیبی جنگ واقع ہوئی جس میں بادشاہ جرمنی کونارڈ سوم اور شاہ فرانس لوئی ہفتم نو لاکھ فوج لیکر شامل ہوئے تھے اور انطاکیہ سے گزر کر دمشق کا محاصرہ کرلیا تھا۔ اُس وقت نور الدین ہی بادشاہ تھا جس نے اپنی فوج سے دمشق کو بچایا تھا اور محاصرین کو شکست دیکر بھگا دیا تھا۔ اس موقع پر آرمی میاں کا قلعہ فتح ہوا۔ انطاکیہ کے قریب ذغرا پر عیسائیوں کو شکست ہوئی انامبا کا عظیم الشان قلعہ مسلمانوں نے فتح کیا لیکن سنہ ۱۱۵۱ء میں جاسلین دوم نے پھر چڑھائی کی جس میں نور الدین کو شکست ہوئی مگر تھوڑے دنوں کے بعد جاسلین گرفتار ہوگیا اور نور الدین نے بہت سے شہر اور قلعے فتح کرلیے۔ مقام رد لوک پر یورپ کے عیسائیوں کو بڑی شکست ملی اور ریاست انطاکیہ کا بہت بڑا حصہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ سنہ ۱۱۴۹ء میں سیف الدین کا انتقال ہوگیا۔ اُس وقت دمشقیوں نے نور الدین کو اپنی امداد کے واسطے بلایا اور سنہ ۱۱۵۴ء میں اس کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ سنہ ۱۱۶۱ء میں فرنگیوں اور

یونانیوں نے ملکر نورالدین پر حملہ کیا مگر شکست کھائی۔ اس لڑائی میں نورالدین نے حارم بیناس اور مانیترا فتح کیے اس وقت فاطمی خاندان کا آخری خلیفہ عاضد فوت ہوچکا تھا اور صلاح الدین جو خلیفہ کا سپہ سالار اور وزیر تھا۔ عملی طور پر کاروبار سلطنت کرتا تھا۔ ۱۱۷۳ء میں نورالدین کا انتقال ہوگیا اور اس کا بیٹا ملک شاہ جانشین ہوا۔ نئے بادشاہ کی عمر بارہ سال کی تھی زمانہ پرآشوب تھا۔ صلاح الدین کی نیکی اور بہادری نے اس کی برتری سب کو تسلیم کرادی اور کچھ عرصہ کے بعد صلیبی لڑائیوں میں نورالدین کی طرح اس کو بھی شریک ہونا پڑا اور عیسائیوں کو شکستیں دیکر ناموری اور شہرت حاصل کی

نورالنساء بیگم - ابراہیم حسین مرزا اور گلرخ بیگم کی صاحبزادی کا نام ہے۔ یہ شاہزادہ سلیم سے منسوب ہوئی تھی۔

نوراللہ شوستری میر۔ پورا نام نوراللہ بن شریف الحسینی شوستری ہے۔ شیعہ مذہب کے ایک جید عالم و فاضل تھے۔ دربار اکبری کے ایک امیر تھے۔ مجالس المومنین ان کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں شیعہ مذہب کے فقہ فقہاء اور مجتہدین کی سوانح عمریاں اور تصانیف لکھی گئی ہیں ۱۶۱۰ء مطابق ۱۰۱۹ھ میں عہد جہانگیری میں اپنے خیالات مذہبی کی وجہ سے قتل ہوئے۔ آگرہ میں مقبرہ ہے۔

"نوراللہ سید شد شہید"

سے سال وفات برآمد ہوتا ہے۔

نورجہاں بیگم - غیاث بیگ ولد خواجہ محمد طہرانی طہماسپ صفوی شاہ ایران کے عہد میں حاکم خراسان تھا۔ گردش زمانہ سے پریشان ہوکر ایک قافلہ کے ساتھ مع اپنی بی بی کے عازم ہندوستان ہوا۔ قندھار کے قریب راستہ میں اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ والدین کئی روز سے فاقے کی مصیبت برداشت کر رہے تھے۔ کلیجہ پر پتھر رکھکر ناچار لڑکی کو راستہ میں چھوڑ دیا ملک مسعود نامی ایک سوداگر نے جو اُسی قافلہ میں تھا اس لڑکی کو لے لیا اور اُسی قافلے میں ایک عورت کی جو اس لڑکی کو دودھ پلاسکے تلاش کی۔ اتفاق سے اس خدمت کے لیے غیاث کی بی بی جس کی وہ لڑکی جگر کا ٹکڑا تھی منتخب ہوئی۔ لڑکی کا نام مہرالنسا رکھا گیا۔ اسی سوداگر نے مرزا غیاث کو اکبر کے حضور میں پیش کیا۔ مرزا غیاث اکبر کا ملازم ہوگیا۔ بی بی اور لڑکی محل میں داخل ہوگئیں۔ جب مہرالنسا جوان ہوئی شاہزادہ سلیم کی نظر اُس پر پڑی اکبر نے اس مصیبت کو اس طرح ٹالا کہ مہرالنسا کی شادی علی قلی استاجلو کے ساتھ کردی جو بعد کو شیر افگن کے نام سے حاکم بردوان ہوا جب سلیم تخت نشین ہوا۔ شیر افگن نے بغاوت کی اور قتل ہوا۔ مہرالنساء نے چھ سال حالت بیوگی میں گزارے اس کے بعد ۱۶۱۱ء میں جہانگیر کے محل میں داخل ہوئی اور نورجہاں کا خطاب پایا۔ اس بیگم نے ملکہ جہانگیر بن کر وہ ہوشیاری اور قابلیت دکھائی کہ جس کی نظیر ہندوستان

میں بہت کم ملتی ہی۔ شاعرہ بھی تھی۔ علم و ہنر دانائی۔ حاضر جوابی سلیقہ مندی میں لاثانی تھی۔ اس نے بہت سی رسمیں اور عمدہ معاشرت کے طریقے ایجاد کیے۔ ہندوستان کی شریف عورتوں میں جو زنانہ لباس رائج ہیں اُن میں سے اکثر اس ہنر مند بیگم کی جدت طبع کی یادگار ہیں۔ چاندنی کا فرش گلاب کا عطر۔ نورمحلی بادلہ وغیرہ اس کی یادگار ہیں۔ اُس نے بادشاہ جہانگیر کی خودسری۔ شراب نوشی اور سختی کم کرادی تھی۔ جہانگیر امور سلطنت میں بیگم سے مشورہ لیتا تھا۔ اکثر شاہی کاغذات پر بیگم ہی کے دستخط ہوتے تھے جہانگیری سکّے پر جو شعر کندہ تھا اُس میں نورجہاں کا نام شامل تھا ؎

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور
بنام نورجہاں بادشاہ بیگم زر

آخری وقت میں جہانگیر کے بیٹوں نے جب بغاوت کی تو نورجہاں نے جہانگیر کو دوبار قید سے چھڑایا۔ جہانگیر کے مرنے کے بعد ۱۸ سال تک زندہ رہی اور ۷۲ سال کی عمر میں بمقام لاہور ۱۶۴۵ء مطابق ۱۰۵۵ھ میں وفات پائی۔ جہانگیری عہد میں مرزا غیاث وزیر ہوئے اور دونوں بھائیوں نے اعتقاد خاں اور آصف خاں کے لقب سے امرائے شاہی میں جگہ پائی۔

نورس بانو بیگم۔ شہنواز خاں وزیر کی بیگم تھی۔ ستمبر ۱۵۹۱ء مطابق محرم ۱۰۰۰ھ میں زندہ تھی۔

نورعلی شاہ۔ صوفیائے کرام سے ہیں معصوم علی شاہ کے مرید تھے۔ ۳۔ جون ۱۸۰۰ء مطابق ۱۰ محرم ۱۲۱۵ھ کو انتقال کیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قبر کے نزدیک موصل میں دفن ہیں۔

نور محمد سعید۔ بدایونی۔ نسباً سید عالم باعمل نقشبندی سلسلہ میں خلیفہ اور مرید تھے۔ مرزا مظہر جان جاناں ان کے خلفاء میں سے تھے۔ بتاریخ ۳-۱ اگست ۱۷۲۳ء مطابق ۱۱- ذی قعدہ ۱۱۳۵ھ فوت ہوئے۔ آپکا مزار بمقام کوٹلا متصل دہلی ہے۔

نوری۔ ملاحظہ ہو نورالدین سفید ونی۔

نوری۔ ایک شاعر تھا۔ مولود نوریہ منظوم اس کی تصنیف ہی۔ یہ کتاب مولود سلطان ابوالمظفر یعقوب بہادر خاں عرف یعقوب بیگ کے نام پر معنون کی گئی تھی۔ ۱۴۸۲ء مطابق ۸۸۷ھ میں فوت ہوا۔

نوری قاضی نورالدین اصفہانی۔ نوری تخلص تھا۔ اصفہان کا رہنے والا تھا۔ ۱۵۹۲ء مطابق ۱۰۰۰ھ میں فوت ہوا ایک دیوان یادگار رہی۔

نوشیروان عادل۔ کیقباد شاہ فارس کا بیٹا تھا۔ ۵۳۱ء میں مالک تخت ہوا۔ شہنشاہ روم پر فتح پائی۔ بغداد پایہ تخت مقرر کیا۔ نہایت عادل و منصف بادشاہ تھا اس بادشاہ کا انصاف ابھی تک ضرب المثل ہے اور وہ تاریخ میں نوشیروان عادل کے نام سے مشہور ہے۔ ۴۸ سال حکومت کرنے کے بعد ۵۷۹ء میں فوت ہوا۔ ہرمز اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

نوشیروان کرمانی۔ ایک ایرانی مصنف تھا

اردی ویراف نامہ کا ژندی زبان سے حال کی فارسی میں ترجمہ کیا۔ بعد کو زرتشت بہرام نے اس کو نظم میں لکھا۔ اور جگہہ جگہہ نثر سے بھی کام لیا۔ اس کا انگریزی ترجمہ ۱۸۱۶ء میں مسٹر پوپ نے لندن میں شائع کیا۔

نول رائے راجہ کایستہ۔ نواب صفدر جنگ کے یہاں ملازم تھا۔ بتدریج ترقی پاکر نواب کا نائب متقرر ہو کر فرخ آباد کے جدید مفتوحہ علاقہ کے انتظام کی غرض سے بھیجا گیا۔ راجہ کا خطاب پایا۔ فرخ آباد میں نواب قائم جنگ سابق نواب فرخ آباد کے بھائی احمد خاں سے جنگ ہوئی اور اسی میں ۳۔ اگست سنہ ۱۷۵۰ء مطابق ۱۰ رمضان سنہ ۱۱۶۳ھ کو کام آیا۔

نول سنگھ راجہ۔ بھرت پور کا راجہ تھا اپنے بھائی رام رتن کی جگہہ سنہ ۱۷۶۹ء میں مسند نشین ہوا۔ سنہ ۱۷۷۶ء میں جس وقت نواب نجف خاں نے قلعہ ڈیگ کا محاصرہ کیا تھا اس کا انتقال ہوا اس کے بعد رنجیت سنگھ پسر کیہری سنگھ اس کا بھتیجہ راجہ ہوا۔

نول کشور۔ (منشی) سی۔ آئی۔ ای۔ ان کے والد کا نام جمنا پرشاد بھارگو تھا۔ موضع ساسنی ضلع علیگڑھ کے رہنے والے تھے۔ سنہ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مکان پر حاصل کرکے آگرہ کالج میں انگریزی تعلیم پائی۔ مضمون نگاری اور اخبار کا ابتدا سے شوق تھا۔ مطبع کوہ نور لاہور میں ایڈیٹری کی ملازمت اختیار کی۔ سنہ ۱۸۵۸ء میں لکھنؤ اپنا مطبع قائم کیا اور اودھ اخبار نکالنا شروع کیا جو آج تک جاری ہے۔ علم دوست اور مخیر آدمی تھے۔ عربی، فارسی کے قدیم قلمی کتب خانوں کو ہزاروں روپیہ خرچ کر کے نہایت جستجو اور تلاش سے حاصل کیا۔ ان کے اردو ترجمے کرائے۔ اور اصل کتب بتیز تراجم کو چھاپ کر دنیا میں ان کا وجود قائم کر دیا۔ ورنہ بہت سی کتابیں کیڑوں کی خوراک بن کر اب تک صفحہ ہستی سے ناپید ہو چکی ہوتیں۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں ۵۹ برس کی عمر پاکر اس دنیا سے کوچ کیا۔

نونہال سنگھ۔ ملاحظہ ہو کھڑگ سنگھ حاکم پنجاب۔

نوبہری۔ ایک شاعر صاحب دیوان گزرا ہے سنہ ۱۷۴۲ء مطابق سنہ ۱۱۵۵ھ میں زندہ تھا خواجہ زین العابدین المتخلص بہ نوبہری دوسرا شخص ہے۔

نویری۔ ایک مورخ تھا۔ اس نے سلطان نی برس بادشاہ مصر کی تاریخ لکھی سنہ ۱۳۳۲ء مطابق سنہ ۷۳۲ھ میں فوت ہوا۔

نہال سنگھ۔ غدر سے پہلے کپور تھلہ کا راجہ تھا۔ سنہ ۱۸۵۲ء میں فوت ہوا اس نے ایک وصیت نامے کے ذریعہ سے راج کا مالک اپنے بڑے بیٹے رندھیر سنگہ کو قرار دیا تھا۔ نہال سنگھ کے دو بیٹے بکرم سنگھ اور سچیت سنگہ اور بھی تھے ان کے متعلق یہ وصیت کی کہ اگر وہ ذی اختیار بھائی کے ساتھ نہ رہیں تو ان کو ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر دی جاوے چنانچہ رندھیر سنگہ راجہ ہوا اور چھوٹے

بھائی سجیت سنگھ سے جھگڑا ہوا جس نے انگریزی گورنمنٹ کی مدد چاہی۔ لارڈ ڈلہوزی کا زمانہ تھا ان کے حکم سے ریاست سے ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر سجیت سنگھ کو دیدی گئی۔ دوسرے بھائی بکرم سنگھ نے رندھیر سنگھ سے اتفاق رکھا اور انگریزوں کی غدر میں مدد کی جس کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے ان کو اودھ میں جاگیر عطا فرمائی اور خطاب بھی دیا۔ ۱۸۶۰ء میں ریاست سے ان کو ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر مطابق وصیت نامہ کے علحدہ کردی گئی۔

نیاز۔ حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کا تخلص ہے۔ ان کا شمار اپنے وقت کے اولیا کرام میں تھا۔ ان کا فارسی اور اردو کلام تصوف کے نکات سے بھرا ہوا ہے۔ دیوان نیاز ہر جگہ دستیاب ہوتا ہے۔ ان کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ ادھیل کھنڈ سے لیکر پشاور تک سلسلہ پھیلا تھا۔ ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۴ء میں انتقال ہوا مزار بریلی محلہ خواجہ قطب میں ہے۔ ان کے صاحبزادہ حضرت شاہ نصیر الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ بریلی سے ترک سکونت کرکے ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء میں بدایوں آگئے تھے۔ بدایوں ہی میں ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء وفات پائی۔ ان سے بھی سلسلہ بیعت جاری رہا۔

نیر۔ نواب ضیاء الدین احمد خاں خلف محی الدولہ احمد بخش خاں دہلوی کا تخلص ہے مرزا غالب کے تلامذہ میں تھے۔ کچھ قرابت بھی تھی۔ فن تاریخ میں خوب دخل تھا۔ اچھے شاعر تھے۔ ۱۸۹۳ء مطابق ۱۳۱۲ھ میں انتقال کیا۔ خواجہ قطب کی درگاہ میں بمقام قدیم دہلی (مہرولی) دفن ہوئے رخشاں بھی انھیں کا تخلص تھا۔

نیشاپوری۔ ایک عربی مصنف تھا نیشاپور مولد تھا۔ اسی نسبت سے نیشاپوری تخلص رکھا۔ اس کی ایک تصنیف ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کرام کے اقوال اور چند شاہان ایران کے مقولے درج ہیں۔

نیکودار۔ عرف احمد خاں شاہ ایران ملاحظہ ہو احمد خاں۔ ردیف الف۔

ردیف و

واجد علی - اردو زبان کی قواعد گلدستۂ انجمن کا مصنف ہی۔ کتاب ۱۸۴۹ء میں بمقام آگرہ طبع ہوئی تھی۔ اس کی دوسری تصنیف کا نام مطلع العلوم ہی۔

واجد علی شاہ - اودھ کے آخری بادشاہ اپنے باپ امجد علی شاہ کی وفات کے بعد فروری ۱۸۴۷ء مطابق ۲۶- صفر ۱۲۶۳ھ میں تخت لکھنؤ پر متمکن ہوئے تاریخ تخت نشینی اس مصرعہ سے نکلتی ہی۔

"مبارک مبارک ہو شاہانہ تاج"
سنہ ۱۲۶۳ھ

عیش وعشرت کی طرف زیادہ مائل تھے۔ کئی مرتبہ سرکار انگلشیہ کی ہدایت کرنے کے باوجود انتظام ملک داری کی طرف توجہ نہ کی۔ بالآخر ۷ فروری ۱۸۵۶ء کو اودھ کا الحاق ہو گیا۔ واجد علی شاہ کو ٹیا برج کلکتہ میں بتاریخ ۱۳ مئی ۱۸۵۶ء نظر بند کر دیا گیا۔ اودھ کے محاصل دو کروڑ روپیہ سالانہ کے قریب تھے۔ لیکن معزول بادشاہ کو صرف پندرہ لاکھ روپیہ سالانہ کا وظیفہ دیا گیا۔ واجد علی شاہ کا تخلص اختر تھا۔ اسیر اور فتح الدولہ برق سے مشورۂ سخن رکھتے تھے۔ اُن کی جملہ تصانیف کی تعداد چالیس جلدوں کے قریب پہنچتی ہے جس میں سے چھ دیوان اور کئی مثنویاں چند رسالہ جات زیادہ مشہور رہیں۔ مراثی اور سلام بھی تصنیف کیے۔ ۲۱- ستمبر ۱۸۸۷ء مطابق ۳- محرم ۱۳۰۵ھ کو خفیف علالت کے بعد انتقال کیا۔ امام باڑہ سبطین آباد کلکتے میں قبر ہے۔ ان کے سکہ کا ٹھپہ یہ تھا ؎

سکہ زد بر سیم و زر از فضل و تائید اِلہ
ظلِ حق واجد علی سلطانِ عالم بادشاہ

وارث علی شاہ - (حاجی۔ حافظ۔ سید) ہندوستان کے مشہور مشائخین میں آپ کا شمار تھا۔ آپ حسنی الحسینی تھے۔ آپ کے مورث نیشاپور سے آکر قصبہ رسول آباد ضلع بارہ بنکی میں آباد ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید قربان علی شاہ تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۶ء بمقام دیوہ ضلع بارہ بنکی ہوئی۔ سلسلہ قادریہ وچشتیہ میں بیعت لیتے تھے۔ ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء میں حج کے لیے آپ نے احرام باندھا اُس وقت سے پھر دنیاوی لباس نہیں پہنا۔ جوتے کا استعمال اس سے پہلے ترک کر دیا تھا ان کے مرید بھی اکثر اسی وضع میں رہتے ہیں۔

۳۰- محرم الحرام یوم پنجشنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء کو ۹۱ سال کی عمر میں انتقال ہوا دیوہ ضلع بارہ بنکی میں آپ کا مزار زیارتگاہ خاص وعام ہے۔ آپ کی سوانحعمری مرزا محمد منعم بیگ وارثی فتحپوری نے لکھکر شائع کی جو "حیات وارث" کے

نام سے موسوم ہے۔

واحدی۔ علی بن احمد کا تخلص ہے۔ ملاحظہ ہو علی بن احمد۔

وارستہ لاہوری۔ لاہور کا ایک شاعر تھا۔ "جنگ رنگا رنگ" اسی کی تصنیف ہے اس کتاب میں مختلف شعراء کے کلام کا جنھوں نے مختلف مضامین پر خامہ فرسائی کی ہے انتخاب ہے سنہ ۱۷۶۶ء مطابق سنہ ۱۱۸۰ھ میں زندہ تھا۔

واسطی۔ ملاحظہ ہو عبد الجلیل (سید)۔ و یعقوب

واصل دیکھو علاء الدین سید۔

واصل خان کشمیری۔ مہاراج نامہ اس کی تصنیف ہے جس کے دیباچہ میں نواب آصف الدولہ۔ مہاراجہ نرمل داس اور لالہ ہولاس رائے کی مدح لکھی ہے۔

واصلی۔ میر امام وردی بیگ کا تخلص ہے صاحب دیوان تھا اور سنہ ۱۷۸۰ء مطابق سنہ ۱۱۹۴ھ میں زندہ تھا۔

واضح۔ آقا اصغر علی کا جو طلائی تارکشی کا پیشہ کرتا تھا تخلص ہے۔ صاحب دیوان تھا۔ سنہ ۱۷۲۰ء مطابق سنہ ۱۱۳۳ھ میں زندہ تھا

واضح۔ مرزا مبارک المخاطب بہ ارادت خاں کا تخلص ہے۔ عہد جہانگیری کے نواب عظیم خاں کا پوتا تھا۔ شاعری میں میر محمد راسخ کا شاگرد تھا۔ آخری عمر میں گوشہ نشین ہوگیا تھا۔ قلندریہ خاندان میں بیعت تھا سنہ ۱۷۱۶ء مطابق سنہ ۱۱۲۸ھ میں انتقال کیا

واعظ۔ دیکھو حسین واعظ۔ اور محمد رفیع واعظ

واقدی۔ دیکھو عبد اللہ محمد ابن عمر الواقدی

واقف۔ نور العین کا تخلص ہے۔ پٹیالہ کا رہنے والا تھا۔ پٹیالہ سے آکر لاہور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس کی شاعری نے وہیں نشو و نما پائی۔ اسی وجہ سے واقف لاہوری مشہور ہوا۔ اس کا دیوان ملتا ہے جس میں ۵۰۰ غزل فارسی کی درج ہیں سنہ ۱۷۷۶ء مطابق سنہ ۱۱۹۰ھ میں وفات پائی۔ لاہور میں دفن ہوا۔

والاجاہ شہزادہ۔ اعظم شاہ کا بیٹا تھا۔ بہادر شاہ اور اعظم شاہ کے درمیان سنہ ۱۷۰۷ء میں جو جنگ ہوئی اُس میں والاجاہ اور اُس کا بھائی بیدار بخت دونوں کام آئے۔

والہ۔ سید محمد مصنف نظم دستور النظم کا تخلص ہے۔

والہ۔ علی قلی خاں داغستانی کا تخلص ہے تذکرہ ریاض الشعرا اس کی تصنیف ہے فارسی شعرا کی سوانح عمریاں اس کتاب میں درج ہیں۔ سنہ ۱۷۳۳ء مطابق سنہ ۱۱۴۶ھ میں ہندوستان آیا اور یہاں آکر سنہ ۱۷۴۸ء مطابق سنہ ۱۱۶۱ھ میں اس نے یہ تذکرہ لکھا اس کے ۹ سال بعد سنہ ۱۷۵۷ء مطابق سنہ ۱۱۷۰ھ میں فوت ہوا۔ گنّا بیگم اس کی لڑکی تھی۔

وامق۔ عذرا کا مشہور عاشق تھا۔ اس کی محبت کی جانبازیوں کے متعلق شاعر فرخاری نے نظم لکھی ہے۔ فارسی اور اردو شاعری میں لیلےٰ مجنوں کے علاوہ وامق و عذرا کا نام بھی اکثر آتا ہے۔

واہمی - حاجی طہماسپ قلی کا تخلص ہے سنہ ۱۶۳۴ع اور سنہ ۱۶۴۳ع مطابق سنہ ۱۰۴۰ھ اور سنہ ۱۰۵۳ھ کے درمیان ہندوستان میں گزرا ہے۔

وائل خزاعی - ہارون رشید اور المامون کے زمانہ کا ایک عربی شاعر امام علی موسیٰ رضا کے زمانہ میں تھا۔ جس کا عربی زبان میں ایک دیوان ہے۔

وجیہ الدین احمد مغربی - دیکھو شیخ احمد کھٹو۔

وجیہ الدین شیخ - گجرات کا رہنے والا شیخ محمد غوث گوالیاری کا مرید اور عالم تھا۔ چند کتب اس کی تصنیف سے ہیں۔ علوی تخلص تھا۔ ۳۰ نومبر ۱۵۸۹ع مطابق یکم صفر ۹۹۸ھ کو وفات پائی اور احمد آباد گجرات میں دفن ہوا۔

وجیہ الدین مبارک کرمانی - سید حسین مخدوم کے نام سے مشہور رہے۔ سید خورد بھی کہلاتے ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی صاحب دہلوی کے مرید و خلیفہ تھے۔ سیرۃ الاولیا ان کی تصنیف ہے۔

وحادت - شیخ جمال الدین علی حزیں کے پردادا کا تخلص ہے۔ اس کی چند تصانیف ہیں۔ شرح معجزہ معراج، شرح کلیات قانون اس شرح کو اس مصنف نے خان احمد خان بادشاہ گیلان کی درخواست پر لکھا تھا۔ شرح فصوص نصاب ابی اور بیس ہزار بیت کا دیوان بھی اس سے یادگار ہے۔

وحدت - عبدالاحد کا تخلص ہے شاہ گل بھی کہلاتا ہے۔ شیخ محمد سعید کا بیٹا اور شیخ احمد سرہندی کا پوتا تھا۔ دہلی کے قریب کوٹلہ میں بود و باش تھی۔ صاحب دیوان ہے۔ سنہ ۱۷۱۳ع مطابق سنہ ۱۱۲۶ھ میں وفات پائی۔

وحشت - شیخ عبدالاحد کا تخلص ہے امام محمد غزالی کی اولاد میں ہے۔ عالمگیری عہد کا مشہور شاعر تھا۔ قصبہ تھانیسر میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ صاحب دیوان ہے۔

وحشی یزدی مولانا - مثنوی ناظر و منظور اس کی تصنیف ہے جو ۱۵۵۹ع مطابق سنہ ۹۶۶ھ میں تصنیف ہوئی۔ اس کے علاوہ اس نے نظامی کی مثنوی خسرو شیریں کے ہموزن ایک دوسری مثنوی فرہاد و شیریں لکھی۔ اور بھی چند کتابیں اس کی یادگار ہیں۔ سنہ ۱۵۸۳ع مطابق سنہ ۹۹۱ھ میں وفات پائی۔

وحید - دیکھو طاہر وحید۔

وحید الدین تبریزی - ایران کا ایک شاعر تھا۔ وحیدی تخلص تھا۔ شعر و شاعری کے متعلق ایک رسالہ تصنیف کیا۔

ودیاپتی - بہار میں پندرہویں صدی میں مشہور شاعر گزرا ہے۔ پنڈت ی داس اس کا ہمعصر تھا۔

ورقہ بن نوفل - ام المومنین حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے۔ مذہب عیسویت کے عالم تھے۔ ان کی نسبت تمام پیشینگوئیوں پر تھی جو توریت اور انجیل

میں نبی آخر الزمان کی نسبت مذکور تھیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اُن واقعات کا ذکر کیا جو غار حرا میں نزول وحی کے متعلق آپ کو پیش آئے تھے تو وہ سمجھ گئے کہ یہ نبی ہیں سنہ ۶۱۱ء میں مسلمان ہوئے۔

ورہامہر۔ چھٹی صدی عیسوی میں تھا۔ آریہ بھٹ کے بعد اس کا شمار بھی نامی منجموں میں ہوتا ہے اوجین کے قریب کسی گاؤں میں رہتا تھا۔ سنہ ۵۸۷ء میں فوت ہوا۔ علم نجوم میں چار تصانیف یادگار چھوڑیں۔

وزارت خاں۔ اس کا اصل نام میر عبدالرحمٰن ہے۔ امانت خاں میرک کا دوسرا بیٹا۔ عہد عالمگیری کا شاعر تھا۔ بکرمی تخلص تھا۔ صاحب دیوان ہی۔

وزیر۔ خواجہ محمد وزیر لکھنوی کا تخلص ہی اس کے والد کا نام خواجہ محمد فقیر تھا۔ خواجہ بہار الدین نقشبندی کی نسل سے ہی۔ ناسخ کا شاگرد لکھنؤ کا مشہور شاعر تھا۔ اس کا دیوان سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق سنہ ۱۸۵۵ء میں سب سے پہلے مطبع مصطفائی لکھنؤ میں چھپا تھا۔ اب عام طور پر ملتا ہے ذی قعدہ سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق سنہ ۱۸۵۳ء میں وفات پائی۔

وزیر الدولہ۔ دیکھو ناظر الملک وزیر الدولہ

وزیر الدولہ۔ وزیر محمد خاں نواب ٹونک کا خطاب ہے۔ نواب امیر خاں پنڈاری سردار کا بیٹا تھا۔ جون سنہ ۱۸۶۴ء میں انتقال کیا

وزیر خاں۔ اصلی نام حکیم علیم الدین تھا۔ شاہجہاں کے درباریوں میں داخل تھا۔ اسی عہد میں پنجہزاری منصبدار ہوا۔ پنجاب کی صوبیداری اور وزیر خاں کا خطاب ملا۔ اس نے لاہور میں ایک عالیشان مسجد سنہ ۱۶۴۲ء میں تعمیر کی جو آج بھی مسجد وزیر خاں کے نام سے مشہور ہے۔

وزیر خاں۔ محمد طاہر ملک کا نام ہی۔ عالمگیر کے زمانہ کا پنجہزاری منصبدار تھا۔ آخر عمر میں مالوہ کا گورنر مقرر ہوا۔ وہیں سنہ ۱۶۷۲ء میں فوت ہوا۔ اس کا بھتیجا رافع خاں "حملہ حیدری" کا مصنف ہی۔

وزیر علی خاں۔ نواب آصف الدولہ بادشاہ اودھ کا متبنیٰ تھا۔ ستمبر سنہ ۱۷۹۷ء میں بادشاہ کی وفات پر مسند نشین ہوا۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد حقوق کے متعلق جھگڑے ہوئے اور سر جان شور گورنر جنرل نے ۲۱۔ جنوری سنہ ۱۷۹۸ء کو اسے معزول کر دیا۔ اور سعادت علی خاں کو بادشاہ بنایا۔ وزیر علی کو بنارس بھیجا گیا۔ اس نے مسٹر چیری پولیٹکل ایجنٹ کو سنہ ۱۷۹۹ء میں قتل کیا اور جے پور میں پناہ لی۔ بالآخر گرفتار ہوا۔ اور کلکتے میں قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد ویلور کو منتقل ہوا۔ وہیں سنہ ۱۸۱۷ء میں ۳۶۔ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

وزیر محمد۔ بھوپال کے حکمراں تھے۔ سنہ ۱۸۱۶ء میں وفات پائی۔ ہمیشہ سرکار انگریزی کے دوست رہے۔ اور ان کے بیٹے نذر محمد خاں جانشین ہوئے۔

وصال۔ مرزا کوچک شیرازی مصنف فرہاد و شیریں کا تخلص ہے۔

وصابی - دیکھو علاؤالدین سید

وصفی - دیکھو عبداللہ ترمذی -

وصلی - آقا طاہر پر رصادق خاں کا تخلص ہے -

وفا - دیکھو عین الملک حکیم -

وفا - مرزا شرف الدین علی حسنی قمی کا تخلص ہے ہندوستان میں ۱۷۴۹ء مطابق ۱۱۶۲ھ میں آئے ایک مختصر دیوان ان کی تصنیف ہے

وفا - دیا ناتھ کا تخلص ہے - کشمیر کے رہنے والے بریلی میں سکونت اختیار کر لی تھی - نظم گل و بلبل ان کی تصنیف ہے - جس کو انھوں نے ۱۸۴۷ء مطابق ۱۲۶۳ھ میں تصنیف کیا -

وقار الامرا - شمس الامرا نواب حیدرآباد دکن کے بیٹے تھے -

وقار الملک - ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوئے مشتاق حسین نام تھا - امروہہ ضلع مرادآباد کے رہنے والے عربی و فارسی کی ضروری تعلیم حاصل کرنے کے بعد محرری کے عہدہ پر ملازمت انگریزی میں داخل ہوئے - رفتہ رفتہ ترقی کر کے حیدرآباد میں پہنچے اور وہاں نائب مدار المہامی کا عہدہ پایا - انتصار جنگ اور وقار الملک کے خطاب پائے - حیدرآباد سے وظیفہ یاب ہو کر علیگڑھ میں رہنے لگے - چونکہ سرسید احمد خاں مرحوم کے قومی کاموں سے ان کو ابتدا سے تعلق رہا تھا - اس لیے نواب محسن الملک کے انتقال پر اکتوبر ۱۹۰۷ء میں علیگڑھ کالج کے سکرٹری ہوئے - دس برس تک باوجود پیرانہ سالی اور علالت کے اس قومی کام کو نہایت دلچسپی سے کرتے رہے - مسلمانوں کی سیاسی انجمن "مسلم لیگ" کی بنیاد ڈالی اور ڈھاکہ کے سب سے پہلے اجلاس لیگ کے صدر ہوئے ۸۰ برس کی عمر پائی - ۲۸ - جنوری ۱۹۱۷ء کو انتقال کیا - ان کی ایک مبسوط سوانح عمری "حیات وقار" کے نام سے ۱۹۲۵ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے علیگڑھ سے شائع کی ہے -

وکٹر دلیپ سنگھ - پرنس دلیپ سنگھ کے بیٹے اور رنجیت سنگھ کے پوتے تھے - ان کے باپ دلیپ سنگھ صغر سنی میں انگلستان چلے گئے تھے - اس لیے وہاں کی تربیت کے اثر سے اُنھوں نے اپنا آبائی مذہب بدل دیا تھا - اور ان کی بی بی (وکٹر دلیپ سنگھ کی ماں) ولایت کے ایک معزز خاندان کی بیٹی تھیں ان کے بطن سے وکٹر دلیپ سنگھ کے علاوہ دو لڑکیاں پرنسیس صوفیا اور پرنسیس بمبا بھی پیدا ہوئیں - یہ لڑکیاں پنجاب میں آگئیں - ایک کی شادی سررشتۂ تعلیم کے ایک انگریز افسر کے ساتھ ہوئی اور ایک نے کنوارپن میں اپنی عمر گزارنے کا ارادہ کیا ہے پرنس وکٹر موصوف کا انتقال جون ۱۹۱۸ء میں بمقام جزیرہ مانٹی کارلو ہوا -

وکٹوریا گاوُراما - کورگ کے راجہ بیر راجندر کی بیٹی تھیں ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوئیں پیدائش کے دو دن کے بعد ماں مر گئیں باپ نے پرورش کی - باپ عیسائی مذہب کی طرف مائل تھے - لہٰذا لندن جا کر ۳۰ - جون ۱۸۵۲ء کو ملکہ وکٹوریہ کی موجودگی میں لڑکی کو عیسائی

کیا گیا اور اُن کی شادی ایک فوجی افسر کے ساتھ کردی گئی۔ اور اصل نام کے پہلے وکٹوریہ مستزاد کیا گیا۔ علم کا شوق تھا۔ اور اُن کا مجسمہ بکنگھم محل لنڈن میں موجود ہے نہایت موزوں صورت پائی تھی۔

وکرما دتیا - عام طور سے بکرماجیت کہا جاتا ہے ملاحظہ ہو بکرماجیت۔

ولی - ولی محمد یا ولی اللہ نام تھا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے غلطی سے ان کا نام شمس الدین لکھ دیا ہے۔ ان کی ولادت سنہ ۱۶۵۳ع مطابق سنہ ۱۰۶۳ھ میں ہوئی۔ ولی کا مولد اورنگ آباد (دکن) ہے۔ اسی وجہ سے دکنی مشہور ہیں دکن سے گجرات چلے آئے تھے وہیں سنہ ۱۱۵۵ھ مطابق سنہ ۱۷۴۲ع میں وفات پائی۔ ان کا دیوان دکن سے سنہ ۱۷۲۰ع مطابق سنہ ۱۱۳۲ھ میں دہلی آیا جو اُس وقت میں سب سے پہلا دیوان اردو ادب کا خیال کیا گیا۔ اور اُس کے نمونہ پر دوسرے شعرا نے بھی اپنے دیوان مرتب کیے۔ کیونکہ اس سے پہلے اردو زبان میں ترتیب حروف تہجی کے ساتھ کوئی دیوان نہ تھا۔ اسی وجہ سے آجتک ولی کا نام اردو شاعری میں بابا آدم کے نام سے مشہور ہے لیکن دکن میں ولی سے پہلے بھی اردو زبان میں ردیف او قافیہ کے انتظام کے ساتھ غزل سرائی کرنے والے شاعر گزرے تھے

ولی - تخلص۔ میرزا احمد ولی باشندہ شاہجہان آباد۔ شاہ اسرار اللہ صاحب ارشاد کے بھتیجے تھے۔ خوش اخلاق۔ دوست پرست آزاد مزاج تھے۔ سنہ ۱۱۹۴ھ مطابق سنہ ۱۷۸۰ع میں مرشد آباد میں قیام رکھتے تھے۔

ولی الدین ابو عبد اللہ شیخ مشکوٰۃ المصابیح ان کی تصنیف ہے۔ حدیث میں یہ کتاب بہت مستند ہے۔ اس میں احادیث صحاح ستہ سے منتخب کی گئی ہیں اور مصابیح البغوی کی نظر ثانی کر کر اضافہ احادیث کے ساتھ اُس کو سنہ ۱۳۳۶ع مطابق سنہ ۷۳۷ھ میں مرتب کیا گیا ہے۔ اور سنہ ۱۸۰۹ع میں اس کا انگریزی میں ترجمہ ہوا۔

ولی اللہ حسینی مولوی محمد - سنہ ۱۲۳۶ھ مطابق سنہ ۱۸۲۱ع میں قرآن شریف کی تفسیر لکھی۔ جس کا نام "نظم الجواہر" ہے۔

ولی اللہ شاہ محدث دہلوی - بن عبد الرحیم العمری الحنفی پیدائش ۴ شوال سنہ ۱۱۱۴ھ مطابق سنہ ۱۷۰۳ع بروز چہارشنبہ بمقام دہلی ہوئی۔ تاریخی نام عظیم الدین تھا سات سال کی عمر میں قرآن شریف ختم کیا پندرہ سال کی عمر میں سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور فارغ العلوم ہوئے مشائخ کا رنگ غالب آیا زمرہ محدثین میں مشہور ہوئے سنہ ۱۱۴۳ھ مطابق سنہ ۱۷۳۰ع میں زیارت حرمین شریف سے مشرف ہو کر شیخ ابو طاہر مدنی وغیرہ سے فیضیاب ہوئے۔ سنہ ۱۱۴۵ھ مطابق سنہ ۱۷۳۲ع میں بعد ادائے مناسک حج ہندوستان واپس آئے اور ہدایت وارشاد خلائق میں مصروف ہوئے عربی فارسی اور اردو کے اچھے شاعر تھے ان کا عربی کا ایک مختصر دیوان بھی ہے ان کے

تمام اشعار تصوف سے مملو ہیں۔ منجملہ تیس سے زیادہ مفید تصانیف کے "حجۃ اللہ البالغہ فتح الرحمٰن (تفسیر قرآن مجید فارسی) فیوض الحرمین، القول الجمیل۔ لمعات۔ سطعات۔ وصیت نامہ رسالہ دانشمندی۔ شفاء القلوب۔ انفاس العارفین وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ مولینا شاہ عبد العزیز مولانا رفیع الدین۔ مولنا عبد القادر۔ مولنا عبد الغنی۔ آپ کے فرزندان سے تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء اور بہ قول بعض ۱۱۸۰ھ مطابق ۱۷۶۶ء میں انتقال کیا۔

ولید بن عبد الملک - بنی امیہ کا ساتواں خلیفہ تھا۔ اپنے والد عبد الملک کی جگہ ملک شام میں ۷۰۵ء مطابق ۹۶ھ میں خلیفہ ہوا نو سال کی حکومت کے بعد ۷۱۴ء میں مر گیا اس کے زمانہ میں ملک اسپین فتح ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی سلیمان خلیفہ ہوا۔

ولید بن عتبہ - عتبہ کے لڑکے تھے۔ معاویہ اول نے ان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔ مگر یزید اول نے ان کی جگہ عمرو بن سعد کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا

ولید بن یزید - یزید ثانی کا بیٹا تھا۔ اپنے چچا ہشام کی جگہ ملک شام کے خاندان امیہ کا ۷۴۳ء مطابق ۱۲۶ھ میں گیارہواں خلیفہ ہوا۔ تقریباً ایک سال حکومت کی ۷۴۴ء میں قتل ہوا اور اس کا بیٹا یزید ثالث جانشین ہوا۔

ولی رام (ولی) قوم کایستھ ساکن شاہجہان آباد صوفی مشرب تھا۔ شاہزادہ داراشکوہ کا منشیِ خاص تھا۔ عربی فارسی ہندی میں ماہر تھا اس کے شعر ہر زبان میں ملتے ہیں اس کا دوسرا نام بنواری داس بھی تھا

ولی محمد حضرت نارنولی - نارنول کے رہنے والے ایک کامل درویش تھے ۱۳ - نومبر ۱۶۴۷ء مطابق شوال ۱۰۵۷ھ کو فوت ہوئے۔

ولی محمد خاں ازبک - توران کا بادشاہ تھا۔ جانی بیگ خاں کا لڑکا اور عبد اللہ خاں ازبک کا نواسہ تھا۔ اپنے بھائی باقی بیگ خاں کی وفات کے بعد توران کا بادشاہ ہوا اور شاہ عباس حکمران ایران سے ۱۶۱۱ء مطابق ۱۰۲۰ھ میں ملاقات کی چھ سال حکومت کرنے کے بعد ایک جنگ میں ۱۶۱۲ء میں مارا گیا۔

ولی مولانا دشت بیاضی - دشت بیاض ملک خراسان کا مشہور شاعر تھا مولانا ضمیری کا ہمعصر تھا۔ تیمور سلطان ازبک والی خراسان کے حکم سے قتل ہوا۔ اُس وقت ایران میں سلطان خدابندہ کی حکومت تھی۔ جن کا زمانہ حکومت ۱۵۰۰ء سے ۱۵۰۶ء تک ہے ولی کا فارسی میں ایک دیوان بھی ہے۔

ومانا - یہ قوم دراوڑ سے کاپو فرقہ کے ایک عالم باعمل اور شاعر بے بدل تھے عہد شاہجہاں و عالمگیر میں موضع کرالی ضلع کڈاپا (مدراس) میں پیدا ہوئے ان کے باپ ایک معمولی کاشتکار تھے۔ ابتداً گاؤں کے ایک برہمن سے تعلیم پائی۔ پھر ایک فقیر کی صحبت سے

فیضیاب ہو کر ایک آزاد خیال واعظ بن گئے
اُنھوں نے عقائد ہنود سے منحرف ہو کر
بدھ کی طرح ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی
رفتہ رفتہ وہ اپنی کوشش سے ایک بڑے
گرو بن گئے۔ اور ان کی حیات ہی میں ان
کے اکثر چیلے ہو گئے۔ بہت کافی عمر پا کر
مرے۔ اور ان کی راکھ اکثر اپلی میں دفن
کی گئی وہیں ان کے مٹھ یا مقبرہ کے مقابل
ایک مندر میں ودھاناکی مورت بنی ہے۔ اور
اُن کے مذہب کے پیرو نہایت خلوص کے
ساتھ ان کی پرستش کرتے اور اُن کو خدا
مانتے ہیں۔

وہب بن منبہ یمن کے عجمی خاندان سے
تھے۔ حضرت ابوہریرہ سے کچھ حدیثیں سُنی
تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
متعلق کتب عہد قدیمہ کی بشارت۔ اور
پیشین گوئیاں کثرت سے انھی سے مروی
ہیں۔ سنہ ۱۱۴ھ مطابق سنہ ۷۳۲ء میں وفات
پائی۔

ویس قرنی۔ دیکھو اویس قرنی۔

ردیف ہ

ہاتفی۔ اصلی نام عبداللہ تھا۔ مولانا عبدالرحمن
جامی کے خواہرزادہ تھے۔ ہراتنا کے شہر
جام میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۹۲۷ھ مطابق سنہ ۱۵۲۱ء
میں وفات پائی۔ فارسی کے اچھے شاعر تھے۔
ان کی تصنیف سے لیلیٰ و مجنوں۔ خسرو شیریں۔
ہفت منظر۔ تیمور نامہ۔ مشہور ہیں۔ سکندر نامہ
کے طرز پر ایک کتاب فتوحات شاہی
بھی۔ اُنھوں نے تصنیف کرنا شروع کی لیکن
اُس کے ختم ہونے سے پہلے خود ختم ہو گئے۔

ہادی۔ دیکھو الہادی۔

ہادی۔ میر محمد جواد علی خاں کا تخلص ہے سنہ ۱۸۰۰ء
مطابق سنہ ۱۲۱۵ھ میں فوت ہوئے۔ ایک اردو
دیوان یادگار ہے۔

ہارشا۔ انبالہ کے قریب تھانیشر کے حکمران تھے
سنہ ۶۰۶ء میں تخت نشین ہوئے۔ تقریباً ۶ سال
متواتر مصروف پیکار رہ کر انھوں نے اپنا تسلط
سارے شمالی ہندوستان پر جما لیا۔ اپنے
سال جلوس سے ایک نئے سمت کی بنا ڈالی۔
دکن پر بھی کئی بار یورش کی۔ آخر زمانہ میں بدھ
مذہب اختیار کر لیا اور علوم و فنون کی طرف
متوجہ ہو گئے۔ ہیون سوانگ چین کا مشہور سیاح
ان ہی کے عہد میں ہندوستان آیا۔ ہارشا
نے بہت سے شفاخانے۔ سرائیں وغیرہ تعمیر
کرائیں۔

ہارون الرشید۔ دیکھو الرشید۔

ہاشم۔ جہانگیر کے زمانہ میں شہر بیجاپور میں

ایک شاعر گزرا ہے۔ شیخ احمد فاروقی عرف شیخ احمد سرہندی کا مرید تھا۔ ایک دیوان اور کئی کتابوں کا مصنف ہے۔ سنہ ۱۶۴۶ء مطابق سنہ ۱۰۵۶ھ میں زندہ تھا۔

ہاشم۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا تھے خانہ کعبہ کی کلید برداری عرصہ سے ان کے خاندان میں چلی آتی تھی۔ اور یہ خاندان عرب میں آنحضرت کے زمانہ سے قبل سے معزز تھا۔ ان کی اولاد ہاشمی کہلاتی ہے۔ غازہ ملک شام میں فوت ہوئے ان کے بعد عبد المطلب خانہ کعبہ کے کلید بردار ہوئے۔

ہاشمی کرمانی۔ مثنوی مظہر الآثار اس کی تصنیف ہے سنہ ۱۵۳۷ء مطابق سنہ ۹۴۳ھ میں وفات پائی۔

ہدایت۔ ہدایت خاں کا تخلص ہے۔ ثناء اللہ خاں فراق کے چچا تھے۔ سنہ ۱۲۱۵ھ مطابق سنہ ۱۸۰۰ء میں انتقال کیا۔ ایک دیوان یادگار ہے۔

ہدایت اللہ۔ مختلف علوم و فنون پر ایک کتاب مسمی بہ ہدایت الرمل لکھی سنہ ۱۶۰۱ء میں یہ کتاب تصنیف ہوئی۔

ہدایت اللہ خاں۔ خان اعظم مرزا کوکا کا پوتا تھا تاریخ ہدایت اللہ خاں جو سنہ ۱۶۵۶ء میں لکھی گئی۔ اس کی مصنف ہے۔

ہرپال دیو۔ مہادیو راجہ دیوگڈھ کا داماد تھا۔ جس نے دکن کے دوسرے راجاؤں کی مدد سے مسلمانوں سے اپنا ملک واپس لیا تھا۔ مگر مبارک شاہ بن علاء الدین خلجی سنہ ۱۳۱۸ء مطابق سنہ ۷۱۸ھ (اپنے دوسرے سال حکومت میں) دکن پر چڑھ آئے اور ہرپال دیو کو گرفتار کر لیا اس کی کھال کھچوا کر اور دیوگڈھ کے دروازہ پر جواب دولت آباد کہلاتا ہے اس کی نعش لٹکا دی۔

ہرسکھ رائے۔ جیون داس کا بیٹا اور بسنت سنگھ کا پوتا تھا۔ قوم کا کھتری۔ وطن لاہور تھا۔ اس نے اپنے ماموں سری نارائن کے مشورہ سے سنہ ۱۲۱۴ھ مطابق سنہ ۱۷۹۹ء میں کتاب مجمع الاخبار لکھنا شروع کی اور سنہ ۱۲۲۰ھ مطابق سنہ ۱۸۰۵ء میں اس کو ختم کیا۔ سنہ ۱۲۱۱ھ مطابق سنہ ۱۷۹۶ء میں "نبذۃ القوانین" ایک نہایت کارآمد اور پر از معلومات کتاب تصنیف کی۔

ہرکرن۔ ذات کا کمبوہ ملتان کا رہنے والا متھرا داس کا بیٹا تھا۔ نواب اعتبار خاں کی سرکار میں منشی تھا۔ انشائے ہرکرن اس کی تصنیف ہے۔ اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں ڈی فرانسس بالفور ایم۔ اے نے کیا ہے جو سنہ [illegible] میں بار دیگر طبع ہوا۔

ہرمز اول۔ خاندان ساسانی سے فارس کے تیسرے بادشاہ شاپور اول کا بیٹا تھا سنہ ۲۷۲ء میں اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اپنے دادا بابکان سے صورت و سیرت میں بہت مشابہ تھا۔ نہایت نیکنامی کے ساتھ ایک سال حکومت کی سنہ ۲۷۳ء میں اس جہان سے کوچ کیا۔ اور اس کا بیٹا بہرام اول جانشین ہوا۔

ہرمز ثانی۔ ساسانی خاندان کے ایران کا آٹھواں بادشاہ تھا۔ سنہ ۳۰۳ء میں اپنے والد نرسی کا جانشین ہوا۔ سات سال اور پانچ ماہ حکومت کی سنہ ۳۱۰ء میں فوت ہوا۔ شاپور اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

ہرمز ثالث۔ یزدجرد ثانی بادشاہ ایران کا بیٹا تھا۔ سنہ ۴۵۶ء میں تخت نشین ہوا اس کے

بڑے بھائی فیروز نے تخت نشینی پر جھگڑا کیا اور ہرمز کو شکست دیکر قتل کیا۔ اور ۴۵۹ء میں خود بادشاہ ہو گیا۔

ہرمز رابع۔ اپنے والد نوشیروان عادل کے بعد ۵۷۹ء میں ایران کا بادشاہ ہوا۔ اس کا سپہ سالار بہرام چوبیں جب رومیوں سے شکست کھا کر واپس آیا تو بادشاہ نے اس کو عورتوں کا لباس بطور انتہا زنارضی بھیجا تا کہ غیرت آوے اور یہ لکھا کہ "جامہ زناں بپوشید" سپہ سالار کو یہ بات ناگوار گزری اور اپنے اثر سے رعایا کو بادشاہ کی طرف سے برانگیختہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں بغاوت ہو گئی۔ ہرمز کو قید کر لیا گیا۔ اور آنکھیں نکلوائی گئیں بالآخر ۵۹۰ء میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بیٹے خسرو پرویز نے ایک بڑی فوج کے ساتھ بہرام کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ سپہ سالار نے آٹھ ماہ حکومت کی۔ خسرو پرویز نے رومیوں کی مدد سے پھر حملہ کیا۔ اور سپہ سالار کو تاتار کی طرف بھگا دیا۔ اور پھر خود بادشاہ ہوا۔

ہرنام سنگھ۔ گوردا س کا بیٹا۔ ملانوہ ضلع ہردوئی (اودھ) کا ساکن۔ قوم کا سرستی برہمن تھا۔ بچپن سے عین الدین خاں حاکم بریلی کے زیر سایہ رہا۔ تاریخ سعادت جاوید اس کی بہترین یادگار رہی۔ عین الدین خاں کا زمانۂ حکومتِ بریلی ۱۱۹۵ھ مطابق ۱۷۸۰ء سے ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۴ء تک رہا ہے۔

ہرنارائن بھوپ مہاراجہ۔ کچھ بہار کا راجہ تھا۔ ۳۰۔ مئی ۱۸۳۹ء کو ۷۰ برس کی عمر میں بنارس میں مرا۔ راج بنسی خاندان سے تھا اور شیو کا پیرو تھا۔ مگر اس کا طرز زندگی بالکل ہندوؤں کے خلاف تھا۔ شادی کے معاملہ میں ذات پات کا لحاظ نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ شادی شدہ عورتوں کو بھی زوجیت میں لے لیتا تھا اس کی بارہ سو رانیاں تھیں۔

ہری راؤ ہلکر۔ اندور کا راجہ تھا۔ ملہار راؤ سوم کا چچا زاد بھائی اور جانشین تھا۔ ۲۴۔ اکتوبر ۱۸۴۳ء کو فوت ہوا۔

ہری ہر۔ بکا کا بھائی تھا۔ ان دونوں بھائیوں نے شہر بیجانگر کو آباد کیا تھا۔

ہشام بن عبد الملک۔ عبد الملک کا بیٹا اور خاندان بنی امیہ کا دسواں خلیفہ تھا۔ اپنے بھائی یزید ثانی کا ۷۲۴ء مطابق ۱۰۵ھ میں جانشین ہوا۔ اس کو یزید کے وقت کی بغاوتوں اور شورشوں کو دفع کرنا پڑا۔ ۱۹ برس ۷ مہینہ ۱۱ دن کامیابی کے ساتھ حکومت کی اس کے وقت میں جارجیہ فتح ہوا۔ افریقہ اور ہسپانیہ پر از سر نو تسلط ہوا۔ جزائر سارڈینیہ اور سرافوسہ ہاتھ آئے۔ فرانس میں بھی فتوحات حاصل ہوئیں۔ بربری اور خارجی لوگوں نے بغاوت کی۔ ان کے عہد حکومت جنگ شیوخ عربوں سے ہوئی۔ عربوں کو شکست ہوئی اور بہت سے عربی سردار مارے گئے۔ ۷۴۳ء مطابق ۱۲۵ھ میں انتقال کیا۔ ولید دوم بن یزید ثانی جانشین ہوا۔

ہشام بن عروۃ بن زبیر۔ زیادہ تر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ زہری کے

بھی شاگرد ہیں۔ علمائے مدینہ میں ان کا شمار ہی۔ ان سے جو روایات مروی ہیں ان میں سے اکثر کی نسبت محدثین کا بیان ہی کہ ان میں پوری تحقیقات سے کام نہیں لیا گیا۔ سیرت کے ذخیرہ روایات میں ان کا بہت بڑا حصہ شامل ہی۔ جن کو وہ اپنے باپ کے واسطے سے حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ فن سیرت میں ان کے متعدد نامور تلامذہ ہیں سنہ ۶۳ھ میں وفات پائی۔

ہلاکو قاآن ۔ ایلخان بھی کہلاتا ہی۔ تولی خاں کا بیٹا چنگیز تاتاری کا پوتا اور جو تھا جانشین تھا سنہ ۱۲۵۳ء مطابق سنہ ۶۵۱ھ میں ایران کی سلطنت میں جو اس کے باپ تولی خاں کے حصہ میں آئی تھی ایشیائے کوچک کا حصہ ملحق کرکر اُس کو وسعت دی اور خاندان ایلخانی کی بنا ڈالی۔ سنہ ۱۲۵۶ء مطابق سنہ ۶۵۴ء میں ایران کے مشہور فرقہ اسمعیلیہ کی بیخ کنی کی اور اُس کی طاقت کو تباہ کردیا اور اُن کے قلعوں کو مسمار کردیا۔ اس کے بعد قسطنطنیہ کی طرف رخ کرنا چاہا مگر نصیر الدین طوسی وزیر نے اس کو بغداد پایہ تخت خلافت کی طرف جانے کی صلاح دی۔ ہلاکو خاں نے سنہ ۱۲۵۸ء مطابق سنہ ۶۵۶ھ میں بغداد کا محاصرہ کرلیا۔ اور چالیس دن کے محاصرہ کے بعد خلیفہ معتصم باللہ جس کی طاقت بہت کمزور ہو چکی تھی خود ہلاکو خاں کی ملاقات کو قلعہ سے باہر نکل آیا۔ ہلاکو نے خلیفہ کو صلح کا یقین دلایا اور وعدہ کیا کہ فوج اور رعیت کی جان بخشی کی جاویگی بشرطیکہ سب لوگ غیر مسلح ہو کر میرے سامنے آئینگے۔ خلیفہ نے ایسا ہی حکم دیدیا۔ اکثر شہری بغیر ہتیاروں کے باہر آگئے کچھ فرار ہوگئے کچھ آخر تک شہر کے اندر رہی۔ ہلاکو خاں نے آٹھ لاکھ باشندوں کو پکڑ کر تہ تیغ کردیا۔ شہر کو خوب لوٹا سخت وحشیانہ حرکات کیں۔ کتبخانہ کو جلا دیا۔ اور مسجدوں کی بے حرمتی کی۔ اس دوران میں منگو قاآن جو اس کا بھائی اور تاتار کا بادشاہ تھا فوت ہو گیا۔ ہلاکو خاں تاتار پر قبضہ کرنے کے لیے جاتا تھا۔ لیکن ملک شام میں اس کے سپہ سالار کو فیروزالدین فیروز کے مقابلہ میں شکست ہو چکی تھے اس لیے اس کو شام کی طرف رخ کرنا پڑا وہاں مراغہ (آذربائیجان) میں ۸۔ فروری سنہ ۱۲۶۵ء مطابق ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۶۶۳ھ کو ۱۲۔ برس کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔ سعدی شیرازی ہلاکو خاں کے زمانہ میں زندہ تھے انہوں نے تباہی بغداد کا مرثیہ لکھا جس کا پہلا شعر یہ ہی ؎

آسماں را حق بود گر خوں بیارد بر زمیں
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنیں

ایلخانی خاندان کے بادشاہ حسب ذیل گذرے ہیں:۔

ابا قاآن بن ہلاکو۔
نیکودر یا احمد خاں برادر اباقاآن۔
ارغوں خاں بن اباقاآن۔
کیختو خاں بن آباقاآن۔
بیدو نبیرہ ہلاکو
غازان خاں بن ارغوں خاں۔
الجائتو بن ارغوں خاں۔
ابو سعید بہادر خاں بن الجائتو۔ یہ اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔

ہلاکی ہمدانی۔ ایک ایرانی شاعر تھا۔ لکھ پڑھ نہ سکتا تھا۔ لیکن شعر گوئی میں خداداد ملکہ تھا۔ اسمٰعیل صفوی ثانی شاہ ایران کی تخت نشینی پر ۱۵۷۶ء مطابق ۹۸۴ھ میں ایک قصیدہ لکھا جس کے صلہ میں بادشاہ نے معقول انعام دیا۔ دوسرے شعرا نے بھی اس موقعہ پر قصائد لکھے تھے مگر اُن کو کچھ نہ ملا۔

ہلال استر آبادی۔ شہر استر آباد کا رہنے والا تھا۔ تاتاریوں کے جغتائی فرقہ کی اولاد میں تھا نوعمری میں خراسان کا سفر کیا۔ ہرات میں سکونت اختیار کی۔ علی شیر امیر ہرات اس پر بہت مہربان تھا۔ ہلال چونکہ مذہباً سُنی تھا۔ اس لیے شیعہ فرقے نے اس کی مخالفت کی اور ایک اوزبک سردار کے حکم سے ۱۵۳۰ء مطابق ۹۳۶ھ میں قتل کر دیا گیا۔

ہلال قزوینی۔ ایک مشہور مصنف تھا۔ ۱۵۲۷ء مطابق ۹۳۴ھ میں وفات پائی۔

ہما۔ سید امتیاز خاں بن معتمد خاں کا تخلص ہے سید احمد المتخلص بہ ضمیر کا بھائی تھا۔ صاحب دیوان ہے۔

ہمادری۔ یادو السنل کے مہادیو راجہ دیوگری کے یہاں ایک اعلیٰ عہدہ پر ممتاز تھا۔ اس نے راجہ مہادیو کے زمانہ کی ایک تاریخ لکھی ہے۔ نصف تیرہویں صدی عیسوی کے قریب اس کا زمانہ گزرا ہے۔

ہمام۔ عرب شاہ السواسی کا تخلص ہے کمال الدین محمد ابن عبدالوہاب نام تھا۔ سید تھے۔ امیر تیمور کے زمانہ میں عالم متبحر گزرے ہیں۔ ۱۴۵۸ء مطابق ۸۶۳ھ میں انتقال کیا۔ شرح ہدایہ ان کی تصنیف ہے۔

ہمام تبریزی۔ تبریز کے ایک مشہور ایرانی شاعر تھے۔ خواجہ ہمام الدین تبریزی بھی کہلاتے ہیں۔ "رباعیات میر ہمام" اُن کی تصنیف ہے شیخ سعدی کے ہمعصر تھے اور شاعری میں اُن سے نوک جھونک رہتی تھی۔ الجائتو خاں کے عہد میں ۱۳۱۳ء مطابق ۷۱۳ھ میں انتقال کیا۔ تبریز میں دفن ہوئے۔

ہمام۔ دربار اکبری کا مشہور طبیب اور عالم تھا ۱۵۸۹ء مطابق ۹۹۷ھ میں سید صدر جہاں کی معیت میں سفارت خراسان پر گیا۔ ۱۵۹۵ء مطابق ۱۰۰۴ھ میں فوت ہوا۔ دو بیٹے۔ حکیم صادق اور حکیم خوشحال چھوڑے۔

ہمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے چار سو برس قبل ایران کی ملکہ گزری ہے۔ بہمن کی بیٹی تھی داراب اس کا بیٹا تھا۔ جو اپنی ماں کی زندگی ہی میں بادشاہ ہوگیا تھا۔

ہمایوں امیر۔ اسفرائن کا رہنے والا ایک شاعر تھا۔ اوائل عمر میں تبریز آیا۔ وہاں قاضی عیسیٰ اور یعقوب کی سرپرستی میں تھا۔ آخر عمر میں کاشان چلا گیا۔ وہیں ۱۴۹۶ء مطابق ۹۰۲ھ میں انتقال کیا۔ ایک دیوان یادگار ہے۔

ہمایوں شاہ بہمنی سلطان۔ بہمنی خاندان کا گیارہواں بادشاہ تھا۔ اپنے والد علاء الدین دوم کے انتقال کے بعد ۱۴۵۷ء مطابق ۸۶۲ھ میں دکن آیا۔ اور بادشاہ ہوا۔ اس نے بادشاہ ہوتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ اپنے بھائی حسن خاں مدعی سلطنت کو آنکھوں سے محروم کردیا۔ خواجہ محمود گاواں کو ملک التجار کا خطاب دیا اور وکیل

سلطنت کے عہدہ پر سرفراز کیا۔ نہایت بیرحمی اور ظلم کے ساتھ ۳ ۱/۲ سال حکومت کی تاریخ میں ظالم کے نام سے مشہور ہیں۔ یکم ستمبر ۱۴۶۱ء کو خدام نے جو اُن کے ظلم سے تنگ آگئے تھے حالت نشہ میں قتل کردیا۔ اس کا بیٹا نظام شاہ آٹھ سال کی عمر میں جانشین ہوا۔

ہمایوں نصیر الدین محمد۔ بابر بادشاہ کا سب سے بڑا اور عزیز بیٹا تھا۔ اُس کو سلطنت کا ولیعہد مقرر کیا تھا۔ اس کا بھائی کامران مرزا پہلے سے قندھار اور کابل کا حاکم تھا۔ بابر کے مرنے کے بعد جب ۱۵۳۰ء مطابق ۹۳۷ھ میں ہمایوں تخت نشین ہوا۔ تو پنجاب کی حکومت کامران کو دیکر بھائی کے علاقہ حکومت کو وسیع کردیا اور چھوٹے بھائیوں ہندال مرزا اور عسکری مرزا کو ہندوستان میں سنبھل اور الور پر مامور کیا ان بھائیوں نے ہمایوں کا احسان فراموش کردیا۔ اور سلطنت کے دشمن پٹھانوں سے جو اپنی حکومت جمانے کی فکر میں تھے مل گئے شیر خاں نے ہمایوں پر غلبہ پالیا اور خود شیر شاہ کے لقب سے بادشاہ ہوگیا۔ ہمایوں کو آوارہ گردی نصیب ہوئی۔ بھائیوں نے بناہ نہ دی۔ مجبوراً ایران کا رُخ کرنا پڑا۔ طہماسپ شاہ ایران نے ان کے شایان شان سلوک کیا۔ پندرہ برس ایران میں رہے اس اثناء میں شیر شاہ کا انتقال ہوگیا اور اُس کے جانشین یکے بعد دیگرے ہندوستان پر حکومت کرتے رہے۔ ہمایوں کا استقلال اور عزم بالجزم باوجود سخت مصائب برداشت کرنے کے پست نہ ہوا تھا۔ موقع پاکر کابل پر قبضہ کرلیا۔ اور اپنے بھائی کو شکست دی۔

قندھار بھی فتح کرلیا۔ اور ۱۵۵۵ء میں ملک ہندوستان کا رُخ کیا۔ راستہ میں پنجاب کو فتح کرتے ہوئے سکندر شاہ کو جو اُس وقت دہلی کا بادشاہ تھا۔ سرہند کی مشہور لڑائی میں شکست دی اور فاتح کی حیثیت سے نہایت شان و شوکت کے ساتھ دوبارہ دہلی میں داخل ہوئے بیرم خاں وزیر کو جس کے حسن تدبیر کا یہ سب کچھ نتیجہ تھا۔ خانخاناں کا خطاب دیا اور سلطنت کے اعلیٰ ترین اعزاز بخشے۔ ۱۱۔ ربیع الاول ۹۶۳ھ مطابق ۲۵۔ جنوری ۱۵۵۶ء کو کتب خانہ دہلی کی چھت سے گرکر مرگیا۔ "ہمایوں بادشاہ از بام افتاد" مادہ تاریخ ہی جس سے سنہ وفات بر آمد ہوتے ہیں۔ اکبر جانشین ہوا۔ دہلی میں اُسی مقام پر جہاں ہمایوں گرکر فوت ہوا تھا چند سال کے بعد اکبر نے ایک عالیشان سنگ مرمر کا مقبرہ تعمیر کرادیا۔ جس کا شمار ہندوستان کی بہترین عمارات میں ہوتا ہی۔ دیگر شہزادگان اور شاہان مغلیہ بھی اسی مقبرہ میں دفن ہیں

ہمت بہادر گوشائیں۔ غنی بہادر نواب باندہ کا دیوان اور پیشوا باجی راؤ کے خاص افسروں میں تھا۔ ستمبر ۱۸۰۳ء میں لفٹنٹ کرنل پوٹل کے ساتھ انگریزی فوج میں جاملا۔ اور شمشیر بہادر نواب باندہ سے جنگ کی جن کو شکست ہوئی ہمت بہادر کی ماتحتی میں ناگہ سپاہی تھے۔ ناگہ ایک فرقہ ہے جو گداگری پیشہ کرتا ہو۔ اور فن جنگ سے بھی واقف ہے اور ہمیشہ مسلح رہتا ہے۔ ہمت بہادر اس فرقہ کا صرف فوجی سردار نہ تھا بلکہ یہ فرقہ اُس کو

اپنا مرشد بھی سمجھتا تھا۔ ۱۸۶۰ء میں فوت ہوا۔ اس کے خاندان کو انگریزوں سے وظیفہ ملتا تھا۔

ہمت خاں۔ ہمت خاں خان جہاں شایستہ خاں کا بیٹا۔ اور وزیر آصف خاں کا پوتا تھا۔ اس کا اصلی نام سید مظفر تھا۔ ہمت خاں کا خطاب شاہجہاں سے ملا تھا۔ عالمگیر کے زمانہ میں الہ آباد کا صوبہ دار رہا۔ آگرہ میں جمنا کے کنارے بہت سی عمارتیں تعمیر کرائیں جن میں سے ایک باؤلی اور حمام اب تک یادگار ہیں۔

ہندال مرزا۔ بابر کا اور ہمایوں کا بھائی تھا ۱۵۱۸ء مطابق ۹۲۴ھ میں پیدا ہوا۔ کامران مرزا نے جب ہمایوں پر خیبر کے قریب حملہ کیا تھا تو ہمایوں کی جان بچانے میں اس نے ۱۹۔ نومبر ۱۵۵۱ء مطابق ۹۵۸ھ کو اپنی جان خطرہ میں ڈالدی اور کام آیا۔ ہمایوں نے اس صلہ میں اس کی وفات کے بعد اس کی لڑکی رقیہ سلطانہ کی شادی اکبر کے ساتھ کردی۔ اس کی قبر کابل میں بابر کے مقبرہ میں ہے۔

ہندہ۔ عتبہ کی بیٹی اور ابوسفیان کی بی بی تھی اس نے جنگ احد میں حضرت امیر حمزہ کا دل و جگر نکال کر دانتوں سے چبایا۔ اور کان ناک اور ناخن وغیرہ تاگوں میں پرو کر زیور کے طور پر پہنے اور اپنے جذبات جاہلیت کا پورا اظہار کیا۔

ہوس۔ نواب مرزا تقی بن نواب مرزا علی خاں کا تخلص ہے۔ اردو میں لیلیٰ و مجنوں کا قصہ اور ایک دیوان جس کی ہر غزل میں لیلیٰ و مجنوں کا نام ہے ان سے یادگار ہیں۔

ہوشدار خاں۔ ارادت خاں واضح کے پسر ہدایت اللہ خاں کا خطاب تھا جو فرخ سیر بادشاہ دہلی کی سرکار سے عطا ہوا تھا۔ صوبہ مالوہ میں ڈوہیرپا کا فوجدار تھا۔ ۱۷۲۴ء مطابق ۱۱۳۶ھ میں نظام الملک آصفجاہ دکن کی خدمت میں گیا۔ اور مبارز خاں پر فتح پانے کے بعد چار ہزاری منصب کے ساتھ دکن کا دیوان مقرر ہوا۔ بعد کو گلبرگہ کی نظامت تفویض ہوئی۔ ۱۷۴۲ء مطابق ۱۱۵۵ھ میں وفات پائی۔ اس کے کئی لڑکے تھے۔ سب سے بڑا بیٹا نظامت گلبرگہ کا جانشین ہوا۔ دوسرے بیٹے شاہ نواز خاں نے کتاب "مآثر الامرا" تصنیف کی۔

ہوشمند بیگم۔ سلطان خسرو کی بیٹی شہزادہ ہوشنگ بن شہزادہ دانیال بن اکبر کی بیگم تھی۔ اس کی شادی ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵ء میں ہوئی

ہوشنگ۔ ایران کے پیشدادین خاندان کا دوسرا بادشاہ سیامک کا بیٹا اور کیومرث کا پوتا تھا۔ چالیس سال حکومت کی اس کا بیٹا طہمورث اس کا جانشین ہوا۔

ہوشنگ شاہ۔ الپ خاں بھی کہلاتا تھا۔ مالوہ کا پہلا مسلمان بادشاہ تھا۔ دلاور خاں غوری کا بیٹا تھا۔ ۱۴۰۱ء سے محمد شاہ بن فیروز شاہ تغلق بادشاہ دہلی کے زمانہ سے حاکم تھا۔ ۱۴۰۵ء مطابق ۸۰۸ھ میں وقت سے فائدہ اٹھا کر اپنے والد کی وفات کے بعد وہ بالکل خود مختار ہو گیا اور سلطان ہوشنگ شاہ کا لقب اختیار کیا۔ تیس سال حکومت کی۔ ۱۷۔ جولائی ۱۴۳۴ء مطابق ۹۔ ذی الحجہ ۸۳۷ھ کو وفات پائی۔ مانڈو میں اس کا

مقبرہ ہے۔ ہوشنگ کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمد شاہ بادشاہ ہوا۔ جس کو محمود خاں پسر وزیر نے ایک سال کے بعد زہر دیدیا۔ اور خود محمود شاہ کے لقب سے تخت مالوہ پر بتاریخ ۱۵۔ مئی ۱۴۳۶ء مطابق ۲۹۔ شوال ۸۳۹ھ متمکن ہوا۔ مالوہ کے بادشاہوں کی فہرست جن کا پایۂ تخت دہار مانڈو۔ یا شادی آباد رہا حسب ذیل ہے۔

دلاور خاں غوری ناظم۔
ہوشنگ شاہ غوری۔
محمد شاہ غوری یا غزنی خاں۔
محمود شاہ خلجی
سلطان غیاث الدین خلجی۔
سلطان ناصر الدین خلجی۔
سلطان محمود ثانی۔ جو آخری خلجی بادشاہ تھا ۱۵۳۲ء میں بہادر شاہ نے گجرات کی بادشاہت میں مالوہ کا الحاق کر لیا۔

ہیبت جنگ۔ زین الدین احمد خاں کا خطاب تھا حاجی احمد کا چھوٹا بیٹا اور الہ وردی خاں مہابت جنگ ناظم بنگال کا بھتیجا اور داماد تھا نواب سراج الدولہ اُس کا بیٹا تھا۔

ہیرالال خوشدل۔ دکن کے قطب شاہی خاندان کی منظوم تاریخ لکھی ہے۔ اس کا زمانہ دسویں صدی ہجری کے آخر یا گیارہویں صدی کے اوّل میں گزرا ہے۔ کیونکہ قطب شاہی خاندان کا زمانۂ حکومت یہی ہے۔ یہ کتاب بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

ہیرامن گردہر داس (منشی)، معتمد خاں کا منشی تھا۔ معتمد خاں نے عالمگیر کے بھائیوں کی لڑائی میں عالمگیر کا ساتھ دیا تھا۔ امن و امان کے بعد ۱۰۸۰ھ مطابق ۱۶۶۹ء میں معتمد خاں گوالیار کا حاکم مقرر ہوا۔ منشی ہیرامن نے اسی زمانہ میں گوالیار نامہ کتاب تصنیف کی جس میں راجہ بکرماجیت کے ۳۳۲ برس بعد سے لیکر معتمد خاں کی حکومت کے زمانہ تک گوالیار کے تاریخی حالات درج ہیں۔

ہیموں۔ دہوسر قوم سے میوات کا بنیا تھا۔ سلیم شاہ سلطان دہلی نے اس کو بازاروں کا نگراں بنا دیا تھا۔ محمد شاہ عادل کے زمانہ میں وزیر مقرر ہوا۔ کل انتظام مملکت اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ اکبر کے ابتدائی عہد میں آگرہ کا محاصرہ کیا اور اُس کو فتح کر کر دہلی کی طرف رُخ کیا۔ اور اُس کو بھی فتح کر لیا۔ تردی بیگ جو اکبر کے حکم سے اُس وقت دہلی کا حاکم تھا اکبر کے پاس سرہند کو چلا گیا۔ ۵۔ نومبر ۱۵۵۶ء مطابق ۲۔ محرم ۹۶۴ھ کو اکبر نے پانی پت کی مشہور لڑائی میں ہیموں کو شکست دی اور بیرم خاں نے اکبر کے سامنے ہیموں کا کام تمام کر دیا۔

ردیف ی

یادگار محمد مرزا - مرزا محمد بن مرزا بایسنغر بن مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور کا بیٹا تھا۔ اپنے دادا مرزا بایسنغر کی وفات کے بعد ۱۴۴۷ء میں اُس کی جگہ خراسان کا حاکم ہوا اور سلطان ابوسعید مرزا کی وفات تک اس عہدہ پر مامور رہا جس کو ۱۴۶۹ء مطابق ۸۷۳ھ میں ایک دشمن نے گرفتار کر کے یادگار محمد کے حوالہ کر دیا اور قتل کیا گیا۔ اس کے بعد سلطان حسین بیقرا ہرات پر قابض ہو گیا۔ یادگار محمد نے اس سے کئی لڑائیاں لڑیں مگر آخر ایک شبخون میں ۲۵۔ اگست ۱۴۷۰ء مطابق ۲۷۔ صفر ۸۷۵ھ کو ہلاک ہوا۔ یہ شاہ رخ مرزا کی آخری اولاد تھا۔ شعر گوئی کا شوق تھا اور اچھا شعر کہتا تھا۔

یادگار ناصر مرزا - بابر بادشاہ کا بھائی تھا جب شہنشاہ ہمایون ایران سے واپسی پر ۱۵۴۶ء مطابق ۹۵۳ھ میں بدخشاں کی تسخیر کو جا رہا تھا - یادگار ناصر نے شاہی فوج میں بغاوت پھیلانے کی کوشش کی اور اس جرم کی سزا میں قتل ہوا۔

یار محمد خاں میر - میر مراد علی سابق حکمران حیدرآباد سندھ کا بیٹا اور محمد خاں کا بھائی تھا جس کو سندھ کے الحاق کے بعد سر چارلس نیپیر کی نگرانی میں قید رکھا گیا تھا۔ بعد کو حیدرآباد میں بطور پنشن خوار گورنمنٹ رہنے لگا۔

یافعی امام ایک فقیہ گزرے ہیں عبداللہ بن اسد نام تھا۔ یافع ملک شام کے رہنے والے تھے۔ اسی وجہ سے یافعی کہلاتے تھے۔ قطب مکہ اور یافعی نزل الحرمین بھی کہلاتے ہیں۔ شاہ نعمت اللہ ان کے شاگردوں میں تھے عربی زبان میں ان کی اکثر تصانیف ہیں جن میں سے در النظم فی منافع القرآن روضۃ الریاحین فی حکایت الصالحین - خلاصۃ المفاخر فی مناقبۃ الشیخ عبدالقادر اور مراۃ الجنان فی حوادث الزمان مشہور ہیں۔ آخر الذکر کتاب میں ابتدا سنہ ہجری مطابق ۶۲۲ء سے لیکر ۱۳۴۱ء تک اسلامی مشاہیر اور سرداران فوج کے حالات درج ہیں - یہ کتاب نہایت دلچسپ ہے۔ اکثر مورخین ۱۳۶۶ء مطابق ۷۶۸ھ میں ان کا فوت ہونا بیان کرتے ہیں

یحییٰ بن ابو المنصور - خلیفۃ المنصور کے زمانہ کے بہت بڑے عالم علم ہیئت تھے۔

یحییٰ بن احمد الحلّی - فرقہ امامیہ کے مشہور محدث اور فقیہ ہیں "جامع الشرع" اور "مدخل در اصول فقہ"، ان کی مشہور اور مستند تصانیف ہیں ۱۲۸۰ء مطابق ۶۹۰ھ میں انتقال کیا

یحییٰ بن اکثم - خلیفہ المامون کے زمانۂ خلافت میں قاضی القضات تھے۔ ۸۵۶ء مطابق ۲۴۲ھ عہد خلیفہ المتوکل میں فوت ہوئے

یحییٰ بن خالد - ہارون الرشید کا وزیر اعظم تھا جس کا بیٹا جعفر البرمکی خلیفہ کے حکم سے ۸۰۳ء مطابق ۱۸۷ھ میں مارا گیا۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن - علم الٰہی کی ایک عربی کتاب "عین العلم"، اور کتاب حدیث "فضل الصلوٰۃ" کا مصنف ہے۔

یحییٰ بن عبداللطیف - لبّ التواریخ کا مصنف ہی یہ کتاب ١٥٤١ء مطابق ٩٤٨ھ کی تصنیف ہے حاجی خلیفہ نے اس کا نام اسمٰعیل بن عبداللطیف لکھا ہے - مصنف مآثر الامرا اس کو میر یحییٰ حسینی سیفی کے نام سے یاد کرتے ہیں شاہ طہماسپ صفوی کا زمانہ پایا تھا - ایران کا باشندہ تھا - بادشاہ کی نظروں میں معزز تھا - اور وہ اس پر خاص مہربانی کرتا تھا - اس شاہی رسوخ کی وجہ سے اکثر امرا حسد کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً اُس کے خلاف بادشاہ کے کان بھرتے رہتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یحییٰ اور اُس کے بیٹے عبداللطیف کو بادشاہ نے قید کر دیا میر عبداللطیف نے فرار ہو کر اپنی جان بچائی یحییٰ نے ایک سال ۹ ماہ قید میں رہ کر ١٥٥٥ء مطابق ٩٦٢ھ میں ٧٧ سال کی عمر میں انتقال کیا - عبداللطیف قیدخانہ سے جان چھڑانے کے بعد گیلان وغیرہ ہوتا ہوا ہندوستان آ گیا تھا یہاں آ کر شہنشاہ اکبر کا اوستاد مقرر ہوا - قصبہ سیکری میں ١٥٦٣ء مطابق ٩٧١ھ میں انتقال ہوا لیکن مصنف مآثر الامرا نے اُن کے انتقال کا سال ١٥٧٣ء مطابق ٩٨١ھ لکھا ہے - لیکن قاسم ارسلانی نے اُسی زمانہ میں اُن کے انتقال کا مادہ تاریخ "فخر الناس" نکالا تھا - اس لیے اُن کے انتقال کا صحیح سنہ ہجری ٩٨٢ھ معلوم ہوتا ہی - اُس کا بڑا لڑکا غیاث الدین ان کے مرنے کے بعد عرصہ تک اکبر کے ملازمت میں رہا - ٢٦ جلوس اکبری مطابق ١٥٨١ء میں اُس کو "نقیب خاں" کا خطاب ملا - جہانگیر کے عہد میں اعزاز اور مناصب میں ترقی حاصل ہوئی - نقیب خاں نے ١٦١٤ء مطابق ١٠٢٣ھ میں بمقام اجمیر وفات پائی - اُن کی قبر درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح کے احاطہ کے اندر ہے تاریخ الفی کی تصنیف میں جو اکبر کے زمانہ میں لکھی گئی شریک رہا - مہابھارت کے ترجمہ میں فیضی کی مدد کی -

یحییٰ بن معاذ رازی - ایک عالم تھے ۹ اگست ٨٧١ء مطابق ١٨ - رمضان ٢٥٨ھ کو انتقال کیا - اور نیشاپور میں دفن ہوئے -

یحییٰ کاشی میر - شاہجہاں کے عہد کا مشہور شاعر تھا - شاہجہاں آباد کی محل اور شہر کی تکمیل کی تاریخ لکھی اس پر بادشاہ نے پانچ ہزار روپیہ انعام دیا ١٦٥٣ء مطابق ١٠٦٤ھ میں وفات پائی -

یحییٰ ملا نیشاپوری - اس کا تخلّص فتّاحی ہے صاحب دیوان اور فارسی میں شبستانِ خیال کا مصنف ہی - شاہ رُخ مرزا کا زمانہ پایا تھا ١٤٤٨ء مطابق ٨٥٢ھ میں وفات پائی -

یحییٰ منیری - ایک مشہور ولی تھے جو منیر میں دفن ہیں - دیکھو شرف الدین احمد یحییٰ منیری

یزدجرد اوّل - بقول بعض مورخین بہرام چہارم کا بیٹا تھا - بعض بھائی بتاتے ہیں ٣٩٩ء میں تخت ایران پر بہرام کا جانشین ہوا - اس نے ظلم و ستم کو روا رکھا - اس وجہ سے اثیم کہلاتا تھا - ٢١ سال کی حکومت کے بعد ایک گھوڑے کی ٹھوکر سے مر گیا اس کا بیٹا بہرام پنجم بادشاہ ہوا -

یزدجرد ثانی۔ اپنے والد بہرام پنجم کی جگہ سنہ ۴۳۸ء میں ایران کا بادشاہ ہوا۔ ۱۸ سال کی کامیاب اور بہادرانہ حکومت کے بعد فوت ہو گیا۔

یزدجرد ثالث شہریار کا لڑکا اور خسرو پرویز کا پوتا تھا۔ ملکہ آزرمی دخت کی معزولی کے بعد سنہ ۶۳۲ء میں بادشاہ ہوا۔ یہ زمانہ حضرت عمر خلیفہ دوم کا تھا۔ ۹ سال حکومت کی مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے مسلسل مسلمانوں سے لڑائی جاری رکھی بالآخر ۶۴۲ء م سنہ ۲۱ھ میں مسلمانوں نے جنگ نہاوند (جو تاریخ میں فتح الفتوح کے نام سے مشہور ہے) کے بعد ایران فتح کر لیا۔ یزدجرد نے ہر لڑائی میں مسلمانوں سے شکست پائی اور ہر شکست کے بعد ایک مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر پناہ گزیں ہوتا رہا۔ خود کبھی شریک جنگ ہونے کی جرات نہ کی۔ سنہ ۶۵۱ء میں قتل ہوا۔ اس کے بعد خاندان ساسانی ختم ہو گیا جس نے ایران میں ۴۱۵ سال حکومت کی تھی اس ہی کے زمانہ حکومت سے سال یزدجرد شروع ہوتا ہے۔ جس کی ابتدا ۱۶ جون سنہ ۶۳۲ء مطابق ۲۰۔ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے ہوتی ہے۔ ایران میں سنہ یزدجردی کا اب بھی رواج ہے۔

یزدی۔ عشق الٰہی کے متعلق ایک رسالہ موسوم بہ رسالہ فی بیان محبت کا مصنف ہے۔

یزید بن ابو سفیان۔ ابو سفیان کا بیٹا تھا۔ سنہ ۶۳۹ء کے طاعون سے ملک شام میں فوت ہوا۔ اس سال طاعون آدمیوں اور جانوروں میں اس کثرت سے تھا کہ اہل عرب اس کو ام الرمادہ کہتے ہیں مسلمانوں کے ۲۵ ہزار آدمی طاعون سے ضائع ہوئے تھے اور مسلمانوں کے سپہ سالار ابو عبیدہ شرحبیل ابن حسنہ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے کاتب تھے۔ اسی زمانہ میں طاعون سے فوت ہوئے۔

یزید بن عبد الملک ثانی۔ بنی امیہ کا نواں خلیفہ تھا۔ خلیفہ عبد الملک کا لڑکا تھا سنہ ۷۲۰ء میں مطابق سنہ ۱۰۱ھ میں ملک شام میں عمر بن عبد العزیز کا جانشین ہوا اور یہ چار سال حکومت کر کے سنہ ۷۲۴ء مطابق سنہ ۱۰۵ھ میں فوت ہوا اس کا بھائی ہشام تخت نشین ہوا۔

یزید بن معاویہ اول۔ امیر معاویہ کا بیٹا اور بنی امیہ کا دوسرا خلیفہ تھا۔ زیاد کی ترغیب سے امیر معاویہ نے یزید کو باوجود اس کے کہ وہ انتہا درجہ کا بدچلن ظالم شرابی اور بدکار تھا اپنا ولیعہد مقرر کر دیا۔ اور لوگوں سے اس کے حق میں بیعت لی۔ شامیوں نے بیعت آسانی سے کر لی۔ عراقیوں سے خوشامد اور دھمکی کے ساتھ اور بعض موقعہ پر رشوت سے کام لیکر زیاد نے بیعت کرائی سنہ ۵۱ھ مطابق سنہ ۶۷۱ء میں مدینہ اور مکہ کے مشاہیر سے بیعت لینے کی غرض سے امیر معاویہ کو بہ نفس نفیس تکلیف کرنی پڑی مگر حضرت امام حسین بن علیؑ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ۔ حضرت عبد الرحمن بن ابو بکر اور حضرت عبد اللہ بن زبیر نے بیعت کرنے سے قطعاً انکار کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد امیر معاویہ نو برس تک زندہ

رہے جب سنہ ۶۰ھ مطابق سنہ ۶۸۰ء میں وہ وفات پاگئے تو پہلی رجب سنہ ۶۰ھ مطابق ۷۔ اپریل ۶۸۰ء کو یزید کی تخت نشینی کی رسم دمشق میں نہایت دھوم دھام سے اس کے باپ کی وصیت کے مطابق ادا کی گئی۔ حضرت علی کے خاندان سے اور خاندان بنی اُمیہ سے خلافت کے معاملہ میں اَن بَن چلی آتی تھی۔ یزید نے اس خاندان کو نیست نابود کرنے کا پورا تہیہ کر لیا تھا جس کا عملی ثبوت تاریخ میں واقعہ کربلا سے ملتا ہے۔ سنہ ۶۱ھ مطابق سنہ ۶۸۰ء میں امام حسینؑ کو معہ اُن کے خاندان کے میدانِ کربلا میں شہید کیا گیا۔ اس واقعہ کی وجہ سے یزید کو تمام مسلمانوں میں اچھے نام سے نہیں پکارا جاتا۔ یزید اپنی علمی قابلیت اور عربی ادب میں کامل دسترگاہ رکھنے کی وجہ سے مشہور ہے۔ شعر گوئی سے اُس کی طبیعت کو خاص مناسبت تھی۔ خواجہ حافظ شیرازی نے اپنے دیوان کا افتتاح یزید کے شعر سے کیا ہے۔ جسکا پہلا مصرعہ یہ ہے۔

اَلَایَا اَیُّہَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاساً وَّنَاوِلْہَا

۱۱۔ اکتوبر ۶۸۳ء مطابق ۴ ربیع الاول سنہ ۶۴ھ کو فوت ہوا۔ اس کے زمانہ میں مسلمانوں نے خراسان اور خوارزم اور سمرقند فتح کیے۔

یزید بن ولید ثالث۔ بنی اُمیہ کا بارہواں خلیفہ تھا۔ سنہ ۷۴۴ء مطابق سنہ ۱۲۶ھ میں اپنے والد ولید ثانی کا جانشین ہوا اور چھ ماہ حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ بعدہٗ اُس کا بھائی ابراہیم خلیفہ ہوا۔

یعقوب بن اویس۔ کرمانیہ کا رہنے والا مشہور مصنف تھا۔ (دیکھو کرمانی)

یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن الاخنس بن شریق الثقفی۔ نہایت ثقہ تھے عمال اور گورنر انتظام ملکی میں ان سے مدد لیتے تھے۔ فقہائے مدینہ میں ان کا شمار تھا سیرت نبوی کا عالم تھا۔ ان کے دادا اخنس بن شریق وہی شخص ہے جو رسول اللہ کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ سنہ ۱۲۸ھ مطابق سنہ ۷۴۵ء میں وفات پائی۔

یعقوب بن سلطان۔ دیکھو یعقوب بیگ

یعقوب بن لیث صفاری امیر یا قوت بھی کہلاتا ہے۔ سب سے پہلے اسی نے عباسیوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور خاندان صفاری کا بانی ہوا۔ ابتدا میں تانبے کے برتن بناتا تھا۔ رفتہ رفتہ سیستان کا بادشاہ ہو گیا۔ اور محمد بن طاہر ثانی سے سنہ ۸۷۳ء مطابق سنہ ۲۶۰ھ میں خراسان اور طبرستان چھین لیے۔ اسپر خلیفہ بغداد المعتمد نے اس کو باغی قرار دیا۔ سنہ ۸۷۹ء مطابق سنہ ۲۶۵ھ میں بغداد کے راستہ میں ۱۱ سال کی حکومت کے بعد مر گیا۔ اس کا بھائی عمرو بن لیث جانشین ہوا۔

یعقوب بیگ۔ اپنے والد عزن حسن شاہ ترکمان کا سنہ ۱۴۷۸ء مطابق سنہ ۸۸۳ھ میں جانشین ہوا۔ ترکمان قبیلہ کا سردار تھا۔ یعقوب بیگ کے بعد اُس کا لڑکا الوند بیگ جانشین ہوا۔ جس کو شاہ اسماعیل اوّل

صفوی نے ۱۵۰۸ء مطابق ۹۱۴ھ میں شکست دی۔

یعمائی ہراتی۔ ایک شاعر تھا۔ فارسی کا ایک دیوان اس کی یادگار ہے۔

یلدگز اتابک۔ ایک ترکی غلام تھا جس کو سلطان مسعود سلجوقی نے خریدا تھا۔ یہ بادشاہ اس سے اس قدر خوش ہوا کہ اس کو اعلیٰ عہدہ پر پہنچا دیا۔ اور اس کی شادی طغرل ثانی کی بیوہ سے کر دی۔ بمقام ہمدان ۱۱۷۲ء مطابق ۵۶۸ھ میں بعہد ارسلان شاہ فوت ہوا۔ اور اس کا بڑا بیٹا محمد اتابک جانشین ہوا۔ یہ خاندان اتابک کا بانی سمجھا جاتا ہے اس نے ۱۲۲۵ء تک آذربائیجان میں حکومت کی۔ اس کے خاندان میں حسب ذیل حکمران گزرے ہیں

(۱) اتابک یلدگز۔ ۱۱۷۲ء میں فوت ہوا۔

(۲)۔ اتابک محمد بن یلدگز۔ ۱۱۸۶ء میں فوت ہوا۔

(۳)۔ اتابک قزل ارسلان بن یلدگز۔ ۱۱۹۱ء میں قتل ہوا۔

(۴) اتابک ابوبکر بن محمد۔ ۱۲۱۰ء میں فوت ہوا۔

(۵) اتابک مظفر بن محمد۔ سلطان جلال الدین خوارزمی نے اس کو شکست دی اور پھر کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا۔

یلدوز۔ دیکھو تاج الدین یلدوز

یمین الدین امیر۔ ملک الفضلا کہلاتے تھے ہیں۔ امیر محمد عرف ابن یمین کے والد

یمین الدین امیر نزلابادی نزلاباد واقع بیہق ملک ایران کا ایک شاعر تھا کاتبی اور علی شہاب شعراء کا ہمعصر تھا مثنوی مصباح القلوب۔ (جس میں شمع و پروانہ کا مکالمہ ہے) مثنوی مشکوٰۃ الطالبین (جس میں عقل و محبت کا مناظرہ ہے۔ اور قصۂ فتح الفتوح اس کی تصانیف سے ہیں۔

یمین الدین طغرائی۔ دیکھو طغرائی مشہدی۔

یوسف ابو الحجاج۔ ہسپانیہ میں خلافت کا زوال شروع ہونے پر ابن الاحمر خود مختار ہوگیا اور اس نے غرناطہ کو دارالخلافت بنا کر سلطنت غرناطہ کی بنا ڈالی۔ اس سلطنت کا ابو الحجاج تیسرا بادشاہ تھا جو ۱۳۳۳ء میں اپنے بھائی عبداللہ کے بعد بادشاہ ہوا۔ یہ بادشاہ اپنی شکل و شباہت اور ذہنی قابلیت کی وجہ سے تمام رعایا میں ہر دلعزیز تھا۔ اس نے قصر الاحمرہ کی جس کی بنیاد ابن الاحمر نے ڈالی تھی تکمیل کی اور اس میں بہت کچھ اضافہ کیا۔ قلعہ الاحمرہ میں داخل ہونے کے لیے جو دروازہ بنایا تھا اُس کا نام باب العدل رکھا جو ۱۳۴۸ء میں تکمیل کو پہنچا اس کے زمانہ میں محل کے اکثر اندرونی حصے تعمیر ہوئے جن کی دیواروں پر اس کے نام کے کتبے آج تک کندہ ہیں۔ اس نے گاؤں گاؤں مدرسے جاری کیے اور یہ حکم دیا کہ ہر گاؤں میں جس میں کم سے کم بارہ

گھر ہوں ایک مسجد بنائی جائے ۔ معاشرتی اور مذہبی رسوم میں جو خرابیاں ۔ اور بدعتیں پیدا ہوگئی تھیں اون کی اصلاح کی ۷۵۵ھ مطابق ۱۳۵۴ء میں جب مسجد الاحمرہ میں نماز ادا کر رہا تھا ۔ کسی باغی نے تلوار سے شہید کر دیا ۔

یوسف احمد آبادی ۔ عربی زبان میں علم الٰہی پر "عقائد یوسفی" تصنیف کی ۔ بدائع الانشا" اس کی تصنیف ہے اس کتاب کا دوسرا نام انشاء یوسفی بھی ہے ۔

یوسف امیری مولانا ۔ ایک ایرانی شاعر تھا ۔ شاہ رخ مرزا کے زمانہ میں گزرا ہے اور اس کے بیٹے بایسنغر مرزا کا درباری شاعر تھا

یوسف بن جنید ۔ اخی چلپی کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے ۔ اس نے فتاوائے قاضی خاں کا انتخاب مرتب کیا تھا ۔

یوسف بن حسن المقدسی ۔ طبقات حنبلیہ کے ایک حصہ کے مصنف ہیں ۔ ۱۵۰۳ء مطابق ۹۰۹ھ میں انتقال کیا (دیکھو ابوالحسین بن یعلی)

یوسف بن محمد ۔ طب کے متعلق ایک کتاب فائدۃ الاخبار اس کی تصنیف ہے ۔

یوسف خاں ۔ شاہ جہاں کے عہد میں سندھ کا حاکم تھا ۔ اس نے ٹھٹھہ (سندھ) میں ایک خوب صورت عیدگاہ تعمیر کرائی اس عیدگاہ میں خط نستعلیق میں ایک کتبہ لگا ہوا ہے ۔ جس سے سال تعمیر ۱۰۴۳ھ مطابق ۱۶۳۳ء ظاہر ہوتا ہے ۔

یوسف خاں مرزا ۔ اکبر کے تینسویں سال حکومت میں دو ہزار پانچ صدی منصبدار تھا ۔ اور بعد کو کشمیر کا حاکم ہوا ۔ اس کے بعد ابوالفضل کے ساتھ دکن کی مہم میں نہایت قابلیت سے کام کیا ۔ جمادی الثانی ۱۰۱۰ھ مطابق ۱۶۰۱ء میں انتقال کیا

یوسف سید ۔ بن علی بن محمد الحسینی الدہلوی الدولت آبادی ۔ سید راجہ اور راجو قتال کے نام سے مشہور و معروف ہیں ۔ حضرت سید محمد گیسو دراز کے والد بزرگوار تھے ۔ جب بحکم محمد تغلق بادشاہ دہلی کی جگہ دولت آباد دار السلطنت ہند قرار پایا ۔ تو آپ بھی دولت آباد تشریف لائے ۔ ۵ ۔ شوال ۷۳۱ھ مطابق ۱۳۳۱ء کو رحلت فرمائی آپ کا مرقد بیرون حصار روضۂ شریف ہے ۔ روضۂ شریف دولت آباد میں ایک مقام کا نام ہے جس کو خلد آباد بھی کہتے ہیں ۔

یوسف شاہ پوربی ۔ باربک شاہ کا لڑکا تھا ۔ ۱۴۷۴ء مطابق ۸۷۹ھ میں سلطنت بنگال کا جانشین ہوا ۔ ۸ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۴۸۲ء میں مرگیا ۔ اس کے بعد اس کا بیٹا فتح شاہ جانشین ہوا ۔

یوسف شیخ ۔ ملتان کا بادشاہ تھا ۔ اس کی حکومت سے پہلے ملتان سلطنت دہلی کا صوبہ تھا ۔ ۱۴۴۳ء میں خاندان سادات کی حکومت کے زمانہ میں یوسف ملتان کا صوبہ دار تھا ۔ اور اس زمانہ میں جس طرح دوسرے صوبوں کے حاکم خود مختار

ہو گئے تھے اس نے بھی اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ یہ ذی علم۔ ذی عقل۔ اور محتاط بادشاہ ہوا۔ قریشی النسل تھا۔ اسی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں نے اس کو اپنا بادشاہ مقرر کیا۔ اوچھ اور ملتان میں اس کے نام کا خطبہ اور سکہ جاری ہوا صرف دو برس حکومت کی۔ اس کے خسر رائے صحرا نے جو لنگا خاندان سے تھا۔ اس کو تخت سے معزول کر کر۔ دہلی بھیجدیا۔ اور خود قطب الدین محمود لنگا کے نام سے بادشاہ بن گیا سنہ ۱۵۴۰ء تک ملتان کی حکومت اس کے خاندان میں رہی اور اس کے بعد ہمایوں کے زمانہ میں ملتان پھر دہلی کا صوبہ ہو گیا۔ اس خاندان کے بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

شیخ یوسف بانی سلطنت سنہ ۱۴۴۳ء

حسین لنگا اول سنہ ۱۴۵۶ء

محمود خاں لنگا سنہ ۱۵۰۲ء

حسین لنگا ثانی سنہ ۱۵۲۴ء میں حکمراں ہوا اس کو شاہ حسین ارغن نے مغلوب کیا اور اس کے بعد ملتان ہمایوں کی سلطنت کا صوبہ ہو گیا۔

یوسف شیخ گجراتی - تذکرۃ الاتقیا اس کی تصنیف ہے۔

یوسف عادل شاہ - بیجاپور کی عادل شاہی حکومت کا بانی تھا۔ ابتداءً محمد شاہ دویم بہمنی کے امرا میں شامل تھا جب سلطان مذکور کی وفات پر دکن میں خاندان بہمنی کا زوال شروع ہوا اور اندرونی بد نظمی رونما ہوئی تو سرداران فوج اس کے طرف دار ہو گئے۔ یہ احمد آباد چلا آیا اور یہاں نئی حکومت کی بنا ڈالی سنہ ۸۹۵ھ مطابق سنہ ۱۴۸۹ء میں شاہ کا لقب اختیار کیا اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ جاری کرایا۔ مرض استسقاء سے ۲۱ برس کامیابی کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد ۷۵ سال کی عمر پاکر سنہ ۱۵۱۰ء مطابق ۹۱۶ھ میں انتقال کیا۔ اس کی وفات پر اسمٰعیل عادل شاہ اس کا بیٹا بادشاہ ہوا۔ اس خاندان کے بادشاہ حسب ذیل گزرے ہیں

یوسف عادل شاہ بن مراد ثانی دانا طولیہ کے ایک سوداگر سے احمد آباد کے بادشاہ کے باڈی گارڈ کے لیے خرید کر لیا گیا۔ تھا... سنہ ۱۴۸۹ء

اسمٰعیل عادل شاہ بن یوسف سنہ ۱۵۱۰ء

ملّو عادل شاہ بن اسمٰعیل (صرف چھ ماہ حکومت کی) سنہ ۱۵۳۴ء

ابراہیم عادل شاہ اول بن اسمٰعیل سنہ ۱۵۳۵ء

علی عادل شاہ اوّل بن ابراہیم سنہ ۱۵۵۷ء

ابراہیم عادل شاہ ثانی بن طہماسپ بن علی عادل شاہ سنہ ۱۵۷۹ء

محمد عادل شاہ بن ابراہیم ثانی سنہ ۱۶۲۶ء

علی عادل شاہ ثانی بن محمد سنہ ۱۶۶۰ء

سکندر عادل شاہ (بیجاپور کا آخری بادشاہ) سنہ ۱۶۷۲ء

یوسف علی خاں نواب - نواب محمد سعید خاں والیٔ رامپور کے بیٹے تھے سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق سنہ ۱۸۵۴ء میں مسند نشین ہوئے

ان کے زمانہ میں ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کا مشہور ہنگامہ ہوا۔ یہ زمانہ غدر میں سرکار انگریزی کے خیرخواہ رہے۔ ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر خیرخواہی میں گورنمنٹ سے ملی جو ریاست کے قدیم علاقہ سے ملحق ہے اور علاقہ جدید کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس صلہ میں گورنمنٹ سے ستارۂ ہند کا خطاب بھی ملا۔ نواب صاحب علوم منطق وفلسفہ جانتے تھے۔ شعر بھی کہتے تھے مرزا غالب کے شاگرد تھے۔ ناظم تخلص تھا انکا دیوان مطبوعہ موجود ہے۔ ۲۱۔ اپریل ۱۸۶۵ء مطابق ۲۴۔ ذی قعدہ ۱۲۸۲ھ ہجری کو انتقال ہوا۔

یوسف محمد خاں۔ اکبری عہد کا پنجہزاری منصبدار تھا اور اکبر کا کوکا بھائی بھی تھا۔ ۹۷۳ھ مطابق ۱۵۶۵ء میں کثرت مے نوشی سے مرگیا۔

یوسف مولانا نیشاپوری۔ تاریخ محمد شاہی کا مصنف ہے محمد شاہ رنگیلے کا عہد پایا فارسی شعر گوئی کے فن پر سب سے پہلی کتاب لکھی۔ خلیل احمد بصری نے سب سے پہلے اسی فن میں دوسو برس پہلے ایک کتاب عربی زبان میں لکھی تھی۔

یوسف میر استرآبادی۔ ایران کا ایک شاعر تھا۔ قاسم کاہی کی ایک تاریخ وفات اس کے نام سے موسوم ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہ ۱۵۸۰ء مطابق ۹۸۸ھ میں زندہ تھا۔

یوسف ہمدانی۔ ہمدان کے مشہور عالم تھے ۱۱۴۰ء مطابق ۵۳۶ھ میں وفات پائی۔

یونس بن عبدالرحمن۔ ایک مشہور شیعہ محدث تھے "علل الحدیث"، اختلاف الحدیث اور جامع الکبیر ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مناظرہ کی ایک ہزار کتابوں کے مصنف ہیں۔ ۴۵۔ حج اور ۵۴ عمرہ کئے مدینہ میں ۸۲۳ء مطابق ۲۰۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

تمام شد

۶۸۶

خاتمہ

یا

مؤلف کی آخری گزارش

جلد اول کے شروع میں میں نے چار صفحہ کا دیباچہ دیا ہی جس میں زبان اردو میں "**قاموس المشاہیر**" جیسی کتاب کے تالیف ہونے کی ضرورت جتا کر وہ اصول بتائے ہیں جو اس کی تالیف و ترتیب میں ملحوظ رکھے گئے ہیں اور اُن کتابوں کی فہرست دی گئی ہے جن سے اس کی تیاری میں مدد لی گئی ہو اور اسی سلسلہ میں اُن مشکلات کا ذکر بھی کیا گیا ہی جو قاموس المشاہیر کی تکمیل میں پیش آئے۔ اب اس آخری گزارش میں اُن دقتوں کو بیان کرونگا جو اس کتاب کی طباعت میں پیش آئے۔

جیسا کہ جلد اوّل کے دیباچہ میں بیان کیا ہے میں نے اس کتاب کی ترتیب ۱۹۱۵ء میں شروع کی اور جلد اول کا مسودہ ۱۹۲۲ء میں جبکہ اس کی ترتیب کو شروع ہوئے سات سال کے قریب مدت گزر چکی تھی پریس میں بھیجا گیا۔ یہ زمانہ وہ زمانہ تھا جبکہ میں بستر علالت پر پڑا ہوا تھا۔ ایک روز جب کہ ایک سو چار درجہ کے قریب بخار پہنچ گیا تھا مجھے قاموس المشاہیر کے اوراق پریشان کا خیال آیا میں نے اپنے فرزند سعید مسٹر اُنیس احمد الدین[۱] سلمہ سے جو اسکول آف آرٹس اینڈ کریفٹس لکھنؤ سے فن لیتھوگرافی کی سند لینے کے بعد نظامی پریس کے اہتمام کا جایزہ لے چکے تھے کہا کہ وہ قاموس المشاہیر کے مسودات کو یکجا کر کے کاتب کے سپرد کر دیں۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ آپ کی یادداشت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ قریب قریب سب ردیفوں میں اکثر آپ کو نئے ناموں کا اضافہ کرنا ہی۔ بعض اشخاص کی نسبت مزید تحقیقات کی ضرورت ہی۔ ایسی حالت میں مناسب معلوم ہوتا ہی کہ آپ اپنے صحت یاب ہونے کے بعد نظر ثانی کریں اس وقت یہ کتاب پریس کے سپرد کی جائے لیکن میں نے ان کے مشورہ کو قبول نہ کیا اور شدّت مرض میں میں نے یہی اصرار کیا کہ میں چاہتا ہوں

[۱] ۱۹۲۴ء میں فوٹو لیتھوگرافی بلاک سازی اور فن طباعت کے ہر قسم کی عملی تعلیم حاصل کرنے کے لیے انگلستان گئے اور وہاں لندن کونٹی سکول آف فوٹو انگریونگ اینڈ لیتھوگرافی سے کامیابی کی سند لیکر ۱۹۲۵ء میں واپس آ گئے۔

کہ کتاب کا جس قدر مواد میں جمع کر چکا ہوں وہ جس حالت میں بھی ہو چھپکر شائع ہو جائے۔ جو کمی رہ جائے گی وہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو دوسرے ایڈیشن میں پوری ہو جائے گی مجھے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ اگر میری زندگی میں یہ کتاب نہ چھپی تو یہ مسودات سوا اس کے کہ کرم خوردہ ہو کر ردی میں پڑ جائیں اور کچھ نتیجہ نہ ہوگا۔ بالآخر احمد الدین سلمہ نے میری خواہش کو پورا کیا۔ پریس کے روال کاموں کو ملتوی کر کے میرے مسودات کو جو مجھے جان سے زیادہ عزیز تھے الماری سے نکالکر کاتب کے ہاتھوں تک پہنچانے کا انتظام کر دیا۔ دوسرے دن سے کتابت شروع ہو گئی۔ کاپیاں اور پروف تیار ہو ہو کر میرے پاس آنے لگے۔ مجھے اس کتاب سے اس قدر عشق تھا کہ میں اس کی کاپیاں اور پروف بحالت مرض خود ہی دیکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ ردیف الف کی کچھ کاپیاں میں نے دیکھیں لیکن ضعف اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ڈاکٹر نے مجھے لکھنے پڑھنے کے کام کی ممانعت کر دی اور بالآخر قاموس کی کاپیوں اور پروف کی صحت کا کام مطبع کے مصحح صاحبان پر چھوڑنا پڑا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے صحت کا کام جو اپنی بیماری کے زمانہ میں کیا نہ وہ قابل اطمینان ہوا اور نہ دوسرے صاحبان کما حقہ کاپیوں کی صحت کر سکے۔ سنہ ۱۹۲۲ء کے آخر میں پہلی جلد شائع ہو کر جب ملک کے علم دوست اور قابل ترین ہاتھوں میں پہنچی تو اغلاط کی حقیقت کھلی اور اس کے بعد میں نے خود غلطنامہ بنانے کی غرض سے کتاب کو بالاستیعاب دیکھا اور اغلاط کی ایک لمبی فہرست تیار ہو گئی۔ ان غلطیوں کے نکلنے سے مجھے اسی حد تک تکلیف اور رنج ہوا جس قدر ایک باپ کو اپنے پیارے بیٹے کے چہرہ کو بدنما دیکھنے سے قدرۃً ہوتا ہے یوں تو شاید ہی کوئی خوش قسمت مصنف ہو جس کی کتاب چھپے اور وہ کتابت اور طباعت کی غلطیوں سے بالکل مبرا ہو ورنہ عموماً تو یہی دیکھا گیا ہے کہ بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی کتاب میں غلطنامہ کا ایک پٹ چھلا ضرور لگایا جاتا ہے۔ کتاب کے سرسری مطالعہ کرنے والے اس غلطنامے سے فائدہ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں لیکن اس قدر نفع ضرور ہوتا ہے کہ وہ اصحاب جو غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے عادی ہوتے ہیں فہرست اغلاط پر ضرور نگاہ رکھتے ہیں یہ غلطیاں جو آپ کو فہرست اغلاط میں ملینگی وہ مختلف نوع کی ہیں۔ بعض تو کاتب کی وہ غلطیاں ہیں جو مصحح صاحب کی نظر سے باقی رہ گئیں۔ اور بعض وہ غلطیاں ہیں جو باوجود کاپی اور پروف میں درست کر دینے کے مصلح سنگ کی لاپروائی کے بدولت جیوں کی تیوں رہیں۔ بعض چھپائی کی خرابی یعنی پریس مین کی غفلت کا آئینہ ہیں۔ اور کچھ غلطیاں ایسی بھی ہیں جو مبیضہ میں جس سے اس کتاب کو کاتب مطبع نے نقل کیا ہے مقابلہ کے وقت میری نگاہ چوک جانے کی بدولت باقی رہ گئی تھیں۔ بہر حال غلطی جس طریقے سے بھی وقوع پذیر ہوئی غلطی ہے اور اس کی توجیہہ کرنا عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے اس لیے امید ہے کہ اس کتاب کے محترم ناظرین کتاب کے مطالعہ سے قبل فہرست اغلاط کو ملاحظہ فرما کر کتاب کو درست کر لینگے۔ اور ان حالات کو جو اس کتاب کو پریس میں بھیجتے وقت مصنف کو پیش آرہے تھے اور اردو مطابع کی عام مشکلات کو نگاہ رکھکر

اس تکلیف دہی کی معافی دینگے۔ آخر میں اُن غلطیوں کی نسبت چند لفظ کہنا چاہتا ہوں جو مصنف کی کمی معلومات یا خامی تحقیقات پر منجر ہو سکتی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی لغت یا قاموس یا سائیکلو پیڈیا کا ترتیب دینا شخص واحد کا کام نہ تھا۔ ضرورت تھی کہ یہ کام مصنفین کی ایک جماعت کو تفویض کیا جاتا اور مشاہیر کے ہر طبقہ کے حالات لکھنے کا کام ایک خاص شخص کو جو اس شعبہ تاریخ میں کامل معلومات رکھتا ہو سپرد ہوتا۔ تصحیح کے لیے جداگانہ عملہ ہوتا۔ کتابت اور طباعت کا انتظام بھی بہتر ہوتا۔ لیکن ابھی ہماری قوم میں کوئی ایسی علمی انجمن (اکیڈیمی) قائم نہیں ہوئی ہی جو اردو ادب کے لیے اس قسم کی خدمات انجام دے سکے۔ اس لیے منفرد کوششوں سے جو کام ہو جائے اسے غنیمت سمجھنا چاہیے۔ تقریباً چھ ہزار مشاہیر کے ناموں کا مجموعہ جیسا کچھ بھی ہے آپ کے سامنے ہی۔ یہ کتاب اردو ادب میں اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت یہ کتاب ملک کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک اشاعت پذیر ہوگی تو مختلف مذاق اور مختلف معلومات رکھنے والے اشخاص ایسے مشاہیر کے حالات جن سے ان کو دلچسپی ہوگی تلاش فرمائینگے۔ ممکن ہی کہ وہ حالات ان کو کم تفصیل کے ساتھ ملیں۔ یا اس مشہور شخص کا جس کا حال وہ دیکھنا چاہتے ہیں بالکل نظر نہ آئے اور اس وجہ سے ان کو مایوسی ہو۔ ایسے حضرات سے ہم با دب گزارش کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی ہمہ دانی اور اپنی معلومات کی اس قدر وسیع ہونے کا کہ وہ دنیا کے یا کم سے کم ہندوستان کے ہر مشہور شخص کے حال پر حاوی ہو دعویٰ نہیں۔ اس لیے ہم اپنے قابل اور باخبر دوستوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں ہماری فروگذاشتوں سے مطلع فرمائیں گے تاکہ ہم دوسرے ایڈیشن میں اِن کے مفید مشوروں سے فائدہ اُٹھا سکیں ہم اس موقع پر یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کتاب کی ترتیب اور اس کے مبیضہ کو پریس میں دینے کے بعد ان مشاہیر کے حالات کے علاوہ جو اس ایڈیشن میں شامل ہو چکے ہیں ہمارے پاس اور بھی سوانح جمع ہو گیا ہے جو کتاب کے طبع دوم میں شامل کیا جا سکے گا اور نہ صرف یہ بلکہ وقتاً فوقتاً اس کے مرتمہ نسخے شائع ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

خاکسار

نظامی بدایونی

۸ ستمبر ۱۹۲۶ء بدایوں

تصحیح اغلاط جلد اول

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲	۲	۹	سنہ ۹۰ء	سنہ ۹۰ھ	۲۰	۲	۱	ہوئے	ہوا
۳	۲	۲۵	سپاس	سپاک	۲۲	۱	۱۲	گے	کا
۴	۱	۲۴	سنہ ۲۳ء	سنہ ۲۳ ہج	״	۱	۱۴	زبر سرپرستی میں	سرپرستی میں
״	۱	۲۵	سنہ ۳۱ء	سنہ ۳۱ ہج	۲۳	۲	۱	سنہ ۱۳۰۸ھ	سنہ ۶۰۸ھ
״	۱	۲۶	سنہ ۳۳ء	سنہ ۳۳ ہج م سنہ ۶۵۸۹ء	״	۲	۳	سنہ ۱۸۸۲ء	سنہ ۱۲۸۲ء
۵	۱	۲۶	احمد شاہ	شاہ عالم	۲۵	۲	۱۹	ہوگیا	ہوئے
״	۱	۲۹	سنہ ۱۱۱۷ھ	سنہ ۱۱۰۷ھ	۲۶	۱	۵	پنے	اپنے
״	۲	۲۱	سنہ ۱۱۸۲ء	سنہ ۱۱۸۲ھ	״	۱	۲۸	کا	کے
״	۲	۲۲	سنہ ۱۱۱۷ھ	سنہ ۱۲۱۷ھ	۲۷	۱	۲۱	ابن ہوکل	ابن ہوقل
۶	۲	۲	افضل بل	افضل پل	״	۱	۲۶	اسی نام کو دیکھو	دیکھو امیر محمود
״	۲	۲۵	سنہ ۱۳۰۳	سنہ ۱۳۰۳ھ	۲۸	۱	۱۶	سنہ ۱۳۶۷ھ	سنہ ۱۳۶۷ء
۷	۲	۲۸	سنہ ۱۳۴۱ء	سنہ ۱۶۴۱ء	״	۲	۱۵	سنہ ۱۰۱۸ھ	سنہ ۱۱۱۸ھ
۸	۱	۷	سنہ ۱۷۵۵ء	سنہ ۱۵۷۷ء	۲۹	۱	۲۶	سنہ ۵۰۲ء	سنہ ۱۵۰۲ء
۱۰	۱	۸	سنہ ۱۹۱۹ء	تقریباً سنہ ۱۹۰۰ء	״	۱	۲۹	کے سے	کے حکم سے
۱۱	۲	۴	سنہ ۱۳۲۹ء	سنہ ۱۳۲۹ھ	״	۲	۱۶	ہوسے	شاہی
״	۲	۱۳	سنہ	سنہ ۱۷۴۷ء	۳۰	۱	۳	سنہ ۱۰۹۸ء	سنہ ۱۰۹۸ھ
״	۲	۲۰	سنہ ۸۱۹ء	سنہ ۱۸۱۹ء	״	۱	۲۳	سنہ ۱۲۹۲ء	سنہ ۵۲۶ھ
۱۲	۱	۱۷	مضان	رمضان	״	۱	۲۴	سنہ ۱۳۶۶ء	سنہ ۱۳۹۲ء
۱۳	۱	۲۸	سنہ ۸۷۵ و سنہ ۸۸۰	سنہ ۸۷۵ھ و سنہ ۸۸۰ھ	״	۱	״	سنہ ۵۲۶ھ	سنہ ۷۹۵ھ
״	۲	۶۰	الاشتنر	مالک بن الاشتر	״	۱	״	سنہ ۷۹۵ھ	سنہ ۱۳۶۶ء
۱۵	۱	۲۷	سوز	سور	״	۱	״	اور	مطابق
״	۲	۱۷	سنہ ۱۹۲۳ء	سنہ ۱۹۲۳ء م سنہ ۱۳۴۲ھ	״	۲	۱۴	ان	اس
۱۰	۱	۱۳	کے	گئی	۳۱	۱	۱۲	کے داماد بھی تھے	کا داماد بھی تھا
״	۱	۲۳	علم و	علم	۳۴	۲	۲۵	مداح تھا	مداحی کی

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۳۴	۲	۲۸	کے	کا
۳۹	۱	۱۳	سنہ ۱۱۹۱ھ	سنہ ۱۱۹۱ء
″	۱	۱۳	سنہ ۵۸۷ء	سنہ ۵۸۷ھ
″	۲	۱۶	۲۷۔ ذی الحجہ	۲۷ ذی الحجہ سنہ ۳۳۵ھ
۴۰	۱	۱۶	م سنہ ۱۲۲۲ھ	مطابق سنہ ۱۳۴۳ھ
۴۱	۱	۱	کیا تھا	کی تھی
۴۳	۱	۴	سنہ ۸۴۲ء	سنہ ۸۶۲ھ
″	۱	۴	سنہ ۸۵ یا سنہ ۸۵۴ھ	سنہ ۸۵ یا سنہ ۸۵۴ء
″	۱	۲۱	لڑ	لڑکے
۴۵	۱	۱۲	تھے	تھی
۴۷	۱	۱۴	سنہ ۵۹۷ھ	سنہ ۳۳۵ھ
۵۰	۱	۲۴	تعمیر اشخاص	بہ عمر اونچاس
″	۲	۵	ہوئی	ہے
″	۲	۲۵	ابو عبداللہ محمد	مکرر درج ہوگیا ہے
۵۱	۱	۲۹	تھا	تھے
″	۲	۱	اس	اِن
″	۲	۲	اس	اِن
″	۲	۳	اس	اِن
″	۲	۴	اس نے	انھوں نے
″	۲	۵	اس	اِن
۵۳	۲	۱۴	سنہ ۱۹۱۲ء	سنہ ۹۱۲ء
۵۵	۱	۱۴	میں	کی
۵۷	۲	۱۹	سنہ ۹۲۲ھ	سنہ ۹۲۴ھ
۵۸	۱	۱۱	رہا	تھا
″	۱	۲۸	سنہ ۵۹۸ء	سنہ ۵۹۸ھ
۵۹	۲	۱۱	تھا	تھے

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۵۹	۲	۲۳	سنہ ۱۱۳۹ء	سنہ ۱۱۳۹ھ
۶۰	۱	۴	عالیہ	عائشہ
″	۱	۵	نہ	یہ
″	۱	۷	نے	کے حالات میں
″	۱	۱۶	کسی	کی
″	۱	۲۰	کرتے	کرتے تھے
۶۱	۲	۱۰	اتابک	اتابک کے
۶۲	۱	۱۰	م سنہ ۱۱۳ھ ۱۷۱۷ء	سنہ ۱۱۳۰ھ ۱۷۱۷ء
″	۱	۱۹	سنہ ۱۲۲۶ء	سنہ ۱۶۲۶ء
″	۱	۲۰	ختم ہوئے	فوت ہوئے
″	۱	۲۶	سنہ ۱۰۹۹ء	سنہ ۱۵۹۹ء
″	۲	۲۷	سنہ ۱۲۹۳ء	سنہ ۱۲۹۴ھ
۶۳	۲	۱۸	سنہ ۱۳۴۸ء	سنہ ۱۷۱۷ء
۶۵	۲	۲	شہزادے	شہزادوں
۶۶	۱	۷	لڑکا	لڑکا تھا دیکھیے جلال بخاری سید
۶۸	۱	۱۲	گولی	گولے
″	۲	۲۵	ناظرین	یہ
۷۰	۲	۱۵	ہیں	کے
۷۱	۱	۱۴	سنہ ۱۸۵۸ء	سنہ ۱۵۸۸ء
″	۱	۲۴	اوبھاکر	اوکھاڑکر
۷۲	۲	۶	سنہ ۱۸۰۸ء	سنہ ۱۸۰۸ء ھ
۷۲	۲	۱۸	اخفش اول	اخفش وسط
″	۲	۲۴	سنہ ۸۴۵ھ	سنہ ۸۴۵ء
۷۳	۱	۱	فرخ کی	فرخ کی تاریخ
۷۶	۲	۲۵	کبیر الاشتہا	اکسیر الاشتہار
۷۷	۱	۱۶	چشتی	حنفی
۷۸	۱	۸	سنہ ۶۶۳ء	سنہ ۶۶۳ھ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۷۸	۱	۸	سنہ ۱۰۷۴ھ	سنہ ۱۰۷۴ء
″	۱	۱۴	سنہ ۱۶۸۵ء	سنہ ۱۶۶۹ء
۷۹	۲	۲۰	×	سنہ ۳۳۱ھ
۷۹	۲	۲۱	سنہ ۴۴۳ھ	سنہ ۳۴۳ھ
۸۰	۲	۹	کے صاحب	صاحب کے
″	۲	۱۰	کو	کا
″	۲	۱۰	حاضر ہو	ہوتا تھا کہ
۸۰	۲	۱۷	سنہ ۸۶۰ء	سنہ ۸۶۰ھ
″	۲	۲۹	کا مقابلہ	×
۸۲	۲	۱۶	سنہ ۱۷۷۵ء	سنہ ۱۵۷۵ء
۸۴	۱	۱۰	سنہ ۷۴ء	سنہ ۴۳ء
″	۲	۱	سنہ ۱۵۵۱ء	سنہ ۱۶۵۱ء
۸۶	۲	۲۶	سنہ ۱۷۰۷ھ	سنہ ۱۷۰۷ء
۸۷	۱	۱۹	۱۲۰	۱۲
″	۱	۲۷	ہاتھ سے	ہاتھ سے آگرہ کے قریب
″	۲	۵	ننشی	منشی
۹۰	۲	۲۳	سنہ ۹۹۳ء	سنہ ۹۹۳ھ
۹۱	۱	۲۱	سنہ ۱۱۶۶ء	سنہ ۱۱۵۶ء
″	۱	۲۲	سنہ ۵۵۱ء	سنہ ۵۵۱ھ
″	۱	۲۲	سنہ ۱۱۶۲ھ	سنہ ۱۱۶۲ء
۹۲	۲	۹	تھا	تھی
″	۲	۱۴	اس فتح کے	اس فتح کے بعد
۹۵	۲	۶	طالب	ابی طالب
۹۷	۲	۱۰	سنہ ۵۷۵ء	سنہ ۵۷۵ھ
۹۹	۱	۲۲	آنکھیں	آنکھوں میں
″	۲	۲۶	سنہ ۲۹۳ء	سنہ ۲۹۳ھ
۱۰۵	۱	۲۷	صوفی	صفوی

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۰۶	۱	۲۲	سنہ ۱۳۱۷ء	سنہ ۱۳۶۹ء
۱۰۸	۲	۱۹	قومی	تمدنی
″	۲	۲۲	شرح	شروع
۱۱۰	۱	۳	سنہ ۱۵۱۴ء	سنہ ۱۵۹۳ء
″	۱	۱۳	اس کا	ان کے
″	۱	۱۵	رہا	رہے
″	۱	۱۶	کا	کے
″	۱	۱۷	ہوا	ہوئے
″	۱	۱۷	اس	اُن
″	۲	۱۳	سنہ ۱۳۷۳ھ	سنہ ۱۱۷۳ھ
۱۱۱	۱	۲۴	شاہ تاتار	شاہ تاتار تھا
″	۲	۲۵	سنہ ۱۲۳۰ء	سنہ ۱۶۳۰ء
۱۱۳	۱	۲۵	سنہ ۵۹۲ء	سنہ ۵۹۲ھ
۱۱۴	۲	۹	اطباع	اطبار
۱۱۵	۲	۲۷	سنہ ۵۵۹ھ	سنہ ۵۹۹ھ
۱۱۶	۲	۱۴	سنہ ۱۰۹۶ھ	×
۱۱۷	۲	۱۴	محمد	محمود
۱۲۳	۲	۲۶	سنہ ۵۰۹ء	سنہ ۹۰۵ء
۱۲۵	۲	۴	واحد علی شاہ	واجد علی شاہ
۱۲۹	۱	۱۵	سنہ ۹۰ھ	سنہ ۱۹۰ھ
″	۱	۱۹	سنہ ۹۳ھ	سنہ ۱۹۳ھ
۱۳۰	۱	۷	بر	×
۱۳۶	۲	۲۰	سنہ ۱۸۱۲ء	سنہ ۱۸۰۲ء
″	۲	۲۱	سنہ ۱۲۷۱ھ	سنہ ۱۲۱۷ھ
۱۳۷	۱	۱۹	کے قریب	×
۱۳۸	۱	۲۰	سنہ ۱۲۲۶ء	سنہ ۱۲۶۶ء
۱۳۹	۱	۲۰	مطابق	مطابق سنہ ۱۲۷۲ھ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۲	۲۴	کا	کے
″	۲	۲۵	والا	والے
″	۲	۲۵	کا	کے
″	۲	۲۶	ہی	ہیں
″	۲	۲۷	ہی	ہیں
۱۵۴	۲	۶	سنہ ۱۵۸۸ھ	سنہ ۹۹۷ھ
۱۵۷	۲	۲۴	سنہ ۱۵۵ھ	سنہ ۲۵۵ھ
۱۵۸	۱	۱۰	سنہ ۱۳۲ھ	سنہ ۱۰۳۲ھ
″	۱	۲۳	سنہ ۱۷۶۵ع	سنہ ۱۷۶۵ع
۱۵۹	۲	۲	سنہ ۱۲۲۸ع	سنہ ۱۴۲۸ع
″	۲	۷	سنہ ۱۸۸۵ع	سنہ ۱۵۸۵ع
۱۶۱	۱	۱۷	سنہ ۱۱۶۲ھ	سنہ ۱۰۶۲ھ
″	۱	۲۲	سنہ ۱۴۳۰ع	سنہ ۱۲۳۰ع
۱۶۷	۱	۱۶	سنہ ۱۸۱۶ع	سنہ ۱۵۹۶ع
۱۶۸	۱	۱۶	سنہ ۱۱۰۱ھ	سنہ ۱۱۱ھ
۱۶۹	۲	۱۰	نے	کو بھی
۱۶۹	۲	۱۳	موسی	×
۱۷۰	۲	۸	سنہ ۱۷۳۹ع	سنہ ۱۷۰۴ع
″	۲	۲۸	سنہ ۱۲۲۸ع	سنہ ۱۸۲۴ع
۱۷۱	۲	۲۰	اول	بن ابوبکر بن
″	۲	۲۷	سنہ ۲۴۳ھ	سنہ ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۹ع
۱۷۲	۱	۹	سنہ ۱۷۶۶ھ	سنہ ۱۷۶۰ھ
″	۱	۹	سنہ ۱۷۴ھ	سنہ ۱۱۷۴ھ
″	۱	۱۶	سنہ ۱۱۱۷ھ	سنہ ۱۱۷۷ھ
″	۱	۲۳	اباب	ایک
۱۷۳	۱	۱۰	سنہ ۱۵۹۹ھ	سنہ ۱۵۹۹ع
″	۱	۱۰	سنہ ۱۰۰۸ عیسوی	سنہ ۱۰۰۸ھ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۷۳	۱	۱۳	مان سنگہ	مہا سنگہ
″	۲	۱۲	سنہ ۱۸۹۷ع	سنہ ۱۶۰۵ع
″	۲	۱۳	سنہ ۱۲۱۴ھ	سنہ ۱۰۱۴ھ
۱۷۶	۱	۱۹	سنہ ۱۲۲۴ع	سنہ ۱۳۳۴ع
″	۲	۲۶	سنہ ۱۲۸۳ع	سنہ ۱۲۸۳ھ
۱۷۷	۱	۱۱	سنہ ۹۷۳ھ	سنہ ۹۹۳ھ
″	۲	۷	سنہ ۱۶۵۱ھ	سنہ ۶۵۱ھ
۱۸۰	۲	۱۷	سنہ ۱۴۱۶ع	سنہ ۱۶۱۴ع
۱۸۳	۱	۱۹	سنہ ۱۸۴۷ع	سنہ ۱۴۴۷ع
″	۲	۱۸	سنہ ۵۷۴ع	سنہ ۱۳۷۴ع
۲۰۰	۱	۲۱	سنہ ۴۱۷ع	سنہ ۷۰۴ع
۲۰۱	۲	۱۹	سنہ ۱۵۱۲ھ	سنہ ۱۲۱۵ھ
۲۰۴	۱	۱۷	سنہ ۱۷۳۴ع	سنہ ۱۳۷۴ع
۲۰۵	۲	۱۰	سنہ ۸۴ع	سنہ ۸۴۵ع
۲۱۱	۱	۸	سنہ ۱۹۰۵ع	سنہ ۱۵۰۵ع
۲۱۵	۱	۲۳	سنہ ۱۱۵۰ھ	سنہ ۱۵۰ھ
″	۱	۲۳	سنہ ۱۷۳۷ع	سنہ ۷۶۷ع
۲۲۶	۱	۴	سنہ ۱۶۵ع	سنہ ۱۶۵۷ع
۲۲۷	۱	۱۲	کا	کے
″	۱	۱۲	ہے	ہیں
″	۱	۱۳	اُس	اُن
۲۲۷	۱	۱۴	اس	انہوں
″	۱	۱۵	ہوا	ہوئے
۲۴۰	۱	۳	سنہ ۱۲۳۵ھ	سنہ ۱۲۳۹ھ
۲۴۳	۱	۱۷	سنہ ۱۲۶۹ھ	سنہ ۱۱۶۹ھ
″	۱	۱۷	سنہ ۱۸۵۲ع	سنہ ۱۸۵۴ع
۲۴۷	۱	۲۱	سنہ ۱۰۸۵ھ	سنہ ۱۸۵ھ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲۴۹	۱	۱۵	سنہ ۱۶۸۰ء	سنہ ۱۶۹۰ء
۲۵۳	۲	۳	ہوا	ہوئے
۲۵۴	۱	۲۴	اُس	اُن
″	۱	۲۹	بنگال سے	بنگال کے
۲۵۶	۱	۵	پہلے	پہلے راجہ
۲۵۸	۲	۵	سنہ ۱۱۱۱ء	سنہ ۱۷۱۱ء
″	۲	۲۳	سنہ ۵۵۸ء	سنہ ۱۵۵۸ء
۲۶۴	۲	۲۱	سنہ ۱۳۲۶ء	سنہ ۱۶۲۶ء
۲۶۷	۱	۲	محاصرہ کا	محاصرہ
۲۶۸	۱	۲۵	لک مالوہ	مُلک مالوہ
۲۷۰	۲	۲۸	شوخیُ انداز	شوخی کا انداز
۲۷۲	۲	۴	سنہ ۶۶۰ء	سنہ ۱۲۶۰ء
″	۲	۷	سنہ ۶۶۴ھ	سنہ ۱۱۶۴ھ
۲۷۳	۲	۸	فیساغورث	فیثاغورث
۲۷۴	۱		شاگرد لکھا ہے	شاگرد رشید لکھا ہے
۲۷۹	۱	۲۵	سنہ ۱۷۰۰ء	سنہ ۱۶۷۰ء
۲۸۱	۱	۱۹	سنہ ۹۶۷	سنہ ۹۹۷ء
۲۸۲	۱	۷	سنہ ۱۰۹۱ھ	سنہ ۱۶۹۱ء
″	۱	۷	سنہ ۱۱۰۲ء	سنہ ۱۱۰۲ھ
″	۱	۱۵	سنہ ۱۰۸۵ء	سنہ ۱۰۸۵ھ
۲۸۳	۲	۱۵	سنہ ۹۲۴ھ	سنہ ۱۲۲۴ھ
″	۲	۲۹	خود بخود ہی سنا کی سلطنت کا	×
۲۸۴	۱	۱	خاتمہ کرکے	×
۲۸۶	۲	۷	کتاب	کتاب کا
″	۲	۱۲	حیدرآباد گیا	حیدرآباد گئے
″	۲	۱۳	اس کی	ان کی
۲۸۸	۱	۱۴	کھو سکتا	کھوں گا

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲۸۹	۱	۱۹	تصوف	تصوف
″	۲	۱۸	سنہ ۱۰۱۰ء	سنہ ۱۷۱۰ء سے
۲۹۱	۱	۲۸	سنہ ۱۲۵۶ء	سنہ ۱۴۵۶ء
″	۱	۲۸	سنہ ۸۶ء	سنہ ۸۶۰ء
″	۲	۱۵	دہلی کے	دہلی کا
″	۲	۱۵	شاہ گجرات کا	×
″	۲	۱۶	وزیر	×
۲۹۳	۲	۱۴	سنہ ۹۱۹ھ	سنہ ۹۳۹ھ
۲۹۴	۱	۴	سنہ ۲۲۶ھ	سنہ ۹۲۶ھ
۲۹۴	۲	۱۵	پوتا	پوتا تھا
″	″	۳۰	کے	کے بعد
″	″	۲۷	بادشاہ ہوا	بادشاہ ہوا و
۲۹۵	۲	۱۲	شہر آگرہ کے	شہر آگرہ
۲۹۹	۱	۲	خبر سن	خبر سن کے
۳۰۱	۱	۶	شامل فرمایا تھا	ارشاد فرمایا تھا
″	۲	۲۸	لڑکا تھا	پوتا تھا۔
۳۰۲	۲	۱۹	وجہ میں	دوران میں
۳۰۶	۲	۱۸	سنہ ۱۳۸۹ء	سنہ ۱۶۸۹ء
″	۲	۱۹	سنہ ۱۱۰۰	سنہ ۱۱۰۰ھ
۳۰۷	۲	۱۲	سنہ ۱۸۷۳ء	سنہ ۱۸۷۳ء میں
۳۱۰	۲	۲۲	خاندان کی	خاندان
۳۱۱	۲	۱۴	چونکہ سود	چونکہ سو وہ
۳۱۵	۱	۱۹	سنہ ۱۳۳۲ھ	سنہ ۱۲۳۲ھ
۳۱۹	۱	۴	کے بیٹے	کی بیٹی

تصحیح اغلاط جلد دوم

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	۲۴	یہی وہ سنہ	یہی سنہ	۲۷	۲	۱	مطابق سنہ ۱۳۲۴ء	×
"	۲	۲۱	سنہ ۱۸۵۴ء	سنہ ۱۵۹۹ء	۲۸	۱	۱۱	میناقب	مناقب
۴	۲	۱۰	ان کی	اُس کی	"	۲	۴	سنہ ۱۵۱۵ء	سنہ ۱۵۳۵ء
۶	۱	۱۶	ان کے	اُس کے	۲۹	۲	۱۸	سنہ ۱۷۰۷ھ	سنہ ۷۰۷ھ
۹	۱	۸	سنہ ۶۳۸ھ	سنہ ۸۳۸ھ	۳۱	۱	۲۷	تھا	تھے
۱۰	۱	۲۹	سنہ ۱۹۹۶ء	سنہ ۱۴۹۶ء	"	۲	۲۴	جن	حُسن
۱۱	۲	۵	کے باپ کا	اُس کے باپ کا	۳۲	۱	۱	سنہ ۱۳۱۴ء	سنہ ۱۴۱۱ء
"	۲	۱۰	فیرار	فرار	"	۱	۲۲	ان	اس
۱۲	۱	۲	کے موروثوں	کی اولاد	"	۱	۲۴	گرڈائی	لڑائی
"	۱	۱۰	کے	کا	۳۳	۱	۱۳	کا	×
"	۲	۷	زیارت گا	زیارت گاہ	"	۲	۱۰	نتھبور	رنتھبور
۱۳	۱	۷	خاندان	بادشاہ	۳۳	۲	۱۶	اس لڑائی میں	اس لڑائی میں وہ
"	۱	۱۷	اُس	اِن	"	"	۱۸	میں	کو
"	۱	۱۹	نسل ہے	نسل سے تھا	۳۴	"	۸	شاہنامۂ منور کلام	شاہنامۂ منور کلام
"	۱	۲۳	سبزواری	سبزواہی	۳۵	۱	۲۵	بنت	بنت
"	۲	۲	سنہ ۸۵۷ء	سنہ ۱۸۵۷ء	"	۲	۱	حاکم کابل کہ	حاکم کابل
۱۴	۱	۵	ہیں	میں	"	۲	۲۰	سنہ ۱۲۱۱ء	سنہ ۱۲۱۱ھ
۱۵	۱	۳	اِن	اِس	۳۶	۲	۲	صوبہ سندھ	صوبہ سندھ
۱۹	۲	۴	اِس	اِن	۳۸	۱	۱۲	صوقی	صدفی
"	"	۱۷	سنہ ۲۷۴ھ	سنہ ۱۷۴ھ	"	۱	۱۹	سنہ ۱۷۳۵ء	سنہ ۱۸۳۲ء
۲۵	۱	۲۹	کے	کا	۲۹	۲	۲	سنہ ۴۰۷ھ	سنہ ۴۷۰ھ
۲۷	۱	۴	بھیجا	بھیجی گئی تھی	"	۲	۸	سپہ سالار	×

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۲	۲۵	سنہ ۱۲۹۱ء	سنہ ۱۱۹۲ء
۴۳	۲	۷	کالج	×
〃	〃	۱۸	وہی	وہیں
۴۴	۲	۲۴	اس کامر	اس کا سر
۴۶	۱	۲۲	ایران کے کر	ایران کے
〃	۲	۱	سنہ ۱۲۳۰ء	سنہ ۱۱۳۰ء
〃	۲	۲۴	الپ ارسلان	الپ ارسلان کا بیٹا تھا
۴۸	۱	۵	موجوہ	جو
۹	۲	۲۶	غزل مقطع ہی	غزل کا مقطع ہی
۵۰	۲	۳	تھا	تھے
۵۱	۱	۱۱	سنہ ۱۸۳۶	سنہ ۱۵۳۶ء
۵۳	۱	۲۳	سنہ ۱۰۶۰ء	سنہ ۱۶۶۰ء
۵۴	۱	۲۶	جنت البقین	جنت البقیع
۵۶	۱	۱۷	سنہ ۱۳۲۳ھ	سنہ ۱۲۲۳ھ
۵۹	۲	۸	سنہ ۱۲۷۹ء	سنہ ۵۸ھ
〃	〃	۲۹	شہزادہ کے ساتھ	شہزادہ کے ساتھ کی تھی
۶۰	۱	۳	ہو ابن	ہیں
〃	۲	۲۳	سنہ ۱۸۷۸ء	سنہ ۱۷۷۸ء
۶۱	۱	۸	سنہ ۵۱۱ھ	سنہ ۹۱۱ھ
〃	۱	۲۵	والد	ولد
۶۲	۱	۳	اور چار سال	خود چار سال
〃	۱	۱۵	ان	اُس
〃	۲	۱۴	غزنی	عربی
۶۳	۱	۱	سنہ ۱۲۴۴ھ	سنہ ۱۸۲۸ء
۶۴	۲	۱۵	دلچسپی ہے	دلچسپی تھی
۶۵	۱	۴	تنا عشریہ	اثنا عشریہ
〃	〃	۵	موسومہ	موسوم بہ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۶۵	۲	۱۶	سنہ ۱۲۸۴ھ	سنہ ۱۸۶۷ء
۶۶	۱	۲۴	سید ہے	سید تھے
۲۶	۲	۱	سنہ ۱۱۶۱ء	سنہ ۱۱۶۵ء
۷۰	۱	۹	مہاجرین	مشاہیر
〃	۱	۱۲	آپ بھی	آپ کے والد بھی
۷۲	۲	۱۳	اکبر	اور اکبر
۷۵	۲	۲	شد	رشد
۷۷	۲	۱۸	تکمیل	تاریخ تکمیل
۸۰	۱	۲۳	بنی امیہ	مصری اور یمنی
〃	۲	۲۱	جیش عامہ	جیش اسامہ
۸۱	۱	۱۹	سنہ ۱۸۵۳ھ	سنہ ۱۸۵۳ء
۸۲	۲	۱۸	ہوتے	ہوتے تھے
۸۳	۱	۸	ایک	کہ ایک
〃	۲	۲۱	شاہ	بادشاہ
۸۵	۱	۱۶	کے	کا
۹۶	۲	۲	سیری	اسیری
〃	〃	۷	کشاب	کشاف
۹۷	۲	۱۹	سنہ ۱۲۲۴ھ	سنہ ۱۲۲۴ء
۹۸	۱	۱۳	تھا	تھے
〃	۲	۱	کر کے	کر گئے
〃	〃	۷	پہونچا	پہونچے
〃	〃	۱۷	چار پانچ	قریب سات
۹۹	۱	۹	کو	مطابق
〃	〃	۱۷	ہیں	رہیں
〃	۲	۲۹	ہوئے	ہوا
۱۰۱	۱	۳	میں	کے ممبر
〃	۱	۱۹	سنہ ۱۳۳۱ء	سنہ ۱۳۸۱ء

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۰۳	۱	۱۲	سنہ ۳۵۶ھ	سنہ ۵۳۶ھ
۱۰۵	۱	۱۳	سنہ ۱۹۰۷ء	سنہ ۱۴۰۷ء
۱۰۷	۱	۱۸	سنہ ۱۲۵۵ھ	سنہ ۱۲۵۵ء
۱۰۹	۱	۹	بہت یادہ	بہت زیادہ
۱۱۰	۲	۱۱	سنہ ۱۹۲۵ء	سنہ ۱۲۹۵ء
″	۲	۱۵	اس کا	اُس کی
۱۱۱	۱	۲۵	ے	کے
″	۱	۲۶	علام الثقلن	غلام الثقلین
۱۱۲	۲	۱۳	خواب	جواب
۱۱۴	۲	۱۲	سنہ ۱۸۷۳ھ	سنہ ۸۷۴ھ
″	″	۲۹	چوتھا بادشاہ بادشاہ تھا	چوتھا بادشاہ تھا
۱۱۵	۲	۲	بھی	میں بھی
۱۱۸	۱	۹	سنہ ۱۲۲۶	سنہ ۱۶۲۶ء
۱۱۹	۲	۹	گردوم	گرد۔دوم
″	″	۲۹	ان کو	اس کو
۱۲۰	۱	۲۶	عمر	عمر میں
۱۲۲	۲	۲۹	مجل	محل
۱۲۳	۱	۱۸	بیت	ابیات
۱۲۴	۲	۴	اپنی محبوبہ	خسرو پرویز
۱۲۵	۲	۲۲	ہو گئے	ہوگیا
۱۲۶	۱	۱	کر کرکے	کرکے
″	۲	۲۹	باپری	بابری
۱۲۷	۲	۳	ان کو	اس کو
۱۲۷	۲	۲۸	تھے	تھا
۱۲۸	۱	۲۰	ہے	تھے
″	″	۲۱	اس	ان
″	″	۲۸	کرتے	کرتے تھے

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۲۸	۲	۲۷	ہوگئے	ہوگیا
۱۲۹	۲	۵	ان کو	اس کو
″	″	۱۱	واپس	واپس ہوا
۱۳۲	۲	۸	سنہ ۱۳۷۸ء	سنہ ۱۳۷۸ء مطابق
″	۲	۱۰	ان	اس
″	″	۱۹	۱۴	۱۴-لاکھ
″	″	۲۴	اس	ان
۱۳۳	۱	۱۴	بڑا بھائی	چھوٹا بھائی
″	″	۱۸	بنائے گئے	کا خطاب ملا
۱۳۴	۱	۲۶	ان کو ان کے	اس کو اس کے
″	۲	۱۲	۴۹۴	سنہ ۴۹۴ھ
″	۲	۱۹	والدہ کی	والدہ اور
۱۳۵	۲	۱۰	کرو لیا	کرلیا
۱۳۶	۱	۶	سنہ ۱۵۷۹ء	سنہ ۱۵۷۲ء
″	″	۷	سنہ ۱۶۰۲ء	سنہ ۱۵۹۹ء
″	″	۱۰	سنہ ۹۰۰ھ	سنہ ۹۷۷ھ
″	″	۱۴	سنہ ۱۶۰۹ء	سنہ ۱۵۹۹ء
″	۲	۱۴	سنہ ۶۲۸ء	سنہ ۱۶۲۸ء
″	″	″	مطابق سنہ ۳۷ھ	مطابق سنہ ۱۰۳۷ھ
۱۳۷	۱	۲۱	وقفیت	واقفیت
″	۲	۱۸	سنہ ۱۱۹۱ء	سنہ ۱۱۹۱ھ
۱۳۸	۱	۴	علم وکلام	علم کلام
″	۱	۲۲	نویں سنہ	نویں صدی
″	۲	۷	خاص	خاں
۱۴۰	۱	۱	ان	اس
″	″	۵	بہن	بہن تھی
″	″	۱۵	قیبہ	قتیبہ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۴۲	۲	۹	اور سال	اور ۳ سال
۱۴۴	۱	۱۵	دار	داؤد
۱۴۶	۱	۲	سنہ ۹۷ھ	سنہ ۱۰۹۷ھ
،،	،،	۱۲	اس	ان
۱۵۲	۱	۹	ہوا	ہوئے
۱۵۷	۱	،،	مرہ	نیرہ
۱۶۰	۱	۱۱	سنہ ۱۸۹۷ھ	سنہ ۱۸۵۷ء
۱۶۲	۱	۱۰	ان	اس
،،	۱	۲۴	ترجمہ جو	ترجمہ
،،	۱	۲۵	ہوا	کیا ہوا
۱۶۴	۲	۲۵	ہو گئے	ہو گیا
۱۶۷	۲	۱۵	کے	کا
۱۶۹	۱	۲۰	گر رہا ہے	گرتا رہے
۱۷۷	۲	۳۰	ہی کر	ہو کر
۱۸۳	۲	۲۰	ذالحجہ	ذی الحجہ
۱۸۵	۲	۱۹	التمار	الثمار
۱۸۶	۲	۲۰	سنہ	سنہ ۷۴۰ء
۱۹۶	۱	۱۸	بادشا	بادشاہ
،،	۲	۲۷	سنہ ۱۷۶۹ء	سنہ ۱۷۹۹ء
۱۹۹	۱	۱۹	ناتونہ	نانونہ
۲۰۴	۱	۲۰	کامزن	کامران
۲۰۵	۱	۷	سنہ ۱۴۱۹ء	سنہ ۱۴۹۳ء
۲۰۸	۱	۲۹	مرا	سزا
۲۲۳	۱	۲۱	لی اعزاز	للاعزاز
،،	،،	۲۸	لی دین	لدین
،،	۲	۵	لی دین	لدین
۲۲۶	۱	۲۷	مدرس	مدرس

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲۲۶	۲	۱۳	کنڈا	مکنڈا
،،	،،	۱۶	اکبر کے نہ	اکبر کے صورت
۲۲۹	۱	۱۱	اُن	اس
،،	۱	۱۸	المقتضی	المقتدی
،،	۱	۲۰	بنایا چاہا	بنانا چاہا
۲۳۰	۱	۱۸	شاد	شاہ
،،	۲	۱۹	سنہ ۶۶۸ھ	سنہ ۶۷۸ھ
۲۳۱	۱	۴	ابوالفا	ابوالفرا
،،	۱	۱۸	سید الدین	سیف الدین
،،	۲	۱۵	کاہلی	کابلی
،،	،،	۲۷	سنہ ۱۳۳۵ء	سنہ ۱۵۳۵ء
۲۳۸	۱	۳	ملوں شاہ شرف الدین	الموں شاہ شرف الدین
،،	۱	۲۹	کی بیوے	کی بیوہ نے
۲۳۳	۱	۲۷	اس	ان
۲۳۴	۱	۲۹	پہنچا تھا	پہنچے تھے
۲۳۵	۲	۲۱	سنہ ۵۷۵ء	سنہ ۱۵۷۵ء
۲۳۶	۲	۲۷	وطن	×
۲۳۷	۲	۲۹	میں کو	میں احمد کو
۲۳۸	۱	۱۵	عہد میں تھا	عہد میں بنا تھا
،،	۲	۹	بتاریخ	تاریخ
۲۴۱	۲	۸	میں اُس	میں اس نے
۲۴۴	۱	۲۴	جہگوں	جگھوں
۲۴۵	۱	۱۱	سنہ ۱۸۵۸ء	سنہ ۱۵۸۸ء
،،	۱	۱۹	حاضرہ	حاضر
۲۵۶	۲	۱۴	مسند نشین ہوا	مسند نشین ہوئے
۲۵۷	۲	۲۱	تفتہ زاکے	تفتہ زانی نے
۲۶۹	۲	۲۷	فورالدین	نورالدین

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲۶۲	نمبر شمار صفحہ	بالائے سطر اول	۱۷۲	۲۷۲
۲۶۵	۲	۷	جس میں ... غزل	جس میں ۸۰۰ غزل
۲۸۲	۱	۱۳	سنہ ۱۰۴۳ع	سنہ ۱۴۳۱ع
"	۱	۱۸	سنہ ۱۶۰ع	سنہ ۱۶۰۱ع
	۲	۱۴	سنہ ۱۸۰۴ع	سنہ ۱۵۰۴ع
۲۸۶	۲	۱۶	سنگ مر	سنگ مرمر
۲۸۹	۱	۱۷	سنہ ۱۶۵۴۶ع	سنہ ۱۵۴۶ع
"	۱	۲۶	سنہ ۱۰۷ھ	سنہ ۱۸۷ھ
۲۹۲	۲	۷	عالکم	عالم

قاموس المشاہیر کی نسبت بعض مشاہیر ملک اور اخبارات کی رائیں

(از مولوی محمد عبد العزیز صاحب ایم اے کینٹیب ایل ایل بی وکیل)

(ہائی کورٹ اِلہ آباد)

قاموس المشاہیر کی جلد اول طبع ہوکر دنیائے ادب کے سامنے آگئی ہے اور جلد دویم عنقریب آنے والی ہے۔ مولوی نظام الدین حسین صاحب نے اس کتاب کی تالیف سے اُردو ادب پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے اپنی قسم کی یہ پہلی کتاب ہے۔ اُردو زبان میں اس وقت تک کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی جس سے مشرقی مشاہیر کے حالات معلوم ہو سکیں۔ مہذب اقوام کی زبانوں میں متعدد کتابیں ایسے مضامین پر موجود ہیں اُردو زبان کی ترقی کے لئے ایسی کتاب کا وجود لازمی ہے۔ یورپ میں عموماً اس قبیل کی کتابیں کسی علمی یا ادبی انجمن یا درسگاہ کی سرپرستی میں شائع ہوتی ہیں لیکن ہمارے ملک میں کسی ایسی انجمن یا درسگاہ نے ابھی تک اس کام کا بیڑہ نہیں اُٹھایا۔ مولوی نظام الدین حسین صاحب نے بارہ سالہ مسلسل اور ان تھک کوشش کے بعد اس کام کو تن تنہا انجام دیا ہے۔ اس کی تکمیل کے لیے ان کو بہت جگہ اپنے شہر سے باہر بھی متعدد کتب خانہ جات کی چھان بین کرنا پڑی ہے اور بہت سی کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑا ہے۔ مولوی صاحب موصوف کی یہ جد و جہد خاص طور پر قابل ستائش و قدر دانی ہے۔

قاموس المشاہیر چونکہ اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ لہذا اس میں متعدد نقائص اور خامیوں کا پایا جانا خلاف توقع نہیں ہے۔ مشاہیر کی فہرست زیادہ مکمل ہوسکتی ہے۔ جن بزرگوں کے حالات اس کتاب میں

درج ہیں ان میں سے بعض کے حالات زیادہ مفصل اور واضح معلوم ہونے کی ضرورت ہی علاوہ ازیں اگر مشاہیر کے حالات کے اختتام پر پافٹ نوٹ ہیں ان کتابوں کا حوالہ دیدیا جائے جن سے وہ حالات اخذ کیے گئے ہیں تو کتاب زیادہ مفید ہو سکتی ہی اس سے ان لوگوں کو بہت مدد مل سکتی ہی جو واقعات زیادہ تفصیل سے معلوم کرنے کے متلاشی ہیں طبع اول میں کچھ غلطیاں پائی جاتی ہیں جن کو مولف صاحب جلد سے جلد دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بااین ہمہ کتاب کی ترتیب تازہ ترین طریقہ پر کی گئی ہی۔ جو نقائص اردو فارسی اور عربی کی پرانی کتابوں کی طباعت میں پائے جاتے ہیں ان سے یہ کتاب بالکل مبرا ہی۔

کاغذ عمدہ اور چھاپہ نہایت پاکیزہ ہی۔ جلد مضبوط اور نفیس باندھی گئی ہی۔ بااینہمہ قیمت اس قدر کم ہی کہ ہر معمولی حیثیت کا شخص اپنی لائبریری کو قاموس المشاہیر سے مزین رکھ سکتا ہی۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۶ء

ماخوذ از روزانہ ہمدم لکھنؤ مطبوعہ ۲۲ مئی ۱۹۲۶ء

یہ کتاب مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی بدایونی مدیر ذوالقرنین بدایوں کی سالہا سال کی محنت کا نتیجہ ہی۔ اس میں مشاہیر عرب ایران و ترکستان و ہندوستان وغیرہ کے خصوصاً جن کو تاریخ اسلام سے تعلق ہی مختصر حالات بہ ترتیب حروف تہجی ترتیب دیئے گئے ہیں، جو دو جلدوں پر مشتمل ہیں دونوں جلدوں میں پانچ چھ ہزار مشاہیر کے نام کا تخمینہ کیا جاتا ہی، اردو زبان میں یہ کتاب اپنی قسم کی سب سے پہلی کتاب ہی، بادشاہ نواب، راجہ، وزیر، جرنیل مصنفین مشایخ، علما، شعرا، وغیرہ کے حالات جن کا تعلق مشرق سے رہا ہی اس کتاب میں درج ہیں، نہ صرف زمانہ قدیم بلکہ مشاہیر حال کے نام بھی اسمیں موجود ہیں، بطور ایک معلومات کی کتاب کے اس کو کتب قانون میں جگہ دی جا سکتی ہی اور مدارس دینیہ اور ہندوستانی اسکولوں کی لائبریریوں میں رکھنے کے قابل ہی اس وقت تک صرف پہلی جلد ردیف دس آنک شایع ہوئی ہی اس پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہی کہ بعض بعض مشاہیر کے حالات پر نظر ثانی کی ضرورت ہی کیونکہ اس میں ضرورت سے زیادہ اختصار کیا گیا ہی، اگرچہ عام طور پر سن ہجری کی مطابقت عیسوی کے ساتھ کی گئی ہی لیکن بعض جگہ متروک ہی۔

مثلاً صفحہ نمبر ۱۱ پر حضرت آل احمدؒ کے حال میں سن عیسوی نظر انداز ہوگیا ہی۔ بعض بعض جگہ کتابت کی غلطیاں بھی ہوگئی ہیں، مثلاً صفحہ ۱۵ پر براہیم خاں فتح جنگ کے حال میں ۱۹۳۳ء غالباً ۱۶۲۳ء کی بجائے چھپ گیا ہی، بعض حالات کے لکھنے میں ضرورت سے زیادہ فیاضی سے کام لیا گیا ہی مثلاً خلفائے بغداد کے حالات پر بہت زیادہ صفحات صرف کیے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں خاص خاص مشہور خلفاء کے حالات لکھنے کافی ہوتے اور برائے نام خلفا کا جدول میں ذکر دیا جاتا۔

بہرحال کتاب بحیثیت مجموعی اس قابل ہی کہ اردو داں طبقہ میں اس کی قدر کی جائے ہمیں معلوم ہوا ہی کہ بعض صوبجات کی مجالس نصاب نے اس کو انعام اور کتب خانہ کے لئے منظور کر لیا ہی، دوسرا حصہ بھی عنقریب شایع ہونے والا ہی اگر اس کے ساتھ مولف صاحب ایک فہرست اغلاط جلد اول کی بطور صحت نامہ کے شایع کر دیں تو نہایت مفید ہو،

لکھائی چھپائی دیدہ زیب، کاغذ سفید، بیز سائز ۲۲×۲۹/۸ مجلد حجم دونوں جلدوں کا ایک ہزار صفحات کے قریب ہوگا قیمت ہر دو حصہ للعہ علیحدہ علیحدہ حصہ خرید کرنے پر سے فی جلد۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۶ء

از آنریبل جسٹس ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان صاحب ایم۔اے ایل۔ایل۔ڈی بیرسٹر ایٹ لا جج ہائیکورٹ الہ آباد

زبان اردو میں آج تک کوئی ایسی جامع اور مانع کتاب نہ تھی جس سے مشاہیر سلف کے حالات کا علم ہو سکتا اُردو ادب میں اکثر اوقات قدما کے نام آجاتے ہیں۔ پڑھنے والوں کو اُن کے حالات دریافت کرنے سے مجبوری تھی اور لطف مضمون سے محروم رہنا پڑتا تھا۔ اب اس بڑی کمی کو کتاب قاموس المشاہیر پوری کرتی ہے۔ اُردو کے مشہور انشاپرداز مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی بدایونی نے کمال محنت و مشقت سے اس قابل قدر کتاب کو مرتب کیا ہی جو اپنی خوبی میں یکتا ہی۔ زمانہ قدیم و حال کے مشہور اکابر کی مختصر سوانح عمریاں اس کتاب میں لغت وار جمع کی گئی ہیں جو نہایت مفید اور کار آمد ثابت ہونگی۔ میں مولانا نظامی کو مبارکباد دیتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ اس جانفشانی کا اجر مولانا موصوف کو مقبولیت کتاب سے حاصل ہوگا۔

۱۸ دسمبر ۱۹۲۴ء

از مولوی محمد ابو الحسن صاحب صدیقی بدایونی ریٹائرڈ چیف جج حیدرآباد دکن

افسر سلطان گل پیدا شد از طرف چمن

مقدمش یارب مبارکباد با سرو و سمن

باغ جہاں میں ایک تازہ بہار آئی اور اُردو ادبیات میں ایک تازہ گل کھلا یعنی **قاموس المشاہیر** دو جلدوں میں شایع ہو گیا جس کا اس ملک کے علمی اور ادبی حلقوں میں مدت سے انتظار تھا۔ یہ لاجواب کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہی کیونکہ اُردو زبان میں اب تک اس قسم کی کوئی کتاب نہ تھی جس سے مشاہیر گزشتہ و حال کا حال معلوم ہو سکے اس میں جملہ مشاہیر کی مختصر سوانح عمریاں بلا قید نسل و مذہب نہایت بے تعصبی سے درج کی گئی ہیں اختصار اور بلاغت بدرجہ اتم کام میں لائے گئے ہیں۔ دریا کو کوزہ میں سما دیا ہی ورنہ **قاموس** ایک بحر نا پیدا کنار تھا۔ چھ ہزار اشخاص کا ترجمہ یا تذکرہ دو جلدوں میں غیر ممکن معلوم ہوتا تھا یہ تالیف مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی بدایونی کی دس بارہ سال کی ان تھک سعی و کوشش کا نتیجہ ہی۔ خدا تعالےٰ اُن کی اس سعی کو مشکور فرمائے۔ اس کتاب میں مولوی صاحب موصوف نے یہ جدت فرمائی ہی کہ ہر سنہ ہجری کا تطابق سنہ عیسوی سے کر دیا ہی۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس میں کس قدر محنت شاقہ اُٹھانی پڑی ہوگی۔ ناموں کا ردیف وار ڈکشنری یا لغت کی کتاب کے طور پر جمع کرنا بھی آسان کام نہ تھا بعض مسلمان ناموں میں محمدؐ کا لفظ شروع میں تیمناً و تبرکاً لگا لیتے ہیں اس لئے وہ نام اصلی ردیف کے لحاظ سے لکھکر یہ مبارک لفظ (محمدؐ) اُس کے شروع میں اضافہ کر دیا گیا ہی۔ اس سے نئے آدمی کو وہ نام دیکھ کر یہ شبہ ہو سکتا ہی کہ یہ میم کی ردیف ہی لیکن اس اصول کے

سمجھنے کے بعد کوئی دقت نہیں رہے گی۔ چونکہ یہ کتاب اس فن کی پہلی کتاب اُردو زبان میں ہی یقین ہی کہ مقبول عام ہوگی۔ ہر کتب خانے اور ہر پڑھے لکھے آدمی کے گھر میں اس کے رہنے کی ضرورت ہی۔

قاموس میں ایک نام کی کمی رہ گئی ہی یعنی خود مولف نے اپنا نام (غالباً براہ انکسار) درج نہیں کیا ورنہ اُن کے کارنامے تالیف وطباعت کے حلقہ میں کچھ کم نہ تھے۔

اس موقع پر میں مولف کتاب کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اُنھوں نے اس گمنام کو بھی شہرت دوام کے اس مرقع میں جگہ دی ہی۔ یہ محض اُن کی عنایت و مہربانی ہی۔

اس کتاب کے متعلق ایک غلطنامہ بھی ہی۔ اس غلطنامہ کی ضرورت بھی تھی۔ کتاب کے خوشنما چہرہ پر ایک خال سیاہ کی ضرورت تھی۔ اُس کو نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لیے غلطنامہ کے تعویذ کا آویزاں کرنا ضروری تھا ؎

بے خار گل نباشد و بے نیش نوش ہم
تدبیر چیست وضع جہاں ایں چنیں فتاد

المرقوم ۰، نومبر ۱۹۲۶ء

---

second volume of the elegies of Meer Babar Ali, better known by his poetical pen- name of Anees, who is justly regarded as perhaps the greatest master of elegiac poetry in Urdu. DEWAN JAN SAHEB is a handy edition of the poetical works of Meer Yar Ali, whose verses enjoy high reputation for being composed in every-day colloquialisms. The third volume is a collection of the letters of the late Sir Syed Ahmad K. C. S. I. It has been carefully edited by Mr. Ross Masood, the grandson of Sir Syed, who himself is a great scholar and has made notable contributions to the popularization of Urdu literature.

The original work (قاموس المشاهیر) *of which the first volume, is out, is a biographical dictionary of the world's celebrities. It is the first work of its kind in the language and deserves appreciation. We shall review it at some length when it is completed.*

COPY OF CIRCULAR LETTER

No. G-29 Of 1926—27.

FROM, A. H. MACKENZIE, ESQR., M. A., B. Sc., M. L. C.
DIRECTOR OF PUBLIC INSTRUCTION, UNITED PROVINCES.

Dated 4th August, 1926.

Sir

I have the honour to commend the first volume of "Qamusul Mashahir" (an Urdu biographical dictionary) to your notice as a book which should prove of value for reference in the libraries of educational institutions. It contains short biographies in Urdu of nearly two thousand important and notable personages of the East, particularly of India, who have made a reputation in the world of literature, art or politics. The provincial Text-Book Committee has approved of the book for use in the libraries of educational institutions. The book will be complete in two volumes. Volume II. is in preparation.

The price of each volume of the book is Rs. 6 excluding postage. It can be had of the Manager, Nizami Press, Budaun (United Provinces),

I looked over your Qamusul Mashahir with much interest. As you say it is the first book of its kind and you deserve every credit for bringing it out. Please send me the 2nd volume as soon as it is ready. In future editions I hope you may be able to correct some of the errors.

(Sd) ABDULLAH YUSUF ALI.
M. A. (Cantab)
(Bar at Law)
I. C. S. Retired.

VII.

Qamusul Mashahir——The valuable compilation is really the outcome of the patient labour. It is the first biographical dictionary in our Urdu language. It gives an account of the rulers, administrators, generals and other famous persons of the East. One of the special features of the book is that the lives of distinguished personages of the present day have also been given. In short, it is a useful book of reference and may be recommended for the libraries of the middle normal and A. V. Schools. There are some defects which can easily be removed in the next edition.

(Sd) ABUL HASAN.
B. A., I. E. S.
Inspector of Schools, U. P.

Jhansi.
8. 7. 1925.

THE HINDUSTAN REVIEW ON THE PUBLICATIONS.

OF

NIZAMI PRESS, BUDAUN.

INCLUDING

QAMUSUL MASHAHIR.

VIII.

We have on previous occasions brought to the notice of the readers of the *Hindustan Review*, the exceedingly useful work which is being done by the Nizami Press, Budaun (in the United Provinces) by their publications of reprints of Urdu classics and also original works of scholarship. Of the four books in our list recently issued by Nizami Press, three are reprints and one an original work. Of the former we especially welcome the

I consider it a most useful publication and one which should be given a place in the libraries of the secondary schools in the Urdu-speaking provinces of India.

I hope very soon to place a large order with Maulvi Nizamuddin Husain Sahab so as to enable the schools of these Dominions to have a copy of this book in their libraries.

Hyderabad-Deccon.
22nd January, 1925.

(Sd) MASOOD JUNG, B. A. (Oxon)
Director of Public Instruction,
His Exalted Highness the
Nizam's Government.

IV.

Maulvi Nizamuddin Husain Sahab, Editor of the Zulqarnain, 'has compiled this book "Qamusul Mashahir" a Biographical Dictionary in Urdu. So far as I am aware it is first of its kind in this language and therefore deserves every appreciation. Maulvi Nizamuddin has rendered a service to Urdu literature and has added to our means of information and knowledge. Such book should find a place in all school libraries.

(Sd) AFTAB AHMAD. B. A. (Cantab)

Aligarh.
28th January, 19y2.

Vice-Chancellor,
Muslim University,
Aligarh.

V.

Maulvi Nizamuddin Husain Sahab of Budaun is to be congratulated on that great service which he has done to the Urdu language by preparing a biographical dictionary which so far as I am aware has no parallel in Urdu. This unique compilation is bound to prove very useful as it furnished short biographies of eminent men who have made a mark in history. Maulvi Nizami Sahab has taken great pains over the work, and his labours deserve to be highly appreciated by the public.

(Sd) S. M. SULAIMAN.

Allahabad.
8td February, 1925.

M. A. LL. D.
Judege, High Court,
Allahabad.

VI.

Extract from a letter dated 18. 6. 1925. from Abdulla Yusuf Ali Esq., to the address of the author of Qamusul Mashair.

OPINIONS ON QAMUSUL MASHAHIR

(APPROVED BY THE TEXT BOOK COMMITTEES OF THE UNITED PROVINCES, C. P. MADRAS. MYSORE, HYDERABAD DECCAN. & BOMBAY EDUCATION DEPARTMENTS.)

I.

I found Qamusul Mashahir to be very well planned and excellently printed and got up. The author seems to have consulted good many books on the subject and the biographies are interestingly written. It is a most interesting enterprise in Urdu and I wish him every success in his endeavour.

Allahabad. (Sd) SHAFAAT AHMAD KHAN,
9th September, 1924. Litt. D., M. L. C.

II.

Qamusul Mashahir is a new and laudable enterprise in the Urdu literature. It contains about 6000 names in its two volumes. It is a very great improvement on Beale's Oriental Biographical Dictonary which has become somewhat out of date. The author Maulvi Nizamuddin Husain, Nizami of the Budaun Zulqarnain Press. is to be congratulated on his most successful attempt to supply a long-felt and real need, for which he deserves the best thanks of the educated public of this country. The book should be utilized with advantage by all the libraries in India and I am confident that it will receive a fullest patronage of the Government.

Budaun. (Sd) K. B. FASIH UDDIN,
2nd January, 1925. B. A., M. L. C.

III.

The Qamusul Mashahir, which has been compiled by Maulvi Nizamuddin Husain Sahab, Nizami, is in my opinion, the first biographical dictionary in the Urdu language.

احید الدین لیتھو گرافر سند یافتہ لندن

PRINTED BY AHID UDDIN
F. R. S. A.
AT THE NIZAMI PRESS
BUDAUN. U. P.

مطبع نظامی بدایوں میں طبع ہوئی